« یوسف و زلیخا »

جامی

آصف بیگ فیضی سنه ۱۹۱۶ء

Incongruities in the Story:-

I P. 54 l. 4 — How can a girl of 7 have all such sentiments & idea of love?

P. 127 { The summoning of wolves by Joseph & also the showing of an untorn garment by the brothers. Were they such fools?

Pages 1 - 138

شگرف = nice, beautiful wonder.

(سنجرف) or شنگرف = vermillion, red juice of a tree - cinnabar or red sulphide of mercury.

3

Arif Baig Jaffer
St. Xavier's College
Inter. Arts
June 1916
Bombay

یوسف زلیخا

It is a مثنوی composed in ہزج metre.

Each line is 3-footed. (فاعلاتن فاعلاتن فاعلات)

I II

∪ — — — | ∪ — — — | ∪ — — |

The 3 Characteristics of Persian Poetry :-

1) Exquisite Exaggeration
2) Ambiguity
3) Artificiality

مقله P.5 (l. 11) زانوی خوزنی

مثالهای اضافتِ اقترانی -

۱) مغنیِ فلک عشرت ساز کردند - P. 90

۲) چو باشد سوی شمعش روی امید - P. 101

۳) پی آسودگانِ هودج ناز - P. 97

۴) بزانوی ادب پیشش نشستند - P. 102

Examples of poetic licence (for the sake of metre)

1) P. 23, l. 12 — بمیز برای میز (Double ى)

2) P. 53, l. 7 — مُوذِن برای مُؤَذِّن (تشدید dropped)

ویتم نعمتہ علیک وعلیٰ آل یعقوب

نسخہ صحیحہ زلیخا مترجم

مترجمہ

منشی بالکرام صاحب گہر لکھنوی

حسب فرمائش

اخی المعظم برادر مکرم جناب حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ نمبر ۱۶

از اہتمام

کمترین محمد فخر الدین بن حاجی محمد یعقوب مبرور مالک و مہتمم مطبع باہ اگست ۱۹۱۱ء

مطبع فخر المطابع لکھنؤ محلہ وکٹوریہ گنج طبع گردید

رجسٹری شدہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش اخی المعظم جناب حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ نمبر ۱۶

صحیح البخاری

از اہتمام کمترین انام راجی رحمۃ ارحم الراحمین محمد فخر الدین مالک مطبع

مطبع فخر المطابع واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہون خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٰہی غنچہ امید بکشاے

اے خدا غنچی امید کی کھول یعنی شگفتہ کر

بخندان از لب آن غنچہ باغم

ہنسا یعنی کھلا اُس کلی کے ہونٹھ سے باغ میرا

درین محنت سرای بی مواسا

اس رنج کے گھر نہ غمخواری کرنیوالے یعنی دنیا مین

ضمیرم را سپاس اندیشہ گردان

دل میرے کو شکر کا خیال کرنیوالا کر

ز تقویم خرد بہروزیم بخش

عقل کی جنتری سے بہتری مجھکو عنایت کر

دلی دادی ز گوہر گنج بر گنج

جیسا دل دیا تو نے موتیون سے خزانہ اوپر خزانہ کے یعنی بھرا ہوا

کشادی نافہ طبع مرا ناف

کھولی تو نے میری طبیعت کے نافہ کی ناف یعنی جودت دی

گلی از روضہ جاوید بنماے

ایک پھول ہمیشگی کے باغ سے دکھا

وزین گل عطر پرور کن دماغم

اور اس پھول سے خوشبودار کر دماغ میرا

بہ نعمتہای خویشم کن شناسا

اپنی نعمتون سے مجکو پہچاننے والا یعنی خبردار کر

زبانم را ستایش پیشہ گردان

میری زبان کو تعریف پیشہ یعنی تعریف کرنیوالی کر

بر اقلیم سخن فیروزیم بخش

بارات یعنی شاعری کے ملک پر فتحمندی مجکو عنایت کر

ز گنج دل زبان را کن گہر سنج

دل کے خزانے سے زبان کو موتی تولنے والی یعنی گویا کر

معطر کن ز مشکم قاف تا قاف

خوشبودار کر مشک یعنی کلام میرے سے تمام جہان کر

قوله گلی از روضہ جاوید بنماے — روضہ جاوید یعنی باغ ہمیشگی مراد ہے باقیات صالحات یعنی نیکیان — اور بعضون کے نزدیک ذات خدا ہے ۱۲ ... یعنی غمخواری کرنا ۱۲ ... یعنی میرے دل کو ہمیشہ اپنی نعمتون کے شکر مین مصروف کر ۱۲

prefatory

زشعرم خامه را شکر زبان کن
میرے اشعار سے قلم کو میٹھی باتین کرنیوالا کر
سخن را خود سرانجامی نمانده است
شاعری کا خود کوئی انجام کار یعنی نتیجہ نہین رہا ہے
درین خمخانهٔ شیرین فسانه
اس شرابخانے میٹھی کہانی یعنی دنیا مین
حریفان باده ها خوردند و رفتند
ہم پیشہ یعنی اگلے شاعر شرابین پیکر چلے گئے یعنی خوب کہہ گئے
نه بینم تخته ز بن بزم خامی
نہین دیکھتا ہون کسی پکے یعنی شاعر کو اس ناقص مجلس یعنی دنیا مین
چو رفت از دست خم و جام ساقی
جب گیا ساقی کے ہاتھ سے مٹکا اور پیالہ
بیا جامی رها کن شرمساری
آؤ جامی چھوڑ شرمندگی

زعطرم نامه را عنبر فشان کن
عطر یعنی کلام میرے سے کتاب کو عنبر چھڑکنیوالی یعنی مشہور کر
وزان نامه بجز نامی نمانده است
اور ان کتابون یعنی پرانی شاعری سے سوا نام کے نہ رہا ہے
نیابم صدای زان ترانه
نہین پاتا ہون مین کوئی اس راگ یعنی اگلی شاعری سے
تهی خمخانه ها کردند و رفتند
شرابخانے خالی کئے اور گئے یعنی کچھ کہنے کو نہین چھوڑ گئے
که باشد بر کفش زان باده جامی
کہ ہو اسکے ہاتھ مین اس شراب یعنی اگلی شاعری سے کوئی پیالہ
بما جز غم نمانده هیچ باقی
ہمارے پاس سوا غم کے کچھ باقی نہ رہا
ز صاف و درد پیش ار انچه داری
صاف اور تلچھٹ سے جو کچھ رکھتا ہے سامنے لا یعنی کہہ

افتتاح نامه بنام نامی یگانه

کھولنا یعنی شروع کتاب کا ساتھ نام نامور یگانہ یعنی خدا کے

بنام آنکه نامش حرز جانهاست
شروع اسکے نام سے کہ نام اسکا تعویذ ہر ایک جان کا ہے
زبان در کام کام از نام او یافت
زبان نے تالو مین مقصد اسکے نام سے پایا
خرد راز و نموده دمبدم روی
عقل کو دکھایا اس سے منہ لحظہ لحظہ
پی آن موزبان را شانه کرده
واسطے اس بال کے زبان کو کنگھی کیا یعنی بنائی

ثنا لیش جوهر تیغ زبانهاست
تعریف اسکی زبانون کی تلوار کا جوہر ہے
نم از سرچشمهٔ انعام او یافت
تری اسکے سرچشمہ یعنی دریائے انعام سے پائی
هزاران نکته باریک چون موی
ہزارون باریکیون بال کی طرح باریک نے
زدند ان شانه را دندانه کرده
دانتون سے کنگھی کے دانت کیے یعنی بنائے

تعالی اللہ زہے قیوم ودانا

برتر ہے خدا کیا خوب قائم رہنے والا اور جاننے والا

فلک را انجمن افروز انجم

ستارون سے آسمان کی محفل روشن کرنیوالا

مرتب ساز سقف چرخ دائر

بنانے والا گردش کرنیوالے آسمان کی چھت کا

بناف غنچہ گل را نافہ پیوند

کلی کی ناف مین پھول کا نافہ لگانے والا

قصب باف عروس نوبہاری

قصب بنانیوالا دلہن نوبہار کا یعنی سبزے کا پیدا کرنیوالا

بلندی بخش ہر ہمت بلندی

بلندی بخشنے والا ہر ایک بلند حوصلہ کا

گناہ آمرز رندان قدح خوار

گناہ بخشنے والا شرابخوار رندون کا

انیس خلوت شب زندہ داران

غمخوار رات کے جاگنے والون کی تنہائی کا

ز بحر لطف او ابر بہاری

اسکی مہربانی کے دریا سے بدلی بہار کی

ز کان جود او باد خزانے

کان بخشش اسکی سے ہوا پت جھاڑ کی

ز شکرش پر شکر کام شکرفان

اسکے شکر سے نیکون کے تالو شکر بھرے ہوے

وجودش آن فروزان آفتابست

ذات اسکی وہ روشن آفتاب ہے

گر از خورشید ومہ دارد نہان روی

جو سورج اور چاند سے منہ پوشیدہ رکھے

توانائے دہِ ہر ناتوانا

طاقت دینے والا ہر ایک کمزور کا

زمین را زیب انجم دہ بمردم

زمین کو آدمیون سے ستارون کی زیبایش دینے والا

فراز چار دیوار عناصر

عنصرون کی چار دیواری پر

ز گل بر شاہد گلبن حلی بند

شاخ کے معشوق پر پھول سے زیور پہنانے والا

قیام آموز سرو جویباری

نہر کے کنارے کے سرو پھول سے کھڑا کرنیوالا

بہ پستی افگن ہر خود پسندی

پستی مین ڈالنے والا ہر ایک خود پسند کرنیوالے کا

بطاعت گیر پیران ریاکار

مکار بڈھون کا بندگی پر پکڑنیوالا یعنی مواخذہ کرنیوالا

رفیق روز در محنت گذاران

دوست محنت مین دن کاٹنے والون مین اہل دنیا کا

کند خار وسمن را آبداری

آبداری کرتی پہنچتی ہے کانٹون اور چنبیلی کو

کند فرش چمن را زرفشانی

باغ کے فرش پر زرفشانی کرتی ہے یعنی زرد پتے گراتی ہے

ز قہرش زہر عیش تلخ حرفان

اسکے غصے سے زہر عیش کڑوی بات کرنیوالے یعنی ناشکرون کا

کہ ذرہ ذرہ از وی نوریابست

کہ ہر ایک ذرہ اس سے روشنی پانے والا ہے

فتد در عرصۂ نابود شان گوی

پڑے نیستی کے میدان مین گیند ان کا

بما زان منت هستی نه آید

همپر اس سبب سے احسان هستی کا رکھنے والا آیا

ز بام آسمان تا مرکز خاک

آسمان کے کوٹھے سے تہ خاک تک

فرود آیند یا بالا شتابند

نیچے آدین یا اوپر کو دوڑین

ز بیچونیش چون و چند هاست

بے مانند ہونے اسکے سے ایسا اور اسقدر ہے

مبرا ذاتش از چونی و چندے

پاک ذات اسکی ہر ایک چون و چرا سے

خرد در ذات او آشفته رائی

عقل اسکی ذات مین ایک پریشان عقل

اگر نه نهد ز لطف خود قدم پیش

جو اپنی مہربانی سے قدم آگے نه بڑھاوے

چو خیزد صدمت صیت جلالش

جو اٹھے صدمہ اسکے جلال کے آوازے کا

ملک شرمنده از نادانی خویش

فرشتے شرمنده اپنی نادانی سے

بهان بهتر که ما مشتی هوسناک

وہی بہتر کہ ہم ایک مٹھی بلہوس یعنی تھوڑے لوگ

ز بود خود فراموشے گزینیم

اپنی هستی سے فراموشی اختیار کرین ہم

که هست و نیست را هستی ده آمد

که هست اور نیست کو هستی دینے والا آیا

ق

اگر صد ره بپایی وهم و ادراک

اگر سو بار برابر خیال اور دریافت کے

ز حکمش ذره بیرون ننا بند

اسکے حکم سے ایک ذرے کو باہر نه پاوین

بلندان با علوی قدر او پست

که بڑے بڑے اسکے مرتبے کی بلندی سے نیچے هین

منزه تر ز پستی و بلندے

پاک زیاده ہر ایک پست اور بلند سے

طلب در راه او بیدست و پائی

خواہش اسکی راه مین ایک اپاہج

شود دز دوری ما دمبدم بیش

هکو ہر دم اس سے دوری زیاده ہو

ق

بود در بارگاه لایزالش

ہوں اسکی نه زوال ہار ہونے والی بارگاه مین

فلک حیران ز سرگردانی خویش

آسمان حیران اپنی پریشانی سے

کنیم آئینه از زنگ هوس پاک

ہوس کے مورچے سے اپنے آئینے یعنی دلکو صاف کرین

پس زانوی خاموشی نشینیم

خاموشی کے زانو کے پیچھے بیٹھین ہم

ترتیب دلائل واجب تعالی نمودن و ترغیب تامل دران فرمودن

آراستگی دلیلون هستی واجب ہونے خدا برتر کی اور خواہش غور سے اس مین کرنے کی

دلا تا کے درین کاخ مجازی
کب تک اے دل اس اندھیرے گھر ظاہری یعنی دنیا مین

کنی مانند طفلان خاکبازی
لڑکون کی طرح مٹی کھیلے گا تو

تو ئی آن دست پرور مرغ گستاخ
تو وہی ہاتھ یعنی دست قدرت کا پالا ہوا مرغ گستاخ ہے

کہ بودت آشیان بیرون ازین کاخ
کہ تیرا گھونسلا باہر اس محل یعنی دنیا سے تھا

چرا زان آشیان بیگانہ گشتے
کیون اس گھونسلے سے غیر یعنی جدا ہوا تو

چو دونان چغد این ویرانہ گشتے
کمینون کی طرح اس ویرانے کا الو ہوا تھا

بیفشان بال و پر ز آمیزش خاک
جھاڑ بازو اور پر آلودگی خاک یعنی تعلق دنیا سے

بپر تا کنگر ایوان افلاک
اڑ کنگورے محل آسمان یعنی عالم الملکوت تک

ببین در رقص ازرق طیلسانان
دیکھ ناچ یعنی گردش مین نیلگون چادر والون یعنی ستارون کو

ردای نور بر عالم فشانان
چادر نور کی جہان پر جھاڑنے والے

ہمہ دور شبا روزی گرفتہ
سب نے گردش رات دن کی اختیار کی

بمقصد راہ فیروزی گرفتہ
طرف مقصد کے راہ فتحمندی کی لی یعنی حاصل کی

ولی ہر یک چو گوی از جنبش خاص
اور لیکن ہر ایک گیند کی طرح حرکت خاص یعنی ارادہ الٰہی سے

بچوگان ارادت گشتہ رقاص
ارادے کے چوگان سے ہوئے رقص کرنیوالے

یکی از غرب رو در شرق کردہ
ایک نے پچھم سے منہ پورب مین کیا یعنی چاند نے

یکی در غرب کشتی غرق کردہ
ایک نے پچھم مین ناؤ ڈبوئی یعنی آفتاب نے

شدہ گرم از یکی ہنگامۂ روز
ہوا گرم ایک یعنی سورج سے بازار دن کا

یکی شب را شدہ ہنگامہ افروز
ایک یعنی چاند ہوا رات کی محفل روشن کرنیوالا

یکی حرف سعادت نقش بستہ
ایک یعنی مشتری و زہرہ و عطارد نے نیکبختی کا نقش باندھا

یکی سر رشتۂ دولت گسستہ
ایک یعنی زحل و مریخ نے سر رشتہ دولت کا توڑا

چنان گرم اندر منزل بریدن
ایسے تیز ہین منزل کاٹنے یعنی راہ طے کرنے مین

کزین جنبش ندارند آرمیدن
کہ اس حرکت سے نہین رکھتے ہین آرام کرنا

ز رنج راہ شان فرسودگے نہ
راہ کی تکلیف سے ان کو تھکائی نہین

میان را درد و پا را سودگے نہ
کمر کو درد اور پاؤن کو ماندگی نہین

چہ داند کس کہ چندین در چہ کارند
کوئی کیا جانے کہ یہ اتنے کس کام مین ہین

ہمہ تن رو شدہ رو در کہ آرند
تمام بدن منہ ہو کر کس کو دیکھتے ہین

بهر دم تازه نقشی مے نماید
هر دم ایک نئی صورت دکھاتے هین

عنان تا کی بدست شک سپاری
باگ کبتک شک کے هاتھ مین رکھیگا یعنی توهم مین پڑا رهیگا

خلیل آسا در ملک یقین زن
خلیل الله کیطرح دروازه ملک یقین کا مار یعنی کھٹکاؤ

گم هر وهم وترک هر شکے کن
کھو هر وسواس اور چھوڑ هر شک کو

یکی بین ویکی دان ویکی گوے
ایک دیکھ اور ایک جان اور ایک هی کهه

زهر ذره بدو روی وراهی ست
هر ذره کو اسکی طرف رو اور راه یعنی لگاؤ هے

بود نقش دل هر هوشمندے
هے نقش هر عقلمند کے دل پر یعنی هر ایک جانتا هے

به لوحی گر هزاران نقش پیداست
ایک تختی مین اگر هزارون نقش ظاهر یعنی حرف لکھے هین

درین ویرانه نتوان یافت خشتے
اس کھنڈر مین ایسی کوئی اینٹ نهین مل سکتی

نخشت از کلک انگشتان نوشتست
اینٹون پر انگلیون کے قلم سے لکھا هے

زلوح خشت چون این حرف خوانی
اینٹ کی تختی سے جو یه حرف پڑھے یعنی سمجھے تو

بعالم این همه مصنوع ظاهر
جهان مین جب یه سب کاریگریان ظاهر هین

چو دیدی کار رو در کارگر آر
جب کام دیکھا منه طرف کاریگر کے لا یعنی متوجه هو

ولیکن نقشبندی را نشاید
لیکن نقشبندی کے لائق نهین هین

بهر یک روی هذا ربی آری
هر ایک سے طرف اپنے خدا کے منه لا یعنی متوجه هو

نوائے لا احب الآفلین زن
نعره مار نهین دوست رکھتا هون مین نیست هونیوالونکو

رخ وجهت وجهی در یکے کن
منه توجه کرتا هون مین تیری منه کیطرف ایک عدد ایکطرف کو

یکے خواه ویکے خوان ویکی جوے
ایک هی کو چاه اور ایک هی مان اور ایک هی کو ڈھونڈھ

بر اثبات وجود او گواهی ست
اسکی ذات کے قائم رهنے پر هر ایک گواه هے

که باشد نقش را نقشبندے
که هر نقش کا کوئی نقاش ضرور هوتا هے

نیاید بی قلم زن یک الف راست
مگر بے لکھنے والے کے ایک الف بھی سیدھا نهین هو سکتا

برون از قالب نیکو سرشتے
جو اس نیک پیدا کرنیوالیکے سانچے سے باهر یعنی خدا نے بنائی

که آنرا دست دانائی سرشتست
که انکو کسی دانا کے هاتھ نے بنایا هے

زحال خشت زن غافل نمانی
اینٹ بنانیوالے یعنی خدا کی قدرت سے غافل نرهے تو

بصانع چون نه مشغول خاطر
کسطرف کاریگر یعنی خداکیطرف دل سے کیون مشغول نهین هو

قیاس کارگر از کار بردار
اندازه کاریگر کا کام سے اٹھا یعنی کر

دم آخر کزان کس راگذر نیست
مرنے کے وقت کہ اس سے کسیکو چارہ نہین ہے

سرو کار تو جز با رگر نیست
سوا کاریگر یعنے بنانیوالے کے تجکو اور سے سروکار نہین ہی

بدو آر از ہمہ روی ارادت
اسکی طرف سبکی طرف سے منہ اعتقاد کا کر

وزو جو ختم کارت بر سعادت
اسی سے اپنے انجام کار کو نیکبختی پر طلب کر

دست داشتن مناجات باستیاری ارباب حاجات

اہل حاجت کی مدد سے نجات چاہنے کے واسطے ہاتھ اٹھانا یعنی دعا مانگنا

خداوندا ز ہستی سادہ بودیم
اے خدا ہستی سے آزاد تھے ہم

زبیم نیستی آزادہ بودیم
نیستی کے خوف سے بیفکر تھے ہم

نخست از نیست ما را ہست کردی
پہلے نیست سے ہست یعنی تو نے ہمکو پیدا کیا

بقید آب و گل پابست کردی
پانی اور مٹی یعنی عناصر کی قید سے قائم کیا تو نے

ز ضعف و ناتوانی رہاندی
کمزوری اور بے طاقتی سے چھڑایا تو نے

ز نادانی بدانائی رساندی
بے عقلی سے عقلمندی پر پہونچایا تو نے

فرستادی بما روشن کتابے
ہمارے واسطے ایک روشن کتاب یعنی قرآن بھیجا تو نے

با مرو نہی فرمودی خطابے
اجازت اور ممانعت سے خطاب فرمایا یعنی آگاہ کیا

میان نیک و بد تخلیط کردیم
نیک اور بد مین آمیزش کی یعنی ملایا ہم نے

گہی افراط و گہہ تفریط کردیم
کبھی زیادتی اور کبھی کمی کی ہم نے

رہ فرمودنہا کم سپردیم
فرمائی ہوئی راہین کم چلے یعنی پابندی شرع کم کی ہمنے

بنا فرمودنہا پا فشردیم
منع کیے ہوے پر قدم گاڑا یعنی برابر خلاف شرع کرتے رہے

تو نگذشتی ز دستور عنایت
تو نہ گزرا اپنی مہربانی کے قاعدے سے

نہ پوشیدے ز ما نور ہدایت
نہ پوشیدہ کیا تو نے ہمسے نور رہنمائی کا یعنی رسول کو بھیجا

بدان نور از تو گیرم پوشش نیست
اس نور سے فرض کیا مین نے مجھے پوشیدگی نہین ہے

چہ حاصل زانکہ از ما کوششی نیست
کیا فائدہ اس سے جب ہماری طرف سے کچھ کوشش نہین ہے

ز نا کوشیدن خود در خروشیم
اپنے نہ کوشش کرنے سے چلا رہے ہین ہم

بدہ توفیق کوشش تا بکوشیم
دے توفیق کوشش کی کہ کوشش کرین ہم

چو دانا ہمچو نادان گشت غرقست
جب عقلمند مثل بے وقوفون کے ڈوب رہا ہے

زدانش تا بنادانی چہ فرقست
دانائی سے نادانی تک کیا فرق رہا ہے

ز دستانہای نفس ناخوش آہنگ
نفس بد ارادے کے مکرون سے

مکن بر ما رہ حسن عمل تنگ
مت کر ہم پر راہ نیک کامون کی تنگ یعنی بند

درآن تنگی کہ ما باشیم و آہی
اُس تنگی یعنی گور مین کہ ہم ہونگے اور ایک آہ

زرحمت سوی ما بکشای راہی
رحمت سے طرف ہمارے کھول ایک راہ

ازان رہ خوان سوی درگاہ مارا
اس راہ سے بلا اپنی درگاہ کی طرف ہم کو

بایمان بر برون ہمراہ مارا
ایمان سے باہر لیجا ساتھ ہم کو

تخصیص مناجات بناظم بی دستیاری مشارکت و مساہم

خصوصیت مناجات کی طرف نظم کرنے والے کے بے مدد شراکت اور مساہمت کے

من آن مرغم کہ دامم دانۂ تست
مین وہ چڑیا ہون کہ میرا جال تیرا دانہ ہے

فسون وحشتم افسانۂ تست
جادو وحشت میری کا کہانی تیری ہے

تو بی کاسباب ما را ساز کردی
تو وہ ہے کہ اسباب ہمارے بنائے یعنی ہم کو بنایا تو نے

در نعمت بروئیم باز کردی
دروازہ نعمت کا میرے منھ پر کھولا تو نے

کرامت کردی از خدمت پسندی
بخشی تو نے خدمت کے پسند کرنے سے

بتوفیق سجودم سر بلندی
سجدے کی توفیق سے مجھکو سربلندی

براہت سرمہ سا کردی جبینم
اپنی راہ مین گھسی تو نے میری پیشانی

کشیدی سرمہ چشم راہ بینم
کھینچا تو نے یعنی لگایا سرمہ میری راہ دیکھنے والی آنکھ مین

زبانم را بہ ذکر خود گشادی
میری زبان کو اپنے ذکر مین کھولا یعنی گویا کیا تو نے

دلم را ذوق یاد خویش دادی
میرے دل کو مزا اپنی یاد کا دیا تو نے

بہ شیرینی و چربی از زبانم
مٹھائی اور چرپراہٹ سے میری زبان مین

نہادی لقمۂ خوش در دہانم
رکھے تو نے نوالے اچھے میرے منھ مین

نہ بر دندان ازو کوبی رسیدہ
نہ اُس سے دانتون پر کوئی ٹھوکر پہونچی یعنی لگی

نہ از خوردن گلو رنجش کشیدہ
نہ کھانے سے حلق نے تکلیف کھینچی

بشکر آن شکر گفتاریم ده
عوض اس شکر کے شیرین بیانی مجکو دے

بہ بد گفتن زبان من مگردان
برا کہنے مین میری زبان کو حرکت نہ دے

ز کلکم گر جہد حرف خطائے
میرے قلم سے جو کوئی حرف برا نکلے

خط عفوم بران حرف خطا کش
خط معافی کا میرے اس برے حرف پر کھینچ

گیاہے ام وفا پروردہ تو
مین ایک گھاس ہون تیری محبت کی پالی ہوئی

سرم ہست از ہوا ہر سوی مائل
سر یعنی پھننگ میری ہوا سے ہر طرف خم کھانیوالی یعنی ہلتی ہر

گلی کان پای من گیرد بکویت
وہ مٹی کہ لگتی ہے پانون مین میرے تیری گلی مین

چو غنچہ یکدلم گردان درین باغ
کلی کی طرح یکدل کر مجکو اس باغ یعنی دنیا مین

درین رہ حاصلی جز یکدلی نیست
اس راہ مین کوئی فائدہ سوا یکدلی کے نہین ہے

نہ بیند پستہ یک مغز چندان
نہین دیکھتا ہے پستہ ایک مغز کا اس قدر

چو خوشہ پرورد صد دانہ در بر
جو پھلی پالتی ہے سو دانے سینے مین

چو غنچہ یک دل آمد رستہ از خار
جو کلی یک دل آئی بچی کانٹے سے

گناہم گر از حد برون نست
گناہ میرے اگر حد سے باہر ہین

ز تلخی رستہ شیرین کاریم ده
کڑواہٹ سے چھڑا کر مٹھائی مجکو دے

زبان من زیان من مگردان
میری زبان کو سبب میرے نقصان کا مت کر

گزان پیش آیدم چون و چرائے
کہ اس سے میرے آگے کوئی چون و چرا یعنی مواخذہ دے

چو کلکم زان میفگن در کشاکش
شل قلم کے مجکو اس سے کھینچا کھینچی مین مت ڈال

ز آب و گل برون آوردہ تو
پانی اور مٹی سے باہر لائی ہوئی تیری

ولے پایم بکوی تست در گل
اور لیکن پانون میرا تیری گلی کی کیچڑ مین ہے

وزان گل بہ کہ ندہد رنگ و بویت
وہ اس پھول سے بہتر کہ ندے تیری رنگ اور بو

چو لالہ کن نشان مندم بیک داغ
مثل لالے کے نشاندار کر مجکو ایک داغ سے

دو دل بودن بجز بیحاصلی نیست
دو دل ہونا سوا بیفائدہ ہونے کے نہین ہے

چو بادام دو مغز آزار سندان
مثل بادام دو مغزے کے چوٹ ہتوڑے کی

بہر دانہ رسد تیغیش بر سر
بسبب ہر دانے کے پہونچی ہے ایک تلوار اس کے سر پر

نیابد با ہزاران خنجر آزار
نہین پاتی ہے باوصف ہزارون خنجر یعنی کانٹون کے ایذا

ہزاران بار زان فضلت فزون نیست
ہزارون حصہ اس سے مہربانی تیری کا زیادہ ہے

اگر باشد دو صد خرمن گناہم

جو میرے گناہ کے دو سو کھلیان ہوں

وگر باشد ز عصیان صد کتابم

اور جو ہوں میرے گناہ سے سو کتابیں

بھر گلرخ کہ کردم سرخ دیده

طرف جس معشوق کے کہ میں کین سرخ آنکھیں یعنی دیکھا میں نے

خیال روے او از دیده شویم

خیال اُس کے چہرے کا دیدے سے دھوتا ہوں میں

نظر گر سعی در بے آبیم کرد

نظر نے جو میرے نہ رونے میں کوشش کی

دو چشم من دو رود ست از ندامت

شرمندگی سے میری آنکھیں دو دریا ہیں

ازین سودا رسم شاید بسودے

اس سودے سے شاید کسی فائدے کو پہونچوں میں

توانے سوختن از برق آہم

میری آہ کی بجلی سے تو جلا سکتا ہے

توانی شستن از چشم پر آبم

دھو سکتا ہے تو میری چشم پر آب یعنی آنسوؤں سے

کنون از ہر مژه خونم چکیده

اب ہر پلک کے بال میرے سے خون ٹپکا ہے

ازان رو اشک سرخ آید برویم

اُس سبب سے سرخ آنسو آتے ہیں میرے مُنھ پر یعنی رونق ہی

سرشک آبی بروی کارم آورد

آنسو ایک پانی میرے کام کے مُنھ پر لایا یعنی نکلتے ہیں

ہمین بس آبرویم تا قیامت

یہی آبرو مجکو قیامت تک کافی ہے

رسان از من بہ پیمبر درودی

میری طرف سے ایک درود پیمبر پر پہونچا

در نعت خواجۂ مخلوقات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سردار خلقت اور سرور دونوں جہان یعنی پیغمبر کی تعریف میں درود خدا کا ہو اُن پر اور اُن کی اولاد پر اور سلام

محمد کش قلم چون نامور ساخت

محمد کہ اُس کو جو قلم نے نامور کیا یعنی لکھا

خط لوح عدم زان حرف حک شد

خط عدم کی تختی کا اُس حرف سے مٹ گیا

تو اند شد ز سر حاش آگاہ

ہو سکے بھید حرف حا اُس کے سے خبردار

درین دیر مسدس زوست روشن

اس چھ کونے کے گھر میں اُس سے روشن ہے

ز میمش حلقۂ طوق و کمر ساخت

میم اُس کے سے حلقۂ طوق اور کمر کا بنایا

ازان سر حلقۂ ملک و ملک شد

اس سبب سے سردار آدمیوں اور فرشتوں کا ہوا

خرد با جملہ دانش حاش للہ

عقل باوصف تمام دانائی کے پناہ خدا کی یعنی مشکل ہے

مثمن روضۂ از ہشت گلشن

ہشت پہلو ایک سبزہ زار آٹھ باغ سے

چو پا آراست از خلخال دالش
سر دین پروران شد پایمالش

چو پانون آراستہ ہوا دال کی پازیب سے اُسکا
دیندارون کا سر اُسکی پایمالی کرنے لگا

چہ نامست اینکہ در دیوان ہستی
برو نگرفت نامی پیشدستی

کیا اچھا نام ہے یہ کہ دنیا کے دیوان مین
اُسپر کسی نام نے سبقت نہ لی یعنی تنہائی

زبانم چون ازو حرفے سراید
دل و جانم ز لذت پر بر آید

زبان میری جو اُس سے کوئی حرف کہے
دل اور جان میرے بہت مزے سے نکلے

چو نام اینست نام آور چہ باشد
مکرم تر بود از ہر چہ باشد

جب نام ایسا ہے صاحب نام کیسا ہوگا
بزرگ زیادہ ہو ہر چیز سے جو ہووے

مکرم شد ز عالم نسل آدم
مکرم تر و لیست از ہر مکرم

بزرگ ہوئی تمام جہان سے نسل آدم کی
بزرگ زیادہ وہ ہے ہر بزرگ سے

خدا بر سروران سرداریش داد
ز خیل انبیا سالاریش داد

خدانے سردارون پر سرداری اُسکو دی
پیمبرون کے گروہ سے سرداری اُس کو دی

چو آدم در رہ ہستی قدم زد
ز مہر روی صبح آرائش دم زد

جب آدم نے دنیا کی راہ مین قدم مارا یعنی پیدا ہوئے
آفتاب منہ صبح کو آراستہ کرنیوالی اُسکے سے دم مارا یعنی ذکر کیا

زجودش گر نبودی راہ مفتوح
بجودی کے رسیدی کشتی نوح

اگر اُس کی بخشش سے راہ کشادہ نہوتی
کوہ جودی پر کب پہونچتی کشتی نوح علیہ السلام کی

خلیل از وی نسیمے یافت کاتش
برو شد چون گلستان خرم و خوش

خلیل اللہ نے اُسی سے ایسے ٹھنڈی ہوا پائی کہ آگ
اُن پر ہوئی مثل باغ خوش اور خرم

مسیح از مقدم او حیلہ گوئے
کلیم از مشعل او شعلہ جوئے

عیسی اُس کی آمد سے حیلہ کرنے والے یعنی ذکر کرنیوالے
موسی اُس کی مشعل سے روشنی ڈھونڈھنے والے

بمصر جاہش از کنعان رسیدہ
غلامے بود یوسف زر خریدہ

اُس کے مرتبے کے مصر مین کنعان سے پہونچ یعنی آئی ہوئی
یوسف ایک مول لیے ہوے غلام تھے

دران وادی کہ صالح ناقہ کش بود
بیاد محملش با ناقہ خوش بود

اُس جنگل مین کہ شیخ صالح ناقہ کش یعنے کھینچنے والے تھے
اُس کے کجاوے کی یاد مین ناقہ سے خوش تھے

ز بستان وفا آزاد سروے
ز باغ اصطفا رعنا تدروے

وفا کے باغ سے ایک آزاد سرو
برگزیدگی کے باغ سے ایک خوبصورت چکور

Ararat in Armenia

A She-camel

اصطفا = Chosen

تذرو = a pheasant. (some dictionaries give تذرو = کستوری Richardson

قدش را پایۂ گردون خرامی

اُس کے قد کو مرتبہ آسمان کے چلنے کا

ببالا سائبان چتر سحابش

بلندی پر سایہ کرنے والا اُس کا بدلی کا چتر

چو مہ را بر سپر تیر اشارت

جب چاند کی ڈھال پر تیر اشارے کا

دو نون شد دو میم از حلقۂ ماہ

دو نون بنگیا گھیرا میم کا چاند کے حلقہ سے

بلے چون انشت دستش بر قلم پشت

ہان جو رکھتا تھا قلم پر ہاتھ اُس کا پیٹھ

نبودش خط ولی زد خط بہ تعجیل

نہ تھا یعنی نہ نکلا تھا خط اُسکے لیکن خط کھینچا جلد

خرامان سرو او از سایہ آزاد

سیدھا سرو یعنی قد اُسکا سایے سے بے پروا

ز سایہ بود برتر پایۂ او

سایے سے تھا بلند زیادہ مرتبہ اُس کا

تنش را بود از جان پاک مایہ

اُس کے بدن کو تھی روح پاک سے پونجی

فلک ہمچون زمین شد سایہ دارش

آسمان زمین کی طرح ہوا اُسکا سایہ رکھنے والا

بسنگ از دست دشمن لعل او خست

ساتھ پتھر کے دشمن کے ہاتھ سے لعل یعنی دانت اُسکا ٹوٹا

اگرچہ کور شد ز و چشم ہر خام

جو اندھی ہوئی اُس سے آنکھ ہر ناقص یعنی کافر کی

دہانش بود پر در حقہ پر

مُنھ اُسکا ایک ڈبا موتیون کا بھرا تھا

لبش را مایۂ بیجے العظامی

اُسکے ہونٹھ کو پونجی یعنی طاقت ہڈیان زندہ کرنیکی

چو زرین قبہ بر سر آفتابش

سنہری کلسی کی طرح اس کے سر پر آفتاب

ز دو از سایۂ معجز بشارت

مارا کلمے کی انگلی کرامات کی خوشخبری دینے والی سے

چہل را ساخت شصت او دو پنجاہ

چالیس کو کیا اُسکے ساٹھ نے دو پچاس یعنی علحدہ

رقم زد خط شق بر مہ ز انگشت

لکھا خط پھاڑ ڈالنے کا انگلی سے چاند پر

بکلک نسخ بر توریت و انجیل

رد کرنے کے قلم سے توریت اور انجیل پر

جہان در سایۂ آن سرو آباد

جہان اُس سرو کے سایہ مین آباد

زمین و آسمان در سایۂ او

زمین اور آسمان اُس کے سایے مین

ندید از جان کسی بر خاک سایہ

نہ دیکھا روح کا کسی نے سایہ زمین پر

ازان افتاد در پا سایہ وارش

اُس سبب سے گر پڑا اُس کے پانو مین سایے کی مانند

بمشت ریگ پشت جملہ بشکست

مٹھی بھر خاک سے پیٹھ سب کی توڑ دی

چو سرمہ ساخت روشن چشم اسلام

سرمے کی طرح روشن کی آنکھ مذہب اسلام کی

شدہ چون درج مرجان حقہ در

ہو گیا مونگے کے ڈبے کیطرح ہونٹ کا ڈبا یعنے خون نکلا

یکی دیناری بود از حلم و فرہنگ
ایک دینار تھا بردباری اور دانائی سے وہی دانت

محک آمد پی دینارش آن سنگ
کسوٹی آئی یعنی ہوا اُس دینار کے لیے وہ پتھر

چو شد معیار او آن سنگ کاری
جو کسوٹی اُس کی اُس پتھر نے اچھی طرح

نہ شد ظاہر بجز کامل عیاری
نہین معلوم ہوا کچھ سوا عمدہ کساؤ یعنی کھرے ہونیکے

پئے دیوار ایمان بود کارش
بنیاد دیوار ایمان کی تھا کام اس کا

ولی شد چار دار از چار یارش
اور لیکن مضبوط ہوا چار یار یعنی صحابہ اُنکے سے

کجا در راہِ دین درد آزمائی
کہان راہ دین مین ایسے تکلیف یعنی درد اٹھانیوالے

کہ تا یابد بہر دردی دوائی
تا ہر درد مین وہ دوا پاوے

دوای جان جامی دردشان باد
دوا جامی کی جان کی درد اُنکا ہو جیو

دلش ہموارہ غم پرور شان باد
دل اُسکا ہمیشہ غم پالا ہوا اُنکا ہو جیو

در معراج رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیمبر کی معراج کے بیان مین درود اللہ کا اُن پر اور اُنکی اولاد پر اور سلام

شبی دیباچہ صبح سعادت
ایک رات سرنامہ نیک بختی کے صبح کی

ز دولتہای روز افزون زیادت
دولتون ہر روز بڑھنے والی سے زیادہ

ز قدر او مثالی لیلۃ القدر
اُس کے مرتبے سے ایک مثال شب قدر

ز نور او براتی لیلۃ البدر
نور اس کے سے ایک ٹکڑا چودھوین رات کا چاند

سواد طرہ اش خجلت دہِ حور
سیاہی اُس کی زلف کی شرمندہ کرنیوالی حور کی

بیاض غرہ اش نور علی نور
سفیدی پیشانی یعنی شروع اُسکے کی روشنی اوپر روشنی کی

نسیمش جعد سنبل شانہ کردہ
نسیم یعنی ہوای صبح نے اسکے گھونگھر والے بال سنبل مین کنگھی کی

ہوایش اشک شبنم دانہ کردہ
ہوا اس کی نے اُس کے آنسو کے دانے بنائے

بمسمار ثوابت چرخ سیار
ستارون کی میخون سے گردش ستارون نے

بہ بستہ در جہان درہای ادبار
بند کیے جہان پر دروازے بدبختی کے

گرفتہ گرگ و میش آرام از وی
لیا یعنی پایا بھیڑیے اور بھیڑ نے آرام اُس مین

گوزن و شیر باہم رام در وی
بارہ سنگھا اور شیر آپس مین تابع. بیچ اُس کے

کامل عیار = perfectly pure (عیار = value)
لیلۃ القدر The Night of power
غرہ = forehead

طرب آن چون سحر خندان از آن لب
خوشی مثل صبح کے ہنسنے والی ہونٹھ اُس سے

گریزان روز محنت زو شبا شب
بھاگنے والا دن رنج کا اس سے ساتو رات

درین شب آن چراغ اہل بینش
اس رات مین وہ اہل بینش کا چراغ یعنے محمد

سزای آفرین از آفرینش
لائق تعریف پیدائش کے وقت ہے

چو دولت شد ز بدخواہان نہانی
مثل دولت کے گیا یعنی دشمنون سے پوشیدہ

سوی دولتسرای امہانی
طرف گھر دولتخانے یعنی گھر بی بی اُمہانی کے

بہ پہلو تکیہ بر مہد زمین کرد
بغل مین تکیہ گہوارہ ہے یعنی فرش زمین پر کیا

زمین را مہد جان نازنین کرد
زمین کو گہوارہ (cradle) جان نازنین کا کیا

دلش بیدار و چشمش در شکر خواب
دل اسکا جاگتا ہوا اور آنکھین اسکی میٹھی نیند مین

ندیدہ چشم بخت این خواب در خواب
نہ دیکھا نصیبہ کی آنکھ نے یہ خواب خواب مین

در آمد ناگہان ناموس اکبر
آئے ایکبارگی ناموس بزرگ یعنی حضرت جبرئیل

سبکرو تر ازین طاؤس اخضر
تیز چلنے والے زیادہ اس سبزہ مور یعنی آسمان سے

بر و مالید پر کای خواجہ برخیز
منھ پر ملے پر کہ اے سردار اُٹھ

کہ امشب خوابت آمد دولت انگیز
کہ آج کی رات نیند آئی تجکو دولت دینے والی

برون بر یکزمان زین خوابگہ رخت
باہر لیجا دم بھر کو اس آرام کی جگہ سے اسباب

تو بخت عالمی بیدار بہ بخت
تو جہان کا نصیبہ ہے نصیبہ کا جاگنا بہتر ہے

بسیچ راہ عرش است گردم اینک
آمادہ راہ عرش کا کیا مین نے اب تجھ کو

براق برق سیر آوردم اینک
براق یعنی گھوڑا بجلی کی طرح چلنے والا لایا مین ابھی

جہندہ بر زمین خوش بادپائی
دوڑنے والا زمین پر ایک اچھا اور تیز رو گھوڑا

پرندہ بر ہوا فرخ ہمائی
اُڑنے والا ہوا پر ایک مبارک ہما وہ گھوڑا ہے

چو عقل فلسفی افلاک گردے
مثل عقل فلسفہ جاننے والو نکے ایک آسمان کا گھومنے والا

چو فکر ہندسی گیتی نوردے
مثل فکر نجومیون کے ایک جہان کا ناپنے والا

نہ دست کس عنان او بسودہ
نہ کسی ہاتھ نے باگ اُس کی پکڑی

نہ از پای رکابش گشت سودہ
نہ کسی کے پانون سے رکاب اُس کی گھسی

چو آن دل کز بتان دارد فراغی
مثل اُس دل کے کہ بتون سے بے پروا ہو

ندیدہ ران او آسیب داغی
نہ دیکھی یعنی نپائی اُسکی ران نے تکلیف داغ کی

This ought to be written ام ہانی - Mother of - ہانی

ناموس (from Gr.) lit. Intelligence

بسیچ = determined

گرش بایستی آخور بهر خوردن

جو اُس کے کھانے کو دانہ چارہ چاہیئے ہوتا

ز زین بی رنج پشت نازنینش

زین کی تکلیف نہ پائی اُس کی نازک پیٹھ نے

ازان دولتسرا چون خواجۂ دین

اُس گھر سے جو سردار دین کے یعنی محمدؐ

شد از سبوحیان گردون صداده

پاک لوگ یعنی فرشتے آسمان سے آواز دینے لگے

زواز سم آن براق برق رفتار

مارا سم یعنی ٹاپ سے اُس بجلی کی چال گھوڑے نے

زدس درہم لحظہ بلکہ کمتر

مارا اُس نے آدھے لحظے بلکہ کم سے

دران مسجد امام انبیا شد

اُس مسجد مین سردار پیمبرون کے یعنی محمدؐ گئے

وزان جا شد برین فیروزہ خرگاہ

اور وہان سے اس سبز خیمے یعنی آسمان پر گئے

کشیدش بر جبین داغ غلامے

کھینچا اوس نے پیشانی پر داغ غلامی کا

وزانجا شد بیالاتر سبک خیز

وہان سے اور زیادہ بلندی پر پہونچکر

وزانجا ساخت سوی زہرہ آہنگ

اور وہان سے طرف زہرہ کے ارادہ کیا

بقصد شستن پا زین گلابہ

پانون دھونیکے ارادے مین اس پانی یعنی دنیا کی کیچڑ سے

چو زد بر چرخ پنجم ابلقش گام

جب قدم مارا یعنی رکھا پانچوین آسمان پر اُس کے گھوڑے نے

گرفتی شغل او گردون بگردن

اُٹھا لیتا آسمان اُس کا کام گردن پر

ندیدہ رنج از کس پشت زینش

نہ دیکھی تکلیف کسی سے اُسکی زین کی پیٹھ نے

خرامان شد بعزم خانۂ زین

چلے زین کے گھر کے ارادے مین یعنی سوار ہوے

کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ

کہ پاک ہے وہ جو رات کو لیجا ہے اپنے خاص بندہ کو

زمکہ سکہ بر اقصیٰ درم دار

مکے سے بیت المقدس پر روپیہ کیطرح سکہ یعنی پہونچا

زد ور حلقۂ سم حلقہ بر در

گردش نعل سے حلقہ دروازہ پر یعنی زنجیر کھٹکھٹائی

صف پیشینیان را پیشوا شد

قطار اگلے پیمبرون کے پیشوا ہوے

چو ہالہ حلقہ زد پیرامنش ماہ

ہالے کی طرح گھیرا کیا گرد اُس کے چاند نے

بر آمد زانگشتش نام تمامے

نکلا اُس وقت سے اُسکا نام پورے یعنی کامل ہونیکا

عطارد در البفرق سر عطار ریز

عطارد کے ہر پر بخشش کرنیوالے ہوگئے

بدامان وفائیش زہرہ زد چنگ

زہرہ نے اُس کی محبت کے دامن پر چنگل مارا

چہارم چرخش آورد آفتابہ

چوتھا آسمان جہان آفتاب ہے اُس کے لیے آفتابہ لایا

گرفت از نعل بوسش بہرہ بہرام

حاصل کیا اُسکی نعل کے چومنے سے بہرام نے حصہ

فشاند از لعل لب بر مشتری دُر
جھاڑے ہونٹھ اپنے سے برہسپت پر موتی
بهفتم کاخ چون نعلین سودش
ساتوین محل یعنی آسمان کو جو نعلین اُسکی نے گھسایا
وزانجا چون بشاخ سدره ره جست
اور وہان سے سدرہ کی شاخ پر جو راہ ڈھونڈی یعنی گئے
وزانجا قصر هشتم ساخت مسکن
اور وہان سے آٹھوین محل یعنے آسمان کو بنایا مکان
بنات النعش و پروین لب کشودند
بنات النعش اور پروین ستارون نے ہونٹھ کھولے
ز مهر شمع رویش نسر طائر
اُسکے چہرے کی شمع کی محبت سے نسر طائر دونون ستارے
فتاد از شوق سرو دلربایش
گر پڑا شوق سرو یعنی قد دل لبھانے والے اُسکے سے
چو شد بر چرخ اطلس عشرت اندیش
جو نوین آسمان پر گیا خوشی اندیشہ کرتا ہوا
بتدبیرش سرافیل از کمین جست
واسطے اُسکے تدبیر کے اسرافیل گھات سے کود اپنے گیا
چو رفرف شد مشرف از وجودش
جو رفرف اُسکی ذات سے شرف یافتہ ہوا
بدست عرش تن چون خرقه بگذاشت
عرش کے ہاتھ مین بدن مثل گدڑی کے چھوڑ دیا
جهت را مهره از ششدر رهانید
طرفون کا مہرہ ششدر سے چھڑایا
گلی بردند زین دهلیز پست
اس پھول کو لے گئے اس پست دہلیز یعنی دنیا سے

شد از گوهر چو حقه مشت او پر
بھر گئی موتی سے مثل ڈبے کے مٹھی اُس کی
زحل حل یافت هر مشکل که بودش
سنیچر نے آسان پائین جو مشکلین تھین اُس کی
ز پر پریدن پر جبرئیل شد سست
پر جبرئیل کے اُڑنے سے ہوئے کمزور
ثوابت را از و شد چشم روشن
ستارون کی آنکھین اُس سے روشن ہوئین
بنظم و نثر خود او را ستودند
اپنی نظم اور نثر مین اُس کو سراہا
چو پروانه بگردش گشت دائر
مثل پروانے کے گرد اُسکے گھیرا کرنے والے
چو سایه نسر واقع زیر پایش
مثل سایے کے نسر واقع اُسکے پانو کے نیچے
بپانداز ش افگند اطلس خویش
واسطے پانداز اُسکے کے ڈالی اطلس اپنی
ز رفرف حجله آئین هودجش بست
رفرف سے حجلہ کی طرح ہودہ اُسکے لیے باندھا
گرفت از دست رفرف عرش زودش
لیا رفرف کے ہاتھ سے عرش نے جلد اُس کو
علم بر لامکان بی خرقه افراشت
علم لامکان پر بے گدڑی کے بلند کیا
مکان را مرکب از تنگی جهانید
مکان کو گھوڑا تنگی سے کدایا
بدان درگاه والا دست بر دست
طرف اس برتر درگاہ کے ہاتھوں ہاتھ

بیان معراج

مکانی یافت خالی از مکان نیز
ایک مکان پایا خالی مکان سے بھی
قدم زد زنگ حد وش از جان او شست
قدامت نے میل نے ہونیکا اسکی جانسے دھویا
یکی مانده هم از قید یکی پاک
ایک رہا ایک ہونے کے قید سے بھی آزاد
بدیده آنچه از دیدن برون بود
دیکھا جو کچھ دیکھنے سے باہر تھا
نه چندی گنجد و آنجا نه چونی
نہ کوئی چون چرا کی وہان کھپتا
شنید آنکه کلامی بی آواز
سنا اسوقت کوئی کلام آواز سے
نه آگاهی از و کام و زبان را
نہ خبر اس سے تالو اور زبان کو
ز درکش گوش جان را باد در مشت
دریافت اسکی سے جانکے کان کی مٹھی مین ہوا یعنی ہیہو گی
لباس فهم بر بالای او تنگ
لباس سمجھ کا اس کے قد پر چھوٹا
ز گفتن برترست آن وز شنیدن
کہنے اور سننے سے وہ برتر ہے
منه جامی ز حد خود برون پای
مت رکھ جامی اپنی حد سے قدم باہر

که تن محرم نبود آنجا و جان نیز
کہ بدن واقف نہ تھا اس جگہ اور جان بھی
وجوب آلایش امکان او شست
واجب ہونے نے آلودگی امکان اسکے کی دھوئی
ز بسیاری برون و اندکی پاک
بہت سے باہر اور تھوڑے سے پاک
مپرس از ماز کیفیت که چون بود
مت پوچھ ہم سے حال کہ جو تھا
فرو بند از یکی لب در فزونی
بند کر ہونٹھ ایک سے زیادتی مین یعنی چپ رہ
معانی در معانی راز بر راز
معنی معنی اور بھید بھید مین یعنے آہستہ آہستہ
نه همراهی از و نطق و بیان را
نہ رفاقت اس سے گویائی اور بیان کو
ز حرفش دست دل کوته انگشت
عیب اس سے دل کے ہاتھ کی انگلی کٹی ہوئی مین
سمند عقل در صحرای او لنگ
گھوڑا عقل کا اسکے جنگل مین لنگڑا
زبان زین گفتگو باید بریدن
زبان کو ان باتون سے چاہیئے کاٹنا
وزین دریای بی پایان برون آی
اور اس دریا سے جسکا کنارہ نہیں باہر نکل

درین مشهد ز گویایی مزن دم
اس جا کے شہادتین گویائی سے دم مت مار
سخن را ختم کن والله اعلم
کلام کو ختم کر وہی خدا ہے جاننے والا

7/7/16

= compre-hension

سمند = A dun coloured horse (here a noble horse. ... a grey horse)

لباس ضراعت پوشیدن و در اقتباس شفاعت کوشیدن

لباس زاری کا پہننا یعنی رونا اور بخشائش چننے یعنی حاصل کرنے مین کوشش کرنا

زمہجوری برآمد جان عالم
جدائی سے نکلی جان جہان بھر کی

ترحم یا نبی اللہ ترحم
رحم کر اے پیمبر اللہ کے رحم کر

نہ آخر رحمۃ للعالمینے
آخر رحمت جہان دونون کا نہین ہے تو

زمحرومان چرا غافل نشینے
بے نصیبون سے کیون غافل بیٹھا ہے تو

زخاک ای لالۂ سیراب برخیز
خاک سے اے لالۂ تازہ اُٹھ کھڑا ہو

چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
نرگس کی طرح سونا کب تک نیند سے اُٹھ

برون آور سر از برد یمانی
باہر نکال سر چادر یمنی سے

کہ روی تست صبح زندگانی
کہ منھ تیرا ہے صبح زندگی کا

شب اندوہ ما را روز گردان
ہمارے غم کی رات کو دن کر دے

ز رویت روز ما فیروز گردان
اپنے منھ سے ہمارے دن کو فتحمند کر

بہ تن در پوش عنبر بوی جامہ
بدن مین پہن کپڑے عنبر بسے ہوئے یعنی خوشبودار پہن

بسر بر بند کافوری عمامہ
سر پر باندھ عمامہ کافوری یعنی بہشتی

فرود آویز از سر گیسوان را
نیچے لٹکا سر سے کاکلون یعنی بالون کو

فگن سایہ بپا سرو روان را
ڈال پانون کے سایہ کے نیچے سرو روان کو

ادیم طائفی نعلین پا کن
طائف کے خوشبودار چمڑے کا پانون کا جوتہ بنا

شراک از رشتۂ جانہای ما کن
تسمہ ہماری جان کے تاگے کا بنا

جہانی دیدہ کردہ فرش راہند
ایک جہان دیدے فرش راہ کیے یعنی بچھائے ہوئے ہین

چو فرش اقبال پابوس تو خواہند
مثل فرش کے قبول کرنا تیری پابوسی کا چاہتے ہین

زحجرہ پای در صحن حرم نہ
حجرے سے قدم کعبے کے صحن مین رکھ

بفرق خاک رہ بوسان قدم نہ
راہ کی خاک چومنے والون کے سر پر قدم رکھ

بدہ دستی ز پا افتادگان را
دے ایک ہاتھ یعنی مدد عاجزون کو

بکن دلداری دلدادگان را
دلداری کر دل دیے ہوؤن کی

اگرچہ غرق دریاے گناہیم
اگرچہ گناہ کے دریا مین ڈوبے ہوئے ہین ہم
فتادہ خشک لب برخاک راہیم
راہ کی خاک پر لب خشک پڑے ہوئے ہین ہم

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے
تو ابر رحمت ہے وہ بہتر کہ کبھی
کنی بر حال لب خشکان نگاہے
خشک ہونٹون کے حال پر ایک نگاہ کرے یعنی دیکھے

خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم
کیا اچھا ہوا کہ گرد راہ سے تیری طرف پہونچے ہم
بدیدہ گرد از کویت کشیدیم
آنکھون سے تیری گلی کی خاک کھینچی ہم نے

بمسجد سجدۂ شکرانہ کردیم
مسجد مین سجدہ شکرانے کا ادا کیا ہم نے
چراغت را ز جان پروانہ کردیم
تیرے چراغ کا جان سے پروانہ کیا ہم نے

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ
تیرے روضہ کے گرد پھرے ہم بے خوف
دلم چون پنجرہ سوراخ سوراخ
دل میرا مثل پنجرے کے سوراخ دار

زدیم از اشک ابر چشم بیخواب
آنکھ جاگنے والی کی بدلی سے آنسو بہائے ہم نے
حریم آستان روضہ ات خواب
ہاین تیرے روضہ کی چوکھٹ کو پانی دیا یعنی چھڑکا ہمنے

گہی رفتیم زان ساحت غباری
کبھی صاف کیا ہمنے اُس میدان سے کچھ غبار
گہی چیدیم زو خاشاک و خاری
کبھی چنے ہم نے اُس سے تنکے اور کانٹے

ازان نور سواد دیدہ دادیم
اُس سے نور سیاہی دیدہ یعنی پتلی کو دیا ہم نے
وزین بر ریش دل مرہم نہادیم
اور اس سے دل کے زخم پر مرہم رکھا ہم نے

بسوے منبرت رہ برگرفتیم
طرف منبر تیرے کے راہ کی ہم نے
زچہرہ پایہ ات در زر گرفتیم
اپنے زرد چہرے سے پائے مین سونیکا ملمع کیا ہم نے

زمحرابت بسجدہ کام جستیم
محراب تیری سے سجدے مین مراد ڈھونڈھی ہم نے
قدمگاہت بخون دیدہ شستیم
تیرے قدم کی جگہ کو دیدے کے خون سے دھویا ہمنے

بپاے ہر ستون قد راست کردیم
نیچے ہر ستون کے قد کو سیدھا کیا یعنی کھڑے ہوئے ہم
مقام راستان درخواست کردیم
سچون کے مقام کی خواہش کی ہم نے

زداغ آرزویت با دل خوش
داغ آرزو اپنی سے ساتھ خوشی دل کے
زدیم از دل بہر قندیل آتش
لگائی دل سے ہر قندیل مین آگ

کنون گرتن بخاک آن حرمیست
اب اگر بدن اُس چوکھٹ کی خاک پر ہے
بحمد اللہ کہ جان آنجا مقیم ست
شکر ہے خدا کا کہ جان کو وہان قیام ہے

بجود درماندہ ام از نفس خود رائے

بہت عاجز ہوگیا ہون اپنے نفس خود راے سے

اگر نبود چو لطفت دستیاری

اگر نہو تیری مہربانی کیطرح ایک مددگار

قضائے افگند از راہ مارا

حکم خدا کا پھینکدیتا ہے راہ سے ہم کو

کہ بخشد از یقین اول حیاتے

کہ پہلے بخشے یقین سے ایک زندگی

چو ہول روز رستاخیز خیزد

جو دہشت دن قیامت کے اٹھے

کند با این ہمہ گمراہے ما

کرے یعنی دی با وصف ان سب گمراہیون ہمارے کے

چو چوگان سرفگندہ آوری وی

مثل چوگان کے سر ڈالے ہوئے لاوے تو منھ

بحسن اہتمامت کار جامی

تیری غمخواری کی خوبیون سے کام جامی کا

ببین درماندہ چندین نبخشائے

دیکھ اس قدر عاجز کو رحم کر

ز دست ما نیاید ہیچ کاری

ہمارے ہاتھ سے نہو سکے کوئی کام

خدا را از خدا درخواہ مارا

خدا کے واسطے خدا سے مانگ ہمارے لیے

دہد آنگہ بکار دین ثباتے

دیوے اسوقت دینی کامون مین ایک قیام

ز آتش آبروئے ما نریزد

آگ سے آبرو ہماری نہ گراوے یعنی دوزخ مین ڈالے

ترا اذن شفاعت خواہی ما

تجکو اجازت بخشایش چاہئے ہمارے کی

بمیدان شفاعت امتی گوی

شفاعت کے میدان مین میری امت ہی کہتے ہوئے

طفیل دیگران یابد تمامے

اورون کے طفیل مین انجام پاوے

در تبرک جستن بذکر خواجہ عبید اللہ احرار پیر و مرشد خود

برکت ڈھونڈھنے مین ساتھ ذکر خواجہ عبید اللہ پیر و مرشد بزرگ اپنے کے

کتاب فقر را دیباجہ راست

فقیری کی سچی کتاب کے دیباچے کے لیے

کسے چون او بہ لوح ارجمندان

کسی نے مثل اسکے بزرگون کی تختی پہ مین

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد

جو فقیری بادشاہی کے لباس مین آئی

سواد نوک کلک خواجہ راست

سیاہی نوک قلم سردار ہمارے کی ہے

نزد نقشی بدیع از نقشبندان

نہ لکھا کوئی نادر نقش نقشبندون یعنی فقیرون سے

بتدبیر عبید اللہی آمد

ساتھ تدبیر میرے عبید اللہ کے آئی

زدرویشیش هر کس آشنا نیست
فقیری اُسکی ہر شخص کو معلوم ہے
ردای خواجگی در پا کشانیست
چادر سرداری کی پانون مین لپٹی ہے

بفقر آن را که لطفش آشنا کرد
فقیری سے اُسکی مہربانی نے جسکو آشنا کیا
ببر گر خرقهٔ بودش قبا کرد
اُسکے بدن مین جو گدڑی تھی اُس کو چکپن کر دیا

جهان باشد به چشمش کشت زاری
جہان ہووے اُسکی نظر مین ایک کھیت
نمیخواهد ازان جز کشت کاری
نہین چاہتا ہے اُس سے سوا کھیتی کے کوئی کام

از آن دانه که زو آدم بنا کام
اُس دانے سے جس سے آدم لاچاری کو
ز بستان بهشت آمد برین دام
باغ بہشت سے آیا اس جال مین

هزارش مزرعه در زیر کشت است
ہزار دن کھیت اُسکی کھیتی مین ہین
که زاد رفتن راه بهشت است
جو توشہ راہ بہشت کے جانے کا ہے

درین مزرعه فشاند تخم دانه
اس کھیت یعنی دنیا مین ڈالتا ہے بیج کے دانے
دران عالم نهد انبار خانه
اُس جہان مین رکھتا ہے ڈھیر کے ڈھیر

زمین با همتش یک مشت خاکست
زمین اُسکی ہمت سے ایک مٹھی خاک ہے
ز مشت خاکش اندر ره چه باکست
ایک مٹھی خاک سے راہ مین اسکو کیا خوف ہے

ز مشت خاک اندر راه مبیند
مٹھی بھر خاک سے راہ مین جو دیکھے
بدامانش کجا گردی نشیند
اُسکے کھلیان کے گرد بالی چننے والے ہین

اگر قیصر وگر فغفور چین ست
اگر بادشاہ روم اور اگر بادشاہ چین ہے
بگرد خرمن او خوشه چین ست
اُسکے دامن مین کہان کوئی گرد بیٹھے

بهر جا افگند طرح زراعت
جس جگہ بنیاد کھیتی کے ڈالے
بر سمی گاو ها دارد قناعت
مثل بیلون کے رکھے قناعت

وگر افتد قبول همتش مفت
اور اگر ہووے پسند اُسکی ہمت کے مفت
شود گاو زمین و آسمان جفت
ہو گاو زمین اور آسمان مین جوڑا

بخرمن کوبی او فضل بیچون
واسطے اُسکے کھلیان کوٹنے کے فضل خدا کا
ز ثور آورد گاو از چرخ گردون
برج ثور سے لاوے بیل آسمان سے

فلک را بین کواکب درمیانه
آسمان کو دیکھ درمیان ستارون کے
ز خرمنهاش یک غربال دانه
کھلیان اُسکے سے ایک چھلنی دانے کی

بدہقانیش چون دارے مسلم

کسانی مین اُسکو کیونکر یقین رکھے تو

اگر خاک مرکب یا بسیط است

اگر خاک ترکیب دی ہوئی یعنی مخلوقات یا اکیلی ہوئی یعنی زمین ہے

گیاہی بہرہ ور شد از نوالش

ایک گھاس بضیبہ ور ہوئی اُسکی بخشش سے

کمال روح اعظم زین چہ باشد

کمال جبرئیل کا اس سے کیا ہووے

مقام خواجہ برتر از گمانست

مقام خواجہ عبید اللہ کا بلند زیادہ گمان سے ہے

دلش بحریست ز اسرار الٰہی

دل اُسکا خدا کے بھیدونکا ایک دریا ہے

بجنبش چون در آید بحر زخار

موج زنی مین جب ہو دریا موج مارنیوالا

چو بنشیند مراقب دیدہ برہم

جو مراقبہ مین آنکھ بند کر کے بیٹھے

بگیتی بیند کہ در قید یکی نیست

ایک کو دیکھے کہ ایک کے قید مین نہین ہے

نمودہ روی در بالا و پست اوست

ظاہر بلندی اور پستی مین وہی ہے

کند در ہستی او خویش را گم

اُسکی ہستی مین آپ کو بھول جاتا ہے

چو گردد قطرہ اندر بحر ناچیز

جو ہووے قطرہ دریا مین بے قدر

خوش آنانیکہ سر بر خاک او نید

وہ لوگ اچھے ہین جو سر اُسکی خاک پر رکھے ہین

بدان مانند کہ گوئی روح اعظم

اُس سے مشابہ ہو کہ کہے تو روح بزرگ

بجملہ فیض احسانش محیط است

سب مین اسکے احسانکا فیض گھیرا کیے ہوئے ہے

ز قوۃ سوے فعل آمد کمالش

باطن سے طرف کام یعنی ظاہر کے آیا کمال اُسکا

بجز ذم وی این تحسین چہ باشد

سوا مذمت اوسکی یعنی میرے مرشد کی یہ تعریف کیا ہووے

برون از حد تقریر و بیانست

حد تقریر اور بیان کرنے سے باہر ہے

از و یک قطرہ از مہ تا بماہی

اُسمین سے ایک بوند آسمان سے زمین تک ہی

بجنبش قطرہ چون آید پدیدار

اُسکے پہلو مین کب ظاہر ہو ایک قطرہ

ببندد دیدہ و دل در دو عالم

بند کرے دیدے دل کے دونون جہان سے

و زان در تنگنای اندکی نیست

اور اُس سے ایک چھوٹی گلی مین تھوڑا ہونیکی نہین ہی

اگر بسیار و گر کم ہر چہ ہست اوست

اگر بہت اور جو تھوڑا جو کچھ ہے وہی ہے

ببندد از دوئی چشم توہم

بند کر لیتا ہے دوئی سے آنکھ وہم کی

ز بحرش کے بود امکان تمیز

دریا سے کب ممکن ہو اُسکی تمیز کرنا یعنی فرق

دل و جان بستہ فتراک او نید

دل اور جان اُسکے شکار بند مین باندھے ہین

همه پرمایه از سرمایهٔ او
سب امیر اُس کی دولت سے
مبادا سایهٔ او از جهان دور
ہو سایہ اُسکا جہان سے دور
سنین عمر احرار ملک کیشش
سن عمر بزرگ فرشتہ خصلت یعنی مرشد کا
خصوصا عمر فرزندان نامیش
خاصکر اُسکے نامور لڑکون کی عمر
درین زنگار گون کاخ زراندود
اس نیلے رنگ کے محل سُنہری یعنی آسمان مین
جهان آیینهٔ مقصودشان باد
جہان آئینہ اُن کے مقصد کا ہو جیو

همه در نور محو از سایهٔ او
سب نور مین بیخود سایئے اُسکے سے
ز فقدش دیدهٔ ایام بی‌نور
ہوئیو اُسکے سے آنکھین زمانے کی بے نور
به بیشی باد از دور فلک بیش
زیادتی مین گردش آسمان سے زیادہ ہوجیو
مفضل دار ارزا اخلاق گرایش
زیادہ رکھ اخلاق بزرگ اُس کے سے
بهم تحیی رسوم الفضل والجود
آپس مین زندہ رہین طریقے مہربانی و بخشش کے
در آن نور قدم مشهور شان باد
اُس نور قدیم مین اُن کا ظہور ہو جیو

در مدح سلطان حسین

بادشاہ سلطان حسین کی تعریف مین

جهان یکسر چه ارواح و چه اجسام
تمام جہان کیا روحین اور کیا قالب
بود انسان درین شخص معین
ہووے انسان اس کالبد مقرر مین
درین عین آنکه چون انسان عین است
اس آنکھ مین وہ کہ مثل پتلی کے ہے
بزیر این خمیده طاق مینا
نیچے اس جھکے ہوئے سبز محل کے
خوشا چشمی که بینایی از او یافت
اچھی وہ آنکھ جسنے بینائی اُس سے پائی

بود شخصی معین عالمش نام
ہوا ایک آدمی کا کالبد مقرر جہان اُسکا نام
چو عین باصره بشناس روشن
مثل آنکھ بینا کے پہچان روشن
جهان مردمی سلطان حسین است
جہان مروت کا بادشاہ سلطان حسین ہے
دو چشم آدمیت زوست بینا
دو آنکھین آدمیت کی اُس سے ہین دیکھنے والی
به بینایی توانایی از او یافت
بینائی مین قوت اُس سے پائی

فلک صد چشم دارد در رہ او
آسمان سو آرزو مین رکھتا ہے اُس کی راہ مین
کہ چشم خود کند منزل گہ او
کہ آنکھ اپنی اُس کی قیامگاہ بناوے

ز روی اوست روشن چشم عالم
اس کے منہ سے آنکھ جہان کی روشن ہے
ببوی اوست گلشن خاک آدم
اس کی خوشبو سے خاک آدم کی باغ ہے

بحسن خلق و لطف خلق بی قیل
خوبصورتی اور خلق اور مہربانی خلق مین بیشک
بود یوسف درین مصر فلک نیل
ہووے یوسف اس مصر یعنی شہر آسمان نیلگون مین

در اصلابش کرم رسم قدیم ست
اُس کی پشت ہا پشت مین بخشش طریقہ پرانا ہے
کریم ابن الکریم ابن الکریم ست
کریم بیٹا کریم کا پوتا کریم کا ہے

سزد گر از کمال خوبی او
لائق ہے جو انتہا خوبصورتی اُس کی سے
کند پیر فلک یعقوبی او
کرے پیر فلک یعقوبی یعنی عاشقی اُسکی

دو صد کشت امل در ہر دیاری
دو سو کھیت امید کے ہر ایک ملک مین
شدہ سرسبز از ہر جویباری
ہرے بھرے ہوے ہر ایک نہر سے

ز کف بحر نوال آورد در مشت
ہتھیلی سے دریا بخشش کا لایا مٹھی مین
کشیدہ جویبارے از ہر انگشت
کھینچی نہر ہر ایک سر انگشت سے

ز دستش کابر و یم ہستند زان کم
ہاتھ اُس کے سے کہ بدلی اور دریا ہین کم اُس سے
خروشان باشد ابر و کف زنان یم
بڑی شور کرنیوالی اور دریا جوش زن ہووے

نمودہ لمعۂ از زرفشان تیغ
دکھلائی وہ چمک زرفشان تلوار
نہفتہ تیغ خود خورشید در میغ
چھپائی تلوار اپنی آفتاب نے بدلی مین

چو گشتہ برق تیغش پرتو افگن
جو ہوئی اُس کی تلوار کی بجلی سایہ ڈالنے والی
جہان را کرد چون خورشید روشن
جہان کو کیا آفتاب کی طرح روشن

دو دم یک برق را گرچہ بقا نیست
دو لحظہ ایک بجلی کو اگرچہ بقا نہین ہے
بقا از تیغ او یکدم جدا نیست
زندگی اُس کی تلوار سے ایک دم جدا نہین ہے

بقای او فنای تیرگیہاست
زندگی اس کی مٹانیوالی تاریکیون کی ہے
نیاید روشنی با تیرگی راست
نہین معلوم ہوتی ہے درست روشنی ساتھ اندھیرے کے

ز عدل او بوقت خواب شبگیر
عدل اُس کے سے وقت نیند آخر شب کے
کند قطع از پلنگ خفتہ نخچیر
کرے بچھونا شیر سوتے ہوے سے شکار

شبگیر – A time, just before dawn.

زشب گردی چو پابد گرگ مالش
رات کے پھرنے سے جو پاوے بھیڑیا تکلیف

پی جذب محبت چنگل باز
واسطے کشش محبت کے چنگل باز کا

درخت بیشہ پر شاخ و پیوند
درخت جنگل کے شاخدار اور گرہ دار

کند شیر ژیان مشکلگشائی
کرے شیر مست اس کی مشکل کو آسان

کمین گاہِ بد اندیشان بیباک
گھات کی جگہ بے خوف دشمنون کی

اگر یک تن برد چون مہر انور
اگر ایک شخص لیجاوے مثل آفتاب روشن کے

نیارد ہیچ عور از ورع و پرہیز
نسلے کوئی راہزن تقوی اور پرہیزگاری سے

چو صبح آنجا کہ عدل او بخندد
مثل صبح کے جس جگہ کہ انصاف اسکا ظاہر ہو

چو برق آنجا کہ قہرش برفروزد
مثل بجلی کے جس جگہ کہ غصہ اوس کا ظاہر ہو

خداوندا بہ پیران جوان بخت
اے خدا قسم بڈھون نصیبہ ورکی

بزیر پای تخت شاہیش باد
تخت پادشاہی کا اُسکے پانون کے نیچے ہو جیو

فلک با چتر او در چاپلوسے
آسمان ساتھ تاج اُسکے کے خوشامد مین

خراب آبادِ عالم باد معمور
کھنڈ ڈھس جہان یعنی دنیا کا رہی آباد

نہد از دُنبہ میشش گرد بالش
رکھے بھیڑ بکری کا بے وہ گول تکیہ

شود قلاب مرغ تیز پرواز
ہو حلقہ چیڑیا تیز اڑنے والی کا

اگر شاخ گوزنے را گند بند
اگر کسی نیل گاے کے سینگ کو الجھا دے

بہ پنجہ بخشد از بندش رہائی
ساتھ پنجہ کے اسکو بخشے قید سے آزادی

بود ز اندیشۂ ناامنی پاک
ہووے بخوف ہونے کے اندیشہ سے صاف

ز مشرق تا بمغرب طشتی از زر
پورب سے پچھم کو ایک تھال سونے سے بھرا ہوا

کہ در طشت زر او بنگرد تیز
کہ اُس کے سونے بھرے ہوئے تھال کو دیکھے بھی بغور

چو ظلمت ظلم ز آنجا رخت بندد
اندھیرے کیطرح تاریکی وہان سے کوچ کرے

بیک شعلہ جہانے را بسوزد
ایک پلیٹ مین ایک جہان کو جلا وے

کہ تا ہست آسمان چتر و زمین تخت
کہ جب تک آسمان ہی تاج اور زمین کا تخت

تبارک چتر ظل اللہیش باد
مبرک چھتر خدا کے سایے کا تاج اس کے ہو جیو

زمین با تخت او در خاک بوسی
زمین ساتھ تخت کے اُسکی خاک چومنے مین

با ولاد کرامش تا دم صور
بسبب اُسکی بزرگ اولاد کے صور پھونکنے یعنی قیامت تک

تخصیص آنکہ چرخ آمد مطیعش
ساتھ اُس خصوصیت کے کہ آسمان اُسکا اطاعت کرنے والا ہو

زنامش چون عجم گشتہ مشرف
نام اُس کے سے جو عجم شرف یافتہ ہوا

جہان را تا بلندی ہست و پستی
جہان کو جب تک ہے پستی اور بلندی

دگر شہزادہ کز بخت مظفر
دوسرا شاہزادہ کہ نصیبہ فتحمند سے

خرد چون دیدہ جاہ و حشمتش
عقل نے جو مرتبہ اور بزرگی اُسکی دیکھی

درین میدان کہ بادا خالی از درد
اس میدان میں کہ خالی درد سے ہو جیو

زبزمش خور یکی زرین قدح باد
محفل اُس کی سے آفتاب ایک سنہرا پیالہ ہو جیو

زبان را تاج سر نام بدیعش
زبان کے سر کا تاج نام نادر اُس کا

بتعریف عرب بادا معرف
تو لیف سے عرب ہو جیو تعریف کرنے والا

مبادا این نام پاک از لوح ہستی
نہ ہٹے یہ نام تختی ہستی یعنی دنیا سے

بطفلی شد مطیعش تخت و افسر
لڑکپن سے تابعدار اُس کا ہوا تخت اور تاج

ہمیکرد آرزو نقشے زنامش
کرتی تھی آرزو ایک نقش کی نام اُس کے سے

فلک طاس تہی را پر فرح کرد
آسمان نے طاس خالی کو خوشی سے بھر لیا

دلش چون نام دائم پر فرح باد
دل اُس کا مثل نام کے ہمیشہ خوش ہو جیو

دربیان آنکہ ہریک از جمال و عشق مرغیست از آشیانہ

بیچ بیان اُس کے کہ ہر ایک خوبصورتی اور محبت سے ایک چڑیا ہے

وحدت پریدہ در شاخسار مظاہر کثرت آرمیدہ

وحدت کے گھونسلے سے اُڑ کر ظاہرہ کثرت کی ٹہنی پر آرام کیے ہوئے

دران خلوت کہ ہستی بی نشان بود
اُس تنہائی میں کہ ہستی بے نشان تھی

وجودی بود از نقش دوئی دور
ایک ذات تھی نقش دوئی سے دور

جمال مطلق از قید مظاہر
جمال آزاد قید ظاہری سے

بہ کنج بیخودی عالم نہان بود
بے خودی کے گوشے میں جہان پوشیدہ تھا

ز گفت و گوی مائی و توئی دور
گفتگو ہم ہیں اور تو ہے سے دور

بنور خویش ہم بر خویش ظاہر
اپنے نور سے اپنے ہی اوپر ظاہر ہونے والا

معما بنام بدیع الزمان
سلطان حسین
13/6/16

معما بنام مظفر حسین
سلطان حسین

دل آرا شاهدی در حجلهٔ غیب
ایک معشوق دل آراستہ کرنیوالا پردہ پوشیدگی مین
نه با آئینه رویش در میانه
نہ مُنھ اُس کا درمیان آئینے کے
صبا از طرهٔ اش نگسسته تاری
صبا نے اُسکی زلف سے نہ توڑا کوئی تار یعنی بال
نگشته با گلش همسایه سنبل
نہوئی سنبل یعنی زلف اُسکے پھول یعنی چہرے سے ہمسایہ
رخش ساده ز هر خطی و خالی
چہرہ اُس کا صاف ہر ایک خط اور تل سے
نوای دلبری با خویش میساخت
گانا معشوقی کا ساتھ اپنے کرتا یعنی خود بخود گاتا تھا
ولی ز انجا که حکم خوبرویست
اور لیکن اُس جگہ سے کہ حکم خوبصورتی کا ہے
نکورو تاب مستوری ندارد
خوبصورت طاقت پوشیدگی کی نہین رکھتا ہے
نظر کن لاله را در کوهساران
دیکھ لالے کو پہاڑون مین
کند شق شقهٔ گل زیر خارا
کرتا ہے چاک کپڑے پھول کے نیچے پتھر کے
ترا چون معنئ در خاطر افتد
تیرے جو کوئی مضمون دل مین پڑے یعنی آوے
نیاری از خیال آن گذشتن
نہین گذر سکتا ہی خیال اُسکے سے یعنی خیال بندھا رہتا ہی
چو هر جا هست حسن اینش تقاضاست
جو ہر جگہ حسن ہے یہی اُس کا تقاضا ہی

مبرا ذات او از تهمت عیب
پاک ذات اُس کی عیب کی تہمت سے
نه زلفش را کشیده دست شانه
نہ زلف اُس کی کو کھینچا کنگھی کے ہاتھ نے
ندیده چشمش از سرمه غباری
نہ دیکھا اُس کی آنکھ نے سرمے سے کوئی غبار
نه بسته سبزه اش پیرایه بر گل
نہ باندھا سبزی نے اُسکے پھول پر زیور یعنی منھ پر خط نہ نکلا
ندیده هیچ چشمی زو خیالی
نہ دیکھی کسی کی آنکھ نے اُس سے کوئی بات
قمار عاشقی با خویش میباخت
جوا عاشقی کا ساتھ اپنے کھیلتا تھا
ز پرده خوبرو در تنگ خویست
پردے سے خوبصورت کی طبیعت تنگ ہے
چو در بندی سر از روزن بر آرد
جو تو دروازہ بند کرے چہرہ کرے سر باہر نکالے
که چون خرم شود فصل بهاران
کہ جب خوش ہوتی یعنی پھولتی ہے فصل بہار کی
جمال خود کند زان آشکارا
خوبصورتی اپنی کرتا ہے اُس سے ظاہر
که در سلک معانی نادر افتد
کہ معنی کی لڑی مین نادر یعنی بہت اچھا ہو
دهی بیرون بگفتن یا نوشتن
باہر دینا یعنی نکالنا ہے تو بیان کرنے یا لکھنے سے
نخست این جنبش از حسن ازل خاست
پہلے یہ حرکت حسن ازل یعنی نور الٰہی سے پیدا ہوئی

۱۱ حجلہ کے معنی وہ مقام جگہ دولہن کا پردہ مین بناو سنگار کرین
۱۲ خیال کے معنی گمان اور شکل یا صورت کہ خواب مین یا بیداری مین دکھائی دے
۱۳ نوا بالفتح و کسرے معنی راگ عالم مین مشہور [illegible]
۱۴ مستوری [illegible]
۱۵ شقہ [illegible]

برون زد خیمہ ز اقلیم تقدس
باہر گاڑا خیمہ ملک پاک سے یعنی ظاہر ہوا

ازو یک لمعہ بر ملک و ملک تافت
اُس سے ایک روشنی انسان اور فرشتون پر چمکی

ز ہر آئینہ نمود روئے
واسطے آئینے کے ظاہر کی ایک صورت

ہمہ سبوحیان سبوح گویان
تمام فرشتے پاک کہنے والے

زغواصان این بحر فلک فلک
تیرنے والون اس دریاے آسمان کشتی سے

ز ذرات جہان آئینہ ہا ساخت
جہان کے ذرون سے آئینے بنائے

ازان لمعہ فروغی بر گل افتاد
اُس روشنی سے ایک روشنی پھول پر پڑی

رخ خود شمع زان آتش برافروخت
منہہ اپنا شمع نے اس آگ سے روشن کیا

ز نورش تافت بر خورشید یک تاب
اُسی کے نور سے چمکی آفتاب پر ایک روشنی

ز رویش روی خود آراست لیلی
منہہ اُس کے سے منہہ اپنا سنوارا لیلے نے

لب شیرین بشکر ریز بگشاد
ہونٹھ شیرین نے میٹھی باتین کرنے مین کھولے

جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ
خوبصورتی اُس کی ہر جگہ جلوہ کیے ہوئے

سر از جیب مہ کنعان برآورد
ماہ کنعان یعنی یوسف کے گریبان سے سر باہر نکالا

تجلی کرد بر آفاق و انفس
روشنی کی یعنی پھیلائی جہان اور آدمیون پر

ملک سرگشتہ خود را چون فلک یافت
فرشتون نے دیوانہ آپ کو مثل آسمان کے پایا

بہر جا خواست ازوی گفتگوئے
ہر جگہ چاہی اُس سے ایک گفتگو

شدند از بیخودی سبوح جویان
ہوئے بیخودی سے پاک کہنے والے

برآمد غلغل سبحان ذی الملک
نکلا شور پاک ہے وہ صاحب ملک

ز روی خود بہر یک عکس انداخت
اپنے چہرے سے ہر ایک مین عکس ڈالا

ز گل شوری بجان بلبل افتاد
پھول سے ایک شور بلبل کے دل مین پڑا

بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت
ہر ایک مکان مین سیکڑون پروانون کو جلایا

برون آورد نیلوفر سر از آب
باہر نکالا کنول کے پھول نے سر پانی سے

بہر مویش ز مجنون خاست میلی
ہر ایک بال سے ہر مجنون سے پیدا ہوئی ایک خواہش

دل از پرویز برد و جان ز فرہاد
دل پرویز سے لے گیا اور جان فرہاد سے

ز معشوقان عالم بستہ پردہ
جہان کے معشوقون سے پردہ بند کیے ہوے

زلیخا را دمار از جان برآورد
زلیخا کی جان سے ہلاکی برلایا یعنی عاشق کیا

بهر پرده که بینی پردگی اوست
جس پردے مین کہ دیکھے تو پردہ دار وہ ہے
بعشق اوست دل را زندگانی
اُس کے عشق سے دل کو زندگی ہے
دلی کان عاشق خوبان دلجوست
جو دل وہ عاشق معشوقون دلجو کا ہے
الا تا در غلط نافتی که گوئی
خبردار رہو ہرگز غلطی مین نہ پڑے بلکہ کہے تو
تو ئی آئینه او آئینه آرا
تو ہے آئینہ وہ آئینے کا آراستہ کرنیوالا
که همچون نیکوی عشق ستوده
کہ اپنے خوبصورت عشق تعریف کیے ہوئے نے
چو نیکو بنگری آئینه هم اوست
جو خوب دیکھے تو آئینہ بھی وہی ہے
من و تو در میان کاری نداریم
مین اور تم درمیان مین کچھ کام نہین رکھتے ہین ہم
خمش کاین قصه پایانی ندارد
چپ رہ کہ یہ کہانی کوئی انتہا نہین رکھتی ہے
همان بهتر که ما در عشق پیچیم
وہی بہتر کہ ہم بھی عشق مین لپٹین

قضا جنبان هر دل بردگی اوست
ہر دلبری اُس کی قضا کی حرکت دینے والی ہے
بشوق اوست جان را کامرانی
اُس کے شوق مین جان کی مقصد وری ہے
اگر داند و گر نی عاشق اوست
جو جانے اور جو نہ جانے عاشق اُس کا ہے
که از ما عاشقی وز وی نکوئی
کہ ہم سے عاشقی اور اس سے خوبصورتی ہے
تو ئی پوشیده و او آشکارا
تو پوشیدہ ہے اور وہ ظاہر ہے
از و سر بر زده در تو نموده
اور اس سے سر نکالکر تجھ مین ظہور کیا
نه تنها گنج بل گنجینه هم اوست
نہین فقط خزانہ بلکہ خزانے کی جگہ بھی وہی ہے
بجز بیهوده پنداری نداریم
سوائے ایک واہیات گمان نہین رکھتے ہین ہم
بیان او زبان دانی ندارد
بیان اُس کا کوئی شاعر نہین کر سکتا ہے
که بی این گفتگو هیچیم و هیچیم
کہ بغیر اِن باتون کے بیکار ہین اور ہیچ ہین ہم

نخل در بیان فضیلت عشق بستن و شاخچه آغاز
درخت بیچ بیان بزرگی عشق کے باندھنا یعنی لگانا اور قلم شروع

سبب نظم کتاب بدان پیوستن
سبب نظم کرنے کتاب کی اُس سین ملانا

ف بمعنی جب پردہ مین دیکھیگا اُسی کا جلوہ نظر آویگا ۲؎ نکو اور ستودہ دونون کے معنی اچھا اور ... صفت ... دونون لفظ عشق کی صفت ہین

دل فارغ ز درد عشق دل نیست — تن بی درد دل جز آب و گل نیست

فارغ دل درد عشق سے کوئی دل نہین ہی — دل بیدرد کا بدن سوا پانی اور مٹی کے نہین ہے

ز عالم روی آور در غم عشق — که باشد عالم خوش عالم عشق

جہان سے منہ اپنا لا عشق کے غم مین — کہ ہوتا ہے اچھا عالم عشق کا عالم

غم عشق از دل کس کم مبادا — دل بے عشق در عالم مبادا

غم عشق کا کسی دل سے کم مت ہو — دل بے عشق کے جہان مین نہو ہے

فلک سرگشته از سودای عشقست — جهان پر فتنه از غوغای عشقست

آسمان پریشان عشق کے سودا سے ہے — جہان فساد بھرا ہوا عشق کے شور سے ہے

اسیر عشق شو کاندیشه اینست — همه صاحبدلان را پیشه اینست

قیدی عشق کا ہو کہ فکر یہی ہے — تمام اہل دلون کا پیشہ یہی ہے

اسیر عشق شو کازاد باشی — غمش بر سینه نه تا شاد باشی

عشق کا قیدی ہو کہ آزاد ہووے تو — غم اُس کا سینے پر رکھ تو خوش ہووے تو

می عشقت دهد گرمی و مستی — دگر افسردگی و خود پرستی

شراب عشق کی تجکو دیگی گرمی اور نشہ — دوسری گستی اور خود پرستی

ز یاد عشق عاشق تازگی یافت — ز ذکر او بلند آوازگی یافت

عشق کی یاد سے عاشق نے تازگی پائی — بیان اُس کے سے شہرت پائی

اگر مجنون نه می زین جام خوردی — که او را در دو عالم نام بردی

جو مجنون اس شراب سے پیالہ نہ پیتا — کون دونون جہان مین اُس کا نام لے جاتا

هزاران عاقل و فرزانه رفتند — ولی از عاشقی بیگانه رفتند

ہزارون عقلمند اور دانا گذرے ہے — اور لیکن عاشقی سے بے خبر چلے گئے

نه نامے ماند از ایشان نه نشانی — نه در دست زمانه داستانی

نہ کوئی نام اُن سے رہا نہ کوئی نشان — نہ زمانے کے ہاتھ مین اُن سے کوئی کہانی

بسا مرغان خوش الحان که هستند — که خلق از ذکر ایشان لب به بستند

بہت چڑیان خوش آواز یعنی شاعر کہ ہین — کہ لوگون نے انکے ذکر سے لب بند کئے یعنی انھین کوئی نہین جانتا

چو اہل دل ز عشق افسانه گویند — حدیث بلبل و پروانه گویند

جو صاحب دل عشق سے کہانی کہتے ہین — باتین بلبل اور پروانے کی کرتے ہین

به گیتی گرچه صد کار آزمائے
جہان مین اگر صد ہا کام کرے تو
ہمین عشقت دہد از خود رہائی
یہی عشق تجھکو خودی سے آزادی دے گا

متاب از عشق رُو گرچه مجازیست
مت پھیر مُنھ عشق سے اگرچہ مجازی ہے
کہ آن بہر حقیقت کار سازیست
کہ وہ واسطے حقیقت کے بندوبست ہے

بلوح اول الف با تا نخوانے
تختی مین پہلے جب تک الف بے نہ پڑھے تو
ز قرآن درس کردن کی توانے
قرآن سے کب سبق پڑھ سکتا ہے تو

شنیدم شد مریدے پیش پیرے
سنا مین نے گیا ایک مرید آگے ایک پیر کے
کہ باشد در سلوکش دستگیری
کہ ہو اسکا راہ مذہب بتانے مین ہاتھ پکڑنیوالا

بگفت ار پا نشد در عشقت از جاے
کہا جو تیرا پانون عشق مین نہین گیا یعنی تو عاشق نہین ہوا
برو عاشق شو آنگہ پیش من آے
جا عاشق ہو اُس وقت میرے پاس آ

کہ بی جام مے صورت کشیدن
کہ بے ظاہری شراب کے پیالے پیئے یعنی بغیر عشق
نیارے جرعہ معنی چشیدن
نہ سکے تو ایک گھونٹ حقیقت کی شراب کا چکھنا

ولے باید کہ در صورت نمانی
اور لیکن چاہیے کہ ظاہر مین نہ رہے تو
وزین پل زود خود را بگذرانی
اور اُس پل سے جلد آپ کو پار اتارے تو

چو خواہی رخت در منزل نہادن
جو چاہے تو اسباب منزل مین رکھنا
نباید بر سر پل ایستادن
نہ چاہیے پل کے اوپر کھڑا ہونا

بحمد اللہ کہ تا بودم درین دیر
شکر خدا کا کہ جب تک رہا مین اس دنیا مین
براہ عاشقی بودم سبک سیر
عشق کی راہ مین رہا مین تیز چلنے والا

چو دایہ ناف من بی مشک دیدہ
جو دائی نے ناف میری بے مشک دیکھی
بہ تیغ عاشقی نافم بریدہ
عاشقی کی تلوار سے ناف میری تراشی

چو مادر بر لبم پستان نہادہ
جو مان نے میرے ہونٹھ پر چھاتی رکھی
ز خونخوارے عشقم شیر دادہ
اذیت عشق سے مجھکو دودھ پلایا

اگرچہ موی من اکنون چو شیر است
اگرچہ بال میرے اب مثل دودھ کے یعنی سفید ہین
ہنوزم ذوق شیرم در ضمیر است
اب تک مزا دودھ کا میرے دل مین ہے

بہ پیری و جوانی نیست چون عشق
بوڑھاپے اور جوانی مین جو نہین ہے عشق
و مد بر من دمادم این فسون عشق
پھونکتا ہے مجھ پر ہر دم یہ عشق جادو

که جامی چون شدی در عاشقی پیر

کہ جامی جو عاشقی مین تو ہوا بڈھا

بنہ در عشقبازی داستانے

رکھ یعنی لکھ عشقبازی مین کوئی داستان

بکش نقشی ز کلک نکتہ زایت

کھینچ اپنے باریکی پیدا کرنیوالی قلم سے ایک نقش

چو از عشق این ندا آمد بگوشم

جو عشق سے یہ آواز میرے کان مین آئی

بجان بستم کمر فرمان بری را

جان سے کمر باندھی مین نے تابعداری کے لیے

بر آنم گر خدا توفیق بخشد

اسپر ہون مین جو مجکو خدا توفیق بخشے

کنم از سوز عشق آن نکتہ رانی

کرون مین سوز عشق سے وہ شاعری

درین فیروزہ گنبد افگنم دود

اس نیلے گنبد یعنی آسمان پر ڈالون مین دھوان

سخن را پایہ بر جائے رسانم

شاعری کا مرتبہ اس جگہ پہونچاؤن مین

سبکروحے کن و در عاشقی میر

خوش گفتاری کر یعنی عمدہ شعر کہہ اور عاشقی مین مرجا

کہ باشد از تو در عالم نشانے

کہ رہے تجھ سے جہان مین ایک نشان

کہ چون از جا روی ماند بجایت

کہ جو تو چلا جاوے تیری جگہ پر رہے

باستقبال بیرون رفت ہوشم

پیشوائی کیواسطے باہر گیا ہوش میرا یعنی مین بیہوش ہو گیا

نہادم رسم نو سحر آوری را

رکھا مین نے طریقہ نیا جادوگری کا

کہ نخلم میوۂ تحقیق بخشد

کہ درخت میرا میوہ تحقیق کا بخشے

کہ سوزد عقل رخت نکتہ دانی

کہ جلادے عقل اسباب باریکی جاننے کا

کنم چشم کواکب گریہ آلود

کرون مین آنکھین ستارون کی آنسو بھری ہوئین

کہ بنوازد باحسنت آسمانم

کہ سرفراز کرے تعریف (آفرین) سے مجکو آسمان

دستۂ گل از چمن فضائل عشق چیدن و رشتہ

ایک گلدستہ فضیلت عشق کے باغ سے چننا اور ڈورا

اتمام سبب نظم کتاب بر آن پیچیدن

تمامی سبب نظم کرنے کتاب کا اسپر لپیٹنا

سخن دیباچہ دیوان عشق ست

کلام سرنامہ عشق کے دیوان کا ہے

سخن نوباوہ بستان عشق ست

شاعری نیا پودا عشق کے باغ کا ہے

بعالم هرچه از نو و کهن زاد
جہان مین جو کچھ نئے اور پرانے سے پیدا ہوا
خرد را کار و باری جز سخن نیست
عقل کو کوئی کار و بار سوا کلام کے نہین ہی
سخن از کاف و نون دم بر قلم زد
کلمۂ کن سے قلم پر دم مارا یعنی قلم سے کہا
چو شد قاف قلم زان کاف موجود
جو ہوا قاف قلم کا اُس کاف سے ظاہر
جهان باشان که در بالا و پستند
جہان کے رہنے والے کہ نیچے اور اوپر یعنی بلندی اور پستی مین ہین
چو زان جوشش کند لب نکته رانی
جو اُس جوش سے ہونٹھ باریکیان بیان کرے
زند باد نفس دستش بدامان
مارے ہوا دم کے ہاتھ اُسکے دامن مین
کند ره بر در دروازۂ گوشش
کرے راہ کان کے دروازے یعنی سنکر
کند خاطر باستقبالش آهنگ
کرے دل اُسکی پیشوائی کا ارادہ
گهی لب را نشاط خنده آرد
کبھی ہونٹھ کو خوشی سے ہنساوے
از و خندان لب اندوه مندان
اُس سے ہنسنے والے ہونٹھ دردمندونکے
چو این شان الهی بینم از وی
جو یہ شان خداکی دیکھتا ہون مین اُس سے
بدین می شغل گیری ساخت پیرم
اس شراب سے شغل کرنے نے بوڑھا کیا مجھکو

چنین گوید سخندان گز سخن زاد
ایسا کہتا ہی شاعر کہ بات یعنی لفظ سے پیدا ہوا
جهان را یادگاری جز سخن نیست
جہان کو کوئی نشانی سوا کلام کے نہین ہے
قلم بر صفحۂ هستی رقم زد
قلم نے پیدائش کے صفحہ پر لکھا
گشاد از چشمه اش فوارۂ جود
کھولا اُسکے چشمہ سے فوارہ بخشش کا
ز جوششهای آن فواره مستند
اُس فوارے کے جوش سے مست ہین
گلی باشد ز گلزار معانی
ایک پھول ہووے باغ حقیقت سے
برون آرد ز گلزارش خرامان
باہر لاوے باغ سے ٹہلتے ہوئے اُسکو
فتد از مقدم او هوش بیهوش
گر پڑے اُسکی آمد سے ہوش بیہوش ہوکر
در آرد دل بر چون غنچه اش تنگ
لاوے دل گود مین کلی کی طرح کھینچکر اُسکو
گه از دیده نم اندوه بارد
کبھی آنکھ سے آنسو غم کے برساوے
از و گریان شود لبهای خندان
اُس سے روتے ہین ہونٹھ ہنسنے والے
معاذ الله که دامن چینم از وی
پناہ خداکی کہ دامن چھوڑون مین اُس سے
به پیرانه سر اکنون شغل گیرم
بوڑھاپے مین اب اور شغل اختیار کرون مین

دہم از دل برون راز نہان را
دل سے باہر نکالوں میں پوشیدہ بھید کو

بخندانم بہ گریانم جہان را
ہنساؤں میں اور رولاؤں میں جہان کو

کہن شد قصۂ شیرین و خسرو
پُرانی ہوئی کہانی شیرین اور خسرو کی

بشیرینی نشانم خسرو نو
شیرین کلامی سے بٹھاؤں میں بادشاہ نئے کو

سرآمد نوبت لیلی و مجنون
آخر کو ہوئی باری لیلی اور مجنون کی

کسے دیگر سرآمد سازم اکنون
کسی اور کو غالب کروں میں اب

چو طوطی طبع را سازم شکر خا
طوطی کی طرح طبیعت کو کردوں میں شیرین کلام

زحسن یوسف و عشق زلیخا
خوبصورتی یوسف اور عشق زلیخا سے

خدا از قصہ ہا چون احسنش خواند
خدا نے تمام قصوں سے جو اسکو اچھا کہا

با حسن وجہ زان خواہم سخن راند
اچھی طرح سے میں اُس سے بیان کرونگا

چو باشد شاہد آن وحی منزل
جسکا گواہ ہووے کلام مجید

نباشد کذب را امکان مدخل
نہو جھوٹ کو طاقت دخل دینے کی

نگردد خاطر از ناراست خرسند
نہیں ہوتا ہے دل جھوٹ سے خوش

وگر خود گوئی آنرا راست مانند
اور جو تحقیق کہے تو اُسکو سچ مشابہ کریں

سخن را زیوری جز راستی نیست
بات کا کوئی زیور سوا سچائی کے نہیں ہے

جمال مہ بجز ناکاستی نیست
خوبصورتی چاند کی سوا نہ گھٹنے کے اور نہیں ہے

ازان صبح نخستین بیفروغ ست
اُس سے صبح کاذب بے رونق ہے

کہ لاف روشنی از وی دروغ ست
کہ ڈینگ روشنی کے اُس سے جھوٹی ہے

چو صبح راستی از صدق دم زد
جو صبح صادق نے سچائی سے دم مارا

چو خور بر آسمان زرین علم زد
مثل آفتاب کے آسمان پر سنہرا علم مارا یعنی روشن ہوا

بصنعت گر بیارائی دروغے
کاریگری سے جو تو آراستہ کرے ایک جھوٹ

نگیرد زان چراغ دل فروغے
نہ پکڑے اُس سے چراغ دل کا کوئی روشنی

چرا دوزی بقدر زشت دیبا
کیوں سیتا ہے برے قد پر دیبا یعنی ریشمی کپڑے

کہ از دیبا نگردد زشت زیبا
کہ دیبا سے نہووے بدصورت خوبصورت

ز دیبا زشت زیبائی نیابد
دیبا سے بدصورت خوبصورتی نہیں پاتا ہے

ولی دیبا سوی زشتی شتابد
اور لیکن دیبا کی طرف برائی دوڑتی ہے

چہرے سرخ کو غازہ چاہیے
رُخ گلرنگ را گلگونہ باید
کہ غازے سے اُسکی رنگت زیادہ ہوتی ہے
کش از گلگونہ گلرنگے فزاید

جو سیاہ چہرے پر غازہ ملے تو
چو گلگونہ بروے تیرہ مالی
نہ دیکھیں آنکھیں اُس سے سوا سیاہی کے
نہ بیند دیدہ زان جز تیرہ حالی

معشوقوں سے مثل یوسف کے کوئی نہیں ہوا ہے
زمعشوقان چو یوسف کس نبودہ است
خوبصورتی اُسکی تمام معشوقوں سے زیادہ ہے
جمالش از ہمہ خوبان فزودہ است

معشوقوں سے جسکو ثانی نہیں جانتے ہیں
زخوبان ہر گرا ثانی ندانند
پہلے اُس کو یوسف ثانی کہتے ہیں
ز اول یوسف ثانیش خوانند

نہ تھا عاشقوں سے کوئی مثل زلیخا کے
نبود از عاشقان کس چون زلیخا
عشق میں سب سے زیادہ تھی زلیخا
بعشق از جملہ بود افزون زلیخا

لڑکپن سے بوڑھاپے تک عشق اختیار کیا
زطفلی تا بہ پیری عشق ورزید
بادشاہی اور فقیری میں عشق اختیار کیا
بشاہے و گدائی عشق ورزید

ق

پیچھے بوڑھاپے اور کمزوری کے عجز کرنے سے
پس از پیری و عجز و ناتوانے
جو پھر اُس کی جوانی کا زمانہ تازہ ہوا
چو بازش تازہ شد عہد جوانی

سوا راہ محبت اور عشق کے نہ چلی
بجز راہ وفا و عشق نسپرد
اُسی پر پیدا ہوئی اُسی پر رہی اور اُسی پر مرگئی
بران زاد و بران بود و بران مرد

زلیخا اگرچہ معشوق جہان کی تھی
زلیخا گرچہ محبوب جہان بود
اور لیکن تھا یوسف خوبی میں زیادہ اُس سے
ولی یوسف بخوبی بیشتر ازان بود

اس کتاب میں بیان کرونگا میں ہر ایک سے
درین نامہ سخن رانم زہر یک
قلم سے گوہر افشانی کرونگا میں ہر ایک کی
بخامہ گوہر افشانم زہر یک

جس نقد سے کہ واسطے انکے خرچ کرونگا میں
بہر نقدے کز ایشان خرج سازم
دانائی سے ایک تازہ خزانہ داخل کرونگا میں
زحکمت تازہ گنجی درج سازم

آرزو کرتا ہوں میں کہ اگر کبھی کوئی بزرگ
طمع دارم کہ گرناگہ شگرفے
پڑھے اس کتاب سے کوئی حرف
بخواند زین محبت نامہ حرفے

منہ پھیرے کتاب کی طرح میرے منہ پر بیٹھ
تا بد نامہ سان بر روی من انگشت
نہ چلاوے قلم کیطرح میرے عیب پر اونگلی
نراند خامہ وش بر حرفم انگشت

بد و رہا او ور گر یابد خطائے	نیارد بر سر من ماجرائے
زمانے مین جو پاوے کوئی غلطی	نہ لاوے میرے سر پر کوئی اعتراض
بقدر وسع در اصلاح کوشد	اگر اصلاح نتواند خموشد
اپنے مقدور بھر اصلاح مین کوشش کرے	اگر اصلاح نہ ممکن ہو چپ ہو رہے

داستان شمع جمال یوسفی را در شبستان غیب
شمع جمال یوسف علیہ السلام کو غیب کے محل مین

افروختن و پروانہ دل آدم را بمشاہدہ آن سوختن
روشن کرنے اور دل آدم کے پروانہ کے اُسکے دیکھتے ہی جلنے کے بیان مین

گہر سنجان دریاے معانی	ورق خوانان وحی آسمانی
موتی تولنے والون دریاے حقیقت یعنے مورخون نے	تفسیر کرنے والون حکم آسمانی یعنے کلام مجید نے
چو تاریخ جہان کردند آغاز	چنین دادند از آدم خبر باز
جو تاریخ جہان کی شروع کی	ایسی دی وقت حضرت آدم سے خبر
کہ چون چشم جہان بینش کشادند	بر و اولاد او را جلوہ دادند
کہ جب آنکھ جہان دیکھنے والی اُسکی کھولی	اُسپر اُسکی اولاد کو جلوہ دیا یعنے ظاہر کیا
صفوف انبیا یکجا پس و پیش	ستادہ ہر صفی بر پایۂ خویش
قطارین پیغمبرون کی ایک جگہ پیچھے اور آگے	کھڑے ہوئے ہر قطار اپنے مرتبے پر
صفوف اولیا قائم دگر جاے	نہادہ در مقام پیروی پای
قطارین اولیا کی قائم دوسری جگہ	رکھے ہوئے مقام پیروی مین قدم
گروہی با شکوہ بادشاہی	بتاج شوکت شاہی مباہی
ایک گروہ بادشاہی دبدبے سے	تاج بادشاہی کے دبدبے سے فخر کرنیوالا
ستادہ صف بصف دیگر خلایق	بترتیب خوش و دستور لایق
کھڑے ہوئے قطار قطار اور لوگ	اچھی ترتیب اور عمدہ قاعدے سے
چو آدم سوی آن مجمع نظر کرد	زہر جمعی تماشای دگر کرد
جو آدم نے طرف اُس مجمع کے دیکھا	ہر ایک گروہ سے ایک دوسرا تماشا دیکھا

18/7/1916

بخشمش یوسف آمد چون یکی ماہ
اُسکی نظر مین آیا یوسف مثل ایک چاند کے
چو شمع انجمن زان جمع ممتاز
مثل شمع مجلس کے اُس گروہ سے سرفراز
جمال نیکوان در پیش او گم
جمال معشوقون کا اُسکے آگے گم
ردای دلبری افگندہ بر دوش
چادر دلبری کی ڈالے ہوئے کاندھے پر
کمال حسنش از اندیشہ بیرون
کمال خوبصورتی اُسکی کا خیال سے باہر
بدوشش خلعت لطف الٰہی
اُسکے کاندھے پر خلعت خدا کی مہربانی کا
جبینش مطلع صبح سعادت
پیشانی اُسکی جگہ طلوع ہونے صبح نیکبختی کی
ہمہ پیغمبران از پیش و از پس
تمام پیغمبر آگے اور پیچھے سے
ہمہ ارواح قدسی بی کم و کاست
تمام روحین پاک بے کمی اور گھٹانے کے
درین محرابی خورشید قندیل
اس مسجد آفتاب قندیل یعنی مسجد اقصی مین
ازان جاہ و جلال آدم عجب ماند
اُس مرتبے اور بزرگی سے آدم متعجب رہا
کہ یارب این نہال از گلشن کیست
کہ اے خدا یہ درخت کس باغ سے ہے
بر این پرتو دولت چرا تافت
اُس پر یہ عکس دولت کا کیونکر چمکا

نہ مہ خورشید اوج عزت و جاہ
نہین چاند آفتاب بلندی عزت اور مرتبے کا
میان جمع شمع آسا سرافراز
درمیان گروہ کے مانند شمع کے سربلند
چنان کز پرتو خورشید انجم
ایسا کہ عکس آفتاب سے ستارے
فدای خاک پایش صد ردا پوش
قربان خاک قدم اُسکی کے سیکڑون چادر اوڑھنے والے
ز حد عقل فکرت پیشہ بیرون
انتہا عقل فکر پیشہ سے باہر
بفرقش تاج فر پادشاہی
اُسکے سر پر تاج بادشاہی دبدبے کا
شب غیب از رخش روز شہادت
رات پوشیدگی کی منھ اُسکے سے دن روشن
ز ظلمتہای جسمانی مقدس
بدنی تاریکیون سے پاک
علمہا بر کشیدہ از چپ و راست
علم کھڑے کیے ہوئے بائین اور داہنے سے
فگندہ غلغل تسبیح و تہلیل
مچا شور تسبیح پڑھنے اور وظیفے کا
بعنوان تعجب زیر لب راند
بطور تعجب کے ہونٹھ کے نیچے یعنی آہستہ کہا
تماشاگاہ چشم روشن کیست
سیرگاہ کس روشن آنکھ کی ہے
جمال و جاہ چندین از کجا یافت
خوبصورتی اور مرتبہ اتنا کہان سے پایا

خطاب آمد که نور دیدهٔ تست
آواز آئی کہ نور تیری آنکھون کا ہے
ز باغستان یعقوبؑ این نهالیست
باغ حضرت یعقوب سے یہ ایک درخت ہے
ز کیوان بگذرد ایوان جاهش
زحل سے گذرے گا محل اُسکے مرتبے کا
ز بس خوبی که در رویش عیانست
کثرت خوبی سے کہ اُسکے چہرے مین ظاہر ہے
کند روی ترا آئینه داری
کریگا تیرے منہ کی آئینہ داری یعنی صفائی
بگفت اینک در احسان گشادم
کہا ابھی دروازہ احسان کا کھولا مین نے
ازان خوبی که باشد دلبران را
اُس خوبی سے کہ ہو تمام معشوقون کی
چو گل از ذوق فرزندیش شگفت
پھول کی طرح اُسکے لڑکے ہونے سے خوش ہوا
پی نسخ بتان درج ار گشاید
واسطے رد کرنے بتون کے جو مسودہ کھولے
پس آوردش بسوی سینهٔ خویش
پھر لایا اُسکو طرف سینے اپنے کے
ز مهر خویشتن کردش خبردار
اپنی محبت سے کیا اُس کو خبردار

فرح بخش دل غم دیدهٔ تست
خوشی بخشنے والا دل غمدیدہ تیرے کا ہے
ز صحرای خلیل الله غزالیست
خلیل اللہ یعنی ابراہیمؑ کے جنگل سے ایک ہرن ہے
زمین مصر باشد تختگاهش
زمین مصر کی ہوگی اُس کی تخت گاہ
حسد انگیز خوبان جهانست
رشک اُٹھانیوالا جہان کے معشوقون کا ہے
به بخشش آنچه در گنجینه داری
بخش اُسکو جو کچھ خزانہ مین رکھتا ہے تو
ز شش دانگ جمالش چار دادم
چھ دانگ خوبصورتی سے اُسکو چار دانگ دیے مین نے
دو بخشش او را یکی مر دیگران را
دو حصہ خاص کر اُسکو ایک حصہ اورون کو
چو بلبل بر گل رویش دعا گفت
بلبل کی طرح اُسکے منہ کے پھول پر دعا کی
خط حسن همه ملکش نماید
خط اُسکے حسن کا اُسکا تیسرا حصہ معلوم ہووے
صفابخش از دل بی کینه خویش
صفائی بخشنے والا یعنی آدم دل بے کینہ اپنے سے
به پیشانی زدش بوسه پدر وار
پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا باپ کی طرح

نهال جمال یوسفی را از بهارستان غیب بباغستان شهود

درخت جمال یوسفی کو بہارستان پوشیدگی سے باغ ظاہری مین

آوردن وہم اور اباب دیدہ یعقوب وہوای دل زلیخا پروردن

لانا اور اسکو یعقوب ہی کی آنکھون کے پانی اور ہوائے دل زلیخا سے پرورش کرنا

درین نوبت گہ صورت پرستی
اس نقار خانے صورت پوجنے والے یعنی ظاہری مین
زند ہر کس بنوبت کوس ہستی
بجاتا ہے ہر شخص باری سے نقارہ ہستی کا

حقیقت را بہر دوری ظہوریست
حقیقت کو ہر ایک دورے مین ایک ظہور ہے
ز اسمی بر جہان افتادہ نوریست
ایک نام سے جہان پر ایک نور پڑا ہے

اگر عالم بیک دستور ماندے
اگر جہان ایک طریقے پر رہتا
بسا انوار کان مستور ماندے
بہت نور کہ وہ پوشیدہ رہتے

گر از گردون نگردد نور خور گم
جو آسمان سے نور آفتاب کا پوشیدہ نہو
نگیرد رونق بازار انجم
نہ پکڑے رونق بازار ستارون کی

زمستان از چمن بار ار نہ بندد
جاڑا باغ سے جو بوجھ نہ باندھے یعنی نہ جائے
ز تاثیر بہاران گل نخندد
بہار کی تاثیر سے پھول نہ کھلین

چو آدم رخت ازین محرابگہ بست
جو آدم نے اسباب اس دنیا سے باندھا یعنی سفر کیا
بجایش شیث در محراب بنشست
انکی جگہ شیث پیغمبر محراب مین بیٹھے

چو وی ہم رفت کرد آغاز ادریس
جب وہ بھی گئے ادریس پیغمبر نے شروع کیا
درین تلبیس خانہ درس تقدیس
اس مکر خانے یعنے دنیا مین سبق پاکی کا

چو شد تدریس ادریس آسمانی
جو ہوئی پڑھائی حضرت ادریس کی آسمانی یعنے مرگئے
بنوح افتاد دین را پاسبانی
حضرت نوح پر پڑی دین کی نگہبانی

بطوفان فنا چون غرق شد نوح
فنا کے طوفان مین جب ڈوب گئے حضرت نوح
شد این در بر خلیل اللہ مفتوح
کشادہ ہوا یہ دروازہ حضرت ابراہیم پر

چو خوان دعوتش چید از آفاق
جب خوان اسکی دعوت کا چنا جہان نے
موفق شد بآن انفاق اسحاق
توفیق دیا گیا واسطے اسکے نفقہ دینے کے اسحاق

چو زین ہامون شد او راہ عدم کوب
جب اس جنگل یعنی دنیا سے ہوا وہ نیستی کی راہ چلنے والا
زد از کوہ ہدی گلبانگ یعقوب
ماری یعنی دی کوہ ہدی سے آواز یعقوب نے

چو یعقوب از عقب زین کار دم زد
جو یعقوب نے پیچھے سے اس کام یعنی پیمبری مین دم مارا
اقامت را بکنعان محمل افگند
ٹھہرنے کا کنعان مین کجاوہ ڈالا
شمار گوسپندش از بز و میش
گنتی بھیڑ اور بکریون اور دُنبہ اُس کے کی
پسر نوبت بنوبت گشته پیدا
لڑکے باری باری ہوے پیدا
بهشتم پشت واضح گشت یوسف
آٹھوین پشت مین ظاہر ہوے یوسفؑ
پسر بیرون زیوسف یازده داشت
لڑکے باہر یعنی سوا یوسف سے گیارہ رکھتا تھا
چو یوسف بر زمین آمد ز مادر
جو یوسف زمین پر آیا مان سے یعنی پیدا ہوا
دمید از بوستان دل نهالی
اوگا باغ دل سے ایک نیا پودہ
ز گلزار خلیل الله گلی رست
باغ خلیل اللہ یعنی ابراہیم سے ایک پھول اُوگا
بر آمد اختری از برج اسحاق
نکلا ایک ستارہ برج یعنی خاندان اسحاق سے
علم زد لاله از باغ یعقوبؑ
ظاہر ہوا ایک لالہ باغ یعقوبؑ سے
غزالی شد شمیم افزای کنعان
ایک ہرن کا بچہ ہوا خوشبو بڑھانیوالا کنعان کا
ز جان تا بوده بهره مادرش را
جان سے جبتک رہا حصہ اسکی مان کو یعنی جبتک زندہ رہین

زحد شام تا کنعان علم زد
کنارے شام سے کنعان تک سکہ ٹھہا
فتاده در فزایش مال و فرزند
پڑے زیادتی مین مال اور لڑکون کے
دران وادی شد از مو و ملخ بیش
اُس جنگل مین ہوئی چیلٹی اور ٹڈی سے زیادہ
بتفصیل رسالت شعله آسا
ساتھ تفصیل پیمبری کے شعلے کے مانند
بماند از وی جهانی در تاسف
رہا اُن سے ایک جہان افسوس مین
ولی یوسفؑ میان جانش ره داشت
اور لیکن یوسف اسکی جان مین راہ رکھتی یعنے عزیز تھے
برخ شد ماه گردون را برابر
چہرے مین ہوا آسمان کے چاند کے برابر
نمود از آسمان جان هلالی
ظاہر ہوا آسمان کی جان سے ایک دوج کا چاند
قبای نازک اندامی برو چست
چپکن نازک بدن ہونے کی اُس پر چست
ز روی او منور چشم آفاق
اُس کے چہرے سے روشن آنکھ جہان کی
از و هم مرهم و هم داغ یعقوب
اُسی سے مرہم اور بھی داغ یعقوب کا
از و رشک ختن صحرای کنعان
اُس سے رشک دینے والا ختن کا جنگل کنعان کا
ز شیر خویش شستی شکرش را
دودھ اپنے سے دھوتین شکر یعنی مونھ اسکے کو

20/7/1916
Second reading

Line 4. { 1 مصرع 4. line = پسر نوبت بنوبت گشته پیدا
11 مصرع Instead of شعله put گوہر }

چو دیدش در کنار خود دو سالہ
جو دیکھا اُس نے اپنی گود مین دو برس کا
گرامی دُرّے از بحر کرمے
ایسا اچھا موتی دریائے بخشش سے
پدر چون دید حال گوہر خویش
باپ نے جو دیکھا حال موتی یعنی لڑکے اپنے کا
زعمہ مرغ جانش پرورش یافت
پھوپھی سے اُس کی جان کی چڑیا نے پرورش پائی
قدش آئین خوش رفتاری آورد
قد اُسکے نے طریقہ نیک چلنے کا پایا یعنے چلنے لگے
دل عمہ بمہرش شد چنان بند
دل پھوپھی کا اُس کی محبت مین ہوتا تھا
ہر شب خفتہ چون جان در برش بود
ہر رات مثل جان کے اُسکے پہلو مین سوتا تھا
پدر ہم آرزوی روی او داشت
باپ بھی خواہش اُسکی صورت کی رکھتا یعنی دیکھا کرتا تھا
جز اوکس در دل غمگین نمی یافت
اُس کے سوا دل غمگین مین کسی کو نہ پاتا تھا
چنان میخواست کان ماہ دل افروز
ایسا چاہتا تھا کہ وہ چاند دل روشن کرنیوالا یعنی یوسف
بخواہر گفت کای گر مہر ورزی
بہن سے کہا کہ اے بہن محبت کرنے سے
ندارم طاقت دوری یوسف
نہین رکھتا ہون مین طاقت یوسف کے دور رہنے کی
بخلوتگاہ راز من فرستش
میری تنہائی کی جگہ بھید مین اُس کو بھیج

دمید ایام زہرش در نوالہ
پھونکا یعنی ملایا زمانے نے زہر اسکے کھانے مین
ز مادر ماند با اشک یتیمی
مان سے رہا ساتھ آنسو یتیمی کے یعنی روتا ہوا
صدف کردش کنار خواہر خویش
اپنی بہن کی گود اُس کے لیے سیپی بنائی
بگلزار خوشی بال و پرش یافت
خوشی کے باغ مین بازو اور پر اُس نے پائے
لبش رسم شکر گفتاری آورد
ہونٹھ اُس کے طور شیرین کلامی کر لائے یعنی بولنے لگے
کہ نگسستی از و یک لحظہ پیوند
کہ نہ توڑتی اُس سے ایکدم کو پیوند یعنی دم بھر جدا نہوتی
بہر روز آفتاب منظرش بود
ہر روز آفتاب اُس کی آنکھ کا تھا
ز ہر سو میل خاطر سوی او داشت
ہر طرف سے خواہش دل کی طرف اُسکے رکھتا تھا
بگہ گہ دیدنش تسکین نمی یافت
کبھی کبھی اُس کے دیکھنے سے اطمینان نہ پاتا تھا
بہ پیش چشم او باشد شب و روز
رہے اُس کی آنکھ کے سامنے رات دن
بفرقم چون درخت بید لرزی
میرے سر پر درخت بید کی طرح تو کانپے یعنی خفا ہوگی
خلاصم دہ ز مہجوری یوسف
خلاصی مجھکو دے یوسف کی جدائی سے
بمحراب نیاز من فرستش
میری نماز کی محراب مین اُس کو بھیج

۵۱ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام دو برس کے ہوئے ... کی بہن یعنی پھوپھی پرورش ... ۵۳ یعنی حضرت یوسف تمام رات ... اپنی پھوپھی کے ... ۵۴ یعقوب نے اپنی بہن سے کہا کہ تم خفا تو ... یوسف علیہ السلام کی جدائی گوارا نہین ہے

زیعقوبؑ این سخن خواہر چو بشنید
یعقوبؑ سے یہ بات جو بہن نے سُنی
زفرمانش بصورت سر نہ پیچید
حکم اُس کے سے ظاہر مین سر نہ پھیرا

ولیکن کرد با خود حیلہ سازی
لیکن کی ساتھ اپنے حیلہ سازی یعنی بہانہ کیا
کہ تا گیرد ز یعقوبش بان باز
تاکہ اُس وجہ سے پھیر لے یعقوب سے اُس کو

بکف ز اسحاق بودش یک کمربند
اسحاق کے ہاتھ کا اُس کے پاس ایک کمربند تھا
بخدمت سودہ در راہِ خداوند
خدمت کی راہ مین گھسا ہوا یعنی اسحاق کے باندھنے کا تھا

کمربندی کہ ہر دستش بہ بستے
وہ کمربند کہ ہاتھ جس کا اُس کو باندھتا
ز دست اندازی آفاق رستے
زمانے کی دست اندازی یعنی ظلم سے چھوٹتا

چو یوسفؑ را از خود رو در پدر کرد
جو یوسف کا مُنھ آپ کے طرف باپ کے کیا یعنے بھیجا
میان بندش نہانی در کمر کرد
پوشیدہ وہ کمربند اُس کی کمر مین کیا یعنی باندھ دیا

چنان بست آن کمر را بر میانش
ایسا باندھا اُس پٹکے کو اُس کی کمر پر
کہ آگاہی نشد قطعا از انش
کہ خبر نہ ہوئی مطلق اُس سے اُس کو

کمربستہ بیعقوبش فرستاد
پٹکا باندھ کر اس کو پاس یعقوب کے بھیجا
وزان پس در میان آوازہ در داد
اور بعد اس کے درمیان مین آواز دی یعنی کہا

کہ گشتست آن کمربند از میان گم
کہ ہوا ہے وہ پٹکہ کمر سے گم یعنی کھو گیا ہے
گرفتی ہر کسے را زان تو ہم
پکڑتی ہر شخص کو اُس خیال سے

بزیر جامہ جست وجوی کردی
نیچے کپڑوں کے ڈھونڈھتی
پس انگہ در دگر کس روی کردی
بعد اُس کے طرف دوسرے شخص کے متوجہ ہوتی

چو در آخر بیوسفؑ نوبت افتاد
جو آخر مین طرف یوسف کے باری پڑی
کمر را از میانش چست بکشاد
پٹکے کو اُس کی کمر سے جلد کھول لیا

دران ایام ہر کس کاہل دین بود
اس زمانے مین جو شخص کہ صاحب دین یعنی دیندار تھا
بر و حکم شریعت این چنین بود
اُس پر حکم شرع کا ایسا تھا

کہ دزدی ہر گشتی پای گیرش
جو شخص کہ چوری اُسکا پانوں پکڑتی یعنی چوری کرتا
گرفتی صاحب کالا اسیرش
قید رکھتا مالک مال کا اُس کو

دگربارہ بہ تزویر و بہانہ
دوسری مرتبہ مکر اور بہانے سے
چو کرد آمادہ بردش سوی خانہ
جو کیا مستعد لے گئی طرف گھر کے اُس کو

بروئش چشم روشن شاد بنشست
سامنے اُس کے آنکھ روشن کے خوش بیٹھی
بدو شد خاطر یعقوبؑ خرم
اُس سے دل یعقوب کا خوش ہوا
به پیش روی چو یوسف قبله یافت
سامنے اپنے جو یوسف ایسا قبلہ پایا
بیوسف بود روحش راحت اندوز
یوسفؑ سے تھی روح اُس کی راحت جمع کرنیوالی یعنی خوش
بیوسف بود هر کاری که بودش
یوسفؑ کے سبب سے تھا جو کام کہ تھا اُس کا
بلی هر جا کزین سان مه بتابد
ہاں جس جگہ کہ اس طرح کا چاند روشن ہو
چگویم کان ز حسن و دلبری بود
کیا کہوں میں اس خوبصورتی اور دلبری سے کہ تھی
مهی بود از سپهر آشنائی
ایک چاند تھا آسمان محبت سے
نه مه هیهات روشن آفتابی
نہیں چاند افسوس ایک آفتاب روشن
چه می گویم چه جای آفتابست
کیا کہتا ہوں میں کیا جگہ آفتاب کی ہے
مقدس نوری از قید چه و چون
ایک پاک نور آزاد چون و چرا سے
چو آن بیچون درین چون کرده آرام
جو اُس بے چون مانند یعنی خدا نے اس صورت میں آرام کیا
بدل یعقوبؑ گر مهرش نهان داشت
دل میں یعقوب جو اُس کی محبت پوشیدہ رکھتا تھا

پس از چندی اجل چشمش فرو بست
بعد چند روز کے موت نے آنکھ اُسکی بند کی یعنی مرگئی
ز دیدارش نه بستی دیده برهم
اُس کے دیکھنے سے آنکھ نہ بند کرتا یعنی جدا نہ کرتا
ز فرزندان دیگر روی بر تافت
اور لڑکوں اپنے سے مُنھ پھیرا
به یوسف بود چشمش دیده افروز
یوسف سے آنکھیں اُس کی تھیں دیدہ روشن کرنیوالی
بیوسف بود بازاری که بودش
یوسف کی وجہ سے تھی جو رونق کہ تھی اُس کی
اگر خورشید باشد ره نیابد
اگر آفتاب ہووے راہ نہ پاوے
که بیرون از حد حور و پری بود
بلکہ باہر حد حور اور پری سے تھی
از و کون و مکان را روشنائی
اُس سے دونوں جہان کی روشنی
که از وی بر فلک افتاد تابی
جس سے کہ آسمان پر پڑی ایک روشنی
که رخشان چشمهٔ اش آنجا سرابست
بلکہ روشن چشمہ اُس کا وہاں دھوکا ہے
سر از جلباب چون آورد بیرون
سر جو پردے سے باہر لایا یعنی ظاہر ہوا
پی روپوش کرده یوسفش نام
روپوشی کے واسطے اس نے یوسف نام رکھا
دگر گردش بجان جا جای آن داشت
اور جو کی اس کی جان میں جگہ وہی جگہ رکھتا تھا

زلیخائی کہ رشک حور عین بود
ایسی زلیخا کہ رشک دینے والی حور بہشت کی تھی
زخورشید رخش نادیدہ تابے
آفتاب چہرے اُس کے سے بغیر کوئی چمک نہ دیکھے
چو بر دوران غم عشق آورد زور
جب دور رہنے والون یعنی عاشقون پر غم عشق کا زور کرتا ہی

بمغرب پردہ عصمت نشین بود
پچھم مین پاکدامنی کے پردے مین بیٹھنے والی تھی
گرفتار خیالش شد بخوابے
اُس کے خیال کی ایک شب ہوئی گرفتار
زنزدیکان نباشد عاشقی دور
نزدیک والون سے کوئی عاشق دور نہین ہوتا ہی

در وصف نسب زلیخا کہ مغرب از طلوع آفتاب

زلیخا کے نسب کی تعریف مین کہ پچھم طلوع ہونے آفتاب

جمالش مشرق گشتہ بود بلکہ بہزاران درجہ ازان در گذشتہ
خوبصورتی اُس کی سے پورب ہوگیا تھا بلکہ ہزارون درجے اُس سے گذرا یعنی زیادہ ہوا

چنین گفت آن سخندان سخن سنج
ایسا کہا اُس سخندان سخن تولنے والے یعنی شاعر نے
کہ در مغرب زمین شاہی بنامے
کہ پچھم کی زمین مین ایک بادشاہ باعزت
ہمہ اسباب شاہی حاصل او
بادشاہی کا تمام اسباب حاصل اسکو یعنی رکھتا تھا
زفرقش تاج را اقبال مندی
اُس کے سر سے تاج کو اقبال مندی
فلک در خیلش از جوزا کمر بند
آسمان اُس کے گروہ مین جوزا سے کمر باندھنے والا
زلیخا نام زیبا دختری داشت
زلیخا نام ایک خوبصورت لڑکی رکھتا تھا
نہ دختر اخترے از برج شاہے
نہین لڑکی ایک ستارہ برج بادشاہی سے

کہ در گنجینہ بودش آن سخن گنج
کہ اُس کے خزانے مین تھا شاعری کا وہ خزانہ
ہمیزد کوس شاہی نام طیموس
بجاتا تھا نقارہ بادشاہی کا نام طیموس تھا
نماندہ آرزوے در دل او
نہ رہی کوئی آرزو اُس کے دل مین
زپایش تخت را پایہ بلندی
اُس کے پانون سے تخت کو مرتبہ بلندی کا
ظفر با بند تیغش سخت پیوند
فتح کا اُس کی شمشیر بند سے مضبوط ساتھ
کہ با او از ہمہ عالم سری داشت
کہ اُس کی طرف تمام جہان سے ایک خیال رکھتا تھا
فروزان گوہری از درج شاہے
بادشاہی ڈبے سے ایک روشن موتی

نگنجد در بیان وصف جمالش
نہین سماتی ہے بیان مین تعریف اُس کی خوبصورتی کی

ز سرتا پا فرود آیم چو مویش
سر سے پانوٗن تک اترا اون مین مثل زلف اُسکی کے

ز نوشین لعلش استمداد جویم
ہونٹھ میٹھے اسکے سے مدد ڈھونڈھتا ہون مین

قدش نخلی ز رحمت آفریدہ
قد اُس کا ایک درخت رحمت سے پیدا کیا ہوا

ز جوی شہریاری آب خوردہ
نہر بادشاہی سے پانی پیے یعنے سینچا ہوا

بفرقش موی دام ہوشمندان
اُس کے سر کے بال عقلمندون کے لیے جال

فراوان موشگافی کردہ شانہ
بہت بال سلجھائے یعنی باریکیان دکھائین کنگھی نے

ز فرق او دو نیمہ نافہ را دل
سر اُس کے سے دو ٹکڑے نافے کا دل

فرو آویختہ زلف سمن سای
لٹکائے ہوئے زلف چنبیلی گھسنے والی یعنے خوشبودار

دو گیسویش دو ہندوی رسن ساز
دو زلفین اُس کی دو کافر رسی بٹنے والے

فلک درس جمالش کرد تلقین
آسمان نے سبق خوبصورتی کا اُس کو تعلیم کیا

ز طرف لوح سیمینش نمودہ
چاندی کی تختی اُس کی کے کنارے سے دکھائی

بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش
نیچے ان دونون بھوون اُسکی نادر دو صاد یعنے آنکھین

کنم طبع آزمائی باخیالش
کرتا ہون مین طبیعت آزمائی اُس کے خیال سے

شوم روشن ضمیر از عکس رویش
ہون مین روشن دل اُسکے چہرے کے عکس سے

ز وصفش انچہ در گنجد بگویم
تعریف اُس کی سے جو کچھ سماتی ہے کہتا ہون مین

بہ بستان لطافت سر کشیدہ
لطافت کے باغ مین سر کھینچے یعنی بلند

ز سرو جویباری آب بردہ
نہر کے کنارے کے سرو سے آبرو لے گئے ہوئے

از و تا مشک فرق اما نہ چندان
اُس سے مشک تک فرق لیکن نہ اتنا

نہادہ فرق نازک درمیانہ
رکھا فرق تھوڑا درمیانی یعنے مانگ کا

وزو در نافہ کار مشک مشکل
اور اُس سے نافے مین کام مشک کا مشکل یعنی مصیبت مین

فگندہ شاخ گل را سایہ در پای
ڈالے ہوئے پھول کی ٹہنی کا سایہ نیچے پانوٗن کے

ز شمشاد سرافرازش رسن باز
سرو سر بلند یعنی قد اُس کے سے نٹ کے تماشے کو +

نہادہ از جبینش لوح سیمین
پیشانی اوس کی سے چاندی کی تختی رکھی

دو نون سرنگون از مشک سودہ
دونون الٹے یعنی بھوین مشک سے گھسی یعنی پلک کے بال

نوشتہ کلک صنع اوستادش
لکھا کاریگری اوستاد یعنی خدا کے قلم نے اُن کو

زحدّ نون او با حلقۂ میم
کنارے نون اُس کے سے اوپر حلقہ میم یعنی مُنھ کے
فزوده بر الف صفر دہان را
بڑھا کر الف نقطہ منھ کا
شده سینش عیان از لعل خندان
ہوئے سین اُسکے ظاہر یعنی دانت اُسکے ہنستے ہوئے ہونٹھ سے
زبستان ارم رویش نمونہ
باغ بہشت سے چہرہ اُس کا نمونہ
برو ہر جانب از خالی نشانے
اُس پر ہر طرف تل سے ایک نشان
زنخدانش کہ سیم بی زکاتست
ٹھوڑی اُسکی کہ چاندی بی زکوۃ ہی یعنی کسی نے بوسہ نہین لیا ہی
بزیر غبغب اردانا بر در راه
نیچے گوشت گردن کے جو عقلمند راہ لے جاوے
قرار دل بود نایاب آنجا
قرار دل کا نہ پایا جاوے وہان یعنی بیقرار ہو
بیاض گردنش صافی تر از عاج
سفیدی اُس کی گردن کی صاف زیادہ ہاتھی دانت سی
برو دوشش زده طعنہ سمن را
سینے اور کندھے اُس کے نے طعنہ دیا چنبیلی کو
دو پستان ہر یکے چون قبۂ نور
دو چھاتیان ہر ایک مثل گنبد نور کے
دو نار تازه بر رستہ ز یک شاخ
دو انار تازہ پیدا ہوے ایک ٹہنی یعنی بدن سے
ز بازو گنج سیمین در بغل بود
بازو سے خزانہ چاندی کا بغل مین تھا

الف واری کشیده بینی از سیم
الف کے مانند کھینچی ہوئی ناک چاندی سے یعنی گوری
یکی ده کرده آشوب جہان را
ایک نے دس حصہ کی پریشانی جہان کی
کشاده میم را عقده بدندان
کھلی میم یعنے مُنھ کی گرہ دانتون سے
درو گلہا شگفتہ گونہ گونہ
اُس مین پھول کھلے ہوئے طرح طرح کے
چو زنگی بچگان در گلستانے
مثل بھونرون کے ایک باغ مین
درو چاہے پر از آب حیاتست
اُس مین ایک کنوان آب حیات سے بھرا ہی
بود گر آمده رشحے ازان چاه
جوانی ہو کوئی تری اُس کنوئین سے
کہ ہم چاه است وہم گرداب آنجا
کہ کنوان بھی ہے اور بھنور بھی وہان ہے
بگردن آورندش آہوان باج
گردن کے بل لاوین اُس کو ہرن محصول
گل اندر جیب کرده پیرہن را
پھول نے گریبان مین کیا لباس کو یعنی سمٹ گیا
حبابی خاستہ از عین کافور
ایک بلبلا اُٹھا چشمۂ کافور یعنی سفید سینے سے
کف امید شان ناسوده گستاخ
امید کی ہتیلی نے انکو گستاخانہ گھسا یعنی نہ چھوا
عیار سیم پیش او دغل بود
کسا ؤ چاندی کا آگے اُس کے کھوٹا تھا

پی تعویذ آن پاکیزہ چون در

واسطے تعویذ اُس پاک مثل موتی کے

پریرویان بجان کردہ سپندش

خوبصورتون نے جان سے کیا سپند اُس کے لیے

ز تاراج سران تخت و دیہیم

سرداروں کے تخت اور تاج لوٹنے سے

کفش راحت دہِ ہر محنت اندیش

ہتیلی اُس کی راحت دینے والی ہر فکرمند یعنی مفلس کی

بدست آوردہ ز انگشتان قلمہا

ہاتھ میں لائی یعنے لیا انگلیون سے قلم کو

دل از ہر ناخنش بستہ خیالے

دل نے ہر ایک ناخن اُسکے سے ایک خیال باندھا

بہ پنج انگشت مہ را بردہ پنجہ

پانچون انگلیون سے چاند کا لے گئی پنجہ یعنے غالب آئی

میانش موی بل کز موی نیمے

کمر اس کی بال بلکہ بال سے آدھی یعنی بہت باریک

نیارستی کمر از موے بستن

نہ باندھ سکتی کمر کو وہ بال سے

شکم چون تختۂ قاقم کشیدہ

پیٹ مثل تختہ قاقم کے کھنچا ہوا یعنی صاف

سرینش کوہ اما سیم سادہ

چوتڑ اُس کے پہاڑ لیکن چاندی خالص کے یعنی گورے اور صاف

بدان نرمی کہ گر افشردیش مست

ساتھ اُس نرمی کے کہ جو دبادے تو ان کو مٹھی مین

ز دست افشار زر الگنون جستش شو

ہاتھ کے بچوڑے ہوے سونے یعنی اندام نہانی سی آپ چپ رہ

دل پاکان عالم از دعا پر

دل جہان کے پاک لوگون کا دعا سے بھرا ہوا

رگ جان ساختہ تعویذ بندش

رگ جان کی بنائی اُس کے تعویذ کا بند

دو ساعد آستینش کردہ پر سیم

دونوں ہاتھوں نے آستین اسکی چاندی سے بھری

نہادی مرہمی بر ہر دل ریش

رکھتی ایک مرہم ہر ایک کے دل کے زخم پر

زدہ از مہر بر دلہا رقمہا

رقم کیا محبت سے دلون پر خطِ محبت

فزودہ بر سر بدری ہلالے

بڑھایا ایک ماہ کامل کے سر پر ایک دوج کے چاند کو

ز زور پنجہ مہ را کرد رنجہ

پنجے کے زور سے چاند کو کیا رنجیدہ

ز باریکی بہ بردہ از موی ہیمے

باریکی کی وجہ سے لے گئی بال سے ایک خوف

کز ان مو بود ویش بیم گسستن

کہ اُس بال سے اُسکو یعنی کمر کو خوف ٹوٹ جانے کا تھا

بنرمی دایہ ناف او بریدہ

آہستگی سے دائی نے اُس کا نال کاٹا

چو کوہے کز کمر زیر او فتادہ

مثل ایک پہاڑ کے کمر سے نیچے ڈھلے ہوے

برون رفتی خمیر آسا ز انگشت

باہر نکل جاتے خمیر کے مانند انگلی سے

بیا و سیم دست افشار بشنو

اگر چاندی ہاتھ کی نچوڑی ہوئی یعنی جوتڑون کا حال سن

ز زیر ناف تا بالای زانو
ناف کے نیچے سے زانو کے اوپر تک
ندادہ در حریم آن حرمگاہ
نہ دی بیچ گرد اُس حرمت کی جگہ کے
سخن رانم ز ساق او کہ چون است
بات کہتا ہوں میں رانوں اُس کی سے کہ کیسی ہیں
بنام ایزد عجب گلدستۂ نور
سبحان اللہ عجیب ایک نور کا گلدستہ
صفائی او نمود آئینہ را رو
اُس کی صفائی نے دکھلایا منھ آئینے کو
ازان آئینہ ہم زانوی او شد
اُس سے آئینہ زانو بزانو اُس کے ہوا
بوی ہر کس کہ ہم زانو نشیند
ساتھ اُس کے جو شخص کہ زانو بزانو بیٹھے
قدم در لطف نیز از ساق کم نیست
تلوے اس کے صفائی میں ران سے کم نہیں ہیں
چنان بودی چو رفتی چست و چابک
ایسا ہوتا جو چلتے جلد اور تیز
کہ گر بر چشم عاشق کردیش جاے
کہ اگر عاشق کی آنکھ پر وہ جگہ کرتے یعنی گذرتے
ندانم از زر و زیور چہ گویم
نہیں جانتا ہوں میں زر اور زیور سے کیا کہوں میں
ز زیور خود کہ وصف آن پری کرد
زیور سے تحقیق کہ کس نے تعریف اُس پری کی کی
پُر از گوہر بتارک افسری داشت
موتی سے بھرا یعنی جڑا ؤ سر پر ایک تاج رکھتی تھی

ق

نگویم نکتۂ از کنہ بانو
نہ کہونگا میں ایک بھید باریک حال بی بی یعنی زلیخا سے
حصار عصمتش اندیشہ را راہ
قلعہ پاکیزگی اُس کی نے اندیشے کو راہ
بنای حسن را سیمین ستون است
خوبصورتی کی بنیاد کے چاندی کے کھمبے ہیں
ولی از چشم ہر بی نور مستور
اور لیکن ہر بے شرم کی آنکھوں سے پوشیدہ
درآمد از ادب پیشش بزانو
آیا ادب سے آگے اُس کے زانو پر
کہ فیض نوریاب از روی او شد
بلکہ اُس کے چہرے کے فیض سے نوریا بنوالا ہوا
رُخ دولت دران آئینہ بیند
مُنھ دولت کا اُس آئینے میں دیکھے
چو او در لطف کس ثابت قدم نیست
مثل اُس کے صفائی میں کوئی مضبوط نہیں ہے
قدم از پاشنہ تا پنجہ نازک
تلوے ایڑی سے پنجہ تک نازک
شدی پر آبلہ ز انگشش کف پاے
چھالے بھرے ہوے ہوتے آنسو اُس کے سے تلوے
کہ خواہد بود قاصر ہر چہ گویم
کہ ہوگا کم جو کچھ کہونگا میں
کہ زیور را جمالش زیورے کرد
بلکہ زیور کو اُسکی خوبصورتی نے زیور ہونیکے لائق کیا
کہ در ہر یک خراج کشوری داشت
جس کا ہر ایک موتی محصول ایک ولایت کا رکھتا تھا

دُر و لعلش کہ بود آویزۂ گوش
موتی اور لعل کہ اُس کے کان کے بندے تھے
اگر بگسیختش گوہر ز گردن
اگر اُس کی گردن سے موتی ٹوٹتے
مُرصّع موی بندش کز قفا بود
جڑاؤ موباف اُس کی کہ پیچھے سے تھی
نہ گر لطفش گرفتی یارۂ را دست
اگر اُس کی مہربانی کنگن کا ہاتھ نہ پکڑتی
نیارم بیش ازین از زر خبر داد
نہیں سکتا ہوں زیادہ اس سے سونے سے خبر دینا یعنی کہنا
گہے در عشوۂ مسند نشینی
کبھی مسند نشینی کے کرشمے میں
گہے در جلوۂ ایوان خرامی
کبھی محل میں بیچ خرام دکھلانے کے
بہر روزی نوی کا فگندہ پرتو
بیچ ہر روز کے کہ ایک نیا سایہ ڈالا
بیک جیبش دوبارہ سر نہ سودہ
ایک گریبان میں دوسری بار سر گھسا یعنی نہ ڈالا
ز پا بوس سران دامن کشیدے
سرداروں کی قدمبوسی سے دامن کھینچتی
نداده دست جز پیراہنش را
نہ حاصل ہوا سوا اُس کے کرتے کے کسی کو
سہی سروان ہواداریش کردند
معشوقوں نے خدمتگاری اُس کی کی
ز ہمزادان ہزاران حور زادہ
ہمزادوں سے ہزاروں حور پیدائش

ہمی برد از دل و جان لطف و ہوش
دل اور جان سے اُنکا لطف ہوش لیجاتا یعنی بیہوش کرتا تھا
شدی گنج جواہر جیب و دامن
ہوتا خزانہ جواہرات کا جیب اور دامن
ہزاران عقد گوہر را بہا بود
ہزاروں موتیوں کی لڑیوں کی قیمت تھی
کہ یارستی ز دستانش بر و بست
کون ہاتھوں سے اُس کو اُس پر باندھ سکتا
کہ شد خلخال و پایش اندر افتاد
کہ ہوا پازیب اور اُس کے پاؤں پڑا
بہ پیرایہ دیبۂ رومی و چینی
ساتھ اپنے دیبا رومی اور چینی کے
ز زرکش حلۂ مصری و شامی
جوڑوں زرتار مصر اور شام والے سے
نبودہ بر تنش جز خلعت نو
نہ رہا اُس کے بدن پر سوا نئے جوڑے کے
چو مہ ہر روز از برجے نمودہ
مثل چاند کے ہر روز ایک برج سے ظاہر ہوئی
بدین دولت مگر دامن رسیدے
اِس دولت پر لیکن دامن پہنچتا
کہ در آغوش خود دیدی تنش را
کہ اپنی گود میں دیکھتا اُس کے بدن کو
پری رویان پرستاریش کردند
پریوں نے اُس کی غلامی کی
بخدمت روز و شب پیشش ستادہ
خدمت میں رات دن اُسکے آگے کھڑی ہوئیں

بیخ ... اگر ٹوٹتی گردن سے کوئی موتی تو پیشتر دامن اور گریبان اُس کی زیبائی سے بھی کا خزانہ ہو جاتا ۱۲ ع یارہ دستوانہ طوق کہ کنگن ہندی میں کنگن کہتے ہیں ... سکتا اور ع و ... بان ... شان ... اور ... ۱۲ ع خلخال ... پاؤں کا پازیب ... کے پہنے کے زیور ہیں ۱۲ ع ہمزاد ساتھ کے پیدا ... یعنی ... جمع ۱۲

نہ ہرگز بردلش باری نشستہ
نہین کبھی اُس کے دل پر کوئی رنج بیٹھا
بنوده عاشق ومعشوق کس را
نہ ہوئی عاشق اور معشوق کسی کی
بشب چون نرگس سیراب خفتی
رات مین مثل نرگس تروتازہ کے سوتی
بسیمین لعبتان از خورد سالان
ساتھ چاندی کی گڑیون چھوٹی چھوٹی سے
دلی فارغ ز لعب چرخ دوّار
دل بےفکر بازی آسمان گردش کرنیوالے سے
بدینسان خرم ودلشاد بودے
ایسی طرح خوش اور خرم رہتی
کش از ایام بر گردن چہ آید
کہ زمانے سے اس کی گردن پر کیا آویگا

نہ یکبارش بپا خاری شکستہ
نہین ایک بار اُسکے پاؤن مین کوئی کانٹا ٹوٹا
نداده ره بخاطر این ہوس را
نہ راہ دی دل مین اس ہوس کو
سحر چون غنچہ خندان شگفتی
صبح کو مثل کھلنے والی کلی کے کھلتی
بصحن خانہ چون رعنا غزالان
گھر کے صحن مین مثل طرحدار آہو جون یعنی خوبصورت لڑکون کے
بنودی غیر لعبت بازیش کار
نہ تھا سوا گڑیان کھیلنے کے اُسکو کام
وزین غم خاطرش آزاد بودے
اور اس غم سے دل اُس کا بےفکر رہتا
وزین شبہای آبستن چہ زاید
اور ان راتون کے حاملہ ہونے سے کیا پیدا ہوگا

در نیام منام دیدن زلیخا نوبت اول تیغ آفتاب جمال
بیچ نیام خوابگاہ کے دیکھنا زلیخا کا پہلی مرتبہ تلوار آفتاب جمال

یوسفی را و گشتہ عشق وے شدن
یوسف کو اور کشتہ عشق اُس کی ہونا

شبی خوش ہمچو صبح زندگانی
ایک اچھی رات مثل صبح زندگی کے
ز جنبش مرغ و ماہی آرمیده
حرکت سے چڑیا اور مچھلی نے آرام کیا یعنی چپ ہین
درین بستانسرای پر نظاره
اس باغ یعنی دنیا نظارہ بھرے ہوئے ہین

۱۶

نشاط افزا چو ایام جوانی
خوشی بڑھانیوالی مثل زمانہ جوانی کے
حوادث پای در دامن کشیده
حادثون نے پاؤن دامن مین کھینچا یعنی آنکھین بند ہوگئین
نمانده باز جز چشم ستاره
نہ رہی کشادہ سوا آنکھ ستارون کے

ربوده دزد شب ہوش عسس را
لے گیا چور رات کا ہوش کوتوال کا یعنی غافل کردیا
سگان را طوق گشتہ حلقۂ دم
کتون کی دم کے حلقے طوق ہوئے یعنے سو گئے
ز شہپر مرغ شب خنجر کشیدہ
شہپر سے رات کی چڑیا نے خنجر کھینچا
قطعہ
زکنگر وار کاخ شہریارے
کنگورے دار محل بادشاہی سے
بہ بیداری نماندہ دیگرش تاب
جاگنے کی نہ رہی پھر اُس کو طاقت
ستادہ از دہل کوبی دہل کوب
تھکے گئے ڈھول بجانے سے نوبت بجانے والے
نکردہ موذن از گلبانگ یا حی
نہ کیا اذان دینے والے آواز حی الصلوۃ سے
زلیخا آن لبہای شکر ناب
زلیخا کی اُن ہونٹون شکر خالص سے
سرش سودہ بہ بالین جعد سنبل
سر اُس کے رکھی یعنی رکھی تکیہ پر چوٹی خوشبودار
زبالین سنبلش درہم شکستہ
سرہانے سے بال اُس کے ٹوٹے ہوئے
نخوابش چشم صورت بین غنودہ
نیند سے اُس کی ظاہر بین آنکھ اونگھ گئی
درآمد ناگہان از در جوانے
آیا ایکبارگی دروازے سے ایک جوان
ہمایون پیکرے از عالم نور
ایک مبارک صورت عالم نور سے

زبان بستہ جرس جنبان جرس را
زبان بند کی گھڑیال بجانیوالون سے گھڑیال کی
دران حلقہ رہ فریادشان گم
اس حلقہ مین اُن کی فریاد یعنی بھونکنے کی راہ گم ہو گئی
زبانگ صبح نائی خود بریدہ
آواز صبح سے اپنا گلا کاٹا یعنی گذر گئی
چو حارس دیدہ شکل کوکنارے
جو چوکیدار نے شکل کوکنار کی یعنی سپیدی کی دیکھی
خواص کوکنارش کردہ در خواب
پوست کی خواص نے اُس کو سُلا دیا
ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب
نیند کے غلبہ نے ہاتھ اُس کے تختہ پر باندھے
فراش غفلت شب مردگان طی
فرش غفلت رات کے مرے ہوون یعنی سونیوالون کا تہ
شدہ چون نرگس از شیرین شکرخواب
بھر گئین آنکھین میٹھی نیند کی شکر سے
تنش دادہ بہ بستر خرمن گل
بدن اُسکے نے دیا بچھونے کو کھلیان پھول کا
گل تار حریرش نقش بستہ
پھول یعنی اُس کے بدن مین حریر کے تار نے نقش باندھا
ولی چشم دگر از دل کشودہ
اور لیکن آنکھ دوسری دل سے کھلی ہوئی
چہ میگویم جوانی نے کہ جانے
کیا کہتا ہون نہین ایک جوان نہین بلکہ ایک جان
بباغ خلد کردہ غارت حور
باغ بہشت سے حورون کو لوٹے ہوئے

ربودہ سر بسر حسن و جمالش

لے گیا تمام حسن و جمال اُنکا یعنی حورون کا

کشیدہ قامتی چون تازہ شمشاد

قد ایک لانبا مثل تازہ سرو کے

بزیر آویختہ زلف چو زنجیر

نیچے لٹکائے ہوئے زلفین مثل زنجیر کے

فروزان لمعۂ نور از جبینش

روشن ایک روشنی نور پیشانی اُس کے سے

مقوس ابروش محراب پاکان

اکمان کی طرح ابرو اُسکے محراب پاکون کی +

مکحل نرگسش از سرمۂ ناز

سرمہ لگائے ہوئے آنکھین اُسکی ناز کے سرمے سے

دو لعلش از تبسم در شکر ریز

دونون ہونٹھ اُسکے ہنسی سے شکر ریزی مین

بریق درش از لعل درافشان

چمک اُسکے موتی یعنی دانت کی ہونٹھ موتی جھاڑنیوالے سے

نجندہ از ثریا نور میریخت

ہنسنے مین ثریا سے نور گراتا تھا

ذقن چون سیبی از غبغب مطوق

ٹھڈی مثل ایک سیب کے گردن کے گوشت سے حلقہ دار

بگلزار رخش از مشک داغے

اُس کے چہرے کے باغ مین ایک سیاہ داغ یعنی تل

رخش ماہی ز برج اوج فردوس

چہرہ اُسکا ایک چاند برج بلندی بہشت سے ہے

ز سیمین ساعدش بازو توانگر

چاندی کے پہونچے اسکے سے بازو امیر یعنی موٹے

گرفتہ یک بیک غنج و دلالش

لے لیا ایک ایک غمزہ اور عشوہ اُن کا

بآزادی غلامش سرو آزاد

باوصف آزادی کے غلام اُسکا سرو آزاد

خرد را بستہ دست و پای تدبیر

عقل اور تدبیر کے ہاتھ اور پاؤن باندھے

مہ و خورشید را رو بر زمینش

چاند اور سورج کا مُنھ اُس کی زمین پر یعنی آنکھون پر

معنبر سائبان بر خواب ناکان

خوشبودار سایہ کرنیوالے نیند بھری ہوئین یعنی آنکھون پر

ز مژگان بر جگر با ناوک انداز

پلکون کے بالون سے ہر کلیجے پر تیر ڈالنے والی

دہانش در تکلم شکر آمیز

مُنھ اُس کا بات کرنے مین شکر ملانے والا

چو از گلگون شفق برق درخشان

مثل سرخ شفق کے بجلی سے چمکنے والی

نمک از پستۂ پر شور می ریخت

نمک نمکین مُنھ سے گراتا تھا

ز سیب آویختہ آبی معلق

سیب سے لٹکا ہوا ایک پانی معلق یعنی گوشت گردن کا

گرفتہ آشیان زاغے بباغے

پکڑا یعنی بنایا گھونسلا ایک کوے نے ایک باغ مین

ز ابرو کردہ آن مہ خانہ در قوس

ابرو سے کیا اُس چاند نے گھر کمان مین

ز بی سیمی میان چون موی لاغر

مفلسی سے کمر بال کے مانند وہی

زلیخا چون برویش دیده بکشاد
زلیخا نے جو اُس کے مُنھ پر دیدہ کھولا یعنی نگاہ کی
جمالے دید از حد بشر دور
ایک جمال دیکھا انسان کی حد سے دُور
ز حسن صورت و لطف شمائل
ظاہری خوبی اور پاکی خصلتون سے
بہفتم سالگی دیده بخوابش
ساتوین برس اُسکو خواب مین دیکھا
گرفت از قامتش در دل خیالے
لیا اُس کے قد سے دل مین ایک خیال
ز رویش آتشے در سینه افروخت
اُسکے چہرے سے ایک آگ سینے مین روشن ہوئی
وزان عنبر فشان گیسوی دلبند
اور ان خوشبودار دل کی باندھنے والی زلفون سے
ز طاق ابرویش با ناله شد جفت
اس کے ابرو کے طاق سے نالے سے زوج ہوئی
دل تنگ از لبش تنگ شکر ساخت
دل تنگ کو اُسکی ہونٹھون سے شکر کی گون بنایا یعنی خوش ہوئی
ز سیمین ساعدش شست از خرد دست
گورے بازو سے اُس کے سے عقل سے ہاتھ دھوئے
برویش دید مشکین خال دلکش
اُس کے چہرے پر دیکھا سیاہ تل دل کھینچنے والا
ز سیب غبغبش آسیب جان دید
سیب غبغب اُس کے سے ایذا جان کی دیکھی
بنام ایزد چه زیبا صورتی بود
سبحان اللہ کیا اچھی ایک صورت تھی

بیکدیدارش افتاد آنچه افتاد
ایک نگاہ مین ایسی کچھ آن پڑی
ندیده از پری نشنیده از حور
نہ دیکھا پری سے نہ سُنا حور سے
اسیرش شد بیکدل نی بصد دل
گرفتار اُس کی ہوئی ایک دل سے نہین سو دل سے
مقید کرده دل را با طنابش
قید کیا یعنی باندھا دل کو اُس کی ڈوری سے
نشاند از دوستی در دل نهالے
بٹھایا دوستی سے دل مین ایک درخت
وزان آتش متاع صبر دل سوخت
اور اُس آگ سے دل کے صبر کا اسباب جل گیا
بهر مو رشته جان کرده پیوند
ہر ایک بال سے جان کی ڈوری کو جوڑا
ز خواب آلوده چشمش عرق خون خفت
یعنی بھری ہوئی آنکھین اُس کی خون کی ڈوبی ہوئی سوئین
ز دندانش مژه عقد گهر ساخت
اُسکے دانتون سے پلکون کے بال لڑی موتی کی بنائی یعنی روئی
میانش را کمر در بندگی بست
کمر نے اُس کی بندگی مین کمر باندھی
نشست از وی سپند آسا بر آتش
بیٹھا اُس سبب سے سپند کی طرح آگ پر
بدینسان سیب ساکی توان چید
اس طرح سے سیب کی طرح کب سکیے چننا
که صورت کاست اندر معنی افزود
کہ ظاہر مین گھٹایا دل مین بڑھایا یعنی خوش ہوگیا

a girl of seven to love with such a deep passion !!!

سپند = Rue. A seed burnt for efficacy against the Evil Eye

زلیخا از زلیخائی رمیدہ
زلیخا زلیخا ہونے یعنے خودآرائی سے بھاگی

ازان معنی اگر آگاہ بودے
اوس کی حقیقت سے جو خبردار ہوتی

ولی چون بود در صورت گرفتار
اور لیکن جو تھی ظاہر مین گرفتار یعنی عاشق

ہمہ در بند پنداریم ماندہ
تمام عمر قید غرور مین رہے ہم

ز صورت گر بمعنے رو نماید
ظاہر سے جو طرف باطن کے رخ کرے

یقین داند کہ در کوزہ نمی ہست
یقین جانتا ہے کہ گھڑے مین کچھ پانی ہے

چو سازد غرق دریای زلالش
جو ڈباوے دریا ٹھنڈے پانی کا اوس کو

ق

ازان معنی بصورت آرمیدہ
اوس باطن سے ظاہر مین آرام کیا

یکی از واصلان راہ بودے
ایک پہونچے ہوؤن راہ خدا سے ہوتی

نشد در اول از معنے خبردار
نہ ہوئی پہلی مرتبہ حقیقت سے آگاہ

بصورتہا گرفتاریم ماندہ
صورتون یعنی ظاہر کے گرفتار رہے ہم

کجا یکدل سو صورت گراید
کہان یکدل طرف ظاہر کے میل کرے

ازان در گردن آرد تشنہ اش دست
اوس سے پیاسا اوس کی گردن مین لاتا ہے ہاتھ

نیاید یاد نم دیدہ سفالش
نہ آوے یاد تری گھڑے کے دیدے کی اوس کو

وزیدن نسیم سحری بر زلیخا و نرگس خوابناکش را گشادن
چلنا ہوا صبح کا اوپر زلیخا کے اور اوس کے نیند بھری آنکھون کا کھلنا یعنی جاگنا

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
صبح کو جب رات کے کوے نے اڑنا اٹھایا

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بلبلون نے آوازین دل کھینچنے والی بلند کین

سمن از آب شبنم روی خود شست
چنبیلی نے اوس کے پانی سے منھ اپنا دھویا

زلیخا ہمچنین در خواب نوشین
زلیخا ویسی ہی میٹھی نیند مین

خروس صبحگاہ آواز برداشت
مرغ صبح کے وقت نے آواز اٹھائی یعنی بولا

نقاب غنچہ از گل بر دریدند
پھول سے پردہ کلی کا پھاڑا یعنی پھول کھلے

بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست
بنفشہ نے چوٹی خوشبودار اپنی دھوئی

دلش را روی در محراب دوشین
منھ اوس کے دل کا رات والی محراب مین

نبود آن خواب خوش بیهوشی بود
نہ تھی وہ اچھی نیند ایک بیہوشی تھی

زسودای شبش مدهوشی بود
رات کے سودا سے اُسکو بیہوشی تھی

کنیزان روی بر پایش نهادند
لونڈیون نے منھ اُسکے پانون پر رکھے

پرستاران بدستش بوسه دادند
لونڈیون نے اُس کے ہاتھ مین بوسے دیے

نقاب از لاله سیراب بگشاد
پردہ لالہ تازہ یعنی چہرے سے کھولا

خمار آلوده چشم از خواب بگشاد
خمار بھری ہوئی آنکھ نیند سے کھولی

گریبان مطلع خورشید و مه کرد
گریبان مطلع آفتاب اور چاند کا کیا

ز مطلع سر زده هر سو نگه کرد
مطلع سے سر نکال کر ہر طرف دیکھ

ندید از گلرخ دوشین نشانی
نہ دیکھا معشوق گل والے سے کوئی نشان

چو غنچه شد فرو با خود زبانی
مثل کلی کے بند ہو گئی ساتھ اپنے ایک زمانہ

بران شد کز غم آن سرو چالاک
اُس پر مستعد ہوئی کہ غم سے اُس چالاک سرو سے

گریبان همچو گل بر تن زند چاک
گریبان کو مثل پھول کے بدن پر چاک کرے

ولی شرم کسان بگرفت دستش
اور لیکن لوگون کی شرم نے پکڑا ہاتھ اُسکا

بدامان صبوری پای بستش
صبر کے دامن مین باندھا پانو مین اُس کا

نهان میداشت راز شوق در دل تنگ
پوشیدہ رکھتی تھی بھید اُسکا دل تنگ مین

چو کان لعل لعل اندر دل سنگ
لعل کی کان کی طرح پتھر کے دل مین لعل

فرو میخورد چون غنچه بدل خون
دل مین کھاتی تھی مثل کلی کے خون +

نمیداد از درون یک شمه بیرون
نہین نکالتی تھی دل سے کچھ باہر

لب او با کنیزان در حکایت
ہونٹھ اُس کے لونڈیون سے گفتگو مین

دل او زان حکایت در شکایت
دل اُسکا اُن باتون سے شکایت مین

دهانش با رفیقان در شکر خند
منھ اُس کا ساتھ رفیقون کے میٹھی ہنسی مین

دلش چون نیشکر صد جا گره بند
دل اُسکا مثل گنے کے سو جگہ سے گرہ بند

زبانش با حریفان در فسانه
زبان اُس کی ساتھ حریفون کے کہانی مین

بهر دل از داغ عشقش صد زبانه
اُس کے دل میں عشق کے داغ سے سو شعلے

نظر بر صورت اغیار میداشت
نظر غیرون کی صورت پر بظاہر رکھتی تھی

ولی پیوسته دل با یار میداشت
اور لیکن دل ہمیشہ پاس یار کے رکھتی تھی

ف گریبان بکسر اول مرکب سے گری اور بان سے گری کے معنی گلو یعنی حلق اور بان کے معنی رکھنے والا اور مطلع بالفتح کے معنی آفتاب نکلنے کی جگہ ۱۲

ف یعنی زلیخا مثل کلی کے اپنے دل مین خون کھاتی

ف ... براں شد یعنی مستعد ...

عنان دل بدستش خود کجا بود
باگ اپنے دل کی اُسکے ہاتھ مین کہان تھی
دلی کز عشق در کام نهنگ ست
وہ دل کہ عشق سے مگرمچھ کے تالو مین ہے
برون از یار خود کامی ندارد
باہر اپنے یار سے کوئی مقصد نہین رکھتا ہے
اگر گوید سخن با یار گوید
اگر کہے بات ساتھ یار کے کہے
هزاران بار جانش بر لب آمد
ہزارون مرتبہ جان اُس کی ہونٹھ پر آئی
شب آمد ساز گار عشق بازان
رات آئی موافقت کرنے والی عاشقون کی
از ان بر روز شان شب اختیار ست
اس سبب سے اُنکے دن پر رات کو اختیار ہے
چو شب شد روی در دیوار غم کرد
جب رات ہوئی منھ غم کی دیوار مین کیا
ز تار اشک بست او تار بر چنگ
آنسو کے تار سے باندھے اُسنے تار چنگ پر
ز ناله نغمهٔ جان کاه بر داشت
نالے سے راگ جان گھٹانے والا اُٹھایا
خیال یار پیش دیده بنشاند
خیال یار کا آنکھ کے آگے بٹھلایا
که ای پاکیزه گوهر از چه کانی
کہ اے پاک موتی کس کان سے ہے تو
دلم بردی و نام خود نه گفتی
دل میرا لے گیا تو اور نام اپنا نہ کہا تو نے

که هر جا بود با آن دلربا بود
بلکہ جس جگہ تھی پاس اُس معشوق کی تھی
ز جست و جوی کامش پای لنگ ست
مقصد کی جستجو سے اُسکا پانون لنگڑا ہے
درونش با کسی آرامی ندارد
دل اُسکا ساتھ کسی کے کوئی آرام نہین رکھتا ہے
وگر جوید مراد از یار جوید
اور جو ڈھونڈھے مراد یار سے ڈھونڈھے
که تا آن روز محنت را شب آمد
یہانتک کہ اُس رنج کے دن کی رات آئی
شب آمد راز دار عشق بازان
رات آئی بھید جاننے والی عاشقون کی
که آن یک پرده در وین پرده دار ست
کہ وہ ایک پردہ پھاڑنیوالا اور یہ پردہ رکھنے والی ہے
بزاری پشت خود چون چنگ خم کرد
رونے مین پیٹھ اپنی مثل چنگ کے ٹیڑھی کی
بدل پردازی خود ساخت آهنگ
اپنے دل سے مشغول ہونے کا کیا ارادہ
بزیر و بم فغان و آه بر داشت
آہستہ اور بلند آواز سے شور اور آہ شروع کیا
هم از دیده هم از لب گوهر افشاند
آنکھون سے اور ہونٹھ سے بھی موتی جھاڑے یعنی رونے اور کہنے لگی
که دارم از تو این گوهر فشانی
کہ رکھتی ہون مین تجھ سے یہ رونا یعنی گفتگو
نشانی از مقام خود نه گفتی
کچھ پتا اپنے جائے قیام سے نہ بتایا تو نے

25/7/1916

low = زیر
high = بم

نمی دانم کہ نامت از کہ پرسم
نہین جانتی ہون مین کہ نام تیرا کس سے پوچھون مین
اگر شاہی ترا آخر چہ نام ست
اگر بادشاہ ہے تو آخر تیرا کیا نام ہے
مبادا ہیچکس چون من گرفتار
مت ہو جیو کوئی شخص مجھ ایسا گرفتار
خیالت دیدم و بر بود خوابم
صورت تیری دیکھی مین نے اور لیگئی نیند مجکو
کنون دارم تن بیخواب ماندہ
اب رکھتی ہون مین بدن بے خواب کے عاجز
چہ باشد گر زنی آبم بر آتش
کیا ہو جو چھڑکے تو میری آگ پر پانی
گلی بودم ز گلزار جوانی
ایک پھول تھی مین جوانی کے باغ سے
نہ ہرگز بر سرم بادی وزیدہ
نہ کبھی میرے سر پر کوئی ہوا چلی یعنی تکلیف ہوئی
بیک عشوہ مرا بر باد دادی
ایک آنکھ کے اشارے سے مجکو برباد کر دیا تو نے
تن نازکتر از گلبرگ صد بار
بدن نازک سو درجہ پھول کی پتی سے زیادہ
ہمہ شب تا سحر کارش این بود
تمام رات صبح تک کام اُس کا یہی تھا
چو شب بگذشت دفع ہر گمان را
جب رات گذری ہر شبہہ کے دور کرنے کے لیے
لبش تر بود از خون خوردن شب
ہونٹھ اُسکے تر تھے رات کے خون کھانے سے

کجا یابم مقامت از کہ پرسم
کہان پاؤن مین مقام تیرا کس سے پوچھون مین
دگر ماہی ترا منزل کدام ست
اور اگر تو چاند ہے تیرا مقام کون ہے
کہ نی دل دارم اندر کف نہ دلدار
کہ نہ دل ہاتھ مین رکھتی ہون نہ معشوق
کشاد از دیدہ و دل خون نابم
کھلا یعنی جاری ہوا میرے دیدہ اور دل سے خون خالص
دلی از آتشت در تاب ماندہ
ایک دل تیری آگ سے جلن مین رہا ہوا
نباشی ہمچو آتش گرم و سرکش
نہووے تو مثل آگ کے تیز اور مغرور
تر و تازہ چو آب زندگانی
تر و تازہ مثل آب حیات کے
نہ در پا ہرگزم خاری خلیدہ
نہ میرے پانون مین کبھی کوئی کانٹا چبھا
ہزاران خار بر بستر نہادی
ہزارون کانٹے بچھونے پر رکھے تو نے
چہ سان خواب آیدم بر بستر خار
کس طرح نیند آوے مجکو کانٹون کے بچھونے پر
شکایت با خیال یار مش این بود
گلہ خیال یار کے ساتھ اُس کو یہی تھا
بشست از گریہ چشم خونفشان را
رونے سے آنکھ خون رونیوالی کو دھویا
کلوخ خشک را مالید بر لب
خشک ڈھیلے کو ملا ہونٹھ پر

بہ بالین رونق از گلبرگ تر داد
تکیے کو رونق گلبرگ تر یعنی رخسارے سے دی

بہ بستر جان ز سر و سیمبر داد
بچھونے مین جان قد معشوق سے دی

شب و روزش بدین آئین گذشتی
رات اور دن اوسکو اسی طور سے گذرتا

سر موئے ازین آئین نہ گشتی
ایک بال برابر اس طریقے سے نہ پھرتی

از مشاہدۂ تغیر حال زلیخا گرہ تحیر برشتۂ تفکر کنیزکان افتادن
غیر حال دیکھنے زلیخا سے گرہ حیرت کی بیچ ڈورے فکر لونڈیون کے پڑنا

و دایہ بسر انگشت استفسار گرہ را ازان رشتہ کشادن
اور دائی کا پوچھنے کے ناخن سے گرہ اس رشتہ سے کھولنا

کمان عشق ہر جا افگند تیر
کمان عشق کی جس جگہ ڈالتی ہے تیر

سپر داری نباشد کار تدبیر
ڈھال رکھنا یعنی روکنا نہو وے کام تدبیر کا

چو سازد در درون آن تیر خانہ
جو کرے دل مین وہ تیر گھر

ز بیرون باشد آنرا صد نشانہ
باہر سے ہوویں اسکے سو نشانے

خوش ست از تجربہ دان این نکتہ گفتن
خوب ہے عقلمندون سے یہ باریکی کہنا

کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن
کہ عشق اور مشک کو ممکن نہین چھپانا

اگر بر مشک گردد پردہ صد توی
جو مشک پر سو تہ کا پردہ ہووے

کند غمازی از صد پردہ اش بوی
کرے چغلخوری سو پردے سے بو اسکی

زلیخا عشق را پوشیدہ میداشت
زلیخا عشق کو پوشیدہ رکھتی رہتی

بسینہ تخم غم پوشیدہ می کاشت
سینے مین بیج غم کا پوشیدہ بوتی تھی

ولی سر سبزی آن ہر دم ز جائی
اور لیکن سبزی اسکا لیتا وہ ہر دم ایک جگہ سے

ہمی کرد از درون نشو و نمائی
کرتا تھا اندر یعنی دلسے ایک تری اور تازگی

گہی از گریہ چشمش آب میریخت
کبھی رونے سے آنکھین اسکی پانی گراتی تھین

چہ جای آب بل خوناب میریخت
کیا جگہ پانی کی بلکہ خون خالص گراتی تھی

بہر قطرہ کہ از مژگان گشادی
ہر ایک بوند مین کہ پلک سے کھولتی

نہانی راز او بیرون فتادی
ایک پوشیدہ بھید اسکا باہر گر پڑتا

گہی از آتش دل آہ می کرد
کبھی دل کی آگ سے آہ کرتی تھی
بہر آہی کہ از دل بر کشیدے
ہر آہ مین کہ دل سے کھینچتی
چو بودی روز و شب بی خواب و بی خورد
جو رہتی تھی دن اور رات بے سوئے اور بے کھائے ہوئے
بدانستی ہمہ کز ہیچ باغے
جانتے تھے سب کہ کسی باغ سے
کنیزان این نشانیہا چو دیدند
لونڈیون نے یہ نشانیان جو دیکھین
ولی روشن نشد کانرا سبب چیست
اور لیکن ظاہر نہوا اُن کو کہ سبب کیا ہے
یکے گفتا کسی مثلش ندیدست
ایک نے کہا کسی نے مثل اسکا نہین دیکھا ہے
یکے گفتا ہمانا سحر سازی
ایک نے کہا تحقیق کر کسی جادوگر نے
یکے افتاد این معنی پسندش
ایک شخص اُس کو یہ بات پسند پڑی
یکی گفت اینہمہ آثار عشق است
ایک نے کہا یہ سب نشانیان عشق کی ہین
ولی کس را بہ بیدارے ندیدہ
اور لیکن کسی کو جاگتے مین نہین دیکھا
ہمی بست از گمان ہر کس خیالے
باندھتا تھا شبہ سے ہر شخص ایک خیال
ولی سر دلش ظاہر نمی شد
اور لیکن اُسکے دل کا بھید ظاہر نہین ہوتا تھا

بگردون دود آہش راہ می کرد
آسمان پر اُسکی آہ کا دھوان راہ کرتا یعنی جاتا تھا
کسان بوی کباب دل شنیدے
لوگ دل کے کباب کی خوشبو سونگھتے
گل سرخش نمودے لالۂ زرد
چہرہ اُس کا معلوم ہوتا لالہ کی طرح زرد
نروید لالۂ خالی ز داغے
نہین اُگتا ہے کوئی لالہ خالی کسی داغ سے
خط آشفتگی بر روے کشیدند
خط دیوانگی اوپر اُسکے کھینچا یعنی اُسے دیوانہ سمجھا
قضا جنبان این حال عجب کیست
آخر کرنے والا اِس حال کا کون ہے
ہمانا کز کسی چشمش رسیدست
تحقیق کر کسی سے آنکھ یعنی نظر اُسکو لگی ہے
ز سحرش بستہ بر دامن طرازی
جادو سے اُسکے دامن پر کوئی نقش باندھا
کہ از دیو و پری آمد گزندش
کہ دیو اور پری سے آئی ایذا اُسکو یعنی سایہ ہوگیا
دلش ہم تنگ زیر بار عشق است
دل اُسکا ہے شبہہ نیچے عشق کے بوجھ کے ہے
نخوابش گوئی این آفت رسیدہ
خواب سے اُسکو کہے تو یہ آفت پہونچی
ہمی کردند باہم قیل و قالے
کرتے تھے آپس مین حجتین
سخن بر ہیچ چیز آخر نمی شد
بات اوپر کسی چیز کے ختم نہین ہوتی تھی

از انجمله فسون گر دایهٔ داشت
اُن سب سے ایک جادوگر دائی رکھتی تھی
که از افسونگری سرمایهٔ داشت
کہ جادوگری سے ایک پونجی رکھتی تھی

براہ عاشقی کار آزمودہ
عاشقی کی راہ مین کام آزمائے ہوئے
گہی عاشق گہی معشوق بودہ
کبھی عاشق کبھی معشوق ہوئی

بہم وصلت دہ معشوق و عاشق
ملا دینے والی آپس مین معشوق اور عاشق کی
موافق ساز یار ناموافق
موافق کرنے والی یار ناموافق کی

شبی اندر زمین بوسید پیشش
ایک رات مین زمین چومی آگے اوسکے
بیاد آورد خدمتهاے خویشش
یاد دلائین خدمتین اپنی اُسکو

بگفت ای غنچهٔ بستان شاہی
کہا اے کلی باغ بادشاہی کی
بخوبی از تو گلرویان مباہی
خوبی مین تو معشوقون سے بزرگ

دلت خرم لبت پرخندہ بادا
دل تیرا خوش ہونٹھ تیرے ہنستے رہین
زرویت بخت ما فرخندہ بادا
تیرے منھ سے نصیبہ ہمارا مبارک رہے

تو در باغ جمال آن تازہ سروی
تو خوبصورتی کے باغ مین وہ ایک تازہ سرو ہے
کہ گردد طوطی جانم تذروی
کہ ہووے میری جان کی طوطی ایک چکور

من از بحر وفا آن جویبارم
مین دریاے محبت سے وہ نہر ہوئین
کہ پروردت زمانہ در کنارم
کہ پالا تجکو ایک زمانہ گود مین مین نے

رخت ز آغاز من بودم کہ دیدم
منھ تیرا شروع سے مین تھی کہ دیکھا مین نے
بہ تیغ مہر نافت را بریدم
محبت کی تلوار سے تیرا نال کاٹا مین نے

سر و تن شستم از مشک و گلابت
سر اور بدن تیرا دھویا مین نے گلاب سے
گلاب مشکبو کردم خطابت
گلاب مشک کی خوشبو دینے والا کہا مین خطاب تیرا

قماط از پردهٔ دل کردمت ساز
پردہ تیرا دل کے پردہ سے کیا مین نے
ز جانش رشتهٔ پیچیدم بصد ناز
جان کے ڈورے سے لپیٹا مین نے اسکو سو ناز سے

غذا از شیر دادم شکرت را
کھانا دودھ سے دیا مین نے تیرے ہونٹھ کو
بپروردم تن جان پرورت را
پالا مین نے تیرے جان پالنے والے بدن کو

شب آمد خواب در کار تو کردم
رات آئی تیرے سونے کا کام کیا مین نے
سحر شد زیب رخسار تو کردم
صبح ہوئی زینت تیرے رخسارے کی کی مین نے

اگر رفتم طراز دوش بودی
اگر جاتی یعنی چلتی مین کاندھے کی نقش یعنی کندھے پر رہتی تو
چو شد شاخ گلت سرو خرامان
جو ہوئی ٹہنی پھول یعنی بدن تیرے کی سرو چلنے والی یعنی چلنے کی قابل
بہر کاریت خدمتگار بودم
تیری ہر کام مین خدمت کرنیوالی رہی مین
بہر جا رفت سرو دلربایت
جس جگہ گیا سرو دل لیجانیوالا تیرا یعنی تو جدھر گئی
چو جستی بخدمت ایستادم
جب بیٹھی تو نوکری مین کھڑی رہی مین
کنون ہم در ہمان کارم کہ بودم
اب بھی اُنھین کامو مین ہون کہ تھی مین
ز من راز دلت پنہان چہ داری
مجھ سے اپنے دل کا بھید کیا پوشیدہ رکھتی ہے تو
بگو آخر درین کارت کہ انداخت
کہہ آخر کو اس کام مین تجھکو کس نے ڈالا
چنین آشفتہ و درہم چرائی
ایسی دیوانی اور پریشان کیون ہے تو
گل سرخت چرا زرد است زینسان
پھول سرخ یعنی چہرہ تیرا ایسا زرد کیون ہے
تو خورشیدی چو ماہت کاستن چیست
تو آفتاب ہے مثل چاند کے گھٹنا تجکو کیا ہے۔
یقین دانم کہ زد ماہی ترا راہ
یقین جانتی ہون کہ کسی چاند نے تیری راہزنی کی
اگر بر آسمان باشد فرشتہ
اگر آسمان پہ ہووے فرشتہ

چو خفتم خفتہ در آغوش بودی
جو سوتی مین گود مین سوتی رہتی تو
ہنوزت دست نگسستم ز دامان
ابتک تیرے دامن سے ہاتھ نہ توڑا مین نے
بخدمتگاریت در کار بودم
تیری خدمتگاری کے کام مین رہی مین
فتادم ہمچو سایہ در قفایت
پڑی مین مثل سایہ کے پیچھے تیرے یعنی پیچھے رہی
چو خسپیدی بپایت سر نہادم
جب سوئی تو مین نے تیرے پانون پر سر رکھا
بدان خدمت پرستارم کہ بودم
اسی خدمت مین لونڈی ہون کہ تھی مین
ز خود بیگانہ ام زینسان چہ داری
اپنے سے غیر مجکو اسطرح سے کیا رکھتی ہے تو
کہ برد اینسان خرد بارت کہ انداخت
کون لیگیا اسطرح عقل تیری بوجھ کسنے ڈالا
چنین با درد و غم ہمدم چرائی
ایسی درد اور غم سے ہمصحبت کیون ہے تو
دم گرمت چرا سرد است زینسان
سانس گرم تیری کیون اسطرح سے ٹھنڈی ہے
زوال چاشتگاہت خواستن چیست
زوال پہرون چڑھے کا چاہنا تجکو کیا ہے
بگو روشن مرا تا کیست آن ماہ
کہہ صاف مجھ سے کہ کون ہے وہ چاند
ز نور قدسیان ذاتش سرشتہ
نور پاک سے ذات اسکی بنی ہوئی

به تسبیح و دعا خوانم چنانش
تسبیح اور دعا سے بلاؤن مین ایسا اُسکو
اگر باشد پری در کوه و بیشه
اگر ہووے پری پہاڑ اور جنگل مین
به تسخیرش عزائمها بخوانم
اُسکے تسخیر کرنے مین عزیمتین پڑھون مین
وگر باشد ز جنس آدمی زاد
اور اگر ہووے آدم زاد کی قسم سے
که باشد خود که پیوندت نخواهد
کون ہو وہ کہ ملنا تیرا نہین چاہتا ہے
زلیخا چون بدید آن مهربانی
زلیخا نے جو دیکھی وہ مہربانی
ندید از راست گفتن هیچ چاره
نہ دیکھی سوا سچ کہنے کے کوئی تدبیر
که گنج مقصدم بس ناپدیدست
کہ خزانہ میرے مطلب کا بالکل پوشیدہ ہے
چه گویم با تو از مرغے نشانه
کیا بتلاؤن مین تجھ سے اُس چڑیا سے کوئی پتا
ز عنقا هست نامی پیش مردم
عنقا سے ایک نام ہے آگے لوگون کے
چه شیرین نیست عیش تلخکامے
کیا میٹھا یعنی اچھا ہے عیش اُس نامراد کا
ز دوری گرچه باشد تلخکامش
دوری سے اگرچہ کڑوا منھ یعنی وہ نامراد ہووے
زبان بکشاد آنگه پیش دایه
زبان کھولی اُسوقت دایہ کے آگے

که آرم بر زمین از آسمانش
کہ لاؤن مین زمین پر آسمان سے اُسکو
عزائم خوانیم کارست و پیشه
افسون پڑھنا کام اور پیشہ ہے میرا
کنم در شیشه و پیشت نشانم
کرون مین شیشہ مین اور آگے تیرے بٹھاؤن مین
بزودی سازم از وی خاطرت شاد
جلد کرون مین اُس سے تیرا دل خوش
نه بنده بل خداوندت نخواهد
نہین بندہ بلکہ مالک تجکو نہین چاہتا ہے
فسون پردازی و افسانه خوانی
وہ جادوگری اور کہانیان کہنا
گرفت از گریه مه را در ستاره
روئیسے چاند کو ستارہ مین لیا یعنی آنسو مین منھ چھپ گیا
در آن گنج ناپیدا کلیدست
کہ اُس خزانے کے دروازے کی کنجی ناپیدا ہے
که با عنقا بود هم آشیانه
کہ عنقا کے ساتھ ہووے ایک گھونسلے مین
ز مرغ من بود آن نام هم گم
میری چڑیا سے وہ نام بھی گم ہے
که میداند ز کام خویش نامے
جو جانتا ہے اپنے مقصد سے کوئی نام
کند باری زبان شیرین بنامش
کرے ایک بار زبان کو شیرین اُسکے نام سے
ز همرازی بلندش ساخت پایه
واقفکار کرنے سے بلند کیا اسکا مرتبہ

زخواب خویشتن بیداریش داد

خواب اپنے سے بیداری اُسکو دی یعنی ظاہر کیا

چو دایہ حرفی از طومار او خواند

جو دایہ نے ایک حرف دفتر اُسکے سے سُنا

بلی این حرف نقش ہر خیال ست

ہان یہ بات ہر خیال کے نقش ہی یعنی سب جانتے ہین

مرادی راز اول تا ندانی

جب تک شروع سے کسی مطلب کو نہ جانے تو

نیارستی از دلش چون بند بگشاد

اُسکے دل سے جو بند تھی نہ کھول سکی

نخستین گفت اینہا کار دیوست

پہلے کہا یہ کام دیوون کا ہے

بمردم صورت زیبا نمایند

آدمیون کو صورت اچھی ظاہر کرتے ہین

زلیخا گفت دیوی را چہ یارا

زلیخانے کہا کسی دیو کو کیا طاقت

تنی کز شور و شر باشد سرشتہ

جو شخص کہ شور اور فساد سے بنا ہوا ہو

دگر گفتا کہ این خوابیست نا راست

پھر کہا کہ یہ ایک جھوٹا خواب ہے

بگفتش این خواب گر نا راست بودی

کہا یہ خواب اگر جھوٹے ہوتا

شمارند اہل دل این نکتہ را راست

جانتے ہین صاحبدل اِس نکتہ کو سچ

دگر گفتا کہ ہستی دانش اندیش

پھر کہا کہ تو عقلمند ہے

بہ بیہوشی خود ہشیاریش داد

اپنی بیہوشی سے ہوشیاری اُسکو دی

ز چارہ سازیش حیران فرو ماند

تدبیر کرنے اُسکے سے حیران اور عاجز رہی

کہ نا دانستہ را جستن محالست

اکہ بغیر جانے ہوے کو ڈھونڈھنا مشکل ہے

کجا در آخرش جستن توانی

کہان اُسکے انجام مین جستجو کر سکے تو

باصلاحش زبان پند بگشاد

اُسکے اصلاح کیواسطے زبان نصیحت کی کھولی

ہمیشہ کار دیوان مکر و ریوست

دیوون کا کام ہمیشہ مکر اور حیلہ ہے

کہ تا بر وی در سودا گشایند

تا کہ اُسپر دروازہ سودا کا کھولین یعنی عاشق کرلین

کہ بنماید چنین شکل دل آرا

کہ دکھاوے ایسی صورت دل آراستہ کرنیوالی

معاذ اللہ کزو زاید فرشتہ

پناہ خدا کی کہ اُس سے پیدا ہو فرشتہ کی صورت

چرا باید بہر نا راست جان کاست

کیون ہر جھوٹ پر جان گھلانا چاہیے

بدینسان راستانہ اکی ربودی

ایسے سچون یعنی مجکو کب لیجاتا یعنی بیخود کر دیتا

کہ کج با کج گراید راست با راست

کہ ٹیڑھا ٹیڑھے کیطرف میل کرتا ہے سیدھا طرف سیدھے کے

برون کن این خیال از خاطر خویش

اپنے دل سے اِس خیال کو نکال

گفتا کار گر بودے بدستم
کیا کام جو ہوتا میرے ہاتھ یعنی اختیار مین

مرا تدبیر کار از دست رفتہ است
میرے کام کی تدبیر ہاتھ سے نکل گئی ہے

مرا نقشی نشستہ در دل تنگ
بیٹھا ایسا نقش میرے دل تنگ مین

اگر بادے وزد یا آبے آید
جو کوئی ہوا چلے یا کوئی پانی آوے

چو دایہ دیدش اندر عشق محکم
جب دایہ نے اسکو عشق مین مضبوط دیکھا

نہانی رفت حالش با پدر گفت
پوشیدہ گئی حال اسکا باپ سے کہا

ولی چون عاجز آمد دست تدبیر
اور لیکن جب عاجز آیا ہاتھ تدبیر کا

کی این بار گران دادی شکستم
کب یہ بھاری بوجھ یعنی عشق مجکو شکست دیتا یعنی عاجز کرتا

عنان اختیار از دست رفتہ است
باگ اختیار کی ہاتھ سے گئی ہے

کہ بس محکم ترست از نقش در سنگ
کہ نقش پتھر کے سے بھی زیادہ مضبوط ہے

زسنگ آن نقش محکم کے زداید
پتھر سے اس مضبوط نقش کو کب مٹا سکے

فرو بست از نصیحت گوئیش دم
اسکو نصیحت کرنے سے دم باندھا یعنی چپ رہی

پدر زان قصۂ مشکل برآشفت
باپ اسکے مشکل قصہ سے خفا ہوا

حوالت کرد کارش را بتقدیر
کام اسکا تقدیر کے حوالے کیا

در خواب دیدن زلیخا حضرت یوسف را نوبت دوم
خواب مین دیکھنا زلیخا کا حضرت یوسف کو دوسری مرتبہ

وسلسلۂ عشق وی جنبیدن و ویرا در ورطۂ جنون کشیدن
اور اسکے عشق کی زنجیر کا ہلنا اور اسکو دیوانگی کی بھنور مین کھینچنا

خوش آن دل کاندرو منزل کند عشق
اچھا وہ دل جسمین عشق مقام کرے

درو رخشندہ برقے بر فروزد
اسمین ایک ایسی چمکدار بجلی چمکا دے

نماند در وی اندوہ ملامت
نہ ہے اسمین رنج ملامت یعنی ملامت سننے کا

ز کار عالمش غافل کند عشق
جہان کے کام سے اسکو عشق غافل کرے

کہ صبر و ہوشش را خرمن بسوزد
بلکہ صبر اور ہوش کے کھلیان کو جلا دے

شود کاہی بر کوہ ملامت
ایک تنکا اسپر پہاڑ ملامت کا ہو یعنی معلوم ہو

چنان حالش ملامت کیش گردد

ایسا اسکا حال ملامت طریقہ مین ملامت سننے والا ہو جاتا ہی

زلیخا ہمچو مہ میکاست سالے

زلیخا چاند کی طرح گھٹتی رہی ایک برس

ہلال آسا شبی پشت خمیدہ

چاند کی طرح ایک رات پیٹھ جھکا کر

ہمی گفت ای فلک با من چہ کردی

کہتی تھی اے آسمان میرے ساتھ کیا کیا تو نے

فگندی چون کمانم ز استقامت

(Prosperity)

ڈالا یعنی عاجز رکھا تو نے مجکو کمان کیطرح سیدھے ہونیسے

بدست سرکشی دادی عنانم

ایسے سرکش کے ہاتھ مین میری باگ دی تو نے

نہادہ در دلم از مہر تابے

رکھ کر میرے دل مین محبت سے ایک روشنی

نہ بیدارے نہ گردد ہمنشینم

جاگتے مین نہین ہوتا ہی ہمنشین یعنی میرے پاس نہین بیٹھتا

نشان بخت بیدار است آن خواب

نشان بیدار بختی یعنی خوش نصیبی کا ہے وہ خواب

نگیرد چشم من در خفتن آرام

نہین لیتی ہے سونے مین میری آنکھ آرام

بود بختم شود از خواب بیدار

شاید نصیبہ میرا خواب سے بیدار ہو وے

ہمی گفت این سخن تا پاسی از شب

کہتی رہی یہ بات ایک پہر رات تک

کہ ناگہ زین خیالش خواب بربود

کہ یکایک اس خیال سے اسکو نیند لیگئی یعنی نیند آگئی

کہ عشقش از ملامت بیش گردد

کہ عشق اسکا ملامت سے زیادہ ہوتا ہے

پس از سالی کہ شد بدرش ہلالے

بعد ایک سال کے کہ ہوا وہ کامل بدر کا چاند ہلال کا چاند ہوگیا یعنی بالکل لاغر ہوگئی

نشستہ چون شفق در خون دیدہ

بیٹھی شفق کیطرح دیدے مین خون یعنی رونے لگی

رساندی آفتابم را بہ زردی

پہونچایا تو نے میرے آفتاب کو زردی پر یعنی قریب غروب

نشانم کردہ از تیر ملامت

نشانہ مجکو بنایا تو نے تیر ملامت سے

کزو جز سرکشی چیزے ندانم

جس سے کہ سوا سرکشی کے کچھ نہین جانتی ہون مین

بخیلی می کند با من بخوابے

کنجوسی کرتا ہی مجھ سے خواب مین یعنی خواب مین بھی نہین دکھائی دیتا

نیاید ہم کہ در خوابش بہ بینم

نہ خواب ہی مین آتا ہی کہ اُس کو دیکھون مین

کہ در روی ببینم آن ماہ جہانتاب

جس مین کہ دیکھون مین اُس چاند جہان روشن کرنیوالیکو

ز بخت خویشتن خوابش دہم وام

اپنے نصیبہ سے نیند اُسکو مین قرض دو نگی

نماید یارم اندر خواب دیدار

دکھاوے خواب مین یار میرا دیدار

رسیدہ جانش از اندوہ بر لب

پہونچے جان اُسکی اس رنج سے ہونٹھون پر

نبود آن خواب بل بیہوشی بود

وہ نیند نہ تھی بلکہ ایک بیہوشی تھی

هنوزش تن نیاسوده به بستر
ابھی اُس کا بدن نہ آسودہ ہوا تھا بستر پر
در آمد آرزوی جانش از در
آئی آرزو اُس کی جان کی دروازے سے یعنی یوسف کو دیکھا

همان صورت کز اول زد بروراه
اُسی صورت نے کہ پہلے اُس پر راہزنی کی یعنی یوسف
در آمد با رخ روشن تر از ماه
آیا ساتھ چہرے روشن کے چاند سے زیادہ

نظر چون بر رخ زیباش افگند
نظر جو اُس کے خوبصورت چہرے پر ڈالی
ز جا برخاست سر در پایش افگند
جگہ سے اُٹھی سر اُس کے پانون پر ڈالا

زمین بوسید کای سرو گل اندام
زمین چومی کہ اے سرو پھول سے بدن
کہ ہم صبرم ز دل بردی ہم آرام
کہ صبر بھی میرے دل سے لیگیا اور آرام بھی

بآن صانع کہ از نور آفریدت
قسم اُس کاریگر یعنی خدا کی کہ نور سے پیدا کیا تجکو
ز ہر آلودگی دور آفریدت
ہر ایک آلودگی سے علٰحدہ پیدا کیا تجکو

ترا بر خیل خوبان سروری داد
تجکو معشوقون کے گروہ پر سرداری دی
بلطف از آب حیوان برتری داد
صفائی مین آب حیات سے برتری دی

قدت را گلبن بستان جان ساخت
قد تیرا شاخ جان کے باغ کا بنایا
لبت را مایۂ قوت روان ساخت
تیرے ہونٹھ کو پونجی جان کی قوت کا بنایا

ز روی دلفروزت شمع افروخت
منھ دل روشن کرنیوالے تیرے سے شمع روشن کی
کہ چون پروانہ مرغ جان من سوخت
جسنے مثل مرغ پروانے کے جان میری کو جلایا

ز مشکین گیسوان دادت کمندی
سیاہ زلفون سے دی تجکو ایک کمند
کہ بر من زان بہر موئیست بندی
کہ مجھ پر اُس کے ہر ایک بال سے ایک بیڑی ہے

تنم را ساخت چون موی میانت
میرے بدن کو بنایا مثل تیرے کمر کے بال کے یعنی لاغر
دلم را تنگ چون میم دہانت
میرے دل کو مثل میم منھ تیرے کے تنگ

کہ بر حال من بیدل ببخشای
کہ مجھ بیدل کے حال پر رحم کر
بپاسخ لعل شکر ریز بکشای
واسطے جواب کے ہونٹھ مٹھائی گرانیوالے کھول

بگو با این جمال و دلستانی
کہہ ساتھ اس خوبی اور دل لبھانے کے
کہ در اصل از کدامی خاندانی
کہ کس اصل اور خاندان سے ہے تو

درخشان گوہری کانت کدامست
ایک روشن موتی ہے تو کان تیری کہاں ہے
گرامی شاہی ایوانت کدامست
ایک بزرگ بادشاہ ہے تو محل تیرا کون ہے

بگفتا از نژاد آدمم من
کہا آدم کی اولاد سے ہون مین
کنی دعوی کہ ہستم بر تو عاشق
کرتی ہے تو دعوے کہ مین تجھ پر عاشق ہون
حق مہر و وفای من نگہدار
حق محبت اور دوستی میری کا نگاہ رکھ
کمن دندان رسیدہ شکرت را
مت کر اپنے ہونٹھ کو دانت لگا ہوا یعنی کسی کو بوسہ دینا
ترا از من اگر بر سینہ داغ ست
تیرے سینے پر اگر مجھ سے داغ ہے
مرا ہم دل بدام تست در بند
میرا دل بھی تیرے جال مین قید ہے
زلیخا چون بدید آن مہربانی
زلیخا نے جب دیکھی وہ مہربانی
گرفت از نو پری دیوانہ را
پکڑا نئے سر سے پری نے ایک دیوانے کو
سحر مست از خیال خواب بر خاست
صبح کو مست خواب کے خیال سے اُٹھی
بدل اندوہ او انبوہ تر شد
اُس کے دل مین غم کا ہجوم زیادہ ہوا
یکے صد گشت سودائی کہ بودش
ایک کا سو حصہ ہو گیا وہ سودا کہ تھا اُس کو
زمام عقل بیرون رفتش از دست
باگ عقل کی اُس کے ہاتھ سے باہر گئی
ہمیزد ہمچو غنچہ جیب جان چاک
مارتی یعنی کرتی تھی کلی کی طرح گریبان جان کا چاک

ق

زجنس آب و خاک عالم من
قسم پانی اور خاک جہان یعنی اربعہ عناصر سے ہون مین
اگر ہستی درین گفتار صادق
اگر تو اِس بات یعنی قول مین سچی ہے
بہ بی جفتی رضائے من نگہدار
بے شادی ہونے کے حالت مین خوشی میری کا خیال رکھ
مسا از الماس دیدہ گوہرت را
مت کر الماس دیکھا یعنی بیدھا ہوا اپنے موتی یعنی بکر کو
نہ پنداری کزان غم فراغ ست
نہ گمان کر تو کہ اُس غم سے مجکو فراغت ہے
ز داغ عشق تو ہستم نشان مند
تیرے عشق کے داغ سے مین بھی ہون داغ دار
ز لعل او شنید این نکتہ رانی
ہونٹھ اُس کے سے یہ باتین سُنین
فتاد آتش بجان پروانہ را
پڑی آگ ایک پروانے کی جان پر
جگر پر سوز و دل پر تاب برخاست
کلیجہ بھرا ہوا سوز کا اور دل تڑپ کا بھرا ہوا اُٹھی
بگردون دودش از اندوہ برشد
برابر آسمان کے دھوان اُس کے غم کا بلند ہوا
ز حد بگذشت غوغائی کہ بودش
حد سے گذرا وہ شور کہ تھا اُس کا
ز بند پند و قید مصلحت رست
قید نصیحت اور قید مصلحت سے چھوٹی یعنی اچھے برے کی تمیز نہ رہی
چو لالہ خون دل میریخت بر خاک
مثل لالہ کے خون دل کا گراتی تھی خاک پر

یوسف نے آدمی ... زلیخا سے کہا کہ اگر مجکو میرا عشق کا دعوی ہے تو ... عصمت کو ... ۱۲
بیت بھی مقولہ حضرت یوسف کا

سوال کر جواب ... عشق مین ... گرفتار ہے ... تیری محبت مین قید ہے ۱۲

گهی از مهر رویش روی میکند

کبھی اس کے منھ کی محبت سے منھ نوچتی تھی

پرستاران بهر سویش نشستند

لونڈیاں ہر طرف اس کے بیٹھیں

اگر زان حلقه بودی هیچ تقصیر

جب اس حلقه سے کچھ کمی ہوتی یعنی لونڈیاں اٹھ جاتیں

وگر نگرفتیش آن حلقه دامان

اور جو نہ پکڑتا وہ حلقه اس کا دامن

وگر بندش نکردی غنچه کردار

اور جو اس کو قید نہ کرتے لوگ کلی کے مانند

پدر زان واقعه چون گشت آگاه

باپ جب اس حال سے خبردار ہوا

بتدبیرش بهر راهی دویدند

اس کی فکر میں ہر ایک طرف لوگ دوڑے

بفرمودند پیچان ماری از زر

فرمایا ایک لہر کھاتا ہوا سانپ یعنی زنجیر سونے کی تیار ہو

بسیمین ساقش آن مار گهر سنج

اس کی گوری کلائی میں وہ سانپ موتی تولنے والا یعنی زنجیر

زلیخا بود گنج خوبی آری

زلیخا تھی خوبی کا خزانہ بیشک

چو زرین مار زیر دامنش خفت

جب سنہرا سانپ نیچے اسکی آستین کے سویا یعنی زنجیر پہنائی گئی

مرا پای دل اندر عشق بندست

میرے دل کا پاؤں عشق کی بیڑی میں ہے

شکستی چرخ عمر فرسا

چالاکی آسمان عمر گھٹانے والی کی

گهی بر یاد زلفش موی می کند

کبھی اس کی زلف کی یاد پر بال اکھاڑتی یعنی کھسوٹتی تھی

بگرد مه چو هاله حلقه بستند

گرد چاند کے مثل ہالے کے حلقه باندھا یعنی گھیر لیا

برون جستی ز حلقه راست چون تیر

باہر نکلتی حلقه سے سیدھی مثل تیر کے

سوی برزن شدی سرو خرامان

گلی کی طرف خراماں ہوتا سرو اٹھکا یعنی گھر کے باہر کو چلتی

چو گل بی پرده گردی رو ببازار

پھول کی طرح بے پردہ نکل جاتی بازار میں

دوا جو شد ز دانایان درگاه

علاج چاہنے والا ہوا دربار کے حکیموں سے

به از زنجیر تدبیرش ندیدند

بہتر زنجیر یعنی قید سے اس کی تدبیر نہ دیکھی

که باشد مهره دار از لعل و گوهر

جو کہ موتی اور لعل سے جڑاؤ ہووے

در آمد حلقه زن چون مار بر گنج

کنڈلی مارتا ہوا خزانہ پر مثل سانپ کے یعنی پہنائی گئی

بود هر گنج را ناچار ماری

ہوتا ہی ہر خزانے پر ایک سانپ

ز دیده اشک میبارید و میگفت

آنکھوں سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی

همان بندم ازین عالم بس است

وہی بیڑی مجکو اس جہان سے کافی ہے

بدین بندم چرا سازد گران پای

اس بیڑی سے میرے پاؤں کیوں بھاری کرتی ہے

مرا خود قوت پای نماندہ است
مجکو قوت ایک قدم کی آپ نہین رہی ہے
بدین بند گران پا بستنم چیست
اس بھاری قید مین مجکو قید کرنا کیا ہے
فرو رفتست پای سرو در گل
گڑھ گیا ہے پانون سرو کا کیچڑ مین یعنی میرا
چہ حکمت باغبان بیند درین باب
کیا حکمت باغبان یعنی خدا دیکھتا ہے اس مقدمہ مین
بپای دلبرے زنجیر باید
اُس معشوق یعنی یوسف کے پانون مین زنجیر چاہیے
نباشد در نظر چندان درنگش
نہین رہتا ہے نظر مین اتنی دیر وہ
زمن چون برق رخشان بگذرد زود
مجھ سے یعنی میری نگاہ سے مثل چمکنے والی بجلی کے جلد گذر جاتا ہے
اگر یارے دہد بخت بلندم
اگر نصیبہ میرا مدد دیوے
بہ بینم روی او چندانکہ خواہم
دیکھون مین صورت اُس کی جتنی دیر چاہتی ہون
چہ می گویم نگار نازپرورد
کیا کہتی ہون مین معشوق پالے ہوئے کو
بروی جان نشیند گرد درد
میری جان پر فوراً بیٹھ جاتا ہے بہار یعنی ناگوار کمال ہوتا ہے
پسندم کی بود بر خاطرش بار
پسند مجکو کب ہووے اُس کے دل پر بوجھ
مرا صد تیغ خوشتر بر دل تنگ
میرے دل تنگ پر سو تلوارین بہتر ہین

ق

بہیچ آمد شدن رائی نماندہ است
کچھ آنے جانے کا اندیشہ نہین رہا ہے
بدین تیغ جفا دل خستنم چیست
اس ظلم کی تلوار سے میرا دل زخمی کرنا کیا ہے
رہ جنبش بر و گشتست مشکل
راہ ہلنے کی اُس پر مشکل ہو گئی ہے
کہ زنجیرش نہد بر پای از آب
اگر زنجیر پانی سے اُسکے پانون پر رکھتا ہے
کہ در یک لحظہ ہوش از من رباید
جو دم بھر مین ہوش مجھ سے لیجاتا یعنی بیہوش کرتا ہے
کہ بینم سیر روی لالہ رنگش
کہ دیکھون مین آسودہ ہو کر اسکا چہرہ سرخ
برآرد از دل پر آتشم دود
نکالتا ہے میرے آگ بھرے ہوئے دل سے دھوان
بدین زنجیر زر پایش بہ بندم
اسی سونے کی زنجیر سے اُسکے پانون باندھون مین
کزو روشن شود روز سیاہم
اوس سے روشن ہو میرا دن تاریک یعنی جدائی کا
کہ گر بر پشت پا بنشیندش گرد
گر جو اُسکے پانون کی پیٹھ پر بیٹھی ہے خاک
بساط شادمانے در نوردم
مجھ ناخوشی کا لپیٹتی ہون مین یعنی غمگین ہو جاتی ہون
نہ بینم ساق او از بند آزار
گوری کلائی پر ایذا بیڑی کی
کہ در دامان او خاری زند چنگ
نہین اُسکے دامن مین ایک کانٹا چنگل مارے یعنی چبھے

از ین افسانهای عاشقانه
ان عاشقانہ کہانیون یعنی باتون سے
فتاد از زخم آن بر سینه اش چاک
پڑا اُس کے زخم سے اُسکے سینہ پر شگاف
به بیهوشی زمانی گشت دمساز
بیہوشی سے کچھ دیر ہوا موافق یعنی بیہوش رہی
بافسون دل دیوانهٔ خویش
واسطے اپنے دل دیوانہ کے بہلانے کے
گهی در گریه گه در خنده میشد
کبھی روتی تھی کبھی ہنستی تھی
همیشه هر دم از حالی بحالی
ہمیشہ ہر ایک دم ایک حال سے دوسرے حال مین

یکے افتاد ناگه بر نشانه
ایک پڑی ایکبارگی نشانے پر
چو صید زخمناک افتاده بر خاک
مثل زخمی شکار کے گر پڑی خاک پر
دگر آمد بحال خویشتن باز
پھر اپنے حال یعنی حواس مین آئی
ز سر آغاز کرد افسانهٔ خویش
شروع سے شروع کیا قصہ اپنا
گهی می مرد و گاهی زنده میشد
کبھی مرجاتی اور کبھی زندہ ہوتی تھی
بدینسان بود حالش تا بسالی
اسی طرح رہا حال اُس کا ایک برس تک

در خواب دیدن زلیخا یوسف را نوبت سوم و نام و
خواب مین دیکھنا زلیخا کا یوسف کو تیسری مرتبہ اور نام اور
مقام وی را پرسیدن و بعقل و هوش باز آمدن زلیخا
مقام انکا پوچھنا اور عقل اور ہوش مین پھر آنا زلیخا کا

بیا ای عشق پر افسون و نیرنگ
آؤ اے عشق منتر اور جادو بھرے ہوے
گهی فرزانه را دیوانه سازی
کبھی عقلمند کو سودائی بناتا ہے تو
چو بر زلف پریرویان نهی بند
جو معشوقون کی زلف پر کوئی پیچ و تاب رکھے یعنی دے تو
اگر زان زلف بندی برگشائی
جب اُس زلف سے کوئی پیچ کھولے تو

که باشد کار تو گه صلح و گه جنگ
کہ رہتا ہے کام تیرا کبھی ملاپ اور کبھی لڑائی
گهی دیوانه را فرزانه سازی
کبھی دیوانے کو عقلمند کر دیتا ہے تو
بزنجیر جنون افتد خردمند
دیوانہ پن کی زنجیر مین گر پڑے عقلمند
چراغ عقل یابد روشنائی
چراغ عقل کا روشنی پاوے

زلیخا یک شبی بی صبر و بیهوش
ایک رات زلیخا بے صبر اور بیہوش نے
ز جام درد دردآشامے کرد
درد کے پیالے سے تلچھٹ پی لیا
کشید از مقنعه موے معنبر
کھینچے اور مقنعی سے خوشبودار بال یعنی ننگے سر ہوگئی
بسجده پست سرو ناز خم کرد
سجدے کیواسطے پیٹھ سرو ناز کے پالے ہوئے یعنی زلیخا نے جھکائی
ز نرگس ریخت اشکِ ارغوانی
آنکھ سے گرائے آنسو سرخ
شد از غمگین دل خود غصه پرداز
ہوئی غمگین دل اپنے سے رنج کا شغل کرنیوالی
که ای تاراج تو هوش و قرارم
کہ اے لوٹا ہوا تیرا ہوش اور قرار میرا
غمم وا دی و غمخوارے نکردی
غم مجکو دیا تونے اور غمخواری نہ کی تونے
ندانم نام تو تا سازمش ورد
نہین جانتی ہون مین تیرا نام کہ اسکا وظیفہ کرون مین
بکار خویش مے بودم شکر خند
اپنے کام مین رہتی تھی مین خوش
چو غنچه بسکه خوردم از غمت خون
کلی کی طرح بہت تیرے غم سے خون کھایا مین نے
نمے گویم که در حشمت عزیزم
نہین کہتی ہون مین کہ تیری آنکھ مین بزرگ ہون مین
چه باشد گر کنیزے را نوازے
کیا ہو اگر تو ایک لونڈی کو سرفراز کرے تو

بغم همراز با محنت هم آغوش
غم سے ہم صحبت رنج سے پہلو بہ پہلو
ز سوز عشق بے آرامے کرد
عشق کی آگ سے بیقراری شروع کی
فشاند از آتش دل خاک بر سر
جھاڑی دل کی آگ سے سر پر خاک
زمین را رشک گلزار ارم کرد
زمین کو رشک دینے والی باغ بہشت کی بنا دیا
چو سوسن کرد ساز خوش بیانی
مثل سوسن کے شروع کی خوش بیانی
بیار خویش کرد این قصه آغاز
اپنے یار سے یہ کہانی شروع کی
پریشان کرده تو روزگارم
پریشان کیا ہوا تیرا زمانہ میرا
دلم بردی و دلدارے نکردی
دل میرا لے گیا تو اور دلداری نہ کی تونے
نیابم جاے تو تا گردمش گرد
نہین پاتی ہون مین جگہ تیری کہ گرد پھرون مین اس کے
کنون در بندم از تو چون نی قند
اب قید مین ہون مین تجھ سے مثل گنے کے یعنی جیسے گرہین ہوتی ہین
فتادم همچو گل از پرده بیرون
پڑی مین پھول کی طرح پردے سے باہر یعنی بدنام ہوئی
نه آخر مر ترا کمتر کنیزم
نہین آخر کو مین تیری حقیر لونڈی ہون مین
ز بند محنتش آزاد سازے
رنج کے قید سے آزاد کرے مجکو

مبادا کس بگیتی آشفته چون من
مت ہو کوئی خون مین ڈوبا ہوا مثل میرے

میان خلق رسوا گشته چون من
خلق مین بدنام ہوئی میری طرح

دل مادر ز بد پیوندیم تنگ
دل ماں کا میری بری پیوند ہونے سے عاجز

پدر را آید از فرزندیم ننگ
باپ کو میرے لڑکے ہونے سے شرم آتی ہے

پرستاران مرا پدرود کردند
لونڈیوں نے میری کو رخصت کر دیا

به تنهاییم غم فرسوده کردند
اکیلا میرے غم نے مجھکو گھلا دیا

زدی آتش بجان چون من خسی را
لگائی تو نے آگ مجھ ایسے تنکے یعنی لاغر کی جان مین

نسوزد کس بدینسان بیکسی را
نہین جلاتا ہے کوئی اسطرح کسی بیکس کو

بدینسان بود تا بر بود خوابش
اسی طرح تھا جب تک اسکو نیند آئی

بآن مقصود جان و دل خطابش
ساتھ اُس جان اور دل کے مقصد یعنی یوسف سے خطاب اسکا

چو چشمش مست شد از ساغر خواب
جو آنکھ اسکی مست ہوئی نیند کے پیالے سے

بخوابش آمد آن غارتگر خواب
اسکے خواب مین وہ نیند کا لوٹنے والا یعنی یوسف آیا

بشکل خوبتر از هرچه گویم
ساتھ اچھی زیادہ شکل کے جس چیز سے کہون مین

ندانم بعد ازین دیگر چه گویم
نہین جانتا ہون مین آگے اس سے اور کیا کہون مین

بزاری دست در داماش آویخت
رونے مین ہاتھ اس کے دامن مین لٹکایا یعنی ڈالا

بپایش از مژه خون جگر ریخت
اسکے قدمون پر پلکون سے خون کلیجے کا گرایا

که ای در محنت عشقت رمیده
کہ اے شخص تیرے عشق کی تکلیف مین بھاگا

قرارم از دل و خوابم ز دیده
قرار میرے دل سے اور نیند میری آنکھ سے

ببالی کانچنین پاک آفریدت
قسم اس پاک کی جسنے ایسا پاک پیدا کیا تجھکو

ز خوبان دو عالم برگزیدت
دونون جہان کے معشوقون سے پسند کیا تجھکو

که اندوه مرا کوتاهیم ده
کہ میرے رنج کو کمی دے

ز نام و شهر خویش آگاهیم ده
نام اور شہر اپنے سے مجھکو خبر دے

بگفتا گر بدین کارت تمام ست
کہا اگر اسی پر تیرے کام کا انجام ہے

عزیز مصرم و مصرم مقام ست
عزیز مصر کا ہون مین اور مصر میرا مقام ہے

بمصر از خاصگان شاه مصرم
مصر مین بادشاہ مصر کے خاصون سے ہون مین

عزیزی داد عز و جاه مصرم
اس عزیز نے دیا عز و جاہ مصر کا مجھکو

زلیخا چون ز جانان این نشان یافت

زلیخا نے جو معشوق سے یہ پتا پایا

رسیدش بعد ازان گفتار چون نوش

ہوپنچا اُس کے یعنی زلیخا کے بعد اُن آبحیات کی سی باتونکی

از آن خوابی که دید از بخت بیدار

اُس خواب سے کہ دیکھا جاگتے ہوئے نصیبہ سے

خبر زان مه که در دل جوشش آورد

اس چاند یعنی یوسف کی خبر نہین اسکے دل مین جوش لائی

کنیزان را ز هر سو داد آواز

لونڈیون کو ہر طرف سے آواز دی

پدر را مژدهٔ دولت رسانید

باپ کو خوشخبری دولت کی ہوپنچا دو تم

که آمد عقل و دانش سوی من باز

کہ ہوش حواس آگئے طرف میرے یعنی مجھ مین پھر

بیا بردار بند زر ز سیمم

آکر اٹھاؤ بیڑی سنہری میری چاندی یعنی گوری کلائی سے

چو ممسک سیم را در بند مگذار

مثل جمع کرنیوالے یعنی کنجوس کے چاندی کو قید مین مت چھوڑ

پدر را چون رسید این مژده در گوش

باپ کے کان مین جو یہ خوشخبری پہونچی

برسم عاشق اول ترک خود کرد

عاشق کی طرح پہلے چھوڑنا خودی کا کیا یعنی بیخود ہوگیا

دهان بگشاد آن مار دو سر را

منھ کھولا اس دو منھے سانپ یعنی زنجیر کا

پرستاران بپایش سر نهادند

لونڈیون نے اُس کے قدمون پر سر رکھا

تو گوئی مردهٔ صد ساله جان یافت

تو کہے سو برس کے مردے نے جان پائی

به تن زور و بدل صبر و بجان هوش

بدن مین طاقت اور دل مین صبر اور جان مین ہوش

اگرچه خفت مجنون خاست هشیار

اگرچہ سوئی تھی دیوانی اٹھی ہوش سے درست

دگر باره بعقل و هوشش آورد

دوبارہ عقل اور حواس مین اس کو لایا

که ای با من درین اندوه دمساز

کہ اے میرے ساتھ اس غم مین شریک

دلش از آتش محنت رهانید

اُس کے دل کو رنج کی آگ سے چھڑا دو تم

روان شد زاب فتح جوی من باز

جاری ہوگیا پانی میری نہر کا پھر

که نبود از جنون من بعد بیمم

کہ نہ ہوویگا دیوانگی سے پھر خوف مجھکو

بدست خویش بند از سیم بردار

اپنے ہاتھ سے قید چاندی اٹھا یعنی بیڑی میری کاٹ دے

باستقبال آن مه رفت از سرش هوش

واسطے پیشوائی اُس کی کے گیا سر اُس کے سے ہوش

وزان پس روی سوی آن سرو قد کرد

اور اس سے پیچھے منھ طرف اس سرو قد یعنی زلیخا کے کیا

رهاند از بند غم آن سیمبر را

چھڑایا قید غم سے اُس معشوق یعنی زلیخا کو

بزیر پاش تخت زر نهادند

اُس کے پاؤن کے نیچے تخت سونے کا رکھا

نشاندندش فراز مسند ناز
بٹھایا اُس کو اوپر مسند ناز کے
بزرین تاج کردندش سرافراز
سنہرے تاج سے اُس کو سرفراز کیا

پریرویان زہر جا جمع گشتند
خوبصورتین یعنی سہیلیان ہر جگہ سے جمع ہوئین
ہمہ پروانہ آن شمع گشتند
سب پروانہ اُس شمع یعنی زلیخا کی ہوئین

بہمزادان چو در مجلس نشستی
ہمجولیون مین جو بیچ مجلس کے بیٹھتی
چو طوطی لعل او شکر شکستی
طوطی کی طرح اس کے ہونٹھ میٹھی باتین کرتے

سر درج حکایت باز کردی
منھ ڈبہ حکایت کا کھولتی
زہر شہری سخن آغاز کردی
ہر ایک شہر سے بات شروع کرتی

ز روم و شام گشتی نکتہ انگیز
روم اور شام سے ہوتی باریکی اٹھانیوالی
شدی از ذکر مصر اندر شکر ریز
ہوتی مصر کے ذکر سے شکر ریز ہی مین

حدیث مصریان کردی سرانجام
باتین مصر والون کی کرتی ختم
کہ تا بردی عزیز مصر را نام
تاکہ لیجاے یعنی لے عزیز مصر کا نام

چو این نامش گرفتی بر زبان جای
یہ نام جس کی زبان پر جگہ پکڑتا یعنی آتا
در افتادی بسان سایہ در پای
سایے کی طرح اُس کے قدمون پر گر پڑتی

ز ابر دیدہ سیل خون فشاندی
آنکھون کی بدلی سے سیلاب خون کا جھاڑتی یعنی بہاتی
نوای نالہ بر گردون رساندی
آواز فریاد کی آسمان پر پہونچاتی

بروز و شب ہمہ این بود کارش
تمام دن اور رات یہی تھا کام اُس کا
سخن از یار راندی و ز دیارش
باتین یار سے چلاتی۔ یعنی کہتی اور اُسکے ملک سے

بدین گفتار خوش گشتی سخن کوش
ان باتون مین اچھی طرح باتین کرتی
وگرنہ بودی از گفتار خاموش
اور جو نہین بولنے سے چپ رہتی

آمدن رسولان بخواستگاری زلیخا و تنگدل برگشتن آنہا

آنا قاصدون کا واسطے مانگنے یعنی منگنی کرنے زلیخا کے اور اداس لوٹ جانا اُن کا

زلیخا گرچہ بود آشفتہ حالش
زلیخا کا اگرچہ وہ پریشان حال تھا
جہان پر بود از صیت جمالش
جہان اُس کی خوبصورتی کے آواز سے بھرا تھا

بهر جا قصهٔ حسنش رسیدی
ہر جگہ قصہ اس کے حسن کا پہونچتا
سران ملک را سودای او بود
ملکوں کے پادشاہوں کو سودا اس کا تھا
بهر وقت آمدی از شهریاری
ہر وقت آتا تھا ایک پادشاہ کے پاس سے
درین فرصت کہ از قید جنون رست
اس عرصے میں کہ قید دیوانہ پن سے چھوٹی
رسولان از شه هر مرز و هر بوم
قاصد ہر سرحد اور مقام کے پادشاہ ہونگے
فزون از ده تن از ره در رسیدند
زیادہ دس آدمیوں سے برابر پہونچے
یکی منشور ملک و مال در مشت
ایک کے ہاتھ میں ملک اور مال دینے کا فرمان
که هر یک تحفهٔ کشورستانیست
کہ ہر ایک تحفہ ایک پادشاہ کا ہے
بهر جا رو نهد آن غیرت خور
جس جگہ رخ کرے یعنی جاوے وہ آفتاب کی شرمندہ کرنیوالی
بهر کشور که گردد جلوه گاهش
جس ملک میں کہ ہو اس کے جلوے کی جگہ
اگر گیرد چو مه در روم آرام
جو اختیار کرے چاند کی طرح روم میں آرام
اگر آرد بسوی روم آهنگ
جو لاوے ارادہ طرف روم کے
بدین دستور هر قاصد پیامی
اسی طرح سے ہر قاصد ایک پیغام

ق

شدی مفتون او هر کس شنیدی
ہونا عاشق اس کا جو شخص سنتا
بزم خسروان غوغای او بود
پادشاہوں کی محفل میں غل اس کا تھا
بامید وصالش خواستگاری
اس کی ملاقات کی امید میں ایک مانگنے والا یعنی منگنی کیلیے
بتخت دلبری هشیار بنشست
معشوقی کے تخت پر ہوشیار بیٹھی
چو شاه ملک شام و کشور روم
مثل پادشاہ شام اور پادشاہ روم
بدرگاه جلالش آرمیدند
اس کی یعنی زلیخا کی بزرگ درگاہ میں آرام کیا یعنی آئے
یکی مهر سلیمانی در انگشت
ایک کی انگلی میں مہر سلیمانی یعنی پادشاہی انگوٹھی
ز شاهی خواستگاری را نشانیست
ہر پادشاہ سے خواہش کا ایک نشان ہے
بود آن تختگاهش تاج بر سر
ہووے اس پادشاہت کا تاج اس کے سر پر
بود دیهیم شاهی خاک راهش
ہووے تاج اس پادشاہ کا اس کی راہ کی خاک
دعای او کند از صبح تا شام
دعا اس کو کرے یعنی دے صبح سے شام تک
غلام او شود از روم تا زنگ
غلام اس کا ہووے روم سے زنگ تک
همی گفت از لب فرخنده نامی
بیان کرتا تھا ہونٹھ سے ایک مبارک نام

زلیخارا چو زین معنی خبر شد
زلیخا کو جو اس بات سے خبر ہوئی
کہ با انیان زمصر آیا کسی ہست
کہ آیا ان مین مصر سے کوئی شخص ہے
بسوے مصریانم می کشد دل
طرف مصر والون کے مجکو کھینچتا ہے دل
نسیمے گز دیار مصر خیزد
جو ہوا کہ شہر مصر سے اُٹھے
مرا خوشتر ازان با دست صد بار
مجکو اُس ہوا سے سَو درجہ بہتر ہے
درین اندیشہ بود او کش پدر خوند
اسی فکر مین تھی کہ اُس کو باپ نے بلایا
بگفت ای نور چشم و شادی دل
کہا اے روشنی آنکھ کی اور خوشی دل کی
بدار الملک خوبے شہریاران
خوبی کی بادشاہت مین بادشاہ
بدل داغ تمنائے تو دارند
دل مین داغ تیری آرزو کا رکھتے ہین
بسوے ما بامید قبولے
طرف ہمارے قبول کرنے کی امید پر
بگویم داستان ہر رسولے
سناتا ہون مین داستان ہر قاصد تجکو
بہر کشور کہ افتد در دلت میل
طرف جس ملک کے کرے یعنی ہو تیرے دل مین خواہش
پدر میگفت او خاموش می بود
باپ کہتا تھا وہ چپ رہتی تھی
ز اندیشہ دلش زیر و زبر شد
فکر سے دل اُس کا اُلٹ پلٹ ہوگیا
کہ عشق مصریانم پشت بشکست
کیونکہ مصر والون کے عشق نے میری پیٹھ توڑی یعنی عاجز کیا
زمصر از قاصدی نبود چہ حاصل
مصر سے جو نہووے کوئی قاصد کیا فائدہ
کہ در چشم غبار مصر بیزد
بلکہ میری آنکھ مین گرد مصر کی چھانے
کہ آرد نافہ از صحرائے تاتار
جو لاوے تاتار کے جنگل سے نافہ یعنی خوشبو
پدر وارش بہ پیش دیدہ بنشاند
باپ کے مانند اُس کو نظر کے سامنے بٹھایا
زبند خط غم آزادے دل
قید غم سے خط آزادی دل کی ❊
بتخت شہریارے تاجداران
تخت بادشاہی سے بادشاہ
بسینہ تخم سودائے تو کارند
سینے مین بیج تیرے عشق کا بوتے ہین
رسید اینک ز ہر ملکی رسولے
پہونچے اب تک ہر ایک ملک سے ایک قاصد
بہ بینم تا کہ مے افتد قبولت
دیکھون مین تجکو کون پسند پڑتا ہے
ترا سازم بزودی شاہ آن خیل
تجکو جلد اُس گروہ کا بادشاہ کرون مین
بوی آشنائی گوش مے بود
اُس آشنا یعنی یوسف ؑ کی امید مین سنتی جاتی تھی

خوشا گوش سخن کردن زجائی
بہت اچھا بات سن لینا اُس جگہ سے
زشاہان قصہ ہائی در پی آورد
بادشاہون کے ذکر پے درپے لایا یعنی بیان کیے
زلیخا دید کز مصر و دیارش
زلیخا نے دیکھا کہ مصر اور اُس گھر سے
ز دیدار پدر نومید برخاست
باپ کے دیکھنے یعنی سامنے سے نا امید اُٹھی
بنوک دیدہ مروارید می سفت
دیدے کی نوک یعنی پلکون کے بال سے موتی بیدھتی تھی
مرا اے کاشکے مادر نمیزاد
مجکو اے افسوس مان پیدا نہ کرتی
ندانم بر چہ طالع زادہ ام من
نہین جانتی ہون مین کس وقت پیدا ہوئی ہون مین
اگر برخیزد از دریا سحابے
جو اُٹھے دریا سے ایک بدلی
چو رہ سوئے من لب تشنہ آرد
جو راہ طرف مجھ پیاسی کے لاوے یعنی اگر پانی برسے
ندانم ای فلک با من چہ داری
نہین جانتی ہون مین ای آسمان مجھ سی کیون بغض رکھتا ہے تو
گرم ندہی بسوی دوست پرواز
جو مجکو طرف دوست کے اڑنے نہین دیتا ہے تو
گراز من مرگ خواہی مُردم اینک
جو میری موت چاہے تو مر گئی مین ابھی سے
وگر خواہی مرا در رنج و اندوہ
اور اگر چاہے تو مجکو رنج اور غم مین

باُمید حدیث آشنائی
اُس آشنا یعنی یوسف کے ذکر کی اُمید پر
ولی از مصریان دم بر نیاورد
او لیکن مصر والون سے سانس نہ لی یعنی کچھ نہ کہا
نیامد ہیچ قاصد خواستگارش
نہ آیا کوئی قاصد اُس کا مانگنے والا
ز غم لرزان چو شاخ بید برخاست
غم سے شاخ بید کی طرح کانپتی اُٹھ گئی
ز دیدہ اشک می بارید و میگفت
آنکھون سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی
وگر میزاد پس شیرم نمیداد
اور اگر جنتی پھر دودھ مجکو نہ دیتی
بدین طالع کجا افتادہ ام من
ایسا نصیبہ کہان سے پڑا ہے میرا یعنی بدقسمت ہون مین
کہ ریزد بر لب ہر تشنہ آبے
کہ گرا دے ہر پیاسے کے ہونٹھ پر ایک پانی
بجائے آب جز آتش نبارد
بجای پانی کے سوا آگ کے نہ برسے یعنی میری بدقسمتی ہی آگ برساوے
چو خویشم غرق خون آمن چہ داری
اپنی طرح میرا دامن خون کا ڈوبا ہوا کیون رکھتا ہے تو
از و باری چنین دورم مینداز
اُس سے بارے اتنی دور مجکو مت پھینک
ز بیداد تو جان بسپردم اینک
ظلم سے تیرے جان سونپی مین ابھی سے
نہادی بر دلم صد رنج چون کوہ
رکھے تو نے میرے دل پر سو رنج مثل پہاڑ کے

بزیر کوہ کاہے چند باشد

نیچے پہاڑ کے ایک تنکا کتنا ہو یعنی کیا معلوم ہو

دلم از زخم تو صد جای ریش ست

دل میرا تیرے زخم سے سو جگہ زخمی ہے

اگر من شاد و گر غمگین تراچہ

جو مین خوش اور جو رنجیدہ تجھکو کیا غم

وگر شد خرمنم بر باد گو شو

اور جو ہوا کھلیان میرا برباد کہہ ہو جائے

کیم من از وجود من چہ خیزد

کیا ہون مین میرے ذات سے کیا اٹھے یعنی کیا ہو سکے

ہزاران تازہ گل بر باد دادی

ہزارون تازہ پھول یعنی نوجوانون کو برباد کیا تو نے

کجا گردد ترا خاطر پریشان

کہان ہو تیرا دل پریشان

بصد افغان و درد آن روز تا شب

سو فریاد اور درد سے اس دن رات تک

سرشک از دیدۂ نمناک میریخت

آنسو دیدۂ تر سے گراتی تھی

پدر چون دید شوق و بیقرارش

باپ نے اس کے شوق اور بیقراری کو جو دیکھا

رسولان را بخلعتہاے شاہی

قاصدون کو ساتھ بادشاہی خلعتون کے

کہ ہست از بہر این فرزانہ فرزند

کہ اس عقلمند لڑکی کے واسطے

بود روشن بر دانش پرستان

ظاہر ہو یعنی ہے عقلمندون پر

بوج غم گیاہے چند باشد

غم کی لہر مین ایک گھاس کتنی ہووے یعنی کیا معلوم ہو

اگر رحمی کنی بر جای خویش ست

جو تو ایک رحم کرے اپنی جگہ پر یعنی بجا ہے

دگر من تلخ و گر شیرین تراچہ

اور جو مین کڑوی اور جو میٹھی تجھکو کیا فکر

دو صد خرمن ازین بر تو بیک جو

دو سو کھلیان اس سے تیرے نزدیک برابر ایک جو کی

وزین بود و نبود من چہ خیزد

اور اس ہونے اور نہونے میرے سے کیا ہو سکے

ز داغ مرگ بر آتش نہادی

موت کے داغ سے آگ پر رکھے یعنی جلا دیے تو نے

کہ من باشم یکے دیگر ز ایشان

کہ مین ہون ایک دوسری انھین سے یعنی اور جلے ہوؤن سے

درون چون غنچہ از خون لبالب

دل کلی کی طرح خون سے لبالب بھرا ہوا

ز دست غصہ بر سر خاک میریخت

غصہ کے ہاتھ سے سر پر خاک گراتی تھی

ز سودای عزیز مصر زارش

عزیز مصر کے عشق سے رونا اس کا

اجازت داد و لب پر عذر خواہی

حکم دیا اور ہونٹھ عذر خواہی کا بھرا ہوا یعنی عذر سے

زبانم با عزیز مصر در بند

زبان میری ساتھ عزیز مصر کے پیچ گرہ کے

کہ باشد دست دست پیشہ دستان

کہ ہوتا ہے غالب ہاتھ پیشہ دستون کا

second reading

Throw of the Dice

زبان و هر راز این به مثل نیست
مہمان کی زبان پر اس سے بہتر مثال نہین ہے

که گوید دست پیشین را بدل نیست
کہ کہتے ہین اگلے ہاتھ کا بدلا نہین ہے

رسولان زان تمنا در گذشتند
قاصد اُس آرزو سے گذرے

ز پیش باد بر کف باز گشتند
اُسکے آگے سے ہوا ہتھیلی پر یعنی نامراد پھرے

فرستادن پدر زلیخا قاصد را بسوی عزیز برای خواستگاری زلیخا

بھیجنا زلیخا کے باپ کا قاصد کو عزیز مصر کی طرف زلیخا کی منگنی کے لیے

زلیخا داشت از دل بر جگر داغ
زلیخا رکھتی تھی دل سے کلیجے پر داغ

ز نومیدی فزودش داغ بر داغ
ناامیدی سے اُس کے داغ پر داغ زیادہ ہوا

بود هر روز را از دور سپیدی
ہوتا ہے ہر دن کے لیے زمانہ سپیدی یعنی روشنی کا

بجز روز سیاه ناامیدی
سوا دن اندھیرے ناامیدی کے

پدر چون بهر مصرش خسته جان دید
باپ نے جو واسطے مصر کے اُس کو نیم جان دیکھا

علاج خسته جانش اندران دید
دوا اُس کی زخمی جان کی اُس مین دیکھی

که دانایی براه مصر پوید
کہ ایک قاصد طرف راہ مصر کے دوڑے یعنی جاوے

علاجش از عزیز مصر جوید
علاج اُس کا عزیز مصر سے ڈھونڈھے

برد از وی پیامی چند با او
لیجاوے اُس سے چند پیام اُس کے پاس

زلیخا را دهد پیوند با او
زلیخا کو پیوند دیوے یعنی بیاہے ساتھ اُس کے

ز نزدیکان یکی دانا گزین کرد
پاس والون مین سے ایک قاصد کو پسند کیا

ز دانایی هزارش آفرین کرد
اُس کی عقلمندی سے ہزاروں تعریفین کین

بدادش تحفه صد گونه چیزش
دین سیکڑوں قسم کی چیزین اُس کو تحائف سے

برفتن راهی زد سوی عزیزش
واسطے جانے کے تجویز کیا طرف عزیز کے اُس کو

پیامش داد کای دور زمانه
پیام اُس کو دیا کہ اے عزیز مصر گردش زمانے

ترا بوسید خاک آستانه
چومی تیری چوکھٹ کی خاک

بهر روز از نوازشهای گردون
ہر روز آسمان کی مہربانیوں سے

عزیزی بر عزیزی یادت افزون
بزرگی پر بزرگی تیری زیادہ ہو

مرا در برج عصمت آفتابست
پاکدامنی کے برج مین میرا آفتاب یعنی زلیخا ہے
زاوج ماه بر تر پایهٔ او
چاند سے بلند مرتبہ ہے اُس کا
ز گوهر در صدف صافی بدن تر
سیپ کے اندر کے موتی سے بدن زیادہ صاف
کند پوشیده رخ مه را نظاره
دیکھتی ہے منھ چھپا کر چاند کو
جز آئینه کسی کم دیده رویش
سوا آئینے کے کسی نے کم دیکھا منھ اُس کا
نباشد غیر زلفش را میسر
سوا اُس کی زلف کے کسی کو میسر نہوتا یعنے نہ ہوا
بصحن خانه چون گردد خرامان
گھر کے صحن مین جب چلے
ندیده سیب او مشاطه در مشت
نہ دیکھا سیب یعنے رخسارے اُسکے کو کنگھی کرنیوالے کی مٹھی مین
جمال او ز گل دامن کشیده
اُس کی خوبصورتی نے پھول سے دامن بچایا
ز نرگس چشم او پوشیده رخسار
اُس کی آنکھ نے نرگس سے چھپایا منھ
نه پوید در فروغ مهر یا ماه
نہین دوڑتی یعنی چلتی ہی آفتاب یا چاند کی روشنی مین
گذر بر چشمهٔ جویش نیفتد
گذر اُس کا نہر کے چشمہ پر نہین پڑتا ہے
درون پرده منزلگاه کرده
پردے کے اندر مقام کیے ہوئے

که مه را در جگر افتاده تابست
جس سے چاند کے کلیجے مین ایک پیچ وتاب پڑا ہے
ندیده دیدهٔ خور سایهٔ او
نہ دیکھا دیدہ آفتاب نے سایہ اس کا
ز اختر در شرف پر تو فگن تر
برج شرف کے ستارہ سے روشن زیادہ
که ترسد بیندش چشم ستاره
کہ ڈرتی ہے دیکھے گی ستارون کی آنکھ
بجز شانه کسی نگشوده مویش
سوا کنگھی کے کسی نے نہ کھولا بال اُس کے
که گاهی افگند در پای او سر
کہ کبھی اُسکے پاؤن پر سر ڈالے یعنی رکھے
نیارد پای بوسش غیر دامان
نہ قدم چوم سکے اُسکے کوئی سوا دامن کے
نسوده بر لبش نیشکر انگشت
نہ گھسی اُسکے ہونٹھ پہ گنّے نے انگلی یعنی کسی نے ہاتھ نہین لگایا
که پیراهن به بدنامی دریده
کہ اُسنے لباس بدنامی سے چاک کیا
که نرگس خیره چشم ست و قدح خوار
کہ نرگس بے حیا ہے اور شراب پینے والی
که تا با او نگردد سایه همراه
تاکہ سایہ اُس کے ساتھ نہ ہوجاوے
که چشم عکس بر رویش نیفتد
کہ آنکھ عکس کی اُس کے منھ پر نہ پڑے
ولی صد شور از بیرون پرده
اور لیکن سو آوازین پردے کے باہر

همه شاهان هواخواهان اویند
تمام بادشاہ چاہنے والے یعنی عاشق اس کے ہین
سرافرازان ز حد روم تا شام
بڑے بڑے سردار سرحد روم سے شام تک
ولی او در نیارد سر بهرکس
اور لیکن وہ نہین لاتی ہے خیال کسی کی طرف
نگردد خاطر او رام با روم
نہین ہوتا ہے دل اُس کا متوجہ طرف روم کے
براه مصر چشم او سبیل ست
مصر کی راہ مین آنکھ اُس کی روان ہے
همانا خاک او زانجا سرشتند
تحقیق کہ خاک اُسکی اس جگہ سے گوندی یعنی مٹی مصر کی تھی
ندانم سوی مصرش این شغف چیست
نہین جانتا ہون مین مصر کیطرف اسکو یہ آمیزش کیون ہے
اگر افتد قبول رای عالی
اگر عقل برتر کے پسند پڑے یعنی آپ کہین
اگر نبود بصدر خانه خوبی
اگر نہو بیچ دولتخانہ کے کوئی لائق
عزیز مصر چون این مژده بشنود
عزیز مصر نے جو یہ خوشخبری سنی
تواضع کرد و گفتا من که باشم
عاجزی کی اور کہا مین کون ہون
ولی چون شه مرا برداشت از خاک
اور لیکن جب بادشاہ نے مجکو خاک سے اٹھایا یعنی معزز کیا
من آن خاکم که ابر نوبهاری
مین وہ خاک ہون کہ بدلی نوبہار کی

خراب لطف ناگاهان اویند
خراب کیے ہوئے اس کی کبھی کبھی مہربانی کے ہین
همه از شوق او خون دل آشام
سب اوسکے شوق سے دلکا خون پینے والے یعنی عاشق
هوای مصر در سر دارد و بس
خواہش مصر کی سر مین رکھتی ہے اور بس
شمارد آب و خاک شام را شوم
گنتی ہے یعنی سمجھتی ہے شام کی آب و ہوا کو منحوس
براه مصر اشکش رود نیل ست
مصر کی راہ مین آنسو اسکے دریاے نیل ہین
برات رزق او آنجا نوشتند
حصہ اُس کی روزی کا اُس جگہ لکھا
هوا انگیز طبعش آن طرف چیست
طبیعت اُس کی اسطرف خواہش کرنیوالی کیون ہے
فرستیمش بآن دلکش حوالی
بھیجین ہم اُس کو اُس دل کھینچنے والی طرف
بود خدمتگری را خاکروبی
ہو خدمتگاری کے لیے ایک جھاڑو دینے والی
کلاه فخر بر اوج فلک سود
تاج فخر کا آسمان کی بلندی پر گھسا یعنی اپنا فخر سمجھا
که در دل تخم این اندیشه پاشم
کہ دل مین اس خیال کا بیج چھڑکون یعنی بوؤن مین
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
اگر آسمان سے سربلند کرون مین لائق یعنی بجا ہے
کند از لطف بر من قطره باری
مہربانی سے مجھ پر بوند برساوے

اگر بر روید از تن صد زبانم
جو پیدا ہوں سو زبانیں میرے بدن سے
برین لطفیکه شه کردست اظہار
اس مہربانی پر کہ بادشاہ نے ظاہر کی ہے
کنم از فرق پا و زدیده نعلین
بناؤں میں سر سے پاؤں اور دیدہ سے جوتہ
ولی باشاہ مصر آن کان فرہنگ
اور لیکن بادشاہ مصر سے اُس کان دانائی نے
که گر یک ساعت از وی دور گردم
کہ اگر گھڑی بھر اُس سے دور ہو جاؤں میں
درین خدمت مرا معذور دارد
اِس خدمت سے مجھ کو معاف رکھے
اگر گوید برای حق گزاری
اگر کہیں واسطے حق ادا کرنے کے
ہزاران از کنیزان و غلامان
ہزاروں لونڈی اور غلاموں سے
غلامانی ز بس نیکو سرشتی
غلام ایسے انتہا کے نیک خصلت
ز شیرینی دہان شان در شکر خند
اُن کے منہ کی مٹھائی سے بات کرتے ہیں
میان بستہ کله گوشه شکستہ
کمر باندھے ٹوپی کا کونا توڑے ہوئے
کنیزان ہمہ در حلۂ نور
سب لونڈیاں نور کے لباس میں
معنبر طرہ ہا بر گل کشادہ
خوشبودار زلفیں پھول یعنی گال پر کھولے ہیں

چو سبزہ شکر لطفش کے توانم
گھاس کی طرح شکر اُسکی مہربانی کا کب سکوں میں
بود واجب اگر بختم شود یار
واجب ہے جو نصیبہ میرا ہو مددگار
شوم سویش روان بالراس والعین
اُس کی طرف روانہ ہوں میں بسر و چشم
چنانم در گرفته خدمتی تنگ
ایسا سخت گرفتار مجھکو ایک خدمت میں کیا
بہ تیغ سطوتش رنجور گردم
ہیبت کی تلوار سے بیمار ہوں میں
گمان نخوت از من دور دارد
شبہ غرور کا مجھ سے دور رکھے
روان سازم دو صد زرین عماری
روانہ کروں میں دو سو سونے کی عماریاں
صنوبر قامتان طوبیٰ خرامان
سرو کے ایسے قد طوبےٰ کی طرح خرام کرنے والے
مصفاتر ز غلمان بہشتی
غلمان بہشتی سے زیادہ گورے
ز لعل و زر ہمہ بر مو کمر بند
لعل اور سونے سے سب کمر پر پٹکا باندھے ہوئے
بزرین خانہای زین نشستہ
سنہرے زین سواری پر بیٹھے ہوئے
چو حوران از قصور آب و گل دور
مانند حوروں کے پانی اور مٹی کے قصور سے دور
مقوس طاقہا بر مہ نہادہ
قوس کیے ہوئے طاق چاند پر رکھے ہوئے

زہر گوہر بخود بربستہ زیور
ہر جواہرات سے آپ پہنے ہوئے زیور

نشستہ جلوہ گر در ہودج زر
بیٹھے ہوئے جلوہ کرنے والے سنہری عماری مین

ز ارباب کیاست ہر کہ باید
عقلمندون سے جو شخص کہ چاہیے

ز ارکان فراست ہر کہ شاید
عقلمندون سے جو شخص کہ لائق ہووے

فرستم تا بصد اعزازش آرند
بھیجون مین تاکہ سیکڑون بزرگیون سے اُس کو لاوین

بدین خلوتسرای نازش آرند
اس محلسرائے ناز مین اُس کو لاوین

چو دانا قاصد این اندیشہ بشنید
جو دانا قاصد نے یہ انتظام سُنا

بسجدہ سر نہاد و خاک بوسید
سجدے مین سر رکھا اور زمین چومی

کہ ای مصر از تو دیدہ صد عزیزی
کہ اے عزیز مصر دیکھے تجھ ایسے سیکڑون بادشاہ

ز تو گشتہ گرم در تازہ چیزی
تجھ سے ہوئی ہر ایک چیز مین بخشش تازہ

شہ ما را اسیر خیل و حشم نیست
ہمارے بادشاہ کو خیال نوکر چاکر کا نہین ہی

بپیش ہرچہ گفتی ہیچ کم نیست
آگے اُس کے جو کچھ بیان کیا تو نے کچھ کمی نہین

غلامان و کنیزان ہرچہ دارد
غلام اور لونڈیان جو کچھ کہ رکھتا ہے

نیارد در شمار ار کس شمارد
نہین گن سکتا ہی کوئی اگر شمار کرے

بہ بزم خلوتش فرخندہ بختان
محفل تنہائی اُس کی خوش نصیب یعنی امیر

بود افزون تر از برگ درختان
زیادہ تر ہین درخت کی پتیون سے

زدستش بذل گوہرہای تابان
اُس کے ہاتھ سے خرچ کیے یعنی دیے ہوئے موتی روشن

بود افزون تر از ریگ بیابان
زیادہ تر ہین ہووین جنگل کی ریت سے

مراد او قبول خاطر تست
مراد اُس کی پسند خاطر ہونا تیرا ہے

خوش آنکس کو قبول خاطر تست
اچھا وہ شخص جس کے پسند خاطر تو ہے

چو آن میوہ خورای خوانت افتاد
جو وہ میوہ لائق تیرے خوان کے معلوم ہوا یعنی زلیخا تیرے قابل ہے

بزودی پیش تو خواہد فرستاد
جلد آگے تیرے بھیجے گا

نسیم قبول از جانب مصر وزیدن و عماری زلیخا را

ہوا قبول ہونے کی مصر کی طرف سے چلنا اور عماری زلیخا کی

کیاست = ingenuity

(Egypt has seen a 100 greatnesses from you)

چون محمل گل به مصر کشیدن

مثل ٹوکرے پھول کی طرف مصر کے کھینچنا

چو از مصر آمد آن مرد خردمند
جو مصر سے آیا وہ مرد عقلمند یعنے قاصد

که از جان زلیخا بگسلد بند
کہ جان سے زلیخا کی بیڑی توڑے یعنی کاٹے

خبرهای خوش آورد از عزیزش
خوشخبریاں وہ عزیز کے پاس سے لایا

تهی از خویش و پر کرد از عزیزش
خالی خودی سے کیا اور بھرا عزیز سے اسکو

گل بختش شگفتن کرد آغاز
اُس کے نصیبہ کے پھول نے کھلنا شروع کیا

همای دولتش آمد بپرواز
ہمائے دولت اسکی یعنی زلیخا کی پرواز مین آئی

زخوابی بند ها بر کارش اُفتاد
اُس خواب سے بیڑیاں اُس کے کام پر پڑین

خیالی آمد و آن بند بگشاد
ایک خیال آیا اور اوس کی بیڑی کھولی

بلی هرجا نشاط و یا ملالیست
ہان جس جگہ کوئی خوشی یا کوئی رنج ہے

بگیتی در زخوابی یا خیالیست
جہان مین کسی خواب یا کسی خیال سے ہے

خوش آنکس که زخیال خواب بگذشت
اچھا وہ شخص کہ خیال اور خواب سے گذرا

سبکسار از چنین گرداب بگذشت
ہلکا بس بھنور سے گذرا

زلیخا را پدر چون شادمان یافت
زلیخا کو باپ نے جو خوش پایا

بترتیب جهاز او عنان تافت
درستی جہیز اس کے مین باگ پھیری یعنی مصروف ہوا

مهیا ساخت بهر آن عروسی
موجود کین اس کے لیے دولہن کی طرح

هزاران لعبت چینی و روسی
ہزارون پتلیان چین اور روس کی

همه بسته دهان و نار پستان
سب تنگ دہن اور انار کی سی چھاتیان

عذارستان گلستان بر گلستان
رخسار سے اُن کے باغ باغ یعنے سرخ سرخ

نهاده عقد گوهر بر بنا گوش
رکھے ہوئے لڑیان موتی کی کان کی لو پر

کشیده قوس مشکین گوش تا گوش
کھینچے ہوئے کمان یعنی ابرو کان سے کان تک

چو برگ گل بوقت صبح تازه
مثل پھول کے پتیون کے صبح کے وقت تازہ

ز ننگ وسمه پاک و عار غازه
شرم بٹنا لگانے اور شرم گلگونے سے پاک

نغولہ بستہ بر لالہ ز عنبر
جوڑا باندھا رخسارے پر عنبر یعنی زلف سے
ہزار امرد غلام فتنہ انگیز
ہزار نوجوان غلام فساد اوٹھانے والے
کلاہ لعل بر سر کج نہادہ
ٹوپی سُرخ سر پر ٹیڑھی رکھے ہوے
ز اطراف کلہ ہر تار کاکل
ٹوپی کے کنارون سے ہر تار زلف کا یعنے بال
ببر کردہ قباہای قصب رنگ
پہنے ہوے چکنین قصب کی طرح سبز و نرم
کمرہای مرصع بستہ بر موے
ٹپکے جڑاؤ باندھے ہوے بال یعنی کمر پر
ہزار اسپ نکو شکل و خوش اندام
ہزارون گھوڑے خوبصورت اور اچھے بدن کے
چو گوئی پیش چوگان تیز دو تر
مثل ایک گیند کے آگے چوگان کے تیز دوڑنیوالے
اگر سایہ فکندی تازیانہ
اگر کوڑے کا سایہ پڑ جاتا
چو وحشی گور در صحرا تگاور
مثل جنگلی گورخر جنگل مین دوڑنے والے
شکن در سنگ خارا کردہ از سم
ٹاپ سے سنگ خارا مین شکن ڈالی
بریدہ کوہ را آسان چو ہامون
طے کیا پہاڑ کو آسانی سے مثل جنگل کے
ہزار اشتر ہمہ صاحب شکوہان
ہزارون اونٹ سب توی ہیکل

ز گوش آویزہ کردہ لولوی تر
کان سے آویزہ کیے ہوے موتی آبدار
بعشوہ جانستان در غمزہ خونریز
اداسے جان لینے والے اشارے سے خون کرنے والے
گرہ از کاکل مشکین کشادہ
گرہ یعنی جوڑا زلف مشکین سے کھولے ہوے
چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
ایسے کہ لالے کے نیچے سے بیل سنبل کی
چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ
کلی کی طرح نازک مثل گنے کے چست
بمو آویختہ صد دل ز ہر سوے
بالون مین لٹکائے ہوے سو دل ہر طرف سے
بگاہ پویہ تند و وقت زین رام
وقت دوڑ کے تیز اور وقت زین رکھنے کے تابع
ز آب روے سبز و نرم رو تر
سبزے کی آب سے آہستہ چلنے والے زیادہ
برون جستی ز میدان زمانہ
باہر کودتے زمانے کے میدان سے
چو آبی مرغ در دریا شناور
مثل مرغابی کے دریا مین تیرنے والے
گرہ بر خیزران افگندہ از دم
گرہ بید یعنی جنیت مین ڈالی دُم سے
ز فرمان عنان گم رفتہ بیرون
باگ کے حکم سے کم گیا باہر
سراسر لشتہ پشت و کوہ کوہان
سب کی گتھی پیٹھ اور پہاڑ ایسے ٹھٹے

به تنها کوه آنا بی ستون نی
بدنوں مین پہاڑ لیکن بے ستون یعنے ارا یا ہیچ نہین
ز راه باد رفتاری برون نی
تیز چلنے کی راہ سے باہر نہین

چو زهاد قناعت کوش و کم خوار
مثل پرہیزگارون کے قناعت کرنے والے اور کم کھانیوالی
چو اصحاب تحمل باربردار
مثل صاحب برداشت کے بوجھ اُٹھانے والے

بریده صد بیابان بر توکل
طے کیے سیکڑون جنگل بھروسے پر یعنی بے آب و دانہ
چریده خار را چون سنبل و گل
چرے کانٹے مثل سنبل اور پھول کے خوشی سے

ز شوق رهروی بی خواب و خوردان
شوق راہ چلنے سے بے کھائے سوئے
بر آهنگ حدی صحرانوردان
ہانکنے کی آواز پر جنگل طے کرنے والے

ز انواع نفائس صد شتر بار
طرح طرح کی نفیس چیزون سے سیکڑون اونٹ لدے ہوے
خراج کشوری بر هر شتر بار
محصول ایک ولایت کا ہر ایک اونٹ پر لدا ہوا

دو صد مفرش ز دیبای گرامی
دو سو لباس عمدہ دیبا سے بنے ہوے
چه مصری و چه رومی و چه شامی
کیا مصر اور کیا روم اور کیا شام والی سے

دو صد درج گهرهای درخشان
دو سو ڈبے روشن موتیون کے
ز یاقوت و در و لعل بدخشان
یاقوت اور موتی اور لعل بدخشان سے

دو صد طبله پر از مشک تتاری
دو سو پٹارے مشک تاتار سے بھرے ہوے
ز سارا عنبر و عود قماری
عنبر خالص اور عود قماری سے

بهر جا ساربان منزل نشین شد
جس جگہ شتربان مقام کرنے والے ہوے
همه روی زمین صحرای چین شد
تمام زمین جنگل چین کا یعنی خوشبودار ہو

مرتب ساخت از بهر زلیخا
آراستہ کی زلیخا کے لیے
یکی دلکش عماری حجله آسا
ایک عمدہ عماری تخت عروس کے مانند

مقطع خانهٔ از صندل و عود
قطع دار ایک گھر یعنی درجہ صندل اور عود سے
موصل لوحهای او ز راندود
وصل کیے ہوے تختے اُسکے سونے کے پانی سے سونا چڑھے ہوے

مرصع سقف او چون چتر جمشید
جڑاؤ چھت اُسکی مثل چتر جمشید بادشاہ کے
زرافشان قبه اش چون گوی خورشید
سنہری کلسیان اُس کی مثل گیند آفتاب کے

برون او درون او همه پر
باہر اور اندر اُس کے تمام بھرے ہوے
ز مسمار زر و آویزه در
تر سونے کے اور آویزے موتی کے

فروهشته برو زربفت دیبا
چھتکا اُس پر زربفت دیبا کا
برنگ دلپذیر و شکل زیبا
پسندیدہ رنگ اور اچھی طرح کے

زلیخا را دران حجله نشاندند
زلیخا کو اُس عماری مین بٹھایا
بصد نازش بسوی مصر راندند
سو نزاکت سے اُس کو مصر کیطرف روانہ کیا

به پشت بادپایان آن عماری
گھوڑون کی پیٹھ پر وہ عماری
روان شد چون گل باد بهاری
روانہ ہوئی مثل پھول باد بہار کے

هزاران سرو شمشاد و صنوبر
ہزارون سرو اور صنوبر قد لونڈی غلام
سمن روی و سمن بوی و سمن بر
چنبیلی کا رخسارہ اور چنبیلی کی خوشبو اور چنبیلی کا سا بدن

روان گشتند گوئی نوبهاری
روانہ ہوئے کہے تو ایک نو بہار
رخ آورد از دیاری در دیاری
رخ کیا ایک مُلک سے دوسرے مُلک مین

بهر منزل که شد جا آن صنم را
جس جگہ ہر کہ منزل ہوئی اُس معشوق کی
خجالت داد بستان ارم را
شرمندگی دی یعنی شرمندہ کیا باغ بہشت کو

غلامان مست جولان رنگ و تازه
غلام مست گھوڑا دوڑانے مین دوڑتے ہوئے
کنیزان جلوه گر از هودج ناز
لونڈیان چھاکے ڈالی نازک عماری سے

فگنده هر کنیز از زلف دامی
ڈالے ہوئے ہر ایک لونڈی زلف سے ایک جال
شکار خویشتن کرده غلامی
شکار اپنا کیے ہوئے ایک غلام کو

کشیده هر غلام از غمزه تیری
کھینچے ہوئے ہر ایک غلام غمزے سے ایک تیر
کشاده رخنه در جان اسیری
کھولے یعنی کیے ہوئے سوراخ ایک قیدی یعنی عاشق کی جان مین

ز یکسو دلبری و عشوه سازی
ایک طرف سے معشوقی اور اشارے بازی
ز دیگر سو نیاز و عشقبازی
دوسری طرف سے آرزو اور عاشقی

هزاران عاشق و معشوق در کار
ہزارون عاشق اور معشوق کام مین
بهر جا صد متاع و صد خریدار
ہر جگہ سیکڑون چیزین اور سیکڑون خریدار

بدین دستور منزل مے بریدند
اسی طرح سے منزل طے کرتے تھے
بسوی مصر محمل مے کشیدند
طرف مصر کے کجاوہ یعنی عماری کھینچے تھے

زلیخا شاد دل از بخت خوشنود
زلیخا خوش خوش نصیبی سے
که راه مصر طی خواهد شدن زود
کہ راہ مصر کی جلد طے ہو جائیگی

شب غم را سحر خواہد رسیدن
غم کی رات صبح کو پونہچے گی
ازان غافل کہ آن شب بس سیاہ است
اُس سے غافل کہ وہ رات نہایت اندھیری ہے
بروز روشن و شبہای تاریک
دن روشن اور اندھیری راتون مین
فرستادند ز انجا قاصدی پیش
بھیجا وہان سے ایک قاصد آگے
بسوے مصر جوید پیشتر راہ
شہر کی طرف آگے راہ ڈھونڈھے
کہ آمد بر سر اینک دولت تیز
کہ آئی سر پر دولت ابھی جلد یعنی سواری آپہنچی

غم ہجران بسر خواہد رسیدن
غم جدائی کا آخر کو پونہچے گا
ازان تا صبح چندین سالہ راہ است
اُس سے صبح تک کئی برس کی راہ ہے
ہمی راندند تا شد مصر نزدیک
چلے جاتے تھے یہانتک کہ مصر نزدیک ہوا
کہ راند پیش ازیشان محمل خویش
کہ ان لوگون سے آگے اپنا کجاوہ ہنکاوے
عزیز مصر را کردند آگاہ
عزیز مصر کو خبردار کیا
گر استقبال خواہی کرد برخیز
اگر پیشوائی کیا چاہتا ہے تو اُٹھ

خبر یافتن عزیز مصر از مقدم زلیخا و بعزیمت استقبال

خبر پانا عزیز مصر کا زلیخا کے آنے سے اور پیشوائی کے ارادے سے

برخاستن و بالشکریان مصر خود را بہ تجمل آراستن

اوٹھنا اور مصر کے لشکر والون سے آپ کو بخوبی تمام آراستہ کرنا

عزیز مصر چون این قصہ بشنید
عزیز مصر نے جب یہ قصہ سُنا
منادی کرد تا از کشور مصر
ڈھنڈھورا بجوایا کہ ملک مصر سے
ز اسباب تجمل ہرچہ دارند
عمدہ عمدہ اسباب سے جو کچھ رکھتے ہین
برون آمد سپاہ از پای تا فرق
باہر نکلی سپاہ سر سے پانون تک

جہانرا بر مراد خویشتن دید
جہان کو اپنے مقصد پر دیکھا
برون آیند یکسر لشکر مصر
باہر آوین تمام لشکر مصر کے
ہمہ در معرض عرض اندر آرند
سب مقام پیشوائی مین لاوین
شدہ در زیور و زر و گہر غرق
ہوکر زیور اور سونے اور موتی مین غرق

غلامان وکنیزان صد ہزاران
غلام اور لونڈیان سیکڑون ہزارون
غلامان بطوق وتاج زرین
غلام طوق اور سنہرے تاج سے
کنیزان ہمہ ہر ہفت کردہ
لونڈیان سب ساتون سنگار کیے ہوے
شکر لب مطربان نکتہ پرداز
معشوق میٹھے لب گانے والے باریکی جاننے والون نے
مغنی چنگ عشرت ساز کردہ
بجانیوالون نے چنگ خوشی کی بجالی
بمالش داد گوش عود را تاب
ملے کان سرود کے یعنی کھونٹیان مروڑین
نوائے نے نوید وصل دادہ
بانسری کی اواز نے خوشخبری وصل کی دی
رباب از تار غم جان را امان دہ
طنبور غم کی تاریکی سے جان کا پناہ دینے والا
در افگندہ دف این آواز از دوست
سنائی دف نے یہ آواز دوست سے
بدین آئین رخ اندر رہ نہادند
اس طور سے منہ راہ مین رکھا یعنی چلے
چو مہ چون یک دو منزل رہ بریدند
مثل چاند کے جب ایک دو منزل راہ چلے
زمینی یافتند از تیرگی دور
ایک زمین پائی تاریکی سے دور یعنی روشن
تو گوئے ابر چرخ بے کنارہ
تو کہے بدلی آسمان بے کنارہ سے

ہمہ گلچہرگان و مہ عذاران
سب پھول کے سے چہرے اور چاند کے سے رخسارے
چو رستہ نخل زر از خاک زرین
مثل سونے کے اوگے ہوے درخت زرین خاک کے
ہودج در پس زربفت پردہ
پیچھے زربفت کے پردے کے عماری مین
برسم تہنیت خوش کردہ آواز
بطور مبارک بادی کے خوشی کی آواز کی یعنی گانے لگے
نوائے خرمی آغاز کردہ
گانا خوشی کا شروع کیا
طرب را ساختہ از تارش اسباب
گانے کے سبب اسکے تارونکو بنایا یعنی ملایا
بجان از وی امید وصل زادہ
جان مین اس سے امید وصل کی پیدا ہوئی
بر آوردہ کمانچہ نعرہ زہ
نکالی مضراب نے آواز مرحبا کی
کزو در دست رہ کوبان بود پوست
کہ اس سے راہ کوٹنے والون کے ہاتھ مین ہے چمڑہ یعنی
برہ داد نشاط و عیش دادند
راہ مین حق خوشی اور عیش کا ادا کیا
بآن خورشید مہرویان رسیدند
پاس اس آفتاب چاند سی صورتونکے پہونچے
زدہ در وی ہزاران قبہ نور
لگے ہوئے اسمین ہزارون کلیان نور کی یعنی خیمہ
بسان ژالہ باریدی ستارہ
اولے کے طرح برستے تھے ستارے

کشیده درمیانه بارگاهی
کھچی ہوئی درمیان مین ایک بارگاہ

عزیز مصر چون آن بارگه دید
عزیز مصر نے جو وہ بارگاہ دیکھی

فرود آمد ز رخش خسروانه
اُتر آیا بادشاہانہ گھوڑے سے

مقیمان حرم پیشش دویدند
لونڈیان محل کی آگے اُس کے دوڑین

یکایک سر اسلام و مرحبا گفت
ایک ایک سے سلام اور مرحبا کہا عزیز مصر نے

تفحص کرد زیشان حال آن ماه
دریافت کیا ان سے حال اُس چاند یعنی زلیخا کا

برسم پیشکش چیزیکه بودش
بطور تحفہ کے جو کچھ کہ اُسکے پاس تھے

چه از شیرین وشاقان شکرخند
کیا خوبصورت غلام مسکرانے والے

چه از اسپان زرین زر گرفته
کیا گھوڑون سونے کے زیور پہنے ہوے سے

چه از موئینه و ابریشمینه
کیا پشمینہ اور ریشمی کپڑون سے

ز شکرهای مصری تنگ بر تنگ
مصری شکر سے بورے بھرے ہوے

بدینها روی صحرا را بیاراست
ان چیزون سے زمین جنگل کی آراستہ کی

بفردا عزم ره را نامزد کرد
کل کے دن ارادہ چلنے کا بیان کیا

ز خوبان صف زده هر سو سپاهی
خوبصورت قطار باندھے ہر طرف ایک سپاہ

چو صبح از پرتو خورشید خندید
مثل صبح کے عکس آفتاب سے روشن ہوا یعنی ہنسا

بسوی بارگه شد خوش روانه
بارگاہ کی طرف خوش خوش چلا

باقبال زمین بوسش رسیدند
واسطے زمین بوسی اقبال اسکے پہونچین

چو گل در روی شان از خنده بشگفت
مثل پھول کے اُنکے سامنے ہنسی سے کھلا

ز آسیب هوا و محنت راه
تکلیف آب وہوا اور رنج راہ سے

که پیش چشم خوشتر می نمودش
ہو کہ اُسکی نظر مین اچھے معلوم ہوتے تھے

چه از زرین کلاهان کمربند
کیا سنہری ٹوپیان اور کمربند باندھے ہوے

ز دم تا گوش در گوهر گرفته
دُم سے کان تک موتی لگے ہوے

چه از نادر گهرهای خزینه
کیا خزانے کے نایاب موتیون سے

ز شربتهای نوشین رنگ بر رنگ
میٹھے شربتون طرح طرح سے

تلطفها نمود و عذرها خواست
مہربانیان کین اور معافی مانگی

وزان پس رو بمنزلگاه خود کرد
اور بعد اسکے اپنے مکان کو چلا

دیدن زلیخا عزیز مصر را از شگاف خیمہ و فریاد بر داشتن کہ

دیکھنا زلیخا کا عزیز مصر کو خیمے کی دراڑ سے اور فریاد کرنا کہ

این آن کس نیست کہ من او را بخواب دیدہ بودم و سالہا محنت کشیدہ

یہ وہ شخص نہین ہے جس کو خواب مین دیکھا تھا اور برسون رنج کھینچا

کہن چرخ مشعبد حقہ بازیست
آسمان پرانا شعبدہ کرنے والا ایک مکار ہے

پی آزار مردم حیلہ سازیست
آدمیون کے ستانے کے لیے ایک حیلہ کرنیوالا ہے

بامیدے نہد بر بیدلے بند
ساتھ ایک امید کے ایک عاشق پر بیڑی رکھتا ہے

برد آخر بنومیدیش پیوند
کاٹتا ہے آخر کو نا امیدی سے اوس کا جوڑ

نماید میوۂ کامش از دور
دکھلاتا ہے میوہ اوسکے مقصد کا دور سے

کند خاطر بناکامیش رنجور
کرتا ہے دل اسکا مقصد نہ ملنے سے رنجیدہ

عزیز مصر چون افگند سایہ
عزیز مصر نے جو سایہ ڈالا یعنی آیا

دران خیمہ زلیخا بود و دایہ
اوس خیمے مین زلیخا تھی اور دایہ

عنان بربود از کف شوق دیدار
باگ توڑائی زلیخا کے ہاتھ سے شوق دیدار نے

بدایہ گفت کای دیرینہ غمخوار
دایہ سے کہا کہ اے پرانی غمخوار

علاجی آن کہ یک دیدار بینم
کوئی ایسی تدبیر کر کہ ایک نظر اسکو دیکھون

کزین پس صبر را دشوار بینم
کہ بعد اسکے صبر کو مشکل دیکھتی ہون مین

نباشد شوق دل ہرگز ازان بیش
نہین ہوتا ہے شوق دل کا ہرگز اوس سے زیادہ

کہ ہمسایہ شود یار وفاکیش
جب پڑوسی ہووے یار وفادار

چو گیرد آب بر لب تشنہ جانی
جو کوئی پیاسا لیوے یعنی پاوے پانی ہونٹھ پر

بسوزد گر نہ تر سازد دہانی
جلے اگر نہ تر کرے ایک بار منھ

زلیخا را چو دایہ مضطرب دید
زلیخا کو جو دایہ نے بیقرار دیکھا

بتدبیرش بگرد خیمہ گردید
اسکی تدبیر کے لیے گرد خیمہ کے پھری

شگافی زد بصد افسون و نیرنگ
ایک درز کی تو کر اور حیلے سے

دران خیمہ چو چشم خیمگی تنگ
ہے دو تنبونون کی آنکھ کی طرح نہایت چھوٹی

زلیخا کرد زان خیمہ نگاہے
زلیخا نے اُس خیمے سے ایک نگاہ کی
کہ واویلا عجب کاریم افتاد
کہ افسوس عجب کام میرا پڑا یعنی بگڑ گیا
نہ آنست اینکہ من در خواب دیدم
یہ وہ نہین ہے جسکو مین نے خواب مین دیکھا
نہ آنست اینکہ عقل و ہوش من برد
یہ وہ نہین ہے جو عقل اور ہوش میرا لیگیا تھا
نہ آنست اینکہ گفت از خویش رازم
یہ وہ نہین ہے جسنے اپنا بھید مجھ سے بیان کیا
دریغا بخت سستم سختی آورد
افسوس نصیبہ سُست میرا سختی لایا
کشاندم نخل خرما خار بر داد
لگایا مینے چھوارے کا درخت کانٹے پھل دیے یعنی نکلے
برای گنج بردم رنج بسیار
خزانے کے واسطے لیگیا یعنی اُٹھایا مینے رنج بہت
شدم بر بوی گل چیدن بگلشن
پھول چننے کی امید مین گیا مین طرف باغ کے
منم آن تشنہ بر ریگ بیابان
مین وہ پیاسی ہون جنگل کی بالو پر
زبان از تشنگی بر لب فتادہ
زبان ہونٹھ پر پیاس سے پڑی ہوئی
نماید ناگہان از دور آبم
دکھائی دیا ایکبارگی دور سے پانی مجکو
بجاے آب پایم در مغاکے
پانی کی جگہ پاؤن مین ایک غار مین

بر آورد از دل غمدیدہ آہے
نکالی غمگین دل سے ایک آہ
بسر نابردہ دیوار یم افتاد
سر تک بغیر لیگئے یعنی بدون پوری ہوئے دیوار میری گر پڑی
بجست و جویش این محنت کشیدم
اس کی جُستجو مین یہ رنج کھینچا مین نے
عنان دل بہ بیہوشیم بسپرد
باگ میرے دل کی بیہوشی کو سونپی یعنی بیہوش کر دیا
ز بیہوشی بہوش آورد بازم
بیہوشی سے پھر ہوش مین مجکو لایا
طلوع اخترم بدبختی آورد
میرے ستارے کا طلوع بدنصیبی لایا
فشاندم تخم مہر آن ز ار بر داد
جھاڑا یعنی بویا مینے بیج محبت کا رنج پیدا ہوا
فتاد آخر مرا با اژدہا کار
آخر مجکو سانپ سے کام پڑا
سنان خار زد چنگلم بدامن
کانٹے کی گانسی نے پنجہ مارا میری دامن مین یعنی کانٹا چبھ گیا
برای آب ہر سوی شتابان
پانی کے لیے ہر طرف دوڑنے والی
لب از تبخالہ موج خون کشادہ
ہونٹھ کے چھالوں نے لہر مین خون کی کھولین یعنی جاری ہوئین
فتان خیزان بسوی او شتابم
گرتی اوٹھتی طرف اسکے دوڑون مین
ز تاب خور درخشان شورہ خاکے
گرمی آفتاب سے چمکتی ہوئی اور سر کی مٹی

تبخالہ blisters on the mouth after an attack of fever — A sign of recovery

منم آن راحلہ گم کردہ در کوہ
مین وہ قافلہ پہاڑ مین بھولی ہوئی ہون
شدہ پا شاخ شاخ از زخم سنگم
ہوے پانون ٹکڑے ٹکڑے پتھر کے زخم سے
زنا گہ چشم خون آغشتہ من
ایکبار آنکھ خون سے آلودہ میری
کشایم گام سوے او دلیری
رکھون مین قدم اُسکی طرف بہادرانہ
منم آن تاجری کشتی شکستہ
مین ہون ایک سوداگر ناؤ ٹوٹی ہوئی
رباید ہر زمان از جای موجم
لیجاتی ہے ہر دم ایک جگہ سے لہر مجکو
کہ ناگہ زورقی آید پدیدار
کہ ایکبارگی ایک ڈونگی ظاہر ہووے
چو نزدیک من آید بید رنگی
جو پاس میرے آوے بے کسی دیر کے
چو من در جملہ عالم بیدلی نیست
مثل میرے تمام جہان مین کوئی عاشق نہین ہے
نہ دل اکنون بدست من نہ دلبر
نہ دل اب میرے ہاتھ مین ہے نہ دلبر
خدارا ای فلک بر من ببخشای
خدا کے واسطے اے آسمان مجھ پر رحم کر
اگر نہ نہی بکف دامان یارم
جو نہین رکھتا یعنی نہین دیتا ہی تو میرے ہاتھ مین دامن یار کا
برسوائی مدر پیراہنم را
بدنامی سے مت پھاڑ میرے کپڑون کو

زبی زادی بزیر کوہ اندوہ
بے توشہ ہونے سے نیچے پہاڑ غم کے
نہ پای سیر و نی رای درنگم
نہ پانون چلنے کے قابل اور نہ تدبیر دیری کی مجکو
نشانی بینند از گم گشتہ من
ایک نشان دیکھے کھوئے ہوئے میرے سے
بود از بخت بد درندہ شیری
ہووے بدنصیبی سے ایک شیر درندہ
برہنہ بر سر لوحی نشستہ
ننگا ایک تختے پر بیٹھا
برد گہ در حضیض و گہ بر اوجم
لیجاتی ہے پستی اور کبھی بلندی پر مجکو
شوم خرم کزو آسان شود کار
خوش ہون مین کہ اُس سے آسان ہو کار
بود بہر ہلاک من نہنگی
واسطے مارڈالنے میرے کے ایک گھڑیال ہو
میان بیدلان بیحاصلی نیست
عاشقون مین ایسا بیحاصل کوئی نہین ہے
از انم سنگ بر دل دست بر سر
اسی سے میرے دل پر پتھر اور سر پر ہاتھ یعنی سر پیٹتی ہون
بروی من دری از مہر بگشای
میرے منھ پر ایک دروازہ مہربانی سے کھول
گرفتار کسی دیگر مدارم
کسی دوسرے کی قید یعنی عاشق مجکو مت رکھ
بدست کس میالا دامنم را
کسی کے ہاتھ سے مت آلودہ کر میرے دامن کو

بمقصود دل خود بستام عهد
واسطے مقصد دل اپنے کے باندھا ہے مین نے اقرار
مسوز از غم من بیدست و پا را
نہ جلا غم سے مجھ بے ہاتھ پانوٴن یعنی اپاہج کو
بدینسان تا بدیدی زاری داشت
اسی طرح کچھ دیر تک فریاد رکھی یعنی کی
همی نالید از جان و دل چاک
روتی تھی دل اور جان چاک چاک سے
در آمد مرغ بخشایش بپرواز
آئی اڑنے مین چڑیا بخشش خدا کی یعنی رحم آیا
که ای بیچاره رو از خاک بردار
کہ اے بیچاری سر خاک سے اٹھا
عزیز مصر مقصود دلت نیست
عزیز مصر اگر مقصد تیرے دل کا نہین ہے
از و خواهی جمال دوست دیدن
اس سے جمال دوست کا دیکھے گی تو
مباد از صحبت او هیچ بیمت
صحبت اسکی سے مت ہو جیو کوئی خوف تجکو
کلیدش را بود دندانه از موم
اسکی کنجی کا دانت ہووے گا موم سے
چه حاجت گوهرت را داشتن پاس
کیا ضرور ہے اپنے موتی کو محفوظ رکھنا تجکو
چو از خار ترش دادند سوزن
جب تر کانٹے سے اسکو سوئی دی یعنی اسکا جسم بنا
چو باشد آستین از دست خالی
جو آستین ہاتھ سے خالی ہووے

که دارم پاس گنج خود بصد جهد
کہ رکھون مین نگہبانی اپنے خزانے کی سو کوشش سے
مده بر گنج من دست اژدها را
میرے خزانے پر اختیار نہ دے سانپ کو
ز نوک هر مژه خونباری داشت
ہر ایک پلک کے بال سے خون برسایا کی
همی مالید رو از درد بر خاک
ملتی تھی منھ درد سے خاک پر
سروش غیب ناگه دادش آواز
غیب کے فرشتے نے ایکبارگی اسکو آواز دی
کزین مشکل ترا آسان شود کار
کہ اس مشکل سے تیرا کام آسان ہو جائیگا
ولی مقصود بی او حاصلت نیست
اور لیکن مقصد تیرا بغیر اسکے حاصل نہین ہے
وزو خواهی بمقصودت رسیدن
اور اس سے مقصد پر پہونچے گی تو
کز و ماند سلامت قفل سیمت
بلکہ اس سے درست رہیگا قفل تیری چاندی کا
بود کار کلید موم معلوم
کام موم کی کنجی کا ہوتا ہے معلوم
ز نرم آهن نیاید کار الماس
نرم لوہے سے کام الماس کی سوئی کا نہین ہو سکتا
چه سان گردد بخارا نجیه افگن
کسطرح پتھر مین ہووے بخیہ ڈالنی یعنی لگانیوالی
نیاید ز آستین خنجر سگالی
نہ آوے آستین سے خنجر کا اندیشہ کرنا

زلیخا چون ز غیب این مژده بشنود
زلیخا نے جو غیب سے یہ خوشخبری سنی
بشکرانہ سر خود بر زمین سود
شکرانے سے سر اپنا زمین پر گھسا یعنی سجدہ کیا

زبان از نالہ و لب از فغان بست
زبان فریاد سے اور ہونٹھ شور سے بند کیا
چو غنچہ خوردن خون را میان بست
مثل کلی کے خون کھانے پر کمر باندھی

ز خون خوردن دمی بی غم نمیزد
خون کھانے سے بے غم کوئی دم نہیں مارتی تھی
ز غم میسوخت اما دم نمیزد
غم سے جلتی تھی لیکن دم نہ مارتی تھی

بره مے بود چشم انتظارش
آنکھ اسکی انتظار میں رہتی تھی
کہ کی این عقدہ بکشاید ز کارش
کہ کب یہ گرہ کھلے اسکے کام سے

در آمدن زلیخا همراه عزیز مصر و بیرون آمدن مصریان و
آنا زلیخا کا ساتھ عزیز مصر کے اور باہر آنا مصر والوں کا اور

طبقہاے زر نثار بر عماری زلیخا افشاندن
طباق سونے کے بھرے ہوے زلیخا کے عماری پر قربان کرکے لٹا دینا

سحرگاہان کہ زد چرخ مکوکب
صبح کے وقت کہ بجایا آسمان ستارہ دار نے
ز زرین کوس کوس رحلت شب
سنہرے نقارے یعنی آفتاب سے نقارہ رات کے کوچ کا

کواکب نیز محفل بر شکستند
ستاروں کی بھی محفل ٹوٹی یعنی غروب ہو گئی
بہمراہی شب محمل ببستند
رات کے ساتھ کجاوہ باندھا یعنی چھپ گئے

شد از رخشانی آن زرفشان کوس
ہوئی اس سنہرے نقاری یعنی آفتاب کی چمک سے
برنگ پر طوطی دم طاؤس
مانند طوطی کے پر کے دم مور کی

عزیز آمد بفر شہریارے
عزیز آیا بادشاہی دبدبہ سے
نشاندند از خیمہ مہ را در عماری
اٹھایا خیمے سے چاند یعنی زلیخا کو عماری میں

سپاہ از پس و پیش و چپ و راست
سپاہ کو آگے اور پیچھے اور بائیں اور داہنے سے
بآئینی کہ میبایست آراست
ساتھ اس طریقے کے کہ چاہیے تھا آراستہ کیا

زچیر زر بفرق نیک بختان
سنہرے چیر سے خوش نصیبوں کے سر پر
ببا شد سایۂ زرین درختان
پاؤں پر ہوا سایہ سنہرے درختوں یعنی معشوقوں کے

مُرصّع زین بپائے ہر درختی
جڑاؤ زین ہر ایک درخت کے پاؤن کے نیچے
درخت و سایۂ و مسند روانہ
درخت اور سایہ اور مسند چلنے والی
طرب سازان نواہا ساز کردند
گانیوالون نے گانا شروع کیا
شد از بانگ حدی و غلغل لحن
اونٹ ہنکانیکی آواز اور گانیکی آوازون سے
زبس رفتار کز اسپ و شتر بود
کثرت گھوڑون اور اونٹ کے چلنے سے کہ تھی
گہی کندہ بہر سو از تگ و پوی
کبھی کھودا ہر طرف دوڑ دھوپ سے
گہی طالع شدہ فرخندہ بدری
کبھی چمکنے والا ہوا ایک مبارک ماہ کامل
زمین را کردہ ریش اسپ از سم خویش
زمین کو گھوڑون نے اپنی ٹاپون سے زخمی کیا
پی مست آہوان زین نشیمن
واسطے ہرنون مست یعنی سپاہیون زین کے بیٹھنے والون کے
پے آسودگان ہودج ناز
واسطے آرام کرنیوالیون نازکے ہودے یعنی لونڈیون کے
کنیزان زلیخا خرم و خوش
لونڈیان زلیخا کی خوش اور خرسند
عزیز و اہل او ہم شادمانہ
عزیز اور عزیز کے لوگ بھی نہایت خوش
زلیخا تلخ عمر اندر عماری
زلیخا کی زندگی تلخ بیچ عماری کے

شدہ مسند برائے نیک بختی
ہوئی مسند ہر ایک نیکبخت کے لیے
نشستہ نیکبخت اندر بہانہ
بیٹھے ہوئے معشوق بہانے مین
شتربانان حدی آغاز کردند
شتربانون نے حدی کہنا شروع کیا
فلک ہا را طبق پر دشت را صحن
آسمانون کے طبق اور جنگل کی زمین بھرگئی
در و دشت از ہلال و بدر پر بود
وہ جنگل دوج کے چاند اور پورے چاند سے بھرا تھا
ہلال از زخم ناخن بدر را روی
ہلال نے ناخن کے زخم سے بدر کا منھ
ہلال از وی شدہ ناچیز قدری
دوج کا چاند اس سے ہوگیا نہایت کم قدر
کف پای شتر مرہم بران ریش
اونٹون کے تلوون نے اسکے زخم پر مرہم رکھا
صہیل بادپایان ارغنون زن
آواز گھوڑون کی ارغنون بجانے والی
نفیر ساربانان پردہ پرواز
آواز اونٹ چلانیوالون کی پردہ آراستہ کرنیوالی
کہ رست از دیو ہجران آن پریوش
کہ چھوٹی جدائی کے دیو سے وہ پری شکل یعنی زلیخا
کہ شد زیبا بتی بانوی خانہ
کہ ایسی خوبصورت عورت گھر کی بی بی ہوئے
رسانده بر فلک فریاد و زاری
ہونچایا آسمان پر رونا اور چلانا

11 and 12 mean here 1) a horse's hoof print and 2) camel's foot print

All exaggeration to show the immensity of the nos.

که ای گردون مرا زینسان چه داری
که اے آسمان مجکو اسطرح کیا رکھتا ہے تو

چنین بی صبر و بی سامان چه داری
ایسا بے صبر اور بے سامان کیا رکھتا ہے تو

ندانم در حق تو من چه کردم
نہین جانتی ہون مین تیرے حق مین کیا کیا مین نے

که افگندی چنین در رنج و دردم
کہ ڈالا ایسے رنج اور درد مین مجکو

نخست از من بخوابی دل ربودی
پہلے خواب مین مجھ سے دل لے گیا تو

به بیداری هزارم غم فزودی
بیداری مین مجھ پر ہزار دن غم بڑھائے تو نے

گه از دیوانگی بندم نهادی
کبھی دیوانے پن سے مجکو قید رکھا تو نے

گه از فرزانگی بندم گشادی
کبھی ہوشیاری سے بیڑی میری کھولی تو نے

چه شد از تو شکست خود درستم
جو ہوئی تجھ سے شکست اپنی ثابت مجکو

خطا کردم که از تو چاره جستم
خطا کی مین نے کہ تجھ سے چارہ جوئی کی مین نے

چه دانستم که وقت چاره سازی
کیا جانتی تھی مین کہ وقت تدبیر کرینگے

مرا از خانمان آواره سازی
مجکو گھر بار سے آوارہ کریگا تو

مرا لب بود داغ بی نصیبی
مجکو کافی تھا داغ بے نصیبی کا

فزون کردی بدان درد غریبی
زیادہ کیا تو نے اسیر درد مسافری کا

چو باشد جانگدازی چاره سازیت
جب تیری چارہ سازی جانگدازی ہے

معاذ الله چه باشد جانگدازیت
پناہ خدا کی کیا ہوگی تیری جانگدازی

منه دره دگر دام فریبم
مت رکھ دوبارہ میری راہ مین جال فریب کا

میفگن سنگ بر جام شکیبم
مت پھینک پتھر میرے صبر کے پیالے پر

دهی وعده کزین پس کامیابی
وعدہ کرتا ہے تو کہ بعد اس کے مقصد پاویگی تو

وزان آرام جان آرام یابی
اور اُس آرام جان سے آرام پاوے گی تو

بدین وعده بغایت شادمانم
اس وعدے سے نہایت خوش ہون مین

ولی گر باشد این بختم چه دانم
اور لیکن اگر ایسا ہو نصیبہ میرا کیا جانتی ہون مین

زلیخا با فلک این گفتگو داشت
زلیخا آسمان سے یہ باتین کر رہی تھی

که آن برداشت که آمد فرود داشت
کہ اُس اٹھائے ہوئے یعنی اسباب کے اتارنے کی جگہہ آئی

بر آمد بانگ ره دانان به تعجیل
آئی آواز راہ جاننے والون کی جلد جلد

که اینک شهر مصر و ساحل نیل
کہ یہی شہر مصر اور کنارہ دریائے نیل کا ہے

هزاران تن سوار و پا پیاده
ہزاروں آدمی سوار اور پاؤں پیدل
عزیز مصر را در حق گذاری
عزیز مصر کو بیچ حق ادا کرنے کے
طبقہاے زر از زر و درم پُر
خوان سونے کے اشرفی اور روپیون سے بھرے ہوے
گہر ریزان برو صاحب نثاران
موتی لٹانیوالے اُسپر قربان کرنیوالے لوگ
زبس کفہا زر و گوہر فشان شد
اس کثرت سے ہاتھون نے روپیہ اور موتی لٹائے
نمی آمد ز گوہر ریز مردم
نہ آتے تھے نہ پڑتے تھے لوگونکے موتی لٹانے سے
چو گسستی سُم اسپان آتش افگن
جو ٹاپین گھوڑون کی ہوتین آگ ڈالنے والی
ہمہ صفہا کشیدہ میل در میل
سب قطارین کھنچے ہوے میل میل بہ
بہ نیل اندر شد از دُرہای شاہی
دریاے نیل مین بادشاہی موتیون سے ہوگئے
نشد از بذل درم ریزان بسیار
کثرت روپیے لٹانے والون سے ہوگئے
بدین آرایش شاہانہ رفتند
ساتھ اس بادشاہانہ آراستگی کے گئے
سراے بلکہ در دنیا بہشتی
ایک گھر بلکہ دنیا مین ایک بہشت
دران دولتسرا تختے نہادہ
اُس محل مین ایک تخت رکھا ہوا

خروشان برلب نیل ایستادہ
شور کرتے ہوے کنارے دریاے نیل کے کھڑے ہوئے
بکف بہر نثار آن عماری
ہاتھ مین واسطے قربان کرنے اُس عماری کے
طبقہاے دگر از گوہر و دُر
اور خوان جواہرات اور موتیون سے
چو بر طرف چمن ابر بہاران
جسطرح باغ کے کنارون پر بدلی بہار کی
عماری در زر و گوہر نہان شد
کہ عماری زلیخا کی روپیے اور موتیون مین چھپ گئی
دران رہ مرکبان را از زمین سُم
اس راستے مین گھوڑون کے پاؤن زمین پر
ز نعل و نعل بودی سنگ و آہن
نعل اور نعل سے پتھر اور لوہا بن جاتے
نثار افشان گذشتہ از لب نیل
اُلٹاتے ہوئے دریاے نیل کے کنارے سے گذرے
چو پر گوہر صدف ہر گوش ماہی
مثل موتی بھری سیپی کے ہر ایک مچھلی کے کان
نہنگش نیز چون ماہی درم دار
گھڑیال بھی اُس دریاے نیل مچھلی کے درم رکھنے والے
بدولت سوی دولتخانہ رفتند
دولت سے طرف دولتخانہ شاہی کے گئے
ز فرش ماہ خشتی مہر خشتی
اُس کے فرش سے چاند اور سورج ایک ایک اینٹ
بہ زیبائی ز ہر تختے زیادہ
خوبصورتی مین ہر ایک تخت سے بڑھ کر

دران بر ؤہ بکار اُستاد زرکار
اُس مین لگایا اوستاد سونار نے
بپای تخت زر مہدش رساندند
برابر پایہ تخت سُنہری کے گہوارہ یعنی سواری اسکی ہو چکی
دل و جانش ز داغ دل برشتہ
دل اور جان اسکے دل کے داغ سے بھُنے ہوئے
مرصع تاج بر فرقش نہادند
جڑاؤ تاج اُس کے سر پر رکھا
ولیکن بود ازان تاج گران سنگ
اور لیکن تھی اُس بھاری وزن کے تاج سے
نشاندندش تبارک گوہر انبوہ
بٹھائے یعنی لگائے اسکے تاج مین ڈھیروں موتی
زگوہرہا کہ بر روی خور بران سنگ
موتیون سے کہ لیجاتا تھا آفتاب اُسپر حسد
کسی کش دل زہجران لخت لخت
وہ شخص کہ اسکا دل جدائی سے ٹکڑے ٹکڑے ہے
دران میدان کرا باشد سر تاج
اُس میدان مین کس کو ہو خیال تاج کا
چو چشم از اشک نومیدی بود پُر
جو آنکھ ناامیدی کے آنسو سے بھری ہووے

پی گوہر فشانے زر بخروار
واسطے موتی لگانے یعنی جڑاؤ کرنیکے سونا ڈھیروں
گہر وارش بتخت زر نشاندند
موتی کے مانند اُسکو سونے کے تخت پر بٹھایا
ازان زر بود در آتش نشستہ
اُس سونے سے آگ مین تھی بیٹھی ہوئی
میان تخت و تاجش جلوہ دادند
درمیان تخت اور تاج کے اسکو آراستگی دی
بزیر کوہ از بار دل تنگ
نیچے پہاڑ کے دل کے بوجھ سے تنگ
ولی بود آن پرو باران اندوہ
لیکن اُس پر وہ تھے مینھ غم کا
بچشمش در نیامد جز در اشک
اسکی آنکھ مین نہ آئے سوا آنسو کے موتی کے
بیک لخت اگر مائل بتخت ست
تھوڑے عرصے کیلیے ہر اگر خواہش کرنیوالا طرف تخت کے ہی
کہ صد سر میرود آنجا بتاراج
جس جگہ سیکڑوں سر لٹ جاتے یعنی ضائع جاتے ہین
کجا باشد در و گنجایش در
کہان ہووے اسمین گنجائش موتی کی

عمر گذرانیدن زلیخا در مفارقت یوسف علیہ السلام

عمر گذرانا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی مین

وتلہف وتاسف مدی اللیالی والایام

اور حسرت اور افسوس کا رات دن زیادہ ہونا

چو دل با دلبرے آرام گیرد
جو دل ساتھ ایک معشوق کے آرام قبول کرے
ز وصل دیگرے کے کام گیرد
دوسرے کی ملاقات سے کب مقصد حاصل کرے

کجا پروانہ پرد سوے خورشید
کہان پروانہ اُڑے طرف آفتاب کے
چو باشد سوی شمعش روی امید
جب شمع کی طرف اُسکی امید کا مُنھ ہووے

نہی صد دستہ ریحان پیش بلبل
رکھو تو سو دستے ریحان کے آگے بلبل کے
نخواہد خاطرش جز نکہت گل
نہ خواہش کرے دل اُسکا سوا خوشبو پھول کے

ز مہر آتش چو در نیلوفر افتد
آفتاب سے جب نیلوفر کو عشق ہووے
تماشای مہش کی در خور افتد
دیکھنا چاند کا کب اُسکو موافق ہووے

چو خواہد تشنہ جانی شربت آب
جب مانگتا ہے کوئی پیاسا گھونٹ پانی کا
نیفتد سود مندش شکر ناب
نہ پڑے فائدہ مند اُسکو شکر خالص

زلیخا را دران فرخندہ منزل
زلیخا کو اُس مبارک مکان مین
ہمہ اسباب حشمت بود حاصل
تمام اسباب امیری کے حاصل تھے

غلامی بود پیش او عزیزش
ایک غلام تھا آگے اُس کے وہ عزیز
نبود از مال و زر کم ہیچ چیزش
نہ تھی روپے اور مال سے کچھ کمی اُس کو

پرستاران گل بوی و گل اندام
لونڈیان پھول سی خوشبو اور پھول ایسے بدن
پرستارش را بے صبر و آرام
اُس کی خدمت کے لیے بے صبر اور آرام

کنیزان دل آشوب دل آرای
لونڈیان دل پریشان کرنیوالی اور دل آراستہ کرنیوالی
پی خدمتگری بنشستہ از پای
خدمتگاری کے لیے بیٹھی ہوئین دو زانو

غلامان قصب پوش و کمر بند
غلام قصب پہنے ہوے کمر باندھے ہوے
ز سر تا پای شیرین چون نی قند
سر سے پانون تک شیرین مثل گنّے کے

سیہ فامانی از عنبر سرشتہ
حبشی لوگ عنبر سے ملے یعنی بنے ہوے
ز شہوت پاکدامن چون فرشتہ
خواہش بد سے مثل فرشتون کے پاک

مقیمان حرم در پاکبازی
رہنے والے محل کے پاکی مین
امینان حرم در کارسازی
امانت دار محل کے کام کرنے مین

ز خاتونان مصری ہمنشینان
مصر کی بیگمون سے ساتھ بیٹھنے والی
برعنائی و خوبی نازنینان
رعنائی اور خوبصورتی مین نازک بدن

همه هم قامت و همزاد با او
سب قد مین اور سن مین برابر ساتھ اُسکے
زلیخا با همه در صفّهٔ بار
زلیخا سب کے ساتھ بار عام مین
بساط خرمی افگنده بودے
بچھونا خوشی کا بچھاے یعنی خوش رہتی
بظاہر با همه گفت و شنود داشت
ظاہر مین سب سے باتین کیا کرتی تھی
لبش با خلق در گفتار مے بود
ہونٹھ اسکے لوگون سے بات کرنے مین رہتے تھے
ازان بارگران در شادی و غم
اُس بھاری بوجھ سے خوشی اور غم مین
بصورت بود با مردم نشسته
ظاہر مین تھی پاس آدمیون کے بیٹھی ہوئی
زوقت صبح تا شب کار این بود
صبح سے رات تک کام اُسکا یہی تھا
چو شب بر چهره مشکین پرده بستی
جب چہرے پر رات سیاہ پردہ باندھتی یعنی رات ہوتی
خیال دوست را در خلوت راز
دوست کے خیال کو بھید کی خلوت مین
بزانوی ادب بنشستی پیش
دوزانو بیٹھتی اُس کے آگے
زناله چنگ محنت ساز کردی
نالے سے چنگ محنت کی بجاتی
بدو گفتی که اے مقصود جانم
اُس سے کہتی کہ اے مقصد میری جان کے

ز ذوق همنشینی شاد با او
پاس بیٹھنے کے شوق مین خوش ساتھ اُسکے
ق که یکسان باشد آنجا یار و اغیار
کہ برابر ہون جس جگہ اپنے اور غیر
درون پر خون و لب پر خنده بودے
دل مین بھرا لہو یعنی باطن مین غمگین اور ہونٹھ پر ہنسی یعنی ظاہر مین ہنستی رہتی
ولی دل جای دیگر در گرو داشت
لیکن دل دوسری جگہ گرو رکھتی تھی
ولی جان و دلش با یار مے بود
لیکن جان اور دل اُسکا پاس یار کے رہتا تھا
نبودش با کسی پیوند محکم
نہ تھا اُسکو کسی کے ساتھ رشتہ مضبوط
بمعنی از همه خاطر گسسته
باطن مین سب سے دل توڑے یعنی اٹھائے ہوئے
میان دوستان کردار این بود
درمیان دوستون کے کام اُسکا یہی تھا
چو مه در پرده اش تنها نشستی
زلیخا مثل چاند کے اُسکے پردہ مین اکیلی بیٹھتی
نشاندے تا سحر بر مسند ناز
بٹھلاتی صبح تک ناز کی مسند پر یعنی رات بھر خیال تھی
بعرض او رسانیدی غم خویش
اُس سے بیان کرتی غم اپنا
سرود بیخودی آغاز کردی
گانا بیخودی کا شروع کرتی
بمصر از خویشتن دادی نشانم
مصر مین اپنا پتا دیا تھا تو نے مجھکو

عزیز مصر گفتی خویش را نام
عزیز مصر بتلایا تو نے اپنا نام
بفرقم تاج عزت از عزیزیت
میرے سر پر تاج بزرگی کا تیری بزرگی سے
بمصر امروز مهجور و غریبم
مصر میں آج جدا اور مسافر ہوں میں
ندانم تا بکے سوزم درین داغ
نہیں جانتی ہوں میں کب تک جلونگی میں اس داغ میں
بیا و رونق باغ دلم باش
آ اور میرے دل کے باغ کی رونق ہو
بنومیدی کشید از عشق کارم
نا امیدی پر کھینچا عشق سے کام میرا
بدین امید اکنون زنده ماندم
اس امید پر اب تک زندہ رہی میں
بنوری کز جمالت بر دلم تافت
ساتھ اس نور کے کہ تیرے جمال سے میرے دل پر چمکا
ز شوقت گرچه خونبارست چشمم
شوق تیرے سے اگرچہ خونبار ہیں آنکھیں میری
خوشا وقتیکه از راهی برآئی
اچھا وہ وقت کہ کسی راہ سے آوے تو
چو دیدارت ببینم نیست گردم
جب دیدار تیرا دیکھونگی نیست ہو جاؤں گی میں
کنم سر رشتهٔ پندار خود گم
کروں گی میں رشتہ اپنے جاننے کا گم
مرا دیگر بجای خود نبینی
مجکو دوسری بار اپنی جگہ پر نہ دیکھے گا تو

عزیزی روزیت بادا سرانجام
عزیزی تجکو نصیب ہو جیو انجام کار
برد آثار دولت از کنیزیت
اوپر اسکے نشان دولت کا تیری لونڈی ہونے سے
ز اقبال وصالت بی نصیبم
تیری ملاقات کے اقبال سے بے نصیب ہوں میں
چراغ محنت افروزم بدین داغ
چراغ محنت کا جلاؤنگی میں اس داغ میں
بوصلت مرهم داغ دلم باش
ملاقات اپنی سے میرے دل کے داغ کا مرہم ہو
سروش غیب کرد امیدوارم
فرشتہ غیب نے کیا امیدوار مجکو
ز دامن گرد نومیدی فشاندم
دامن سے گرد نا امیدی کی جھاڑی میں نے
یقین دارم که آخر خواهمت یافت
یقین رکھتی ہوں میں کہ آخر تجکو پاؤنگی میں
بسوی تجهت چارست چشمم
طرف جہان کے مقابل ہے آنکھ میری
ز برج دیده چون ماهی درآئی
آنکھ کے برج میں مثل ایک چاند کے آوے تو
بساط هستی خود در نوردم
بچھونا اپنی ہستی کا لپیٹوں یعنی مرجاؤنگی میں
شوم از بیخودی در کار خود گم
ہو جاؤنگی اپنے کام سے بیخودی میں گم
چو جان آئی بجان من نشینی
مثل جان کے آوے تو تیری جان میں بیٹھے تو

توئی از ہر دو عالم آرزویم
تو ہے دونون جہان سے آرزو میری
نہم یک سو خیال ما و من را
رکھدون مین ایک طرف خیال ہم اور مین یعنی خودی کو
سحر کردی بدین گفتار شب را
صبح کرتی ان باتون مین رات کو
چو باد صبح جستن کردی آغاز
جبھی ہوا صبح کی چلنا شروع کرتی
چہ گفتی گفتی اے باد سحر خیز
کیا کہتی کہتی اے ہوا صبح کی چلنے والی
تماشاگاہ سرو و سوسن آرای
سیرگاہ سرو اور سوسن کی آراستہ کر
بشاخ از برگ جنبانی جلاجل
شاخ پر پتون سے بجاتی ہے تو جہانجھ
بمعشوقان بری پیغام عاشق
معشوقون کے پاس لیجاتی ہے تو پیغام عاشق کا
ز دلداران نوازشنامہ آری
معشوقون کے پاس سے خط لاتی ہے تو
کس از من در جہان غمدیدہ تر نیست
کوئی مجھ سے جہان مین زیادہ غم دیدہ نہین ہے
دلم بیمار شد دلداری کن
دل میرا بیمار ہو گیا کچھ دلداری کر
بعالم ہیچ منزل گہ نباشد
جہان مین کوئی ایسا مقام نہ ہووے
وگر در خود بود ز آہن درآئی
اور جو تحقیق کر دروازہ لوہے کا ہو اندر آوے تو

ترا چون یافتم از خود چہ گویم
تجکو جو پایا مین نے آپ سے کیا کہون مین
ترا یابم چو جویم خویشتن را
تجکو پاتی ہون مین جو ڈھونڈھتی ہون مین اپنے کو
نبستی زین سخن تا روز لب را
نہ بند کرتی ان باتون سے دن تک ہونٹھ کو
بر آئین دگر کردے سخن ساز
دوسری طرح پر باتین شروع کرتی
شمیم مشک در جیب سمن ریز
خوشبو مشک کی چمیلی کے گریبان مین گرانیوالی
ز سنبل جعد تر بر روی گل سای
سنبل سے زلف پھول ہبر کے منھ پر گھس
شود رقصان درخت پای در گل
ناچنے لگتے ہین درخت گڑے ہوے
بدین جنبش دہی آرام عاشق
اسی حرکت سے دیتی ہو تو عاشق کو آرام
کنی غمدیدگان را غمگساری
کرتی ہے تو غمگینون کی غمخواری
ز داغ ہجر ماتم دیدہ تر نیست
جدائی کے داغ سے ماتم دیکھا ہوا زیادہ نہین ہے
غمم بسیار شد غمخواری کن
غم مجکو بہت ہوا کچھ غمخواری کر
کہ آنجا گاہ و بیگہ رہ نباشد
جس جگہ تجکو وقت اور بیوقت راہ نہووے
چو در بندند از روزن درآئی
جو دروازہ بند کرلین جھرد کے سے آوے تو

ببخشا بر من بی راہ وروئے
رحم کر مجھ بیہوش اور بیطاقت پر
درآ در دار ملک شہریاران
آ دار بادشاہون کی سلطنت مین
بہر شہرے خبر پرس از مہ من
ہر ایک شہر مین خبر پوچھ چاند یعنی یوسف میرے سے
گذر افگن بہر باغ وبہاری
گذر کر یعنی جا ہر باغ اور ہر بہار مین
بود بر طرف جوئی زین تگ وپوئی
شاید کنارے کسی نہر کے اس دوڑ دھوپ سے
بصحرائے ختن نہ از کرم گام
ختن کے جنگل مین مہربانی سے قدم رکھ
تماشا کن زروے آن مثالی
دیکھ اُسکے چہرے کی طرح کوئی شبیہ
چو گیر در ای رفتن زین دیارت
جو ارادہ اس ملک سے تیرے جانے کا ہووے
اگر پیش آیدت کبک خرامان
اگر تیرے آگے آوے چکور چلتا ہوا
وگر بینی براہے کاروانے
اور جو دیکھے تو کسی راہ مین کوئی قافلہ
بچشم من بہ بین آن شاہ جانرا
میری آنکھ سے دیکھ اُس معشوق کو
بود کان دلستان را چون بہ بینم
شاید جبکہ اس معشوق کو دیکھون مین
زوقت صبح تا خورشید تابان
صبح کے وقت سے آفتاب روشن جب تک

بکن از جانب من جستجوئے
کر میری طرف سے ایک جستجو
برآ بر تختگاہ تاجداران
بیٹھ بادشاہون کے تخت پر
بہر تختے نشان جو از شہ من
ہر ایک تخت پر نشان ڈھونڈھ میرے بادشاہ سے
قدم نہ بر لب ہر جویباری
قدم رکھ ہر ایک نہر کے کنارے
بچشم آید ترا آن سرو دلجوی
دکھائی دے تجکو وہ سرو دل ڈھونڈھنے والا
بصور تخانہ چین گیر آرام
طرف تصویر خانہ چین کے لے آرام یعنی جا
بدام آور بہوے او غزالی
جال مین پھنسا اسکی امید مین کسی ہرن کے بچے کو
بہر کوہ ودری کافتد گذارت
جس پہاڑ اور جنگل مین کہ پڑے گذر تیرا
بیاد او بزن دستش بدامان
اسکی یعنی یوسف کی یاد مین ہاتھ اسکے دامن مین مار
در و سالار گشتہ دلستانے
اُس مین کسی معشوق کو سردار بنا ہوا
باین کشور رسان آن کاروان را
اس ملک مین پہونچا دے اُس قافلے کو
گلی از گلبن امید چینم
ایک پھول امید کے درخت سے چنون مین
بجولانگاہ روزہ آمد شتابان
بیچ گھوڑ دوڑ کی جگہ دنگے دوڑتا ہوا آیا

دل پُر درد و چشم خونفشان داشت
دل درد سے بھرا ہوا اور آنکھ خون بہانیوالی رکھتی تھی
چو شد خورشید شمع مجلس افروز
جب شمع آفتاب کی مجلس روشن کرنیوالی ہوئی
پرستاران به پیشش صف کشیدند
لونڈیون نے آگے اوس کے قطارین کھینچین
بآن صافی دلان و پاک سینه
اُن صاف دلون اور پاک سینے سے
بهر روز و شبی این بود حالش
ہرایک رات اور دن یہی تھا حال اُسکا
چو در خانه دل او تنگ گشتی
جب گھر مین دل اُسکا تنگ ہوتا
گهی با داغ سینه زآه و ناله
کبھی سینے کے داغ سے آہ اور نالے سے
ازان گلرخ به لاله راز گفتی
اُس معشوق کا لالہ سے بھید کہتی تھی
گهی چون سیل سر دادی بتعجیل
کبھی جب سیلاب چھوڑ دیتی تھی جلد
نهادی در میان با او غم خویش
رکھتی تھی اُس سے درمیان مین غم اپنا
بسر می برد زینسان روزگاری
بسر لیجاتی تھی اسی طرح ایک زمانہ
که یارش کس از کدامین ره برآید
کہ یار اُسکا کس راہ سے آتا ہے
بیا جامی که همت بر گماریم
آؤ جامی کہ ہمت مقرر یعنی مضبوط کرین ہم

بباد صبحدم این داستان داشت
ہوای صبح سے یہی بیان رکھتی یعنی کرتی تھی
زلیخا همچو خورشید انجمن سوز
زلیخا مثل آفتاب کے ہوئی مجلس گرم کرنیوالی
رفیقان با جمالش آرمیدند
رفیقون نے اُسکے جمال سے آرام کیا
بجا آورد راه و رسم دینه
بجا لائی یعنے برتا طریقہ کل والا
بدین آئین گذشتی ماه و سالش
اسی طرح گذرتے تھے مہینے اور سال اُسکے
بعزم گشت تیز آهنگ گشتی
سیر کے ارادے مین جلد ارادہ کرتی تھی
بدشت افراختی خیمه چو لاله
جنگل مین بلند کرتی تھی خیمہ مثل لالہ کے
ز داغ دل سخنها باز گفتی
دل کے داغ سے پھر باتین کہتی تھی
شدی با دیده گریان سوی نیل
جاتی ساتھ دیدہ گریان کے طرف دریا کے
زدی در نیل دلق ماتم خویش
مارتی یعنی ڈالتی دریا مین گدڑی ماتم اپنے کی
بره میداشت چشم انتظاری
راہ مین رکھتی تھی وہ آنکھ انتظار کی
چو خور طالع شود چون مه برآید
مثل آفتاب کے طلوع کرے یا مثل چاند کے نکلے
ز کنعان ماه کنعان را برآریم
کنعان سے ماہ کنعان یعنی یوسف کو نکالین ہم

زلیخا با دل امیدوار ست
زلیخا ساتھ دل امیدوار کے ہے
زحد بگذشت درد انتظارش
حد سے گزرا درد اُس کے انتظار کا
چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری
کیا خوش ہو کہ ایک انتظار کے بعد

نظر بر شاہ راہ انتظار ست
نظر اوس کی راہ انتظار کے ہے
دوا بخشی کنیم از وصل یارش
دوا دین ہم یار کی ملاقات سے اسکو
بامیدے رسد امیدواری
کسی امید پر پہونچے کوئی امیدوار

آغاز داستان حسد بردن برادران یوسف ع و
شروع داستان ڈاہ کرنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا اور
انتظار کشیدن ایشان بر انتقام وے باتفاق
بالاتفاق سب کا اُن سے بدلا لینے کا منتظر رہنا

دبیر خامہ ز استاد کہن زاد
قلم کے منشی نے پُرانے اُستاد سے
کہ چون یوسف ع بخوبی سر برافروخت
کہ جب یوسف نے خوبی مین سر بلند کیا
بسان مردمش در دیدہ بنشست
پتلی کی طرح اُس کو آنکھ مین بٹھلایا
گرفتی باوی آنسان لطفہا پیش
لیتے یعنی کرتے تھے یوسف پر اسطرح کی مہربانیان
درختی بود در صحن سرایش
ایک درخت یعقوب کے مکان کے صحن میں تھا
ستادہ در مقام استقامت
کھڑا ہوا مقام راستی مین
چو سکان صوامع سبز پوشی
مثل عبادتخانون کے رہنے والون کے ایک سبز پوش

۲۸

درین نامہ چنین داد سخن داد
اس کتاب مین اسطرح سخن کی داد دی
دل یعقوب را مشعوف خود ساخت
یعقوب کے دل کو اپنا دیوانہ بنایا
ز فرزندان دیگر دیدہ بربست
اور لڑکون سے آنکھ بند کر لی یعنی نہ دیکھتا تھا
کہ بروی رشک شان ہر دم شدی پیش
کہ اُس پر رشک یعنی اُن بھائیونکو ہر دم زیادہ ہوتا تھا
بسبزی و خوشی بہجت فزایش
سبزی اور خوبی مین اُسکا خوشی بڑھانیوالا
فگندہ بر زمین ظل کرامت
ڈالے ہوئے زمین پر سایہ مہربانی کا
ز جنبش تیز وجدی در خروشی
جنبش سے تیز اور عشق سے شور کرنے مین

پی تسبیح هر برگش زبانے
خدا کو پاکی سے یاد کرنیکے لیے هر پتی اسکی ایک زبان
گذشته شاخ زین فیروزه کاخش
گذری اس سبز محل یعنی آسمان سے شاخ اسکی
بهر فرزندش دادی خداوند
هر لڑکے سے که خدا اسکو دیتا
هماندم تازه شاخی بر دمیدی
اسی وقت ایک نئی شاخ اوگتی یعنی پیدا هوتی
چو در راه بلاغت پا نهادی
جب رسیدگی کی راه مین قدم رکھتا
بجز یوسف که از تائید بخشش
سوا یوسف کے که اسکے نصیبے کی مدد سے
نهال باغ جان بود او نشاید
درخت باغ جان کا وه تها نهین سزا لائق هی
شنی پنهان ز اخوان با پدر گفت
بهائیون سے پوشیده ایک رات باپ سے کها
دعا کن تا کفیل کار و شتم
دعا کرتا که ذمه دار نشو و نما میری کا
که از عهد جوانی تا به پیری
که جوانی کے زمانے سے بڑهاپے تک
دهد در جلوه گاه جنگ بازی
دیوے بیچ میدان لڑائی کے
پدر روی تضرع با خدا کرد
باپ نے منه زاری کا طرف خدا کے کیا
رسید از سدره پیک ملک سرمد
پهونچا سدرے سے قاصد ملک همیشه کا

بنام ایزد عجب تسبیح خوانی
سبحان الله ایک عجیب تسبیح پڑهنے والی
ملائک گشته گنجشکان شاخش
فرشتے هوے چڑیان اس شاخ کی
ازان خرم درخت سدره مانند
اس اچهے درخت سدره کے مثل سے
که با قدش برابر سر کشیدی
جو برابر قد اسکے کے بلند هوتی جاتی
بدستش زان عصای سبز دادی
اسکے هاته مین اس سے ایک سبز لاٹهی دیتا
عصا لائق نیامد زان درختش
لاٹهی اس درخت سے اسکے لائق نه نکلی
که با او شاخ چوبی همسر آید
که اس سے ایک لکڑی کی شاخ همسری کرے
که ای بازوی سعیت با ظفر جفت
که ای بازو تیری کوشش کا فتح سے همنشین هووے
برویاند عصایے از بهشتم
پیدا کرے ایک لکڑی بهشت سے میرے لیے
کند هر جا که افتم دستگیری
جسجگه که گردن مین گرے امداد میری
مرا بر هر برادر سرفرازی
مجکو هر ایک بهائی پر سر بلندی
برای خاطر یوسف دعا کرد
واسطے خاطر یوسف کے دعا کی
عصای سبز در دست از زبرجد
ایک لکڑی سبز هاته مین زبرجد سے

نہ زخم تیشۂ ایام دیدہ
نہ زخم زمانے کے بسولے کا دیکھا
قوی قوت گران قیمت سبک سنگ
نہایت مضبوط قیمتی ہلکے وزن کی
پیام آورد کین فضل الٰہی ست
پیام لایا کہ یہ مہربانی خدا تعالےٰ کی ہے
چو شد یوسفؑ ازان تحفہ قوی دست
جب یوسفؑ کا ہاتھ اُس تحفے سے طاقتور ہو گیا
برایشان آن عصا از دست ہستی
اُن یعنی بھائیو نپر وہ لکڑی ہستی کے ہاتھ سے
بجود بستند ازان ہریک خیالی
انہیں باندھا اُس سے ہر ایک نے ایک خیال
زاول طبع را زان زندگی داد
پہلے طبیعت کو اُس سے زندگی دی

نہ رنج ارۂ دوران کشیدہ
نہ رنج زمانے کے آرے کا کھینچا
نیالودہ بہ ننگ روغن و رنگ
نہ آلودہ ہوئی روغن اور رنگ کی شرم سے
ستون بارگاہِ بادشاہی ست
کھمبا بارگاہ بادشاہی کا ہے یعنی یہ لکڑی
ز حسرت حاسدان الشت اشکست
افسوس سے حسد کرنے والون کی پیٹھ ٹوٹ گئی
گران تر آمد از صد چوب ہستی
بھاری زیادہ معلوم ہوتی سو لاٹھیون سے
نشاندند از حسد در دل نہالی
ٹھلایا حسد سے دل مین ایک درخت
ولی آخر بر شرمندگی داد
لیکن آخر مین پھل شرمندگی کا دیا

بخواب دیدن یوسفؑ سجدۂ آفتاب و مہتاب و یازدہ
خواب مین دیکھنا حضرت یوسفؑ کا سجدہ کرتے ہوئے آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ

ستارہ و استماع اخوان وازدیاد حسد بردن ایشان
ستارون کو اور سُننا بھائیون کا اور زیادہ حسد کرنا اُن کا حضرت یوسفؑ سے۔

خوش آن کز بند صورت باز رستہ
کیا خوب وہ شخص کہ قید ظاہر سے آزاد ہوا
دلش بیدار و چشمش در شکر خواب
دل جاگنے والا اور آنکھیں اُس کی نیند مین

ز سحر چشم بندان چشم بستہ
نظر باندھنے والون کے جادو سے آنکھ بند کی
ندیدہ کس چنین بیدار در خواب
نہ دیکھی کسی نے ایسی بیداری نیند مین

بپوشیده زنا پائینده دیده
بند کیے ہوئے بے ثبات چیزون سے آنکھ
شبی یوسف بہ پیش چشم یعقوب
ایک رات حضرت یوسف نے سامنے حضرت یعقوب کے
بخواب خوش نہادہ سر ببالین
میٹھی نیند مین سر تکیے پر رکھے ہوئے
زشیرین خندہ آن لعل شکر خند
میٹھی ہنسی کے اس میٹھی ہنسنے والے ہونٹھ نے
چو یوسف نرگس سیراب بکشاد
جب یوسف نے آنکھ کھولی یعنی جاگے
پدر گفت اے شکر شرمندہ تو
باپ نے کہا اے یوسف شکر شرمندہ تجھ سے
بگفتا خواب دیدم مہر و مہ را
کہا خواب مین دیکھا مین نے آفتاب اور چاند کو
کہ یکسر داد تعظیم بدادند
کہ سبھون نے حق میری تعظیم کا دیا یعنی ادا کیا
پدر گفتا کہ بس کن زین سخن بس
باپ نے کہا کہ بس کر اس بات سے بس یعنی چپ رہ
مبادا این خواب اخوان بدانند
ایسا ہو اس خواب کو بھائی جان جائین
ز تو بر دل ہزاران غصہ دارند
تیری طرف سے دل پر ہزارون رنج رکھتے ہین
نیارند از حسد این خواب را تاب
تاب نہ لا دین گے حسد سے اس خواب کی
پدر کرد این وصیت لیک تقدیر
باپ نے یہ وصیت کی لیکن تقدیر

ولے بگشودہ بر پائندہ دیدہ
لیکن طرف ٹہرنے والی چیز کے آنکھ کھولے ہوئے
کہ پیش او چو چشمش بود محبوب
کہ مثل آنکھ کے سامنے اس کے عزیز تھے
بخندہ لعل نوشین کرد شیرین
ہنسی مین میٹھے ہونٹھ شیرین کیے یعنی ہنس پڑے
بدل یعقوب را شوری در افگند
حضرت یعقوب کے دل مین ایک پریشانی ڈالی
چو بخت خویش چشم از خواب بگشاد
اپنے نصیبے کی طرح آنکھ نیند سے کھولی
چہ موجب داشت شکر خندہ تو
کیا سبب رکھتی تھی ہنسی تیری
درخشندہ کواکب یازدہ را
چمکنے والے گیارہ ستارون کو
بسجدہ پیش رویم سر نہادند
سجدے کے لیے میرے سامنے سر جھکایا
مگو این خواب را زنہار با کس
اس خواب کو ہرگز کسی سے نہ کہنا
بہ بیداری صد آزارت رسانند
بیداری مین سیکڑون ایذائین تجکو پہونچا دین
درین غصہ کیت فارغ گذارند
اس رنج سے کب تجکو تنہا یعنی بے ایذا چھوڑینگے
کہ بس روشن بود تعبیر این خواب
کہ بہت ظاہر ہے تعبیر اس خواب کی
بباد بگسلد زنجیر تدبیر
ایک ہوا سے توڑتی ہے زنجیر تدبیر کی

بیک کس گفت یوسفؑ آن فسانہ
ایک شخص سے یوسف نے کہی وہ داستان
نہاد آن راز با اخوان درمیانہ
رکھی اُسنے بھائیوں کے درمیان یعنی بھائیوں سے کہدیا

شنیدستی کہ ہر سر کز دو بگذشت
سُنا ہے تو نے کہ جو بھید دو آدمیوں سے گذرا
باندک وقت ورد ہر زبان گشت
تھوڑی دیر میں ہر شخص کی زبان کا وظیفہ ہوا

حکیمی گفت کان دو جز دو لب نیست
ایک دانا نے کہا کہ وہ دو سوائے دونوں لب کے نہیں ہے
کز ان سر بگذرانیدن ادب نیست
کہ اُس سے بھید گزرانا یعنی باہر نکالنا ادب نہیں ہے

بسا سر کز دو لب افتد بہ بیرون
بہت بھید کہ دو ہونٹوں سے باہر نکلتے ہیں
درون صد دل او را کند خون
دل سو بہا درون کا خون کر دیتے ہیں

چہ خوش گفت آن نکوگوئی نکوکار
کیا اچھا کہا اس اچھے کہنے والے نیک کام نے
کہ سر خواہی سلامت سر نگہدار
جو سر سلامت چاہتا ہے تو بھید کو نگاہ رکھ

چو وحشی مرغ از قید قفس جست
جب جنگلی چڑیا پنجرے کے قید سے چھوٹی
دگر نتوان بدستان پای او بست
دوبارہ نہیں ممکن ہے مکر سے اُسکو قید کرنا

چو اخوان قصۂ یوسف شنیدند
جب بھائیوں نے قصہ حضرت یوسفؑ کا سُنا
زغصہ پیرہن بر خود دریدند
رنج سے کُرتہ یعنی کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے

کہ یارب چیست در خاطر پدر را
کہ اے خدا باپ کے دل میں کیا ہے
کہ نشناسد ز نفع خود ضرر را
کہ اپنے نفع نقصان کو نہیں پہچانتا ہے

نمیداند کہ از طفلے چہ آید
نہیں جانتا ہے کہ ایک لڑکے سے کیا ہو سکتا ہے
کہ طفلے جز طفلے را نشاید
بلکہ کوئی لڑکا سوا کھیلنے کے کسی لائق نہوگا

بہر یک چند بربافد دروغے
ہر ایک سے کتنے ایک جھوٹ بناتا یعنی بولتا ہے
دہد زان گوہر خود را فروغے
اُس سے اپنی ذات کو ایک فروغ دیتا ہے

خورد آن پیر مسکین زان فریبی
کھاتا ہے وہ غریب بڈھا اس سے ایک فریب
شود از صحبت آن ناشکیبی
نہیں ہوتا ہے اسکی صحبت سے صبر کرنیوالا

کند قطع نکو پیوندئے ما
قطع کرتا ہے ہماری نیک پیوندی کو
بُرد مہر پدر فرزندئے ما
کاٹتا ہے محبت باپ اور لڑکے ہمارے کو

پدر کرد ست زینسان سربلندش
باپ نے اس طرح سر چڑھایا ہے
نیفتد اینقدر حشمت پسندش
نہیں کافی معلوم ہوتی ہے اتنی حشمت اُسکو

هوس دارد که ما از تیرگی پاک
هوس رکھتا ہے کہ ہم لوگ گناہون سے پاک

نه تنها ما که مادر با پدر هم
صرف ہم لوگ نہین بلکہ مان باپ سے بھی

پدر را ما خریداریم نے او
باپ کے خریدار ہین ہم نہین اُسکے

اگر روز ست در صحرا شبانیم
اگر دن ہے جنگل مین چرواہے یعنی محافظ ہین ہم

بر اعدا قوت بازوش از ماست
دشمنون پر قوت بازو اُسکے کی ہم سے ہے

بجز حیلت گری از وی چه دیدست
سوا مکاری کے اُس سے کیا دیکھا ہے

بیا تا کار خود را چاره سازیم
آؤ تو اپنے کام کی تدبیر کرین ہم

چو با ما بر سر غمخوارگی نیست
جب ہم سے غمخواری کی راہ پر نہین ہے

بباید چاره سازی را میان بست
چاہیے تدبیر کرنے کے لیے کمر باندھنا

چو خاری بر دمد از شور بختی
جب کوئی کانٹا پیدا ہووے کمبختی سے

بقصد چاره سازی عهد بستند
تدبیر کرنے کے ارادے پر اقرار باندھا

بسجده پیش او افتیم بر خاک
واسطے سجدے کے اُسکے آگے پڑین ہم خاک پر

نباید جاه جوئی این قدر هم
اتنی مرتبے حاصل کرنے کی جستجو بھی نہ چاہیے

پدر را ما هوا داریم نے او
باپ کے ہم دوست ہین نہین اُسکے

وگر شب خانه اش را پاسبانیم
اور جو رات اُسکے گھر کے چوکیدار ہین ہم

بر احباب آبروئی رویش از ماست
دوستونکے سامنے اُسکے مُنھ کو آبرو ہمسے ہے

اگر نیسان بر سر ما بر گزیدست
کہ اسطرح سے ہم لوگو نپر اُسے قبول کیا ہے

بهر راهش توان آواره سازیم
جس تدبیر سے ہو سکے اُس کو آوارہ کرین ہم

دوای او بجز آوارگی نیست
دوا اُسکی سوا اُسکی یعنی یوسف کی آوارگی کی نہین ہے

نرفته اختیار چاره از دست
نہین گیا اختیار تدبیر کا ہاتھ سے

بباید کند نا گشته درختی
اُکھیڑنا چاہیے بے اُسکے درخت کے پیدا ہوے

بعزم مشورت یکجا نشستند
مشورہ کرنے کے ارادے مین باہم بیٹھے

مشورت کردن برادران با یکدیگر که یوسف ع

صلاح کرنا سب بھائیون کا آپس مین کہ یوسف ع

علیہ السلام را از پیش پدر بر اندازند

اُن پر سلام ہو باپ کے آگے سے جدا کرین

چو آید مشکلے پیش خردمند
جب پیش آتی ہے عقلمند کو کوئی مشکل

کند عقلِ دگر با عقلِ خود یار
کرتا ہے شریک دوسرے کی عقل کو اپنی عقل مین

ز یک شمعش نگیرد نورِ خانہ
ایک چراغ سے اُسکا گھر روشنی نہین پکڑتا ہے

ولی ہست این سخن در راست بینان
لیکن ہے یہ بات سچ دیکھنے والون یعنی انصاف پسندون مین

نہ در کجرو حریفان کج اندیش
ٹیڑھے چلنے والے حریفون کج اندیش یعنی بے انصافون مین نہین

چو مجلس ساختند اخوان یوسفؑ
جب جلسہ کیا یوسف کے بھائیون نے

یکی گفت او ز حسرت خونِ ما ریخت
ایک نے کہا اُسنے حسرت سے ہمارا خون گرایا

ز دشمن ریز خون چون یافتی دست
دشمن کا خون گرا جب پایا تو نے اختیار

یکی گفت این بہ بیدینی ست راہی
ایک نے کہا یہ ایک بیدینی کی راہ ہے

اگر اسپِ جفا رانیم آخر
اگر ظلم کا گھوڑا چلاوین آخر یعنی ظلم کرین ہم

غرض زین بقعہ بیرون بردن اوست
باہر لے جانا اسکا اس مکان سے غرض ہے

اگر زان مشکل فتد در کار او بند
اگر اس مشکل سے اُسکے کام مین بند پڑے یعنی رکاوٹ ہو جاوے

کہ تا در حلِ آن گردد مددگار
تاکہ اُسکی کشادگی مین اُس کا مددگار ہو

فروزد شمع دیگر در میانہ
جلاتا ہے شمع دوسری درمیان مین

بصدرِ راستی بالا نشینان
راستی کی مسند کے اوپر بیٹھنے والون مین

کہ گردد از دو کجرو کجروی بیش
کہ ہوتا ہے دو ٹیڑھے چلنے والون سے ٹیڑھا پن زیادہ

برای مشورت در شان یوسفؑ
یوسف کی شان مین مشورے کے لیے

کہ چون ریزیش باید حیلہ انگیخت
اسکی خونریزی کا کوئی حیلہ اٹھانا چاہیے

کہ از دستش بخونریزی توان رست
کہ اسکے ہاتھ سے ساتھ خونریزی کے سکتے چھوٹنا

کہ اندیشیم قتلِ بیگناہی
کہ کسی بیگناہ کے مارڈالنے کا ہم خیال کرین

نہ در کشتن مسلمانیم آخر
مارڈالنے مین آخر مسلمان نہین ہین ہم

نہ کشتن یا زدن یا مردن اوست
نہ کہ مارڈالنا یا مارنا یا مرجانا اسکا منظور ہے

See note on the meaning of مسلمان

همان بہ کافگنیمش از پدر دور
بهتر وہ ہے کہ باپ سے دور اسکو ڈالین یعنی کرین ہم
بہ ہائل وادے محروم و مهجور
کسی خوفناک جنگل مین بے نصیب اور علیحدہ

بیابانی درو جز دام و ددونے
ایسا جنگل جسمین سوا چار پاؤن اور درندون کے نہو
بجز روباه و گرگ از نیک و بدنے
سوا لومڑی اور بھیڑیے کے کوئی نیک اور بد نہو

نباشد آب او جز اشک نومید
پانی اسکو نہ ہو یعنی نہ ملے سوا ناامیدی کے آنسو کے
نباشد نان او جز قرص خورشید
روٹی اسکو نہ ہو یعنی نہ ملے سوا گردہ آفتاب کے

نہ در وے سایہ غیر از شب تار
نہ اسمین سایہ سوا اندھیری رات کے
نه در وے بستری جز نشتر خار
نہ اسمین کوئی بچھونا سوا کانٹون کی نوک کے

چو چندے اندرو آرام گیرد
جب چند روز اسمین آرام قبول کرے یعنی رہیگا
بمرگ خویشتن بیشک بمیرد
اپنی موت سے بیشک مرجاویگا

نگردد تیغ ما رنگین بخونش
نہ رنگین ہو ہماری تلوار اسکے خون مین
رہیم از تیغ نیرنگ و فسونکش
چھوٹین ہم اسکی مکر اور جادو کی تلوار سے

دگر یک گفت قتل دیگر است این
پھر ایک نے کہا یہ دوسرا قتل ہے
چه جای قتل از انهم بدتر است این
کیا مقام قتل کا اس سے بھی یہ بدتر ہے

شنیدم زیر خنجر جان سپردن
سنا ہے مین نے خنجر کے نیچے جان سونپنا یعنی مرجانا
به است از گرسنه یا تشنه مردن
بھوکے یا پیاسے مرجانے سے بہتر ہے

صواب آنست کاندر دور و نزدیک
بہتر وہ ہے کہ دور اور نزدیک مین
طلب داریم چاہی تنگ و تاریک
ڈھونڈھین ہم ایک کنوان تنگ اور اندھیرا

ز صدر عظمت و جاه افگنیمش
بزرگی اور مرتبے کی مسند سے گرادین ہم اسکو
بصد خواری دران چاه افگنیمش
سیکڑون ذلت سے اس کنوئین مین ڈالین ہم اسکو

بود کانجا نشیند کاروانے
شاید کہ وہان کوئی قافلہ بیٹھے یعنی آوے
بر آساید دران منزل زمانے
آرام کرے اس مقام مین کچھ دیر

بچاه اندر کسے دلوے گذارد
اور کنوئین مین کوئی ڈول ڈالے پانی کے لیے
بجاے آب ازان چاهش برآرد
بجاے پانی کے اُس کنوئین سے اسکو نکالے

بفرزندیش گیرد یا غلامے
فرزندی مین اُسکو لے یا غلامی مین
کند در بردنش وی تیزگامے
لیجانے مین اُسکے جلدی کرے

شود پیوندا و زینجا بُریدہ
قطع ہو جاوے یہان سے اُسکا تعلق
بوے از ما گزندے نارسیدہ
ہم سے اسکو بغیر کسی ایذا پہونچے ہوے

چو گفت او قصۂ چاہِ پُر آسیب
جب بیان کیا اُسنے قصۂ آسیب بھری ہوے کنوئین کا
شدند آنان ہمہ در چاہ سر شیب
سبکے سرپستی کے کنوئین مین گئے یعنے سر جھکائے

زغورِ چاہ مکرِ خود نہ آگاہ
اپنے مکر کے کنوئین کی گہرائی سے بے خبر
ہمہ بے ریسمان رفتند در چاہ
سب بغیر رسی کی کنوئین مین گئے یعنے بے انجام اندیشی کے

گرفتہ با پدر در دل نفاقے
باپ سے دل مین ایک مکر کرکے
بدان تزویر کردند اتفاقے
اس مکر سے ایک اتفاق کیا

وزان پس رو بکارِ خود نہادند
بعد اسکے رخ اپنے کام کی طرف کیا
بفردا وعدۂ این کار دادند
اس کام کا وعدہ کل یعنی دوسرے دن کا کیا

درخواست کردن برادران یوسف و پیش پدر بردن یوسف را

درخواست کرنا حضرت یوسفؑ کے بھائیون کا اور حضرت یوسف کو آگے باپ کے لے جانا

خوش آن مردان کہ از خود رستگانند
اچھے وہ لوگ ہین کہ خودی سے آزاد ہین
بکنج بیخودی بنشستگانند
بیخودی کے گوشے مین بیٹھنے والے ہین

ز قید طبع و کید نفس پاکند
قید طبیعت اور نفس کے مکر سے پاک ہین
براہ درد و کوے عشق خاکند
درد کی راہ اور عشق کی گلی مین خاک ہوگئے ہین

نہ ز ایشان بر دل مردم غباری
نہ اُن سے آدمیون کے دل پر کوئی غبار
نہ از مردم بر ایشان ہیچ باری
نہ اُن سے لوگون پر کوئی بوجھ

بنا سازے عالم سازگاراند
زمانے کی ناموافقت سے موافقت کرنیوالے ہین
بسر بارے کہ آید بُرد باراند
سر پر جو بوجھ کہ پڑے بوجھ اٹھانیوالے ہین

چو شب خسپند بی کین و ستیزند
بے لڑائی اور کینہ کے جیسے رات کو سوتے ہین
سحر زانسان کہ می خسپند خیزند
صبح کو اسی طرح سے کہ سوتے ہین اٹھتے ہین

حسد ورزان یوسف بامدادان
حسد کرنیوالے یعنی بھائی یوسفؑ کے صبح کو
بفکر دینہ خرم طبع و شادان
رات کی فکر مین دل خوشی خوشی

زبان پُر مہر و سینہ کینہ اندیش
زبان محبت بھری ہوئی اور سینہ کینہ اندیشہ کرنے والا

بدیدار پدر احرام بستند
باپ کے دیکھنے کے لیے احرام باندھا یعنی نیت کی

در زرق و تملق باز کردند
مکر اور خوشامد کے دروازے کو کھولا

بیان کردند ہر نو و کہن را
بیان کیے ہر نئے اور پرانے یعنے اگلے پچھلے

کہ از خانہ ملالت خاست ما را
کہ گھر سے رنج پیدا ہوا ہے ہم کو

اگر باشد اجازت قصد داریم
اگر حکم ہو ارادہ رکھتے ہین ہم

برادر یوسف آن نور دیدہ
وہ آنکھون کا نور یعنی ہمارا بھائی یوسف

چہ باشد گرش با ما ہمراہ سازی
کیا اچھا ہو اگر اُسکو ہمارے ساتھ کر دیجے

بکنج خانہ ماندہ روز تا شب
گھر کے گوشے مین رہا ہے رات دن

گہی با او رہ صحرا نوردیم
کبھی اسکے ساتھ جنگل کی راہ چلین ہم

گہی از گوسفندے شیر دوشیم
کبھی کسی بھیڑ سے دودھ دوہین ہم

ز فرش سبزہ بازیگاہ سازیم
گھاس کے فرش پر کھیل کی جگہ بنا دین ہم

ربائیم از سر لالہ کلاہش
لیجائین لالے کے سر سے ہم وہ ٹوپی

چو گرگان رو نہان در صورت میش
مثل بھیڑیون کے منہ چھپائے بھیڑ کے سامنے

بزانوے ادب پیشش نشستند
ادب کے زانو سے اُس کے آگے بیٹھے

ز ہر جائی سخن آغاز کردند
ہر ایک مقام کی باتین شروع کین

رسانیدند تا اینجا سخن را
پہونچایا یہان تک بات کو

ہواے رفتن صحراست ما را
شوق جنگل کے جانے کا ہے ہم کو

کہ فردا روز در صحرا گذاریم
کہ کل کا دن جنگل مین گذران کرین ہم

ز کم سالے بصحرا کم رسیدہ
کم سنی سے جنگل مین کم پہونچا یعنی کم ہو گیا

بہمراہیش ما را سرفرازے
اسکے ساتھ کر دینے سے ہم کو سرفراز کیجئے

فارسلہ غدا یرتع و یلعب
پس بھیج اسکو کہ سیر کرے اور کھائے اور کھیلے

گہے بر پشت کوہ و بیشہ گردیم
کبھی پہاڑ کی پیٹھ اور جنگل مین پھرین ہم

گہی شیرین و خندان شیر نوشیم
کبھی ہنسکر میٹھا میٹھا خوشی سے دودھ پئین ہم

بروے لالہ زاری راہ سازیم
اور پر لالہ زار کے راہ بنا دین ہم

کنیم از فرق یوسف جلوہ گاہش
کرین یوسف کے سر کو اسکی جلوہ گاہ یعنی یوسف کو پہنا دین

زوہ بالا بستان کبک داماں
باندھ کر اوپر مثل چکور کے دامن
بیک جا گلہ آہو چرانیم
ایک جگہ گلہ ہرن کا چراتیں ہیں ہم
بود طبعش بدینہا شاد گردد
شاید طبیعت اسکی ان باتوں سے خوش ہووے
زجد گر چہ ہزار اعجوبہ سازی
عدگی سے اگرچہ ہزاروں اعجوبہ باتیں کرے تو
چو یعقوب این سخن بشنید زایشان
جو یعقوب نے اُن سے یہ بات سُنی
بگفتا بردن وے کے پسندم
کہا لیجانا اسکا کب پسند کروں میں
ازان ترسم کز و غافل نشینید
اس سے ڈرتا ہوں میں کہ غافل بیٹھ رہو
درین دیرینہ دشت محنت انگیز
اس پرانے رنج پیدا کرنیوالے جنگل یعنے دنیا میں
بدان نازک بدن دندان رساند
اس نازک بدن پر دانت لگاوے
چو آن افسونگران آنرا شنیدند
جو ان جادوگروں یعنی یوسف کے بھائیوں نے وہ سُنا
کہ آخر ما نہ زینسان سست رائیم
کہا آخر ہم لوگ اسطرح کے بیوقوف نہیں ہیں
نہ گرگ ار شیر مردم خوار باشد
بھیڑیا نہیں اگر آدمی کھانیوالا شیر ہووے
چو زینسان کرد یعقوب این سخن گوش
جب اسطرح کی باتیں یعقوب نے اُن سے سنیں

میان سبزہ سازیمش خرامان
درمیان سبزے کے اسکو ٹہلا دیں ہم
زیکسو گرگ را زہرہ درانیم
ایک طرف سے بھیڑیے کا پتہ پھاڑیں ہم
زاندوہ وطن آزاد گردد
وطن کے غم سے آزاد ہو
نخندد طبع کودک جز ببازی
نہیں خوش ہوتی ہے طبیعت لڑکوں کی سوا کھیل کے
گریبان رضا پیچید زایشان
گریبان خوشی کا پھیرا اُن سے
کز ان گردد درون اندوہ مندم
کہ اس سے دل میرا غمگین ہوگا
زغفلت صورت حالش نبینید
غفلت سے صورت حال اُسکی نہ دیکھو
کہن گرگی برو دندان کند تیز
کوئی پرانا بھیڑیا اسپر دانت تیز کرے
تنش را بلکہ جانم را دراند
اُسکے بدن کو بلکہ میری جان کو پھاڑے
فسون دیگر از نو در دمیدند
منتر دوسرا نئے سرے پھونکا یعنی یوں کہا
کہ ہر دہ تن بگرگی در نیائیم
کہ ہم دسوں آدمی ایک بھیڑیے پر غالب نہ آئیں
بجنگ ما چو روبہ خوار باشد
ہمارے جنگ میں مثل لومڑی کے ذلیل ہووے
زعذر انگیختن گردید خاموش
عذر اٹھانے یعنی منع کرنے سے چپ ہو گیا

بصحرا بردن یوسف رضا داد	بلا را در دیار خود صلا داد
یوسف کے بہلانے کے لیے اجازت دی	بلا کو اپنے ملک مین آوازہ دیا یعنی بلا یا

بردن برادران یوسف را از پیش پدر و در چاہ فگندن

لیجانا بھائیون کا حضرت یوسف کو باپ کے پاس سے اور کنوئین مین ڈال دینا

فغان زین چرخ دولابی کہ ہر روز
فریاد اس آسمان گھومنے والے سے کہ ہر روز
بچاہی افگند ماہ دل افروز
ایک کنوئین مین ڈالتا ہے چاند دل روشن کرنیوالے کو

غزالی در ریاض جان چرندہ
جان کے باغ مین ایک چرنیوالے ہرن کو
نہد در پنجۂ گرگ درندہ
رکھتا ہے بھیڑیے پھاڑنیوالے کے چنگل مین

چو یوسف را بدان گرگان سپردند
جو یوسف کو ان بھیڑیون کو سونپا
فلک گفتا کہ گرگان برہ بردند
آسمان نے کہا کہ بھیڑیے بکری کا بچہ لے گئے

بچشمان پدر تا می نمودند
باپ کی آنکھون مین جبتک دکھائی دیتے رہے
ز یکدیگر بمہرش می ربودند
ایک دوسرے اسکو محبت سے لیجا رہے تھے

گہی آن بر سر و دوشش گرفتی
کبھی وہ سر اور کاندھے پر اُس کو لیتے
گہ این تنگ اندر آغوشش گرفتی
کبھی اسکو وہ گود مین لپٹا لیتے

چو پا بر دامن صحرا نہادند
جب جنگل کے دامن پر پانون رکھا
برو دست جفاکاری کشادند
اُس پر ظلم کرنے کا ہاتھ کھولا

ز دوش مرحمت بارش فگندند
مہربانی کے کاندھے سے بوجھ اُس کا ڈالدیا
میان خارہ و خارش فگندند
پتھر اور کانٹے کے درمیان اسکو ڈال دیا

برہنہ پا قدم بر خار می زد
ننگے پانون قدم کانٹون پر مارتا یعنی چلتا تھا
گل از خار و خس مسمار می زد
پھول پر کانٹے اور تنکے سے میخین ٹھونکتا تھا

فگندہ کفش رہ بر خار می زد
جوتہ اتارے ہوے راہ کانٹون پر چلتا تھا
کف سیمین ز خارہ پارہ میزد
تلوی گوری پتھر کی ٹکڑون سے پارہ پارہ کانٹون سے ٹکڑے کرتی تھی

کف پای کہ میبودش ز گل تنگ
تلوے اُسکے کہ پھول سے بھی نرم تھے
ز خون در خارہ و خار گشت گلرنگ
خون سے کانٹے اور پتھرون مین سرخ ہو گئے

چو ماندی پس ازان ده سخت پنجه
جب پیچھے رہجاتا ان دسون سخت پنجہ یعنی بھائیون سے
به تیغ قطع باد آن دست کوتاه
تلوار سے کٹے ہوے وہ ہاتھ چھوٹے ہون ۱۲

چو رفتے پیش کردی زخم سیلے
جب آگے جاتا لگاتے زخم گردنی کے
به بسته از قفا او پشت دستے
بند کیے ہوے وہ گدی ہاتھ کی پیٹھ سے

چو با ایشان شدے پهلو به پهلو
جب پاس اُن کے برابر ملکر چلتا
کسے کان گوش را مالد به انگشت
جو شخص کہ اُسکے کان کو انگلیون سے ملے

بزارے هر کرا دامن کشیدے
رونے مین جس کا دامن کھینچتا
بگریه هر کرا در پا فتادے
رونے مین جس شخص کے پانون پڑتا

بناله هر کرا آواز کردے
رونے مین جس شخص کو آواز دیتا
چو شد نومید زیشان ناله برداشت
جب ان سے ناامید ہوا چلا کر رو دیا

گهی در خون وگه در خاک میخفت
کبھی خون مین اور کبھی خاک مین پڑ رہتا تھا
کجائے ای پدر آخر کجائے
کہان ہے تو اے باپ آخر کہان ہے تو

بیا بنگر کنیزک زادگان را
آکر دیکھ لونڈی کے بچون کو

طپانچه کردیش رخساره رنجه
طمانچے سے کر دیتے اُس کا منہ رنجیدہ
که هر پنجه زند با پنجه ماه
کہ نہیں ہے مارین پنجہ ماہ یعنی یوسف کے منھ پر

قفا ایش چون رخ بدخواه نیلے
گدی اُسکی مثل دشمن کے منھ کے نیلی
که بنید آن قفا از وی شکستے
کہ دیکھے وہ گدی پر مارنا اُس سے شکست

رسیدے مالش گوشش ز هر سو
پہونچتی گوشمالی اُس کو ہر طرف سے
چو انگشتش مبادا هیچ در مشت
انگلیون کی طرح کچھ اسکی مٹھی مین مت ہو جیو

به بیزاری گریبانش دریدے
ناخوشی سے وہ اُسکا گریبان پھاڑ ڈالتا
بخنده بر سر او پا نهادے
ہنسی سے وہ اُسکے سر پر پانون رکھتا

نواهائے مخالف ساز کردے
آواز مین خلاف یعنی بُری بُری باتین سناتے
زخون دیده بر گل لاله میکاشت
خون دیدہ سے زمین پر لالہ بوتا تھا

زاندوه دل صد چاک میگفت
رنج دل سو ٹکڑے سے بیان کرتا تھا
ز حال من چنین غافل چرائے
میرے حال سے ایسا بےخبر کیون ہے تو

ز راه عقل و دین افتادگان را
عقل اور دین کی راہ سے گرپڑے ہوؤنکو

بیا بنگر مرا تا در چہ حالم
اگر دیکھو مجکو کہ کس حال مین ہون مین
بدست این حسودان پایمالم
ان دشمنون کے ہاتھ سے عاجز ہو رہا ہون مین

عزیز خویش را خود خوار کردی
اپنے عزیز کو آپ ہی ذلیل کیا تو نے
بدست دشمنان افگار کردی
دشمنون کے ہاتھ سے زخمی کیا تو نے

مرا در جنگ بہمران فگندے
مجکو بے محبت والونکے جنگل مین ڈالا تو نے
غزالی در کف گرگان فگندے
ایک ہرن کو بھیڑیون کے ہاتھ مین ڈالا تو نے

کہ با کام دولت در دل چہ دارند
کہ تیرے دل کے مقصد یعنی مجھ سے کیا دلمین رکھتے ہین
حق الطاف تو چون میگزارند
حق تیری مہربانیون کا کیونکر ادا کرتے ہین

گلی کز روضۂ جانت دمیدست
وہ پھول کہ تیری جان کے باغ سے پیدا ہوا ہے
بر و باران احسانت چکیدست
اسپر تیرے احسان کا پانی ٹپکا ہے

چنان از تشنگی بیتاب ماندہ
ایسا پیاس سے بے قرار رہا
کنون رنگ اندر و نی آب ماندہ
کہ نہ رنگ اس مین رہا نہ رونق

نہال ناز پروردہ بہشتے
ناز کے پالے ہوئے درخت بہشت والے کو
کہ در بستانسرای عمر کشتی
کہ عمر کے باغ مین بویا تو نے

چنان از باد جور افتادہ بر خاک
ایسا ظلم کی ہوا سے گر پڑا زمین پر
کز و جوید بلندی خار و خاشاک
کہ اس سے بلندی ڈھونڈھتے ہین کانٹے اور تنکے

مہی کز روے شبت را نور بودی
وہ چاند کہ جس سے تیری رات روشن ہوتی
ز ظلمتہاے دوران دور بودی
زمانے کی تاریکیون سے دور رہتا

رسیدش از فلک نقصان و بالے
پہونچی اسکو آسمان سے ایک ایسی تاریکی
کہ جوید لمعۂ نور از ہلالے
کہ ڈھونڈھتا ہی ایک چمک روشنی کی دوج کے چاند سے

بدینسان بود حالش تا سہ فرسنگ
ایسا ہی حال اس کا رہا تین کوس تک
از و صلح و از ان سنگین دلان جنگ
اس سے صلح اور ان سخت دلون سے لڑائی

از و نرمی از ایشان سخت روئی
اس سے نرمی انھون سے سختی
از و گرمی و زیشان سرد گوئی
اس سے نرمی اور ان سے بے مروتی

کہ ناگہ بر سر چاہے رسیدند
کہ اتفاقاً ایک کنوئین پر پہونچے
ز رفتن بر سر چاہ آرمیدند
چلنے سے اوپر کنوئین کے آرام کیا یعنی ٹھہرے

چہی چون گور ظالم تنگ و تیرہ

ایک کنوان مثل ظالم کی قبر کے چھوٹا اور اندھا

لب و چون دہان اژدہائی

ہونٹھ یعنی منہ اسکا مثل ایک اژدہے کے منہ کے

درونش چون درون مردم آزار

دل اُسکا مثل آدمی کی ستانیوالے یعنی ظالم کے دل کے

مدارِ نقطۂ اندوہ دورش

مدار قرار یعنی نقطۂ غم کی دور اُسکا

محیطش پر کدورت مرکزش دور

محیط اُسکا اندھیرا بھرا ہوا تہ اسکی دور

نفس زن گر درو یکدم نشستی

غوطہ خور اگر اسمین دم بھر بیٹھتا

چو ایشان دفع آن گلچہرہ مہ را

جب انھون نے دور کرنا اس خوبصورت چاند یعنی یوسف کا

دگر بار از جفاشان داد برداشت

دوبارہ انکے ظلم سے فریاد اٹھائی

کہ گر آن سنگ را معلوم گشتی

کہ اگر وہ پتھر کو معلوم ہوتا

ولی آن ساز تیز آہنگ تر شد

لیکن وہ ساز تیز آواز یعنی جلد ہوا

چہ گویم کز جفا ایشان چہ کردند

کیا بیان کرون میں انکے ظلم سے کہ کیا کیا

بران ساعد کہ گر بر وی رسیدی

اس کلائی پر کہ اگر اُس پر پہونچتا

رسن بستند از موی بز و میش

رسی بکری اور بھیڑ کے بالون کی باندھی

ز تاریکیش چشم عقل خیرہ

اسکے اندھیرے سے آنکھ عقل کی اندھی

پی قوت از برون مردم ربائی

کھانے کے لیے باہر سے آدمی لیجانی یعنی نگلجانیوالا

برای مردم آزاری پر از مار

آدمی کے ستانے کے لیے سانپون سے بھرا ہوا

برون از طاقت اندیشہ غورش

خیال کی طاقت سے دور گہرائی اسکی

ہوایش پر عفونت چشمہ اش شور

ہوا اسکی بدبو بھری ہوئی چشمہ اُسکا کھاری

نفس را بر نفس زن راہ بستی

غوطہ خور کے سانس کی راہ بند کرتا یعنی دم بند کردیتا

پسندیدند آن نابہرہ چہ را

پسند کیا اس بد نصیب کنوئین کو

بنوعی نالہ و فریاد برداشت

ایسی طرح رونا اور چلانا شروع کیا

ز سوزش نرم تر از موم گشتی

اسکی گرمی سے موم سے زیادہ نرم ہوجاتا

دل چون سنگ ایشان سنگ تر شد

پتھر کا سا دل انکا زیادہ سخت زیادہ ہوا

دلم ندہد گواہی آنچہ کردند

میرا دل گواہی نہین دیتا ہے جو کچھ کیا

حریر خلد ازان آزار دیدی

حریر بہشت کا اس سے تکلیف دیکھتی

پر و شد ہر سر موی یکی نیش

اُسپر ہو گئی ہر نوک بال کی ایک ڈنک

میانش را کہ بودی موی مانند
کمر اسکی کو کہ تھی مانند بال کے یعنی پتلی
گسیدند از بدن پیراہن او
اتارا بدن سے کرتہ اُس کا
بقد خود بُریدند از ملامت
اپنے قد یعنی بدن پر پہنا ملامت سے
فرو د آویختند انگہ بچاہش
پھر نیچے لٹکایا اسوقت کنوئیں میں اُس کو
زخوبی بود خورشید جہانتاب
خوبی سے تھا جہان کا روشن کرنیوالا آفتاب
برون از آب در چہ بود سنگے
باہر یعنی علیحدہ پانی سے تھا ایک پتھر کنوئیں میں
چہ دولت یافت آخر بنگر آن سنگ
کیا دولت پائی دیکھ آخر کو اُس پتھر نے
ز لعل خوشگوار و شکر آگین
مزے دار ہونٹھ اور مٹھائی بھرے ہوئے سے
شد از نور رخش آنچاہ روشن
ہوا اسکے چہرے کی روشنی سے وہ کنواں روشن
شمیم گیسوان عطر سایش
خوشبو زلفوں خوشبو دار اُسکی نے
ز نور طلعت آن ہر گزندہ
روشنی شکل اسکی سے ہر کاٹنے والی یعنی سانپ بچھو
بتعویذ اندر ش پیراہنی بود
اُسکے کرتے میں ایک تعویذ تھا
فرستادش بابراہیم رضوان
بھیجا اُسکو رضوان نے واسطے ابراہیم کے

بہ پشمین ریسمان دادند پیوند
باگ ہونکی رسی سے جکڑ دیا
چو گل از غنچہ عریان شد تن او
پھول کی طرح کلی سے ننگا ہو گیا بدن اُسکا
لباسی تابدامان قیامت
ایک لباس دامن قیامت تک
در آب انداختند از نیمہ راہش
پانی میں ڈالا آدھی دور سے اُسکو
فگندش چرخ چون خورشید در آب
ڈالا اُسکو آسمان نے آفتاب کی طرح پانی میں
نشیمن ساخت آنرا بید رنگے
مکان یعنی بیٹھنے کی جگہ اُسے بنائی جلد
کہ کان گوہری شد بس گران سنگ
کہ موتی کی کان ہو گیا بھاری پتھر
شدہ شورابہ ہمچون شہد شیرین
ہوا کھاری پانی مثل شہد کے میٹھا
چو شب روی زمین از ماہ روشن
مثل رات کے منہ زمین کا چاند سے روشن
عفونت را برون برد از ہوایش
بدبو کو نکال دیا اُسکی ہوا سے
سوے سوراخ دیگر شد خزندہ
ایک دوسرے کے سوراخ میں گھس گئے
کہ جد ش را ز آتش حامئی بود
کہ اُسکے دادا یعنی حضرت ابراہیم کو آگ سے جائے پناہ تھی
ازان روشد برو آتش گلستان
اسی سبب سے اسپر آگ باغ ہو گئی

رسید از سدرہ جبرئیل امین زود
پہونچے سدرہ سے جبرئیل امین جلد
ز بازوی وی آن تعویذ بکشود
اُسکے بازو سے وہ تعویذ کھول لیا

برون آورد زانجا پیرہن را
باہر لایا وہاں سے کرتے کو
بدان پوشید آن پاکیزہ تن را
اس پاکیزہ بدن مین اُس کو پہنایا

از آن پس گفت ای مہجور غمناک
بعد اُسکے کہا اے جُدا پڑے ہوئے غمگین
پیامت میرساند ایزد پاک
پیام تجھکو پہونچاتا ہے خدا پاک

کہ روزی این خیانت پیشگان را
کہ ایک دن ان چوری پیشہ یعنی بھائیون کو
گروہ ناصواب اندیشگان را
گروہ برائی سوچنے والون کو

ز تو دلریش تر پیشت رسانم
تجھ سے زیادہ رنجیدہ تیرے آگے پہونچاؤنگا مین
فگندہ پیش سر پیشت رسانم
سر جھکائے تیرے آگے پہونچاؤنگا مین

بر ایشان این جفاہا را شماری
انھین پران ظلمون کو گنے یعنی سمجھے تو
و زیشان حال خود پوشیدہ داری
اور ان سے اپنا حال پوشیدہ رکھے تو

تو دانی مو بمو ایشان کیانند
تو جانتا ہے بال بال یعنی ذرا ذرا یہ کون ہین
سر موئے ترا ایشان ندانند
تجھکو یہ بال برابر نہین جانتے یعنی بالکل ناواقف ہین

ز جبرئیل این سخن یوسف ع چو بشنود
جبرئیل سے یوسف نے جو یہ بات سنی
ز رنج و محنت اخوان برآسود
بھائیون کے محنت اور رنج سے آسودہ ہوا

نمود آن تختہ سنگین تختگاہی
کیا یعنی بنایا اس پتھر کے تختے کو ایک تخت گاہ
نشست آنجا چو نیکو بخت شاہی
بیٹھا اسجگہ مثل ایک نیکبخت بادشاہ کے

بہ تسکین دادن جان حزینش
اُسکی غمگین جان کے تسکین دینے کو
ندیم خاص شد روح الامینش
مصاحب اُسکا خاص ہوا جبرئیل

روح الامین جبرئیل علیہ السلام

باز آمدن اخوان یوسف علیہ السلام نزد پدر و

پھر آنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا باپ کے پاس اور

حزین کے معنی غمگین ندیم کے معنی امرا اور بادشاہون کا ہمنشین یعنی مصاحب خاص ۱۲

از مکر خود نام گرگان گرفتن

اپنے مکر سے بھیڑیوں کا نام لگانا

چو یوسف را بچاہ انداختندش
جب یوسف کو انھوں نے کنوئیں میں ڈالدیا

چہ تاریک منزل ساختندش
اندھیرے کنوئیں کو اُسکا گھر بنا دیا

بہ پیراہن کہ از وے برکشیدند
کرتے میں کہ اُسکے بدن سے اُتارا تھا

مصالح غیر ازین دیگر ندیدند
مصلحت اسکے سوا اور نہ دیکھی

کہ از خون دروغش رنگ سازند
کہ جھوٹے خون سے اُسکو رنگین کریں

بہ نزدیک پدر نیرنگ سازند
باپ کے پاس نئے مکر کریں

بکشتند از پی آن گوسپندی
مار ڈالا اسکے واسطے ایک بھیڑ کو

گرفتند از تن او قطرہ چندی
لیا اسکے بدن سے کئی بوندیں خون

بخون گوسفندش رنگ کردند
بھیڑ کے خون سے اُس کو رنگین کیا

بخانہ بعد ازان آہنگ کردند
بعد اُسکے گھر کی طرف ارادہ کیا

بنزدیک پدر ہر یک نشستند
سامنے باپ کے ہر ایک بیٹھے

بگرد مہ چو ہالہ حلقہ بستند
مثل چاند کے گرداگرد اسکے حلقہ باندھا تھا

کشادہ پیر چشم خویشتن را
کھولا بڈھے یعنی یعقوب نے اپنی آنکھ کو

ندید آن نوجوان سیم تن را
نہ دیکھا اس خوبصورت نوجوان یعنی یوسف کو

ندیدہ نور دیدہ پیش دیدہ
نہ دیکھ کر لڑکے کو آگے نظر کے

بسوز و درد آہے برکشیدہ
سوز اور درد سے ایک آہ کھینچی

بگفتا یوسف مہ روی من کو
کہا میرا چاند سا یوسف کہاں ہے

سنان مژگان کمان ابروی من کو
جسکے ابرو مثل کمان اور مژگان مثل گانسی کی ہیں وہ کہاں ہے

قرارم ہمرہ او رفت و جانم
صبر میرا اسکے ساتھ گیا اور جان میری

بہ ہجرش ہمرہم بادرد و ہم غم
اسکی جدائی سے درد اور غم کے ساتھ ہوں میں

بامید قدومش چشم در راہ
اُسکے آنے کی امید میں آنکھیں راہ میں یعنی منتظر

بماندم تا کہ آید آن رخشان تر از ماہ
رہیں میری کہ وہ چاند سے زیادہ روشن آتا ہوگا

کشیدم با تقاضایش انتظاری
کھینچا مین نے اسکی صورت سے ایسا انتظار

بہ تلبیس انیہمہ گشتند گریان
کرکے یہ سب رونے لگے

برائے آسایش آن تنگبختے
واسطے اس تنگبختے یعنی یوسف کے آرام کے

درختے دلکش و ہم سایہ گستر
ایسا دلکش اور سایہ دار درخت

نمودہ در تہ او سایہ نور
معلوم ہوا نیچے اسکے نور کا سایہ

بزیر آن ز تابش آفتابے
اسکے نیچے دھوپ کی گرمی سے

پس از وی شد ہوای صید مارا
بعد اسکے ہمکو شکار کی خواہش ہوئی

متاع خویش یوسف را نشاندیم
اپنے اسباب کے پاس یوسف کو بٹھایا ہم نے

چو مایان را ہوائے صید بردہ
ہم کو جب شکار کا شوق لے گیا

گرت باور نیفتد مے توانیم
اگر تجکو یقین نہ پڑے سکتے ہین ہم

کشیدند از بغل پیراہن آنماہ
کھینچا یعنی نکالا بغل سے کرتہ اس چاند کا

بہ پیش پیر کنعانے نہادند
آگے کنعان کے بڈھے یعنی یعقوب کے رکھدیا

کہ این بشناس و بین پیراہن اوست
کہ اسکو دیکھ اور پہچان اسی کا کرتہ ہے

زدہ از تیغ ہجرم زخم کاری
جدائی کی تلوار سے لگایا میرے زخم گہرا

بگفتند ای پدر زان ماہ تابان
کہا اے باپ سن اس روشن چاند کا حال ہے

بیاسودیم در پای درختے
ٹھہرے ہم لوگ نیچے ایک درخت کے

ہوا و سایہ او روح پرور
ہوا اور سایہ جسکا روح خوش کرنے والا

بہم آمیختہ چون مشک و کافور
ملا ہوا مثل مشک اور کافور کے

شدیم آسودہ چون تشنہ ز آبے
آسودہ ہوئے ہم مثل پیاسے کے پانی سے

ہوائے صید کردہ قید مارا
شکار کی خواہش نے ہمکو قید کیا

وزانجا اسپ سوی صید راندیم
اور وہاں سے گھوڑا شکار کی طرف بڑھایا ہم نے

متاع یوسفم را گرگ خوردہ
ہمارے اسباب یعنی یوسف کو بھیڑیے نے کھایا

برین دعوے گواہی بگذرانیم
اس دعوے پر کوئی گواہ گذرانین ہم

زخون آلودہ و بی پارہ ناگاہ
خون سے بھرا ہوا اور بغیر پھٹا ہوا یکبارگی

دلیل از راست گوئی خویش دادند
دلیل اپنے سچ کہنے سے دی

شدہ گلرنگ از خون تن اوست
اسی کے بدن کے خون سے سرخ ہو گیا ہے

بدین کاری کہ پیراہن دلیل است
ساتھ اس کام کے کہ کرتہ دلیل ہے

رضای آن خداوند جلیل است
یہ خوشی اس خدائے بزرگ کی ہے

چو یعقوب این سخن در گوش خود کرد
یعقوب نے جو یہ بات اپنے کانوں میں کی یعنی سنی

وداع جان و عقل و ہوش خود کرد
رخصت جان اور عقل اور ہوش اپنے کی کی

بہ بیہوشی ز بے ہوشی در آمد
بیہوشی میں بیہوشی سے گر پڑا

دو چشم او بخون جوشی در آمد
دونوں آنکھیں اسکی خون جوش کرنے آئیں یعنی رونے لگا

گہی بیہوش و گہ ہشیار میشد
کبھی بیہوش اور کبھی ہوشیار ہو جاتا تھا

گہے بر زیست خود بیزار میشد
کبھی اپنی زندگی پر ناراض ہوتا تھا

بلائی جان مشتاقان فراق است
مشتاقوں کی بلائے جان جدائی ہے

فراق دوستان مالایطاق است
جدائی دوستوں کی طاقت سے باہر ہے

بسا عاشق براہ آشنائی
بہت سے عاشق آشنائی کی راہ میں

شدہ مقتول از تیغ جدائی
جدائی کی تلوار سے قتل ہو گئے

شنیدم این سخن از عاشق زار
یہ بات ایک عاشق زار سے سنی ہے میں نے

کہ دوری بہ ز جان اما نہ از یار
کہ جان سے دوری بہتر ہو لیکن یار سے نہیں بہتر

فغان و گریہ بسیار کردہ
رونا اور فریاد بہت شروع کی

فراق یوسف او را کار کردہ
یوسف کی جدائی نے اسکا کام کیا

بگفتندش مکن گریہ ضرر ہست
لوگوں نے کہا مت رو نقصان ہے

کہ گریہ دافع نور بصر ہست
کہ رونا دور کرنیوالا بینائی آنکھ کا ہے

بگفتا دیدہ بہر دیدن یار
کہا آنکھ واسطے دیکھنے یار کے

بود خوشتر وگرنہ نیست در کار
اچھی ہوتی ہے اور جو نہیں در کار نہیں ہے

پی دیدار جانان دیدہ خوشتر
واسطے معشوق کے دیکھنے کے آنکھیں اچھی ہیں

ولی بے روی جانان کور بہتر
اور لیکن بے منہ دیکھے معشوق کے اندھی بہتر

بفرزندان زبان طعنہ بکشاد
لڑکوں سے زبان طعنے کی کھولی

کہ از دست شما بیداد و فریاد
کہ تم لوگوں کے ظلم کے ہاتھ سے فریاد ہے

چرا او را ز پیش من ربودند
کیوں اسکو میرے سامنے سے لے گئے

چو بر وی حامی و حافظ نبودند
جب اسکے پشت پناہ اور نگہبان نہ رہے

نہ دانستم کہ تنہا مے گذارند
نجانتا تھا مین کہ اکیلا چھوڑ دین گے
دریغا حسرتا بر این چنین راے
افسوس افسوس ایسی عقل پر
غزال خود بگرگان چون سپردم
اپنے ہرن کو بھیڑیون کے سپرد کیون کیا مین نے
بہ پیراہن تفحص کرد دیدہ
کرتے سے دریافت کیا تو دیکھا
بمژگان اشک چون گوہر بسفت
پلکون کے کنارے مین آنسو موتی کی طرح پروتا تھا
چگونہ گرگ یوسف خوار بودہ
کیسا یوسف کا کھانے والا بھیڑیا تھا
عجب از قتل مجروح دو نیم است
تعجب مرجانے زخمی دو ٹکڑے سے ہے
نماید گفتن ایشان دروغے
معلوم ہوتا ہے ان کا کہنا جھوٹ
چو لغزش دید در گفتار آنہا
جب بے اعتباری دیکھی انکی باتون مین
طلب فرمود گرگان را ز صحرا
بلا یا بھیڑیون کو جنگل سے
کہ آن نور دو چشم را کہ بردہ
کہ میرے اس دونون آنکھون کے نور کو کون لیگیا
چہ بیداد یست این بر من دل ریش
یہ کیسا ظلم ہے مجھ زخمی دل پر
بحیرت آمدہ گفتند گرگان
حیرت مین آکر بھیڑیون نے کہا

غزال من بہ گرگان می سپارند
میرے ہرن کو بھیڑیون کو سونپین گے
زدم تیشہ بدست خویش در پاے
بسولا مارا مین نے اپنے ہاتھ سے پانون مین
بدانائی چرا این زہر خوردم
با وصف جاننے کے کیون یہ زہر کھایا مین نے
نہ جائی پارہ نی جائی دریدہ
نہ کسی جگہ ٹکڑے ہوا نہ کسی جگہ پھٹا ہوا
بہ پیراہن نظر میکرد و میگفت
کرتے مین دیکھتا تھا اور کہتا تھا
کہ یوسف خورد و پیراہن نسودہ
کہ یوسف کو کھا گیا اور کرتہ نہ گھسا
کہ خود دو نیم و پیراہن سلیم است
کہ آپ دو ٹکڑے اور کرتہ ثابت ہے
نمی بینم بقول ایشان فروغے
نہین دیکھتا ہون مین انکی باتون مین کچھ سچ
براے امتحان کار آنہا
انکے کام کی آزمائش کے لیے
بپرسیدہ کہ خورد آن را ز صحرا
پوچھا کون کھا گیا اسکو جنگل سے
دل و جانم جگر گوشم کہ خوردہ
دل اور جان میرے جگر گوشے کا کس نے کھایا
کہ شد پیدا ز گرگ کوتہ اندیش
کہ ظاہر ہوا بھیڑیے ناقص اندیشہ کرنیوالے سے
کہ ای روشن گہر مہتر بزرگان
کہ اے روشن ذات سردار بزرگون کے

اگر من یوسفت را دیده باشم
جو ہم نے تیرے یوسف کو دیکھا ہو
چہ تہمت می نہی بر ما غریبان
کیا تہمت لگاتا ہے تو ہم غریبوں پر
چو از گرگان شنید این عہد یعقوب
جب بھیڑیوں سے یہ اقرار یعقوب نے سنا
بگفت او را خداوند انگہدار
دعا کی اُسے خدا اُسکو نگہ رکھیو
ز ہجر دوست کردہ گریہ آغاز
دوست کی جدائی سے رونا شروع کیا
چو از حسن و جمالش یاد کردی
جب اسکی خوبی اور خوبصورتی سے یاد کرتا
گہی از خویشتن بیگانہ گشتے
کبھی آپ سے غیر یعنی بیخود ہوجاتا

بعہد و دیدہ دہ نادیدہ باشم
قسم آنکھ دینے والے یعنی خدا کی اندھے ہوجائیں ہم
بگفت جاہلان و بی نصیبان
جاہلوں اور بدنصیبوں کے کہنے سے
بدل دالنت کو احیاست محبوب
دل میں جانا کہ وہ پیارا یعنی یوسف زندہ ہے
ز تلبیس زمانہ خویش و اغیار
اپنے بیگانے اور زمانے کے مکر سے
شدہ دیوار با او گریہ پرواز
دیوار اوس کے ساتھ رونے لگی
فغان و نالہ بی تعداد کردی
بیشمار نالے اور فریاد کرتا
گہی فرزانہ گہ دیوانہ گشتے
کبھی عقلمند کبھی مجنون ہوجاتا

این مصرع ناقص است و معلوم نمیشود که در اصل چہ بودہ است۔ →

بدینسان مدتی کردند بسر بس
اسی طرح مدتیں بسر کیں اس نے
کہ آمد بوے پیراہن ز مصرش
کہ آئی بو مصر کی آتش کرنے سے

رسیدن کاروان بر سر چاہ و برون
پہونچنا قافلے کا اوپر کنوئیں کے اور باہر
آوردن یوسف علیہ السلام را مثل ماہ
نکالنا حضرت یوسف علیہ السلام کو مثل چاند کے

بنام ایزد چه فرخ کاروانی　　گزینشان آب جویان کاروانی

سبحان اللہ کیا مبارک وہ قافلہ　　کہ ان پانی بھرنے والون سے ایک عقلمند

چو دلوی برکشند ناگه ز چاهی　　شود طالع ز برج دلو ماهی

جو ایک ڈول کھینچے ایکبارگی ایک کنوئین سے　　ظاہر ہووے برج دلو سے ایک چاند

سه روز آن ماه در چه بود تا شب　　چو ماه نخشب اندر چاه نخشب

تین دن رات تک وہ چاند یعنی یوسف کنوئین مین رہا　　مثل نخشب کے چاند کے نخشب کے کنوئین مین

چو چارم روز ازین فیروزه خرگاه　　برآمد یوسف گم گشته از چاه

جو چوتھے دن اس سبز رنگ خیمے سے　　نکلا یوسف کھو گیا ہوا کنوئین سے

ز مدین کاروانی رخت بسته　　بعزم مصر با بخت خجسته

مدین سے ایک قافلہ اسباب باندھے ہوے　　مصر کے ارادے مین مبارک نصیبے سے

ز راه افتاده دور آنجا فتادند　　پی آسودگی محمل کشادند

راہ سے علحدہ ہوکر وہان آپڑے　　ستانے کے لیے کجاوہ کھول دیا

خوش آن گمره که ره آرد بجائی　　که باشد همچو یوسف ره نمائی

اچھا وہ بھولا ہوا کہ راہ لاوے یعنی پہونچے اس جگہ　　جہان ہو یوسف ایسا راہ بتانے والا

بگرد چاه منزل گاه کردند　　بقصد آب رو در چاه کردند

کنوئین کے گرد قیام گاہ کیا　　پانی کے ارادے سے منہ کنوئین کی طرف کیا

نخست آمد سعادتمند مردی　　بسوی آب حیوان ره نوردی

پہلے آیا ایک مرد خوش نصیب　　طرف آبحیات کے راہ چلنے والا

بتاریکی چاه آن خضر سیمای　　فرو آویخت دلو آب پیمای

کنوئین کے اندھیرے مین خضر پیشانی نے　　پانی بھرنے والا ڈول نیچے لٹکایا

بیوسف گفت جبریل امین خیز　　زلال رحمتی بر تشنگان ریز

یوسف سے کہا جبریل امین نے کہ اٹھ　　میٹھا پانی رحمت کا پیاسون کو پلا دو

نشین در دلو چون خورشید تابان　　ز مغرب سوی مشرق شو شتابان

ڈول مین بیٹھ مثل آفتاب درخشان کے　　پچھم سے طرف پورب کے دوڑ

کنار چاه را دور افق کن　　افق را باز نورانی شفق کن

کنوئین کے کنارے کو دور گوشے کا بناؤ　　گوشے کو پھر پردہ روشن کر

See note

مدین (not مداین which is in (ایران)) a city on the coast of the Red sea

زلال - Sweet water

۳۳

زرویت پرتوی بر عالم افگن
اپنے چہرے سے ایک روشنی جہان پر ڈال
روان یوسف ز سنگ چاہ برجست
فوراً یوسف کنوئیں کے پتھر سے کود پڑا
کشید آن دلو را مرد توانا
کھینچا اُس ڈول کو طاقتور مرد نے
بگفت امروز دلو ما گرانست
کہا آج ہمارا ڈول بھاری ہے
چو آن ماہ جہان آرا بر آمد
جب وہ چاند جہان کا آراستہ کرنیوالا یعنی یوسف نکلا
بشارت گز چنین تاریک چاہی
خوشخبری ہو کہ ایسے اندھیرے کنوئیں سے
بشارت گز میان چشمۂ شور
خوشخبری ہو کہ کھاری کنوئیں کے اندر سے
دران صحرا گلی بشگفت اورا
اس جنگل میں ایک پھول کھلا اسکے لیے
نہانی جانب منزلگہش برد
پوشیدہ طرف خیمے کی لے گیا اسکو
بلے چون نیکبختی گنج یابد
ہاں جو کوئی خوش نصیب خزانہ پاوے
حسودان ہم دران نزدیک بودند
دشمن بھی وہیں نزدیک تھے
ہمی بردند دائم انتظارش
لیجاتے یعنی کرتے تھے ہمیشہ اسکا انتظار
زحال کاروان آگاہ گشتند
قافلے کے حال سے آگاہ ہوئے

جہانرا از سر نو ساز روشن
جہان کو نئے سرے یعنی دوبارہ پھر روشن کر
چو آب چشمہ اندر دلو بنشست
چشمہ کے پانی کی طرح ڈول میں بیٹھا
بقدر وزن دلو و آب دانا
موافق وزن ڈول اور پانی کے جان کر
یقین چیزی بجز آب اندر انست
یقیناً کوئی چیز سوا پانی کے اسمین ہے
زجانش بانگ یا بشری بر آمد
اسکے دل سے آواز خوشخبری کی نکلی
بر آمد بس جہان افروز ماہی
نکلا ایک نہایت جہان روشن کرنیوالا چاند
بر آمد آبی از شور آبگی دور
نکلا ایسا پانی کھاری پن سے دور
ولی از دیگران بنہفت اورا
لیکن دوسروں سے چھپایا اُس کو
بیاران خودش پوشیده بسپرد
اپنے ساتھیوں میں اسکو چھپا کر رکھا
اگر پنہان ندارد رنج یابد
اگر پوشیدہ نہ رکھے رنج پاوے
زحال او تفحص مے نمودند
اسکے حال کی جستجو کرتے تھے یعنی یوسف کے بھائی
کہ تا خود چون شود انجام کارش
کہ کیونکر تحقیق ہوا انجام کار اسکے کا
خبر جویان بگرد چاہ گشتند
خبر پوچھتے ہوئے کنوئیں کے کنارے پھرے

نهان کردند یوسف را ندائے

پوشیدہ یعنی آہستہ سے یوسف کو ایک آواز دی

بسوی کاروان کردند آهنگ

قافلے کی طرف ارادہ کیا

پس از جهد تمام و جهد بسیار

بعد نہایت کوشش اور کاوش کے

گرفتندش که ما را بنده است این

پکڑ لیا اسکو کہ یہ ہمارا غلام ہے

بکار و خدمت آمد سست پیوند

کام اور خدمت میں نہایت سستی کرتا ہے

ز نیکو بندگی فارغ نهاد است

اچھی طرح نوکری کرنے سے بیکار ہے

چو گیرد بنده بد بندگے بیش

جو لیتا ہے کوئی غلام بد بندگی آگے

به آن باشد که بفروشم بیخویش

بہتر وہ ہو کہ تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالوں میں اسکو

در اصلاحش ازین پس می نکوشیم

اسکی اصلاح میں اس سے کوشش زیادہ نہ کرینگے ہم

جوانمردی که از چه بر کشیدش

جس جوانمرد نے کہ کنوئیں سے نکالا تھا اسکو

به مالک بود مشهور آن جوانمرد

اس جوان کا نام مالک مشہور تھا

وزان پس کاروان محمل به بستند

بعد اسکے قافلے نے کجاوے باندھے

زیان کاران که جنس جان فروشند

بدکار لوگ کہ جنس جان کی بیچتے ہیں

برون نامد ز چاه الا صدائے

نہ نکلی لیکن کنوئیں سے کوئی آواز

که تا آرند یوسف را فراچنگ

تاکہ یوسف کو چنگل میں لاویں

میان کاروان آمد پدیدار

قافلے کے درمیان ظاہر ہوا

سر از طوق وفا تابنده است این

حلقہ وفا سے سر پھیرنے والا ہے

ره بگریختن گیرد بهر چند

ہر چند روز بعد بھاگ جاتا ہے

فروشیمش اگر چه خانه زاد است

بیچتے ہیں ہم اسکو اگرچہ خانہ زاد ہے

ز نیکوئی کند بد بندگے بیش

ایک نیک سے کرتا ہے بد بندگی زیادہ

ندارم از بدی در تاب و تب بیش

نہ رکھوں اسکی برائی ہے کچھ

بهر قیمت که باشد میفروشیم

جس قیمت پر کہ ہو بیچتے ہیں ہم

به اندک قیمتی زیشان خریدش

تھوڑی قیمت پر مول لیا اس نے

بفلس چند مملوک خودش کرد

عوض چند پیسوں کے غلام اپنا اسنے کر لیا

بقصد مصر در محمل نشستند

مصر کے ارادے سے کجاوے میں بیٹھے

چنان جنس چنین ارزان فروشند

ایسی چیز ایسی سستی بیچتے ہیں

خراج مصر یک دیدار از وی
ایک مرتبہ دیکھ لینا اُسکا خراج مصر کا
متاع جان بیک گفتار از وی
اسکی ایک بات پر جان کا اسباب صدقے

ولی این نرخ را یعقوب داند
لیکن اسکا بھاو حضرت یعقوب جانتے ہین
زلیخا کی خریدار ے تواند
زلیخا کب مول لے سکتی ہے

دہد گنج سعادت ناخردمند
دیتا ہے نیکبختی کے خزانے کو بے عقل
ستاند زو شیدہ درہمے چند
لیتا ہے اس سے کھینچکر یعنی بمشکل کئی درم

رسانیدن مالک یوسف را در حوالی مصر و
پہونچایا مالک کا یوسف علیہ السلام کو سرحد مصر مین اور

فرستادن بادشاہ عزیز را باستقبال
بھیجنا بادشاہ کا عزیز کو واسطے پیشوائی کرنے کے

۳۵

چو مالک را برون از دست رنجی
جب مالک کا زیادہ ایک مزدوری سے
فروشد پا ازین سودا بہ گنجی
دھنس گیا پانون اس تجارت سے ایک خزانے مین

نے آمد زر وی آن دلآرای
نہ آتا یعنی نہ پہونچتا تھا اُس دل آراستہ کرنیوالے کیوجہ سے
دران رہ برزمین از شادیش پای
اسکا پانون زمین پر خوشی سے راہ مین

ببویش جان ہمی پرورد و میرفت
اسکی خوشبو سے جان پالتا تھا اور جاتا تھا
دو منزل را یکی میکرد و میرفت
دو منزل کو ایک کرتا یعنی جلد ملا جاتا تھا

بمصر آمد چو نزدیک از رہ دور
مصر کے قریب پہونچا راہ دور سے آیا
میان مصریان شد قصہ مشہور
مصر والون مین یہ قصہ مشہور ہوا

کہ آمد مالک اینک از سفر باز
کہ مالک سفر سے بھی واپس آیا
بعبرانی غلامی گشتہ دمساز
ایک عبرانی غلام کو ساتھ لے کر

غلامی نی کہ رخشان آفتابے
ایک غلام نہین بلکہ ایک روشن آفتاب
بدار الملک گیتی کامیابے
جہان کے دار الملک مین ایک صاحب مقصد

باوج نیکوئی تابنده ماہے
خوبصورتی کی بلندی پر ایک روشن چاند

ندیده باہزاران دیده افلاک
آسمان نے باوجود ہزاروں آنکھوں کے نہ دیکھی

چو شاه مصر این آوازه بشنید
جب شاہ مصر نے یہ شہرہ سنا

که خاک مصر بستان جمالست
کہ خاک مصر کی خوبصورتی کا باغ ہے

گلی کز روضۂ فردوس خیزد
جو پھول کہ باغ بہشت سے پیدا ہوتا ہے

عزیز مصر را گفتا روان شو
عزیز مصر کو حکم دیا کہ روانہ ہو

بچشم خود ببین آن ماہرو را
اپنی آنکھ سے دیکھ اس خوبصورت کو

عزیز مصر رو در کاروان کرد
عزیز مصر طرف قافلے کے چلا

چنان دیدار او از خود ربودش
ایسا اسکے دیکھنے سے بیخود ہوا وہ

ولی یوسف سرش از خاک برداشت
لیکن یوسف نے سر اسکا خاک سے اٹھا دیا

که سر جز پیش آنکس خم مبادت
کہ سر تیرا سوا اس شخص یعنی خدا کے آگے کے نہ جھکے

عزیز آنگه ز مالک شد طلبگار
عزیز نے اسوقت مالک سے درخواست کی

بگفت از آمدن فکرے ندارم
کہا آنے یعنی چلنے سے کوئی اندیشہ نہیں رکھتا ہوں

بملک دلبری فرخنده شاہے
معشوقی کے ملک میں ایک مبارک بادشاہ

چو او نقشی بصورت خانۂ خاک
اسطرح کی کوئی صورت خاک کی تصویر خانے یعنی جہان میں

ازین غیرت لبسی برخویش پیچید
اس غیرت سے اپنے اوپر بہت شرمایا

به از گلہای این بستان محالست
اس باغ کے پھولوں یعنی یہاں کے خوبصورتوں سے بڑھکر ہونا مشکل ہے

ز شرم روی شان بر خاک ریزد
انکے چہرے کی شرم سے خاک پر گر پڑے

باستقبال سوی کاروان شو
پیشوائی کے لیے قافلے کی طرف جا

بیاور خود بدین درگاه او را
لے آ اس درگاہ میں یعنی ہمارے پاس اسکو

نظر در روی آن آرام جان کرد
نگاہ اس آرام جان یعنی یوسف کی طرف کی

که بیخود خواست تا آرد سجودش
کہ بیخودی میں اٹھا تاکہ اسکو سجدہ کرے

به پیش روی خویشش سجده نگذاشت
اپنے سامنے اسکو سجدے میں نہ چھوڑا

که بر گردن ز سر منت نهادت
جسنے تیری گردن پر احسان سے سر رکھدیا یعنی بنایا

کش آرد تا در شاه جهاندار
کہ اسکو بادشاہ مصر کے دروازے تک لاوے

ولے از لطف تو امید وارم
لیکن تیری مہربانی سے امیدوار ہوں

که ما را این زمان معذور داری
کہ ہم کو اسوقت معاف رکھے تو
بود روزی دو سه آسوده گردیم
شاید دو تین دن میں آسودہ ہوئیں ہم
غبار راه از روی و چرک از تن بشوییم
گرد چہرے سے اور میل بدن سے دھوئیں ہم
عزیز مصر چون این نکته بشنید
عزیز مصر نے جو یہ بات سنی
بشاه از حسن یوسف شمه گفت
یوسف کے حسن سے بادشاہ سے کچھ بیان کیا
اشارت کرد کز خوبان هزاران
اشارہ کیا کہ ہزاروں خوبصورت
همه زرین کله بنهاده بر سر
سب سنہرے تاج سروں پر رکھ کر
کمرهای مرصع بر میان شان
جڑاؤ پٹکے اور انکی کمروں پر بندھے
چو گل از گلبن خوبی بچینند
مثل پھول کے خوبصورتی کی ٹہنی سے چنیں
که چون آرند یوسف را بازار
کہ جب لاویں یوسف کو بازار میں
کشند اینان بدین شکل و شمائل
کھینچیں یہ لوگ بھی اس صورت اور شکل سے
شود از خود بود مهر جهانگرد
ہو وے یعنی ممکن ہے اگر آپ آفتاب جہان پھرنیوالا ہو

بآسایش درین منزل گذاری
واسطے آرام کے اس مقام میں چھوڑے تو
که از رنج سفر بیخواب و خوردیم
کہ سفر کی تکلیف سے نہ سوئے ہیں نہ کھایا ہے ہم نے
بر تن پاکیزه سوی شاه پوییم
صاف بدن سے طرف بادشاہ کے چلیں ہم
بخدمتگاری شه باز گردید
بادشاہ کی خدمت میں واپس پہرا
بغیرت ساخت جان شاه را جفت
شرم سے بادشاہ کی طبیعت کو جوڑا یعنی شرمندہ کیا
بدار الملک خوبی شهریاران
خوبصورتی کے ملک کے بادشاہ
همه زرکش قبا پوشیده در بر
تمامی کی قبائیں بدنوں میں پہن کر
بخنده در شکر ریزی دهان شان
ہنسی میں شکر گرانے والے منہ ان کے
ز گلرویان مصر برگزینند
مصر کے معشوقوں سے انتخاب کریں
کنندش عرض بر چشم خریدار
پیش کریں اسکو آگے خریداروں کے
بدعوی دارتش صف در مقابل
واسطے دعوے کرنے کے قطار مقابلے میں
ازین آتش رخان بازار او سرد
ان سرخ چہروں یعنی خوبصورتوں سے اسکا بازار سرد

باب نیل در آمدن یوسف و غبار سفر

دریائے نیل میں آنا یوسف کا اور غبار سفر کا

شستن و بر ہودج اعلیٰ نشستن

دھونا اور بلند عماری پر بیٹھنا

بچارم روز موعد یوسف خور
چوتھے وعدہ کیے ہوئے دن کو یوسف آفتاب نے
بیوسف گفت مالک کای دل آرای
یوسف سے کہا مالک نے کہ اے دل آراستہ کرنیوالے
ز خود کن گرد رہ را شست و شوی
اپنے بدن سے راہ کے گرد غبار کو دھو ڈال
بحکم مالک آن خورشید تابان
مالک کے حکم سے وہ آفتاب روشن
بزیر پیرہن برد از درون دست
نیچے کرتے کے یعنی اندر لے گیا ہاتھ
کلاہ زرفشان از فرق بنہاد
ٹوپی سنہری سر سے اتاری
کشید انگہ چنان پیراہن از فرق
کھینچا اسوقت اسطرح کرتہ سر سے
نمود آن دوش و بر از عطف دامن
دکھائی دیا وہ کندھا اور سینہ دامن کے گوشہ سے
ازار نیلگون بستہ بہ تعجیل
نیلی لنگی باندھ کر جلد
ز چرخ نیلگون برخاست فریاد
نیلے آسمان سے اٹھی فریاد یعنی شور بلند ہوا
بجای نیل من بودی چہ بودی
بجائے نیل کے جو میں ہوتا کیا اچھا ہوتا

۳۶

چو زد از ساحل نیل فلک سر
جو سر ملا یعنی نکلا کنارے سے نیلے آسمان سے
تو ہمچون خور کنار نیل کن جای
تو بمثل آفتاب دریا کے کنارے جا
ز خاک تن نیل را دہ آبروئی
اپنی خاک سے دریا کو ایک آبرو دے
بسوی نیل شد حالی شتابان
طرف دریا کے چلا فوراً
سمن بر پردہ نیلوفری بست
~~چنبیلی پر پردہ نیلوفر کا باندھا یعنی کرتا اتارا~~
ز زرین بیضۂ خور زاغ شب زاد
سنہرے انڈے آفتاب کے کوّا رات کا پیدا ہوا یعنی بال دکھلائے
کہ گریبانش مغرب بہ شد دامنش شرق
کہ گریبان اس چاند کا پچھم کو ہوا دامن اسکا پورب بین
چنان کز دور گردون صبح روشن
ایسی کہ آسمان کے کنارے سے روشنی صبح کی
چو سیمین سرو آمد بر لب نیل
مثل چاندی کے سرو کے آیا کنارے دریا کے
کہ شد مصر از قدوم آن مہ آباد
کہ مصر اس چاند کے آنے سے ہو گیا آباد
ز پابوسش من آسودی چہ بودی
اسکی قدمبوسی سے میں آسودہ ہوتا کیا اچھا ہوتا

برآن شد خور کہ خود را افگند پیش
آفتاب اسپر مستعد ہوا کہ آپ کو آگے ڈالے
نہ بیند چشمہ خود چون سزائیش
نہیں دیکھتا ہے جو چشمہ اپنا لائق اُس کے
بدریا پا نہاد از سوے ساحل
دریا میں قدم رکھا کنارے کی طرف سے
بطلعت بود خورشید جہانتاب
صورت میں تھا آفتاب جہان روشن کرنیوالا
تنش در آب چون عریان در آمد
ننگے بدن جو وہ پانی کے اندر آیا یعنی گیا
کشاد از ہم مسلسل گیسوان را
کھولا آپس سے یعنی جھٹکا پیچدار بالون کو
مہیا ساخت بہر صید خواہے
موجود کیا یعنی پھیلایا واسطے شکار کرنے کے
گہے میریخت آب از دست بر سر
کبھی گراتا یعنی اُچھالتا تھا ہاتھ سے پانی سر پر
گہی مے داد از کف مالش گل
کبھی ہاتھ سے پھول کو ملتا یعنی سخت دھوتا
چو گرد از روی و چرک از تن فرو شست
جب گرد چہرے سے اور میل بدن سے دھو ڈالا
ز مفرش فی ارمالک پیرہن خواست
توشہ خانہ کے داروغہ سے کپڑے منگائے
کشید انگہ بر دیباے دلکش
کھینچی اسوقت بدن دیباے زری یعنی پہنی
بزرین تاج مہ را قدر بشکست
سنہرے تاج سے چاند کا مرتبہ توڑا یعنی کم ہوگیا

برو دنیل ریزد چشمہ خویش
دریاے نیل میں گرادے چشمہ اپنا
طفیل نیل شوید دست و پایش
بدولت نیل کے دھووے ہاتھ پاؤن اُسکے
چو مہ در برج آبی کرد منزل
مثل چاند کے برج آبی میں مقام کیا
چو نیلوفر فرو رفت اندران آب
مثل نیلوفر کے پانی میں غوطہ لگایا
بہ تن آب روان را جان در آمد
بہتے ہوے پانی کے بدن میں جان آگئی
بپا زنجیر بست آب روان را
بہتے ہوے پانی کے پاؤنمین زنجیر باندھی
معنبر دامے از مہ تا بماہے
ایک خوشبودار جال آسمان سے زمین تک
ز پروین ماہ را می بست زیور
پروین سے چاند کو زیور پہنتا تھا یعنی پانی کی قطرے چہرہ پر تھے
بہ پنجہ شانہ میزد شاخ سنبل
پنجے سے بالون میں کنگھی کرتا یعنی سلجھاتا تھا
چو سروی از کنار نیل بر رست
مثل ایک سرو کے دریا کے کنارے سے پیدا ہوا
بجلباب سمن گل را بیاراست
چنبیلی کی چادر سے پھول کو آراستہ کیا
بچندین نقشہای خوش منقش
عمدہ عمدہ گلکاریون اور نقاشی کی
کمر بند مرصع بر میان بست
جڑاؤ پٹکا کمر پر باندھا

فرود آویخت زلفین دلاویز

لٹکا دین دل لٹکانے والی زلفین

بدان خوبیش در ہودج نشاندند

اس خوبی سے اسکو عماری پر بٹھایا

نمودار قصر بیرون تختگاہے

دکھلائی دی محل سے باہر تخت گاہ

بہ پیشش خیل خوبان صف کشیدند

آگے اسکے معشوقون کے گروہ نے قطار کھینچی

فراز تخت ہودج را نہادند

آگے تخت کے عماری کو رکھ دیا

قضارا بود زابر تیرہ آن روز

اتفاقاً بدلی سے اسدن اندھیرا تھا

بیوسف گفت مالک کای دلارای

یوسف سے مالک نے کہا کہ اے دل خورش کرنیوالے

تو خورشیدی ز عارض پردہ بگشای

تو آفتاب ہے چہرے سے پردہ اٹھا

چو یوسف برج ہودج را بپرداخت

جب یوسف نے عماری کے برج کو خالی کیا

گمان شد ناظران کافتابست

دیکھنے والون کو شبہہ ہوا کہ آفتاب ہے

نظر کردند در مہر جہانتاب

آفتاب جہان روشن کرنیوالے کیطرف دیکھا

ہنوز او در پس ابریست مستور

ابھی وہ بدلی کے پیچھے چھپا ہوا ہے

زحیرت کف زنان اہل نظارہ

حیرت سے تالیان بجاتے ہوے دیکھنے والون نے

ہوای مصر زان شد عنبر آمیز

ہوا مصر کی اس سے خوشبو دار ہو گئی

بقصد قصر شہ محمل براندند

محل بادشاہی کی طرف سواری ہنکائی

کہ شاہ آنجا کشیدے رختگاہی

کہ بادشاہ وہان کپڑے پہنا کرتا تھا

پی دیدار یوسف آرمیدند

یوسف کے دیکھنے کے لیے ٹھہرے

جہانے چشم بر ہودج گشادند

ایک جہان یعنی سب نے عماری کو دیکھا

نہفتہ آفتاب عالم افروز

چھپا ہوا آفتاب جہان روشن کرنے والا

ز ہودج نہ بسوے تختگہ پای

عماری سے رکھ طرف تخت گاہ کے قدم

ز نور خویش عالم را بیاراے

اپنے نور سے جہان کو آراستہ کر

چو خور بر چشم مردم پرتو انداخت

آفتاب کی طرح آدمیونکی آنکھ پر روشنی ڈالی

کہ طالع گشتہ از نیلی سحابست

کہ نیلی بدلی سے نکل آیا ہے

ندانستند کز روی نیست این تاب

جانا کہ اس سے یہ روشنی نہین ہے

ز روی یوسف است این تابش نور

یوسف کے چہرے سے یہ نور کی چمک ہے

فغان برداشتند از ہر کنارہ

ہر طرف سے شور غل بلند کیا

آگاہ شدن زلیخا از آمدن یوسف و جمال او دیدن

که یارب کیست این فرخنده اختر
که خدایا یہ کون روشن ستارہ ہے

که هم ماه است ازان شرمنده هم خور
کہ چاند بھی جس سے شرمندہ ہے اور آفتاب بھی

بتان مصر سر در پیش ماندند
مصر کے خوبصورتون نے سر جھکا لیا

ز رویش حرف نسخ خویش خواندند
اسکی تختی یعنی چہرے سے اپنے خراب ہونیکا لکھا پڑھا

بلے هر جا بود مهر آشکارا
سچ ہے جہان چمکتا ہو آفتاب

سها را جز نهان بودن چه یارا
سہا کو سوا چھپ جانے کے کیا طاقت

رسیدن زلیخا بدرگاه بادشاه و سبب
پہونچنا زلیخا کا بادشاہ کی درگاہ مین اور سبب

ازدحام پرسیدن و جمال یوسف دیدن
بھیڑ ہونے کا دریافت کرنا اور جمال حضرت یوسف کا دیکھنا

زلیخا بود ازین صورت تهی دل
زلیخا تھی اس حال سے خالی دل یعنی بے خبر

گزو تا یوسف آمد یک دو منزل
جب تک کہ حضرت یوسف ایک دو منزل آگے

ولی جانش ازین معنی خبر داشت
لیکن جان اسکی اس حال سے خبر رکھتی تھی

ز داغ عشق سوزی در جگر داشت
عشق کے داغ سے ایک سوز کلیجے مین رکھتی تھی

نمیدانست کاین شوق از کجا خاست
نہین جانتی تھی کہ یہ شوق کہان سے پیدا ہوا

بحیله سازیش تسکین همی خواست
حیلہ سازی سے اسکی تسکین چاہتی تھی

بصحرا شد برون تا زان بهانه
جنگل مین گئی تا کہ اسی بہانے سے

ز دل بیرون دهد اندوه خانه
دل سے باہر نکالے رنج گھر کا

بسختی چند روز آنجا بسر برد
سختی سے چند روز وہان بسر کیے

وزان محنت بسی دندان بیفشرد
اس رنج مین بہت دانت کٹکٹائے

گرفت اسباب عیش و خرمی پیش
عیش اور خوشی کے سامان موجود تھے

ولی هر لحظه شد اندوه او بیش
لیکن ہردم اسکا رنج بڑھتا جاتا تھا

End of the prescribed portion 5/9/16

چو در صحرا انجمن سیلش افتاد
جب جنگل مین اُسکے کھلیان پر سیلاب پڑا
به پشت بارگی هودج نشین شد
گھوڑے کی پیٹھ پر عماری مین بیٹھی
اگرچه روی در منزلگهش بود
اگرچہ منہ اُسکا طرف گھر کے تھا
چو دید آن انجمن گفت اینچه غوغاست
جب دیکھا وہ مجمع کہا یہ کیا غل ہے
یکی گفت این پی خنده نامیست
ایک نے کہا یہ ایک مبارک نام کے لیے ہے
غلامی نی که رخشان آفتابی
ایک غلام نہین بلکہ ایک روشن آفتاب
زلیخا دامن هودج بر انداخت
زلیخا نے پردہ عماری کا اٹھا دیا
بر آمد از دلش بیخواست فریاد
دل اسکے سے بے تحاشا فریاد نکلی
روان هودج کشان هودج براندند
جلد عماری کھینچنے والون نے عماری بڑھائی
چو شد منزلگهش آن خلوت راز
جب ہوا مقام اسکا بھید تنہائی کا یعنی گھر پہونچی
از و پرسید دایه کای دل افروز
اس سے پوچھا دایہ نے کہ اے دل روشن کرنیوالی
لب شیرین بافغان چون گشادی
میٹھے ہونٹھون کو فریاد کے لیے کیون کھول ڈالا تو نے
بگفت ای مهربان مادر چگویم
کہا اے مہربان کیا بیان کرون مین

دگر باره بخانه میلش افتاد
پھر اسکی خواہش طرف گھر کے ہوئی
بمنزلگاه خود رحلت گزین شد
گھر کی طرف کوچ کرنے والی ہوئی
گذر بر جانب قصر شهش بود
گذر اُسکا محل بادشاہ کی طرف تھا
که گوئی رستخیز از مصر برخاست
کہ گویا قیامت مصر سے اٹھی
ببساط عرض کنعانی غلامیست
بچھونا یعنی مقام فروخت ایک کنعانی غلام کا ہے
بدار الملک خوبی کامیابی
خوبی کے ملک مین ایک مقصود رسیدہ حاکم
چو چشمش بر غلام افتاد بشناخت
غلام پر جو اسکی نظر پڑی پہچان گئی
ز فریادی که زو بیخود بیفتاد
ایسی فریاد کہ اُس سے بیخود گر پڑی
بخلوت خانه خاصش رسانند
محل خاص مین اُس کو پہونچایا
ز حال بیخودی آمد بخود باز
حالت بیخودی سے خودی یعنی ہوش مین آئی
چرا کردی فغان از جان پر سوز
کیون سوز بھری ہوئی جان سے شور کیا تو نے
بدان تلخی چرا بیخود فتادی
اسکی فریاد کی تلخی سے کیون بیخود گر پڑی تو
که گردد آفت من هرچه گویم
کہ ہوگی آفت میری جو کچھ کہون گی مین

[illegible] روان کے معنی جلد [illegible] کشان سے مراد [illegible] فغان کے معنی بآواز بلند فریاد [illegible] ۱۲

دران مجمع غلامے را کہ دیدی
اس مجمع مین جس غلام کو کہ تو نے دیکھا تھا

زاہل مصر وصف او شنیدی
مصر کے لوگون سے تعریف اسکی تو نے سنی تھی

زعالم قبلہ گاہ جان من اوست
جہان سے قبلہ گاہ میری جان کا وہ ہے

فدا این جان من جانان من اوست
میری جان قربان اسکے معشوق میرا وہی ہے

بخوابم روی زیبا وی نمودست
خواب مین اسی نے مجکو خوبصورت چہرہ دکھلایا ہے

شکیب از جان شیدا وی ربودست
صبر جان عاشق سے وہی لے گیا ہے

بہ تن در تب بدل در تاب از ویم
بدن مین گرمی دل مین میرے اسی لیے تڑپ ہے

ز دیدہ غرق خون ناب از ویم
آنکھین میری خالص خون مین اسی سے غرق ہین

درین منزل ز سودا ایش فتادم
اس مقام مین اسی کے سودا سے پڑی ہوئی ہون مین

بدین شہر از تمنا ایش فتادم
اس شہر مین اسکی آرزو سے پڑی ہوئی ہون مین

مرا از خانمان آوارہ او ساخت
مجکو گھر سے آوارہ اسی نے کیا

درین آوارگی بیچارہ او ساخت
اس پریشانی مین آوارہ اسی نے کیا

بہر محنت کہ دیدی چند سالم
جس رنج مین کہ کئی برس مجکو دیکھا تو نے

کہ بود از راحت گیتی ملالم
کہ تھا زمانے کی راحت سے رنج مجکو

ہمہ از آرزوے روی او بود
یہ سب اسی کے چہرے کی آرزو مین تھا

ز شوق قامت دلجوے او بود
اسی کے قد دلجو کے شوق مین تھا

ز کوہ افزون بود بار من امروز
پہاڑ سے زیادہ ہو بوجھ میرا آج کے دن

ندانم چون شود کار من امروز
نہین جانتی ہون مین کیسا ہو کام میرا آج کے دن

مہ من شاہ ایوان کہ گردد
چاند میرا کس محلہ کا بادشاہ ہو

برخ شمع شبستان کہ گردد
شمع کس شبخانے کا اسکا چہرہ ہو

کدامین دیدہ روشن گردد از وی
کون آنکھین روشن ہونگی اس سے

کدامین خانہ گلشن گردد از وی
کون گھر باغ ہوگا اس سے

کہ یابد از لب جان بخش او کام
کون پاوے اسکے لب جانبخش سے مقصد

کہ گیرد در پناہ سرو ش آرام
کون سرو اسکی کے پناہ مین آرام پاوے

کمند جعد مشکینش کہ بافد
اسکی زلف کی کمند کو کون بٹے گا

ز وصل نخل سیمینش کہ لافد
اسکی ملاقات کے سیمین درخت سے کون برابری کرے

که بازو حاصل خود در بهایش
کون مارے اپنی آمدنی اسکی قیمت مین
مرا به گرد دازوی حال یائی
میرا حال اس سے بہتر ہوتا ہووے
چو دایه آتش او دید گز چیست
جب دایہ نے اسکی آگ کو دیکھا کہ کس سبب سے ہے
بگفت ای شمع سوز خود نهان دار
کہا اے شمع اپنے سوز کو پوشیدہ رکھ
صبوری پیشه گردی روزگاری
صبر کا پیشہ اختیار کیا تو نے ایک زمانہ
بود گز صبر امیدت برآید
شاید کہ صبر سے امید تیری بر آوے

که سازد کحل دیده خاک پایش
کون اسکے پاؤں کی خاک کو سرمہ آنکھ کا بناوے
رسد دستم بدین اقبال یائی
پہنچتا ہے اس اقبال پر میرا ہاتھ یا نہین
چو شمع از آتش او زار بگریست
شمع کی طرح اسکی آگ سے بہت روئی
غم شب رنج روز خود نهان دار
اپنے رات اور دن کے رنج کو پوشیدہ رکھ
مکن جز صبر نیز امروز کاری
مت کر سوا صبر کے آج بھی کوئی کام
ز ابر تیره خورشیدت برآید
کالی بدلی رنج سے تیرا آفتاب نکل آوے

به معرض بیع آمدن یوسف و خریدن
بکنے کے مقام پر آنا یوسف کا اور مول لینا
زلیخا ویرا به قیمت دو چند
زلیخا کا اس کو دوگنی قیمت پر

چه خوش وقتی و خرم روزگاری
کیا اچھا وقت اور اچھا زمانہ وہ ہے
برافروزد چراغ آشنائی
روشن کرے چراغ آشنائی کا
چو یوسف شد بخوبی گرم بازار
جب یوسف کی خوبی کا بازار گرم ہوا

۳۸

که یاری برخورد از وصل یاری
کہ ایک یار پھل کھاوے ایک یار کے وصل سے
رهائی یابد از داغ جدائی
داغ جدائی سے خلاصی پاوے
شدندش مصریان یکسر خریدار
ہوے تمام مصر والے اس کے خریدار

بهر چیزیکه هر کس دسترس داشت
جو شخص جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا
شنیدم کز غمش زالی بر آشفت
سنا مین نے کہ اسکے غم سے ایک بڑھیا بیتاب ہوئی
همین بس گرچه من کاسد قماشم
یہی بہت ہے اگرچہ مین کھوٹی پونجی یعنی غریب ہون
منادی بانگ میزد از چپ و راست
منادی بج رہی تھی بائین اور داہنے سے
رخ او مطلع صبح سعادت
منہ اسکا مطلع نیکبختی کے سویرے کا
ز سیمای صلاحش چهره پر نور
اسکی نیک پیشانی سے چہرہ روشن
نیارد بر زبان جز راستی هیچ
نہین لاتا ہے زبان پر سوا سچائی کے کچھ
یکی شد زان میانه اول کار
ایک اس درمیان سے سب سے پہلے
ازان بدره که چون خواهی شمارش
اس ہمیانی سے اگر تو شمار کرنا چاہے
خریداران دیگر رخش راندند
دوسرے خریدار نے گھوڑا چلایا یعنی دام لگائے
بران افزود دولتمند دیگر
اسپر بڑھائے دام دوسرے امیر نے
بران دانای دیگر ساخت افزون
اسپر دوسرے عقلمند نے زیادہ کیا
بدین قانون ترقی می نمودند
اسی قاعدے سے قیمت بڑھاتے جاتے تھے

دران بازار ز بیع او هوس داشت
اسی بازار مین اسکے مول لینے کی خواہش رکھتا تھا
تنیده ریسمانی چند میگفت
سوت تھوڑا کات رہی تھی اور کہتی تھی
که در سلک خریدارانش باشم
کہ اسکے خریدارون کی لڑی مین بھی ہو جاؤن
که میخواهد غلامی بی غم و کاست
کہ کون چاہتا ہے ایک غلام ہر بات مین اچھا
لب او گوهر کان ملاحت
ہونٹھ اسکے نمکینی کان کے موتی
ز اخلاق کرامش سینه معمور
اچھی عادتون سے اسکا سینہ بھرا ہوا
نباشد در کلام او خم و پیچ
نہ ہوا اسکی باتون مین کوئی پیچ اور ٹیڑھا پن
بیک بدره ز زر سرخش خریدار
ایک ہمیان زر سرخ سے اسکا خریدار ہوا
بیابی از درست زر هزارش
پاوے تو ہزار اشرفیان اسمین
بمنزل گاه صد بدره رساندند
سو ہمیان یعنی لاکھ اشرفی تک قیمت پہنچائی
بقدر وزن یوسف مشک اذفر
یوسف کے وزن کے برابر مشک خالص
بوزنش لعل ناب و در مکنون
برابر اسکے وزن کے لعل خالص اور گنج موتی
ز انواع نفائس می فزودند
قسم قسم کی نفیس چیزون سے بڑھاتے جاتے تھے

زلیخا گشت زین معنی خبردار

زلیخا ہوئی اس حال سے خبردار

خریداران دیگر لب به بستند

اور خریداروں نے ہونٹھ بند کر لیے یعنی چپ رہے

عزیز مصر را گفت ای نکورای

عزیز مصر سے کہا اے نیک عقل

بگفتا انچه من دارم دفینه

کہا میں جو کچھ رکھتا ہوں دفینہ

بیک نیمه بهایش در نیاید

آدھی قیمت اس کی میں نہ آوے گا

زلیخا داشت درجی پر ز گوهر

زلیخا رکھتی تھی موتیوں سے بھرا ہوا ایک ڈبہ

بهای هر گهر زان درج مکنون

قیمت ہر ایک موتی کی اس پوشیدہ ڈبے سے

بگفتا کاین گهرها در بهایش

کہا کہ یہ موتی اس کی قیمت میں

عزیز آورد باز از نو بهانه

عزیز مصر نے پھر ایک نیا بہانہ کیا

که در خیل وی این پاکیزه دامان

کہ اسکے نوکروں میں یہ پاک دامن

بگفتا زو سوی شاه جهاندار

زلیخا نے کہا جا طرف شاہ جہاندار کے

بگو بهر دل جز این بندی ندارم

کہا دل پر سوا اسکے کوئی فکر نہیں رکھتا ہوں میں

سرافرازی بده زین افتخارم

سر بلندی دے اس بزرگی سے مجھکو

مضاعف ساخت آنها را بیکبار

دو گنا کیا ان سب کا ایکبار گی

بپس زانوی نومیدی نشستند

ناامیدی کی زانو توڑ کر یعنی ناامید بیٹھ رہے

برو بر مالک این قیمت به پیمای

جا پاس مالک کے اس قیمت کا اندازہ کر لو

ز مشک و گوهر و زر و خزینه

مشک اور موتی اور سونے اور خزانے سے

ادای او تمام از من کی آید

پوری ادائی اوسکی مجھ سے کب ہو سکے

نه درجی بلکه برجی پر ز اختر

ایک ڈبا نہیں بلکہ ایک برج ستاروں سے بھرا ہوا

خراج مصر بودی بلکه افزون

خراج مصر کا ہوتا بلکہ اس سے زیادہ

بده ای گوهر جانم فدایش

دے اے موتی میری جان کا قربان اوسکے

که دارد میل او شاه زمانه

کہ رکھتا ہے خواہش اوسکی بادشاہ مصر

بود سر دفتر دیگر غلامان

ہو سرگروہ اور غلاموں کا

حق خدمتگزاری را بجا آر

حق خدمتگزاری کا بجا لاؤ

که پیش دیده فرزندی ندارم

اگرچہ آنکھوں کے سامنے کوئی لڑکا نہیں رکھتا ہوں

که آید زیر فرمان این غلامم

کہ میری تابعداری میں یہ غلام آ جاے

ببرجم اختر تابنده باشد
میرے برج مین ستارہ روشن ہووے

عزیز آمد بفرمان زلیخا
عزیز آیا زلیخا کے حکم سے

چو شاہ این نکتۂ سنجیدہ بشنید
بادشاہ نے جو یہ معقول بات سنی

اجازت داد تا حالی خریدش
اجازت دی تو فوراً مول لیا اُس نے

بسوی خانہ بردش خرم و شاد
طرف گھر کے خوش خوش لے گیا اُس کو

بمژگان گوہر شادی ہمی سفت
پلکون کے بال سے خوشی کے موتی پروتی تھی

بہ بیداریست یارب یا بخوابست
جاگنے مین ہے یا خدایا خواب ہے

بشبہاے سیہ کے بود امیدم
کالی راتون مین کب تھی امید مجکو

کہ صبح را صبح فیروزی برآمد
میری رات کا فتحمندی کا صبح ظاہر ہوا

شدم با نازنین خویش ہمراز
ہوئی مین نازنین اپنے سے باتین کرنیوالے

درین محنت سراے غم چو من کیست
اس محنت کے گھر یعنی دنیا مین میری طرح کون ہی

چہ بودم ماہیے در ماتم آب
مین کیا مچھلی تھی دریا کے ماتم مین

درآمد سیلے از ابر کرامت
آیا ایک سیلاب بخشش کی بدلی سے

مرا فرزند و شہ را بندہ باشد
میرا لڑکا اور بادشاہ کا غلام ہووے

بگفت این قصہ را با شاہ والا
بیان کیا اس حال کو بادشاہ زبردست سے

ز بند دل التماسش سر نہ پیچید
قبول کرنے غرض اسکی سے سر نہ پھیرا

ز مہر دل بفرزندی گزیدش
دل کی محبت سے فرزندی مین اسکو اختیار کیا

زلیخا شد ز بند محنت آزاد
زلیخا غم کے قید سے آزاد ہوگئی

دو چشم خود ہمی مالید و میگفت
دونون آنکھین اپنی ملتی تھی اور کہتی تھی۔

کہ جان من ز جانان کامیابست
کہ میری جان معشوق سے مقصد ور ہے

کہ گردد روز از نیکونہ سفیدم
کہ ہوگا اسطرح سے روشن دن میرا

غم و رنج شبا روزے برآمد
غم اور رنج رات اور دن کا گذر گیا

سزد اکنون کہ بر گردون کنم ناز
لائق ہی جواب فخر کرون مین برابر آسمان کے

پس از پژمردگی خرم چو من کیست
کمھلائی یعنی رنج اٹھانیکے بعد خوش مثل میرے کون ہے

طپان بر ریگ نقصان از غم آب
گرم بالو پر لوٹنے والی پانی کے غم سے

بدریا برد از ریگم سلامت
بالو سے لے گیا دریا مین سلامت مجکو

روایت ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر نے خرید کیا تھا سترہ برس کے تھے اور تیرہ برس انکی خدمت کی جب تیس برس کا سن ہوا ولید بن ریان بادشاہ نے اپنا وزیر بنایا بعد تیس برس کے سلطنت ملک مصر اوپر حکومت کے ... ہوئے خدا تعالیٰ نے ملک اور علم عطا کیا ... آپ نے انتقال فرمایا ۱۲ محنت سرا سے مراد دنیا ہے ۱۲ ... اسکے ۱۲

که بودم گمرہے از ظلمت شب
بلکہ تھی مین ایک گمراہ رات کی تاریکی سے
برآمد از افق تابندہ ماہے
نکلا گوشہ پہاڑ سے ایک روشن چاند
که بودم خفتہ بر بستر مرگ
بلکہ موت کے بچھونے پر سو رہی تھی مین
در آمد ناگہان خضر از در من
آئے حضرت خضر ایکبارگی میرے دروازے سے
بحمد اللہ کہ دولت یاریم کرد
شکر خدا کا کہ دولت نے میری مدد کی
ہزاران جان فدای آن نکوکار
ہزارون جانین اس نیک کام کے قربان
چہ غم گر حقہ گوہر شکستم
کیا غم جو ڈبہ موتی کا توڑا یعنی خرچ کیا مین نے
بہ پیش نقد جان گوہر چہ باشد
نقد جان کے آگے موتی کیا ہووے
جمادی چند دادم جان خریدم
چند بیجان دیے مین نے جان مول لی مین نے
کی از نقدی خود آنکس بہرہ بیند
کب اپنے نقد سے وہ شخص فائدہ دیکھے
اگر خر مہرہ را بدرود کردم
اگر جھوٹے کوڑیون کو رخصت کیا مین نے
بشغر فکرت این اسرار می بخیت
فکر کے کپڑے مین یہ خیال چھانتی تھی
گہی در روی یوسف لال می بود
کبھی یوسف کے سامنے چپ رہتی تھی

رسیدہ جان ز گمراہیم بر لب
جان میری لب پر گمراہی سے پہونچی
بکوی دولتم بنمود راہے
دولت کی گلی کی مجھکو دکھلائی راہ
خلیدہ در رگ جان نشتر مرگ
رگ جان مین نشتر موت کا چبھا ہوا
بآب زندگی شد یاور من
زندگی کے پانی یعنی آبحیات سے ہوئے مددگار میرے
زمانہ ترک جان آزاریم کرد
زمانے نے میری جان کا ایذا دینا چھوڑ دیا
کہ آورد این چنین نقدے ببازار
جو لایا ایسے نقد کو بازار مین
چو آمد معدن گوہر بدستم
جب کان موتی کی آگئی میرے ہاتھ مین
طفیل دوست باشد ہر چہ باشد
بدولت دوست کے ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے
بنام ایزد عجب ارزان خریدم
قسم خدا کی عجب سستا مول لیا مین نے
کہ عیسے را دہد خر مہرہ چلیند
جو عیسے کو دے یعنی بیچے کوڑیان سا وہ
چو عیسے زان من شد سود کردم
جب عیسی میرے ملک سے ہو گیا فائدہ کر لیا ہم نے
سرشک از چشم گوہر بار میریخت
آنسو موتی برسانیوالی آنکھ سے گراتی تھی
ز داغ ہجر فارغ بال مے بود
جدائی کے داغ سے بے فکر رہتی تھی

بوصلش خاطر خود شاد می کرد اُسکے ملنے سے دل اپنا خوش کرتی تھی	اگہ از ہجر گذشتہ یاد می کرد کبھی گذری ہوئی جدائی سے یاد کرتی تھی

ہجر کے معنی دوری جدائی اور وصل ملنا ملاقات ضد ہجر کا

داستان دختر بازغہ از نسل عادیانؑ کہ غائبانہ

داستان لڑکی بازغہ کا عادیان کی نسل سے کہ پوشیدہ

بجمال یوسف علیہ السلام عاشق شدہ و دران آئینہ

یوسف علیہ السلام کے جمال پر عاشق ہوئی اور اوس آئینے مین

دیدار جمال حقیقت دیدہ از مجازی بحقیقی رسیدہ

دیدار جمال حقیقت کا دیکھ کر مجازی سے حقیقی کی طرف پہونچی

عادیان نسخ عاد بیٹے رسول حضرت ہود کے تھے اور وہ نسل عاد بن سام بن نوح سے تھے جو خدا کی نافرمانی سے طوفان ہوا

۳۹

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
نہین محبت صرف دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے

بسا کین دولت از گفتار خیزد
بلکہ اکثر یہ دولت باتون کے سننے سے پیدا ہوتی ہے

در آید جلوہ حسن از در گوش
آتا ہے جلوہ حسن کا کان کے دروازے سے

زجان آرام برباید ز دل ہوش
جان سے آرام لیجاتا ہے دل سے ہوش

ندارد دلبیش ازین دلالہ کاری
نہین رکھتی ہے اس سے زیادہ کوئی کام کٹنی

کہ گوید قصہ زیبا نگاری
کہ بیان کرے قصہ کسی خوبصورت معشوق کا

زدیدن ہیچ اثرے در میانہ
دیکھنے سے کوئی اثر درمیان مین نہین

کند عاشق کسانرا غائبانہ
بناتا ہے عاشق لوگون کو غائبانہ

بملک مصر زیبا دخترے بود
مصر کے ملک مین ایک خوبصورت لڑکی تھی

کہ نسل عادیانرا سروری بود
کہ عادیون کی نسل کی ایک سردار تھی

زدہ در رُج عقیقش خندہ بر در
خندہ مارا اوسکے منہ نے موتی کے ڈبہ پر

ز شکر خند او مصر از شکر پر
اسکی مسکراہٹ سے مصر شکر سے بھرا ہوا

زلبس شیرین کہ شکر خند او بود
مسکرانا اسکا جو نہایت شیرین تھا

دل تنگ شکر اندر بند او بود
گنے کا دل اسکے قید مین تھا

چو شکّر ریختے از لعلِ خندان
جب بات کرتی ہنسنے والے ہونٹھ سے
شکر بود از دهانش با دل تنگ
شکر اُسکے منھ سے دلتنگ تھی
چو در لطف از نباتش لب فره شد
جب اُسکے ہونٹھ صفائی مین مصری سے غالب آئے
نبات از چند دادی شیشه را دل
شیشہ کو ہر چند مصری کو دل یعنی تقویت دیتی
نبود امین ز لعل می پرستش
نہ تھا بیخوف ہونٹھ شراب پینے والے اُسکے سے
جهانرا فتنه بود آن غیرت حور
جہان کے لیے فساد تھی وہ حور کی شرمندہ کرنیوالی
سران ملک در سوداش بودند
سردار ملک کے اُسکے سودے مین تھے
ولی بر چرخ مے سود افسر او
لیکن آسمان پر رگڑتا تھا تاج اُسکا
ز عز و مال و استغنائے جاهش
بزرگی اور مرتبے اور دولت کی بے پروائی سے
حدیث یوسف و وصفش چو بشنید
ذکر یوسف کا اور تعریف اُس کی جو سُنی
چو شد گفت و شنید او بپایے
جب گفتگو یعنی ذکر اُس کا برابر ہوا
بدیدن میلش افتاد از شنیدن
سننے سے اُسکو دیکھنے کی خواہش ہوئی
نصابِ قیمتش معلوم خود ساخت
مقدار اُسکی قیمت کی اپنے مین اندازہ کی

شکر انگشت بگرفتے بدندان
شکر دانت مین انگلی دبا لیتی
نبات از رشکِ لعلش شیشه بر سنگ
مصری اُسکے ہونٹھ کی حسد سے پتھر پر یعنی چورچور
نبات اندر دل شیشه گره شد
مصری شیشے کے دل مین بند ہوگئی
نمی شد بالب لعلش مقابل
نہین ہوتا تھا اُس کے ہونٹھ سے مقابل
که با آن پر دلی آرد شکستش
کہ باوجود اس دل بھری ہونیکے دے اُسکو شکست
ز شیرین شکر او مصر پر شور
اُسکے ہونٹھ کی شیرینی سے مصر بھرا ہوا شور کا
بتان شهر با پرواش بودند
معشوق شہر کے خواہش کرنیوالے اُسکے تھے
بهر کس در کہ آمد سر او
ہر شخص کے دروازے پر نہین آتا تھا سر اُسکا
نمے افتاد سوی کس نگاهش
نہین پڑتی تھی طرف کسی کے نگاہ اُس کی
بماه روی او مهرش بجنبید
طرف اس چاندسی صورت کے محبت اسکی نے حرکت کی
شد آن اندیشه محکم در دل وے
ہوا خیال اُسکا اُسکے دل مین مضبوط
بلے باشد شنیدن تخم دیدن
سچ ہے سننا دیکھنے کا بیج ہے ابتدا ہے
ز ترتیب نصابش دل سر دخت
اُسکی مقدار کی درستی سے دل نے ذکر کیا

هزار اشتر همه پاکیزه گوهر
ہزار اونٹ اور سب اچھی نسل کے

پر از دیبا و مشک و گوهر و زر
دیبا اور مشک اور موتی اور سونے سے بھرے ہوئے

ز انواع نفائس هر چه بودش
عمدہ عمدہ چیزوں سے جو کچھ اسکے پاس تھیں

که دادن در بها لائق نمودش
جو اسکی قیمت میں دینے کے لائق معلوم ہوئیں اسکو

مرتب کرد و راه مصر برداشت
تیار کیں اور راہ مصر کی اٹھائی یعنی پکڑی

بمخزن از خزائن هیچ نگذاشت
خزانے میں خزانے کی چیزوں سے کچھ نہ چھوڑا

فتاد از مقدمش آوازه در مصر
اس کے آنے سے مصر میں شہرہ پڑا

بر آمد های و هوی تازه در مصر
مصر میں نیا ایک شور و غل پیدا ہوا

بمصر آمد سرش در راه یوسف
مصر میں آئی رو و سر کے بل یوسف کی راہ میں

خبر پرسان ز جولانگاه یوسف
خبر پوچھتی ہوئی یوسف کی سیرگاہ سے

چو از جولانگه یوسف خبر یافت
جب یوسف کی سیرگاہ سے خبر پائی

دل خرم بسوی او عنان تافت
خوش خوش طرف اس کے باگ پھیری

جمالی دید بیش از حد ادراک
ایک خوبصورتی دیکھی حد ادراک سے زیادہ

چو جان ز آلودگی آب و گل پاک
مثل جان کے اربعہ عناصر کی آلایش سے پاک

بگیتی مثل او نادیده هرگز
جہان میں مثل اسکا نہ دیکھا کبھی

ز کس مانند او نشنیده هرگز
کسی سے کبھی اسکا مثل نہ سنا

نخست از دیدن او بیخود افتاد
پہلے اسکے دیکھنے سے بیخود ہوکر پڑی

ز ذوق بیخودی گشت از خود آزاد
بیخودی کے مزے سے خودی سے چھوٹ گئی

وزان پس هستی هشیاری آورد
بعد اسکے بیہوشی سے ہوش میں آئی

ز خواب غفلتش بیداری آورد
اسکی غفلت کی نیند بیداری لائی یعنی جگا دیا

زبان بگشاد و پرسش کرد آغاز
زبان کھولی اور پوچھنا شروع کیا

جواهر جست زان گنجینه راز
موتی ڈھونڈھے اسکے بھید کے خزانے سے

بگفت ای از تو کار نیکوی راست
پوچھا اے یوسف تجھ سے کام نیکی کا درست ہوا

بدین خوبی جمالت را که آراست
اس خوبی سے تیری خوبصورتی کو کس نے سنوارا

که لامع ساخت خورشید جبینت
کسنے روشن کیا تیری پیشانی کے آفتاب کو

که آمد خرمن مه خوشه چینیت
کون چاند آیا یعنی ہوا تیری کھلیان کا بالی چننے والا

کدامین خامہ زن نقش تو پرداخت
کس نقاش نے تیرا نقش بنایا
کہ زد پرکار طاق ابروت را
کسنے پرکارے بنایا تیرے ابرو کے طاق کو
گل سیراب تو آب از کجا خورد
پھول تازہ تیرے نے پانی کہان سے پایا
بسروت خوب رفتاری کہ آموخت
تیرے سرو کو خوبی سے چلنا کسنے سکھایا
مہ روی تو لوح نامۂ کیست
چاند چہرے تیرے کا لوح کس خط کی ہے
کہ بینا نرگست را چشم بکشاد
کسکی بینا آنکھون نے تیری آنکھین کھولین
کہ بر درج درت زد قفل یاقوت
کسنے تیری موتی کے ڈبے پر قفل یاقوت کا لگایا
کہ کندت در زنخدان چاہ غبغب
کسنے تیری ٹھڈی کے حلقے مین کھودا کنوان
کہ خال عنبرینت زد بر رخسار
کسنے کالا تل تیرے چہرے پر بنایا
چو یوسف این سخنہا کرد از وی گوش
جب یوسف نے یہ باتین اس سے سنین
بگفتا صنعت آن صانعم من
کہا کاریگری اس کاریگر کی ہون مین
فلک یک نقطہ از کلک کمالش
آسمان ایک نقطہ اسکے کمال کے قلم سے
ز نور حکمتش خورشید تابے
اسکے نور حکمت سے آفتاب ایک چمک

کدامین باغبان سرو تو افراخت
کس باغبان نے سروینی قد تیرے کو بلند کیا
کہ داد این تاب بند گیسوت را
کسنے پیچ تیرے ان زلف کے حلقون کو دیا
بدین آبش درین بستان کہ آورد
اس رونق پیچ اسکو اس باغ مین کون لایا
بلعلت نغز گفتاری کہ آموخت
تیرے ہونٹھون کو میٹھی باتین کرنا کسنے سکھلایا
سر زلف تو حرف خامۂ کیست
سر زلف تیری کا حرف کس کے قلم کا ہے
ز خواب نیستی بیداریش داد
نیستی کی نیند سے بیداری اسکو دی یعنی جگا دیا
کہ دلرا قوت آمد روح را قوت
کہ دل کو قوت ہوئی اور روح کو غذا
کہ ز آب زندگی کردہ لبالب
کسنے آب حیات سے اسکو بھر دیا
نشیمن ساخت زاغی را بگلزار
ایک کوے کا باغ مین گھونسلا بنایا
غذای جان فشاند از چشمۂ نوش
غذا جان کی جھاڑی ہونٹھ کے چشمے سے یعنی جواہر
کہ از بحرش برشحے قائم من
کہ جس کے دریا کے ایک قطرے سے قائم ہوا ہون مین
جہان یک غنچہ از باغ جمالش
جہان ایک کلی اس کے جمال کے باغ سے
ز بحر قدرتش گردون حبابے
اسکی قدرت کے دریا سے آسمان ایک بلبلہ

جمالی بود پاک از تہمتِ عیب
ایک جمال تھا عیب کی تہمت سے پاک

نہفتہ در حجابِ پردۂ غیب
چھپا ہوا پردۂ غیب کی پردے مین

ز ذرّاتِ جہان آئینہ ہا ساخت
جہان کے ذرّون سے آئینے بنائے

ز روی خود بہر یک پرتو انداخت
اپنے منھ سے ہر ایک پر روشنی ڈالی

بچشمِ تیز بینت ہر چہ نیکوست
تیری تیز دیکھنے والی آنکھ مین جو کچھ اچھا ہے

چو نیکو بنگری عکسِ رخِ اوست
جو اچھی طرح دیکھے تو اسکے چہرے کا نور ہے

چو دیدی عکس سوی اصل بشتاب
جب عکس دیکھا تو نے طرف اصل کے دوڑ

کہ پیشِ اصل نبود عکس را تاب
کہ آگے اصل کے عکس کو روشنی نہین ہوتی ہے

معاذ اللہ ز اصل ار دور مانی
پناہ خدا کی جو اصل سے دور ہے تو

چو عکس آخر شود بی نور مانی
جب عکس آخر ہو جاوے بے نور رہے تو

نباشد عکس را چندان بقائی
نہین ہوتی ہے عکس کے اسقدر روشنی

ندارد رنگِ گل چندان وفائی
پھول کا رنگ نہین رکھتا ہے اسقدر پائداری

بقا خواہی بروی اصل بنگر
بقا چاہتی ہے تو طرف اصل کے دیکھ

وفا جوئی بسوی اصل بنگر
وفا ڈھونڈھتی ہے تو طرف اصل کے دیکھ

غم چیزے رگ جان را خراشد
غم اس چیز کا رگ جان کو تراشتا ہے

کہ گاہے باشد و گاہے نباشد
کہ کبھی رہتی ہے اور کبھی نہین رہتی ہے

چو دانا دختر این اسرار بشنید
جب عقلمند لڑکی نے یہ بھید سنے

بساطِ عشقِ یوسف در نوردید
حضرت یوسف کے عشق کی بساط کو لپیٹا

بیوسف گفت چون وصفت شنیدم
یوسف سے کہا جو تیری تعریف سنی مین نے

بدل داغِ تمنایت کشیدم
دل مین تیری آرزو کا داغ کھینچا مین نے

گرفتم پیش راہ آرزویت
تیری آرزو کی راہ آگے لی مین نے

ز سر پا ساختم در جستجویت
تیری جستجو مین سر کو پانون بنایا مین نے

چو دیدم روی تو افتادم از پای
جب تیرا منھ دیکھا مین نے گر پڑی مین

بجان دادن بپایت نیز دم رای
تیرے قدم پر جان دینے کی تدبیر کرتی رہی مین

ولی چون گوہرِ اسرار سفتی
لیکن جب بھید کے موتی پروئے تو نے

نشان زان منبعِ انوار گفتی
نشان اس چشمۂ نور کا بتایا تو نے

تحقیق سخن بنشگافتے موے
بات کی تحقیق مین مونشگافی کی تونے

حجاب از روی امیدم گشودے
پردہ میری امید کے منھ سے کھولا تونے

کنون برمن درِ این راز بازست
اب مجھپر دروازہ اس بھید کا کھلا ہوا ہے

چو باشد بر حقیقت چشم بازم
جب میری آنکھ حقیقت پر کشادہ ہو گئی

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردے
بدلا دے تجکو خدا کہ میری آنکھ کھولی تونے

زمہر غیر بگسستی دل من
غیر کی محبت سے میرا توڑا تونے دل

اگر ہر موے من گردد زبانے
جو ہر رونگٹا میرا زبان ہو جاوے

بنازم گوہر شکر تو سفتن
تیرے شکر کے موتی ہنین پرو سکتی ہون مین

پس آنگہ کرد پدرودی و رفت
پس اوسوقت اوسکو رخصت کیا اور گئی

بنا کرد از پس رفتن بتعجیل
بنایا جانے کے بعد نہایت جلد

دلش از ملک و مالِ عالم آزاد
دل اسکا جہان کے ملک و مال سے آزاد ہو گیا

چو ملک و مال وی تاراج کردند
جب دولت اور مال اسکا لوٹ لیا

بجاے تاج از گوہر مرصع
بجاے موتی کے جڑاو تاج کے

مرا از مہر خود برتافتے روی
میرا اپنی محبت سے منھ پھیرا تونے

زذرہ رو بخورشیدم نمودے
ذرے سے میرا منھ طرف آفتاب کے کردیا تونے

کہ با تو عشق ورزیدن مجازست
کہ تجھ سے محبت اختیار کرنا بے حقیقت ہے

بہ افتد ترک سودای مجازم
چھوڑنا عشق مجازی کا بہتر معلوم ہو مجکو

مرا با جان جان ہمراز کردے
مجکو ساتھ جان کی جان یعنی خدا کے ہمراز کردیا تونے

حریم وصل کردی منزل من
کعبہ وصل خدا کا بنایا تونے گھر میرا

زتو رانم بہر یک داستانے
ہر ایک سے تیری تعریف کی داستان بیان کرون

سر موی نہ احسان تو گفتن
بال برابر تیرے احسان سے نہین کرسکتی ہون مین

برست از مایۂ سودی و رفت
چھوٹی اسکے فائدے کی پونجی سے اور گئی

عبادت خانہ بر ساحل نیل
ایک عبادت خانہ دریاے نیل کے کنارے پر

بمسکینان و محتاجان صلا داد
غریب اور محتاجون کو آواز دیا

بقوت یک شبش محتاج کردند
ایک رات کے کھانے تک کا اسکو محتاج کردیا

قناعت کرد با فرسودہ مقنع
قناعت کی اوپر ایک بھی چادر کے

بجاے بستن زرین عصابه
بجاے سر پر اطلس کے سربند باندهنے کے
بسر بربست پشمین پایتابه
سر پر اونی بلسنا باندها

تن خود ز اطلس و اکسون بپرداخت
اپنے بدن کو اطلس اور اکسون سے خالی کیا
لباس آیینه آسا از نمد ساخت
لباس آئینے کی طرح نمدے سے بنایا

بدست وے ز گوهر دار یاره
اسکے ہاتھ مین موتی والے کنگن سے
سفالین سبحه آمد در شماره
خاک کی تسبیح گننے کے لیے آگئی

به کنج آن عبادت خانه ره کرد
اس عبادتخانے کے گوشے مین راہ کی یعنی بیٹھی
ز عالم روی در محراب گه کرد
جہان سے منہ طرف اُس محرابگاہ کے کیا

ز گلخن دامن خاکستر آورد
بھاڑ سے دامن یعنی تہ گرم راکھ کی لائی
بجاے بستر سنجاب گسترد
بجاے گر سنجاب کے بچھونے کے بچھائی

ز خارا زیر سر بنهاد بالش
پتھر سے نیچے سر کے تکیہ رکھا
در آمد گیتی از دردش بنالش
جہان اسکے درد سے رونے لگا

دران معبد بسر می برد تا بود
اس عبادتخانے مین بسر کرتی رہی جبتک رہی
بطاعت پای می افشرد تا بود
خدا کی بندگی مین قدم جماۓ رہی جبتک زندہ رہی

چو در طاعتگری عمرش سر آمد
جب عبادت کرنے مین عمر اسکی آخر ہوئی
بجان دادن چو مردان خوش بر آمد
جان دینے مین مثل مردون کے خوب نکلی

نه پنداری که جان را رایگان داد
نہ سمجھ تو کہ جان مفت دے دی
فروغ روی جانان دید و جان داد
روشنی معشوق کے منہ کی دیکھی اور جان دیدی

دلا مردانگی ز ان زن بیاموز
اے دل مردی اس عورت سے سیکھ
بماتم شیوهٔ شیون بیاموز
ماتم زدہ سے طریقہ رونے کا سیکھ

غم خود خور اگر این غم نداری
غم اپنا کھا اگر اسکا غم نہین رکھتا ہے تو
بکن ماتم گر این ماتم نداری
ماتم کر اگر یہ غم نہین رکھتا ہے تو

بسر شد عمر در صورت پرستی
بسر ہوئی عمر تہ ظاہر پرستی مین
دمے ز اندیشهٔ صورت نرستی
ایک دم ظاہر یعنی دنیا کے اندیشے سے نچھوٹا تو

بهر دم صورتی زان رو زوالست
ہر دم ایک صورت کو اس سبب سے زوال ہے
ز حالے هر زمان گردان بحالست
ہر دم ایک حال سے گردش کرنیوالی دوسرے حال مین ہے

مزن هر دم قدم بر سنگلاخی — ز شاخی هر زمان منشین بشاخی

مت مار ہر وقت قدم ایک پتھریلی زمین پر — ایک شاخ سے دوسری شاخ پر ہر وقت مت بیٹھ

نشیمن برتر از کون و مکان گیر — فراز کاخ معنی آشیان گیر

گھوسلا کون و مکان سے بلند اختیار کرو — اوپر محل حقیقت کے گھونسلا بناؤ

بود معنی یکی صورت هزاران — مجو جمعیت از صورت شماران

حقیقت ایک ہوتی ہے اور صورتین ہزارون — مت ڈھونڈ و جمعی صورت اختیار کرنیوالون سے

پریشانی بود هر جا شمارست — وزان رو وریکی کردن حصارست

پریشانی ہوتی ہے جس جگہ شمار ہے — اُن سے منہ ایک طرف کرنا حفاظت ہے

چو تاب حملهٔ دشمن نیاری — به آن گز جنگ او باشی حصاری

جب تاب دشمن کے حملے کی نہ لا دے تو — بہتر وہ کہ جنگ اسکی ہو تو قلعہ بند مین

ترتیب کردن زلیخا اسباب فراغت

آراستہ کرنا زلیخا کا اسباب خوشنودی

یوسف را و خدمتگزاری نمودن وی یوسف را

یوسف علیہ السلام کے اور خدمتگزاری یوسف علیہ السلام کی کرنا

چو دولت گیر شد دام زلیخا — فلک زد سکه بر نام زلیخا

جب دولت قید کرنیوالا ہوا جال زلیخا کا — آسمان نے مارا سکہ زلیخا کے نام پر

نظر از آرزوهای جهان بست — بخدمتگاری یوسف میان بست

جہان کی آرزوؤن سے آنکھ بند کر لی — یوسف کی خدمتگاری مین کمر باندھی

ز زربفت جامهای خز و دیبا — بقدش همچو قدش چست و زیبا

زر بفت اور خز و دیبا کے کپڑون سے — برابر قد اسکے کے مثل قد اسکے کے تنگ اور ٹھیک

مذهب تاجها زرین کمرها — مرصع هر یک از رخشان گهرها

سنہرے تاج اور سنہرے کمر بند — جڑاؤ ہر ایک چمکدار موتیون سے

چو روز سال ہر یک سے صد و شصت

مثل سال بھر کے دنوں کے ہر ایک تین سو ساٹھ

مہیا کرد و فارغ بال بنشست

موجود کیے اور فراغت سے بیٹھی

بہر صبحیکہ روز نو دمیدے

ہر ایک صبح جب نیا دن نکلتا

بدوشش خلعتی از نو کشیدے

اسکے بدن میں ایک نئی پوشاک پہناتی

چو از زر تاج کردی خسرو شرق

جب سنہرا تاج سر پر رکھتا بادشاہ پورب کا یعنی آفتاب

بتاج دیگرش آراستے فرق

دوسرے تاج سے یوسف کا سر آراستہ کرتی

چو سر افراختے سرو روانش

جو سر بلند کرتا قد اسکا یعنی آفتاب کا

بآئین دگر بستے میانش

دوسری طرح سے باندھتی اسکی کمر

رخ او آفتاب دلفریبان

چہرہ اسکا آفتاب دل فریب دینے والوں کا

نشد طالع دو روز از یک گریبان

نہ طلوع ہوا دو روز ایک گریبان سے یعنی دو روز ایک پیراہن نہ پہنا

دو بار آن تازہ سرو گلشن ناز

دو مرتبہ اس نزاکت کے باغ کے تازہ سرو کا

بیک افسر نشد ہرگز سرافراز

ایک تاج کبھی سر بلند کرنے والا نہ ہوا

نبست آن لب شکر از یک کمر بند

نہ باندھی اس شکر لب کے ایک کمر بند سے

میانِ خود مگر زرچون نے قند

کمر اپنی دو بارہ مثل گنے کے

چو تاج زر بفرق او نہادے

جب سنہرا تاج اسکے سر پر رکھتی

ہزاران بوسہ اش بر فرق دادے

ہزاروں بوسے اس کے سر پر دیتی

کہ چون تو خاک پایش تاج من باد

کہ تجھ ایسے کی پاؤں کی خاک وہ میری تاج ہو جیو

باوج سروری معراج من باد

سرداری کی بلندی پر میرا عروج ہو جیو

چو پیراہن کشیدے بر تن او

جب کرتہ پہناتی اس کے بدن پر

شدے ہمراز با پیراہن او

ہوتی ہمراز اس کے کرتے سے

تنم گفتے ز تو یک تار بادا

بدن میرا کہے تو تجھ سے ایک تار ہو جیو

وزان تن چون تو برخوردار بادا

اسکے بدن سے مثل تیرے برخوردار ہو جیو

قبا بر قد آن سرو دلآرا

چپکن اسکے دل آراستہ کرنے والے قد پر

چو کردے راست گفتی مر قبا را

جب پہناتی کہتی خاص کر چپکن سے

کہ دارم آرزو زان سرو گلرنگ

کہ رکھتی ہوں میں آرزو اس سرو گلرنگ سے

کہ ہمچون تو در آغوشم کشم تنگ

کہ تیری طرح اسکو گود میں دباؤں میں

کمر چون حیئت کردی بر میانش
ٹکہ جب اسکی کمر پر باندھتی
کہ گر دستم کمر بودی چہ بودے
کہ جو ہاتھ میرا ٹکہ ہوتا کیا اچھا ہوتا
مسلسل گیسوش چون شانہ کردی
اسکے پیچدار بالون کو کنگھی کرتی
بہم بر بافتے از عنبر خام
آپس مین گوندھتی عنبر خالص سے
بقصد خورد شام و طعمہ چاشت
شام اور صبح کے کھانے کے قصد مین
مہیا کرد خوانہاے ملون
موجود کیے خوان طرح طرح کے
پے حلواش قند و مغز بادام
واسطے حلوے اسکے کے قند اور مغز بادام
براے میوہ ہاے گونہ گونہ
واسطے میوون طرح طرح کے
گہی از سینہ ہاے مرغ دریش
کبھی مرغ کے سینون سے آگے
گہے کردی چو لعل آبدارش
کبھی بناتی مثل اسکے آبدار ہونٹھون کے
چو کردی شربتش از شکر ناب
جب بناتی شربت اسکے لیے شکر خالص سے
بہر چیزی گزینہا میل دیدے
جس اچھی چیز پر خواہش دیکھتی
شبانگہ گرش خیال خواب بودے
رات کے وقت گر اسکو خیال نیند کا ہوتا

گذشتے این تمنا بر زبانش
گذرتی یہ آرزو اسکی زبان پر
ز وصلش بہرہ ور بودی چہ بودے
اسکی ملاقات سے نصیبہ ور ہوتی کیا اچھا ہوتا
مداواے دل دیوانہ کردی
دوا دل دیوانے کی کرتی
شکار جان خود را عنبرین دام
اپنی جان کے شکار کے لیے جال زلفون کا
بنعمتخانہ خود روز و شب داشت
نعمت خانے اپنے مین اُس رات و دن کو یہ رکھتی تھی
بہ نعمتہاے گوناگون مزین
طرح طرح نعمتون سے آراستہ
گرفتے از لب و دندان او دام
قرض لیتی اسکے ہونٹھ اور دانت سے
ز سیمین سیب او کردے نمونہ
گورے گورے سیب اسکے کو کرتی نمونہ
کبابش ساز کردی چون دل خویش
کباب اسکے لیے بناتی مثل دل اپنے کے
مربا ہای خاص و خوش گوارش
مربے خاص اور خوش ذائقہ وہ
شدی ہمچون نبات از شرم او آب
ہوتی مثل مصری کے اسکی شرم سے پانی
روان چون جان خود پیشش کشیدے
جلد مثل جان اپنی کے اسکے آگے کھینچ رکھتی
ز درد و رنج او بیتاب بودے
درد و رنج اس کے سے بیتاب ہو جاتی

بیفگندے فراشش دلپذیرش
ڈالتی یعنی بچھاتی فرش دلپذیر اسکے لیے

نہادی مہد دیبای و حریرش
رکھتی گدے دیبا اور حریر کے اسکے لیے

نہالش را ز گل کردی نہالین
درخت یعنی قد اُسکے کا پھول سے بناتی بالاپوش

گلش را از سمن یا لالہ بالین
پھول اُسکے کو چنبیلی یا لالے سے تکیہ بناتی

فسون خواندی و بس افسانہ گفتی
منتر پڑھتی اور بہت کہانیاں کہتی

غبار خاطرش ز افسانہ رُفتی
غبار اُسکے دل کا کہانیون سے جھاڑتی

چو بستی نرگسش را پردہ خواب
جب بند کرتا اسکی آنکھ کو پردہ نیند کا

شدی با شمع ہمدم در تپ و تاب
ہوتی ساتھ شمع کے جلنے مین ہمدم

دو مست آہوی خود را تا سحرگاہ
دو مست ہرنون اپنے کو صبح کے وقت تک

چرانیدی بباغ حسن آن ماہ
چراتی حسن کے باغ اس چاند یعنی یوسف مین

گہے با نرگسش ہمراز گشتے
کبھی اسکی آنکھون سے ہمراز ہوتی

گہے با غنچہ اش دمساز گشتے
کبھی اسکی کلی سے دمساز ہوتی

گہے از لالہ زارش لالہ چیدے
کبھی لالے کے کھیت اسکے سے لالہ چنتی

گہے از گلستانش گل خریدے
کبھی اسکے باغ سے پھول مول لیتی

گرفتے گہ ز نوشین چشمہ اش لب
ہونٹھ دباتی کبھی میٹھے چشمے اُسکے سے

گہے گرد ذقن گشتی چو غبغب
کبھی گرد ٹھڈی کے گھومتی مثل غبغب کے

گہے با گیسوش کردی سخن ساز
کبھی اسکی زلف سے کرتی سخن سازی

گہے ہمسر شدے با گلبن ناز
کبھی برابری کرتی ساتھ شاخ ناز کے

مرا از دیدہ زان خونابہ باشد
میرے دیدے کا پانی اس سے رنج ہوتا ہے

کہ دیوی با پری ہمخوابہ باشد
کہ ایک دیو ایک پری کے ساتھ ہمخواب ہووے

بدین افسوس پشت دست خایان
اس افسوس مین پیٹھ ہاتھ کی چباتی ہوئی

رسانیدی شب چون گیسوش بپایان
پہونچاتی رات کو مثل اسکی زلف کے انتہا پر

بروزان و شبان این بود کارش
رات اور دن اس کا یہی کام تھا

نبود از کار او یکدم قرارش
نہ تھا اسکے کام سے ایک دم اُس کو قرار

غمش خوردی و غمخوارش کردی
غم اسکا کھاتی اور غمخواری اسکی کرتی

بخاتونی پرستاریش کردی
باوصف بی بی ہونے کے غلامی اسکی کرتی

بلی عاشق ہمیشہ جان فروشد
سچ ہے عاشق ہمیشہ جان بیچتا ہے

بجان در خدمتِ معشوق کوشد
جان سے معشوق کی خدمت مین کوشش کرتا ہے

بمژگان از رہ او خار چیند
پلکون کے بل کانٹے اسکی راہ سے چنتا ہے

بچشم از پاے او آزار بیند
آنکھ کے بل اسکے پانون سے تکلیف دیکھتا ہے

بچشم جان نشیند حاضر او
جان کی آنکھ سے بیٹھتا ہے سامنے اسکے

بود کافتد قبول خاطر او
شاید کہ اسکے دل کے پسند پڑے

شرح دادن یوسف قصۂ راہ و زحمتِ چاہ و آگاہ شدن زلیخا ازانکہ اندوہے کہ آن روز داشت ازان بودہ است

بیان کرنا یوسف علیہ السلام کا قصہ راہ اور تکلیف کنوئین کی اور خبردار ہونا زلیخا کا اس سے کہ جو رنج کہ زلیخا اُس دن رکھتی تھی اُسی سے ہوا تھا

سخن پرواز این شیرین فسانہ
بیان کرنیوالا اس میٹھی کہانی کا

چنین آرد فسانہ درمیانہ
ایسا لاتا ہے قصہ درمیان مین

کہ پیش از وصل یوسف بود روزی
کہ یوسف کے وصل سے پہلے تھا ایک دن

زلیخا را عجب دردی و سوزی
زلیخا کو عجیب ایک درد اور ایک سوز

ز دل صبر و ز تن آرام رفتہ
دل سے صبر اور بدن سے آرام گیا

شکیب از جان غم فرجام رفتہ
صبر جان غم انجام سے گیا

نہ در خانہ بکارے بند گشتی
نہین گھر سے کسی کام مین مصروف ہوتی

نہ از بیرون بکس خرسند گشتی
نہ باہر کسی شخص سے خوش ہوتی

مژہ پر آب و دل پر خون ہمی رفت
پلکین آنسو سے بھری اور دل بھرا ہوا خون کا پھرتی تھی

درون می آمد و بیرون ہمی رفت
اندر آتی تھی اور باہر جاتی تھی

بدو گفت آن بلند اقبال دایہ
اُس نے کہا اس بلند اقبال دایہ نے
مبادت از جفای چرخ تابے
مت ہو تجکو آسمان کے ظلم سے کوئی تکلیف
نمی دانم کہ امروزت چہ حالت
نہین جانتی ہون مین کہ آج تیرا کیا حال ہے
چو آن برگے کہ گرداند نسیمش
مثل اس پتی کے کہ اُڑاتی ہے ہوا اسکو
گہے بر پشت افتد گاہ بر روی
کبھی پیچھے جاتی ہے کبھی آگے
بیک سر منزل آرامے ندارد
ایک مقام پر آرام نہین رکھتی ہے
بگو این بیقراری از کہ داری
بتلا یہ بیقراری کس سبب سے رکھتی ہے تو
بگفتا من بخود حیرانم امروز
کہا مین آپ حیران ہون مین آج
غمی دارم ندانم این غم از چیست
جو غم رکھتی ہون نہین جانتی ہون یہ غم کس سبب سے ہے
نہانی درد آرامم ببرداشت
کوئی پوشیدہ آرام میرا لے گیا ہے
منم خلکے بخود ساکن نہادے
مین ایک خار ک ہو نین آپ بیٹھنے والی خلقت
وجودش گرچہ از جنبش تہی نیست
ذات اُس کی اگرچہ حرکت سے خالی نہین ہے
چو یوسف ہمنشین شد با زلیخا
جب یوسف زلیخا کے پاس بیٹھنے لگا

کہ اے مہ پارہ خورشید سایہ
کہ اے چاند کا ٹکڑا آفتاب سایہ
زبیداد زمانہ اضطرابے
زمانے کے ظلم سے کوئی بے قراری
کہ جانت غرق دریای ملالست
کہ تیری جان رنج کے دریا مین ڈوبی ہے
کہ بر یک جا نہ بیند کس مقیمش
کہ ایک جگہ پر کوئی نہین دیکھتا ہے ٹھہرا ہوا اُس کو
گہ آن سو باشدش جنبش گہ این سوی
کبھی اس طرف جنبش اسکو ہوتی ہے کبھی ادھر
بجز گردندگی کامے ندارد
سوا پھرنے کے کوئی مطلب نہین رکھتی ہے
بجو در بجیکہ داری از کہ داری
اپنے دل مین جو رنج کہ رکھتی ہے کس سبب سے رکھتی ہے تو
بکار خویش سرگردانم امروز
اپنے کام سے پریشان ہون مین آج کے روز
ز جانم سر زدہ این ماتم از کیست
میری جان سے پیدا ہوا یہ ماتم کس سبب سے ہے
بجور درد ایامم سپرداست
مجکو زمانے کے درد کے ظلم مین سونپ گیا ہے
کہ پیچیدست دردے گردبادے
کس نے لپیٹا ہے امین ایک بگولا
ولے از حال بادش آگہی نیست
لیکن ہوا اسکی کے حال سے خبر نہین ہے
شبا روزی قرین شد با زلیخا
رات دن رہا نزدیک زلیخا کے

شبی پیش زلیخا راز می گفت

ایک رات آگے زلیخا کے حال پوشیدہ بیان کرتا تھا

بتقریب سخن بکشاد ناگاہ

باتون کے ساتھ مین ایکبارگی کھولی

زلیخا چون حدیث چاہ بشنید

زلیخا نے جب کنوئین کا حال سنا

فتاد اندر دلش کان روز بودست

پڑا یعنی ایسا معلوم ہوا اسکو دل مین کہ اسی دن ہوا ہے

حساب روز و مہ چون نیک دانست

حساب دن اور چاند کا جو اچھی طرح لگایا

بلی واند دلے کا گاہ باشد

سچ ہے وہ دل جانتا ہے جو دل واقف ہوتا ہے

خصوصا از دل صد چاک عاشق

خصوصاً عاشق کے دل صد چاک سے

ز ہر چاکش بود بکشادہ راہے

ہر زخم اسکے سے ایک راہ کھلی ہوتی ہے

ازان رہ پرتو احوال جانان

اس راہ سے سایہ معشوق کے حال کا

اگر خاری خلد در پاے دلدار

اگر کوئی کانٹا معشوق کے پانو مین چبھتا ہے

وگر بادی وزد بر زلف محبوب

اور جو کوئی ہوا چلتی ہے معشوق کی زلف پر

وگر گردی نشیند بر عذارش

اور جو کوئی گرد پڑتی ہے اُس کے منہ پر

شنیدستم کہ روزی گرد لیلے

سنا ہے مین نے کہ ایک دن کی لیلی نے

غم و اندوہ پیشین باز می گفت

غم اور رنج اگلے کہہ رہا تھا

زبان در شرح راہ و قصۂ چاہ

زبان راہ اور کنوئین کے قصے کے بیان مین

بسان ریسمان بر خویش پیچید

رسی کی طرح اوپر اپنے پیچ و تاب کھایا

کہ جانش در غم جانسوز بودست

کہ جان اسکی جان جلانیوالے غم مین ہو گئی

پس پیش از یقین شد انچہ پندا شت

آگے اسکے یقین ہوا جو کچھ معلوم ہوا تھا

کہ از دلہا بدلہا راہ باشد

کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے

کہ باشد در رہ معشوق صادق

جو ہووے معشوق کی راہ مین سچا

سوے معشوق ازان راہش نگاہے

طرف معشوق کے اس راہ سے اسکو ایک نگاہ

فتد بر جسم و جان ناتوانان

پڑتا ہے عاشقون کے جان اور بدن پر

دل عاشق شود افگار زان خار

دل عاشق کا اس کانٹے سے زخمی ہو جاتا ہے

فتد بر جان عاشق زان ہمہ آشوب

پڑتی ہے عاشق کی جان پر اس سے ہمہ پریشانی

شود خم پشت عاشق زیر بارش

جھک جاتی ہے پیٹھ عاشق کی اسکے بوجھ کے نیچے

بقصد قصد سوی نشش میلے

فصد کے ارادے مین نشتر کی خواہش

میں حضرت یوسف نے حالات اپنی راہ اور کنوئین میں گرنے کے زلیخا سے بیان کیے

۱۲

چو ز لیلی بجی نیشش از پی خون
جو لگا لیلے کے جی مین نشتر واسطے خون کے
بیا جامی ز بود خود بپرہیز
آو جامی اپنے ہستی سے پرہیز کر
گرت فخری و ننگی ہست از انست
جو تجکو کوئی فخر اور کوئی شرم ہے آس سے ہی
مصفا شو ز مہر و کینہ خویش
صاف ہو محبت اور کینے اپنے سے
بود نور جمال شاہد غیب
تابد نور جمال معشوق پوشیدہ یعنی خدا کا
شود چشم دلت روشن بدان نور
تیری آنکھ دل کی روشن ہو جاے اس نور سے

بوادی رفت خون از دست مجنون
جنگل مین مجنون کے ہاتھ سے خون جاری ہوا
ز پندار وجود خود بپرہیز
اپنی ذات کے غرور سے پرہیز کر
ورت بوئی و رنگی ہست از انست
اور جو تجھ مین کوئی رنگ و بو ہے اس سے یعنی خدا سے ہے
مصقل کن چو رخ آئینہ خویش
صاف کر مثل منہ کے آئینہ یعنی دل اپنا
بتابد چون کلیم اللہت از جیب
چمکے مثل موسیٰ کے تیرے گریبان سے
نماند سر جانان بر تو مستور
نہ رہے بھید معشوق کا تجھ پر پوشیدہ

تمنا کردن یوسف شبانی را بحکم آنکہ ہیچ
خواہش کرنا حضرت یوسف کا چرواہی کے لیے اس سبب سے کہ کوئی
پیغمبر نبودہ است کہ شبانی نکردہ
پیغمبر ایسا نہین ہوا ہے جس نے چرواہی نہین کی

خوش آن بیدل کہ دولت یار گردد
اچھا وہ عاشق کہ صاحب دولت ہو جاوے
برون آید تمام از خواہش خویش
آزاد ہو تمام خواہشون اپنی سے
چو خواہد جان روانی بر لب آرد
جو جان مانگے فوراً ہونٹھ پر لے آوے

بگرد خاطر دلدار گردد
گرد خاطر داری معشوق کے ہووے
دہد در خواہش او کاہش خویش
آپ کو اس کی خواہش مین تکلیف دے
ببوسد خاک او را جان سپارد
چومے خاک آسکو جان سونپے

چو جوید دل کند دل را ز غم خون
جو ڈھونڈے دل کرے دل کو غم سے خون
چو گوید خیز از سرپا سے سازد
جو کہے اٹھ سر سے پانوں کرے
اگر راند نتابد سر چو خامہ
اگر ہنکادے مثل قلم کے سر نہ پھیرے
بحکم آنکہ امت پروری را
موافق اسکے کہ امت پالنے کے لیے
چو یوسف با ہزاران کامرانی
جو یوسف باوصف ہزاروں مقصد وری کے
زلیخا آن تمنا را چو دریافت
زلیخا نے اسکی آرزو کو جو دریافت کیا
نخستین خواست استادان آن فن
پہلے اس فن کے استادوں سے چاہا
رسن ہا ہمچون خور از زر بافتندش
رسی اسکے لیے مثل آفتاب کے سونے سے بٹین
زلیخا نیز می پخت آرزو ہے
زلیخا بھی پکاتی یعنی رکھتی تھی وہ آرزو
چو نتوان بی سبب در ابرو بست
جو بے سبب آپ کو اسمین نہ لپیٹ سکتی تھی
دگر میگفت این را چون پسندم
پھر کہتی تھی اس بات کو کیونکر پسند کروں مین
مرصع ساخت بہر زیب و زیور
جڑاؤ بنوائی واسطے زیبائش اور زیور کے
بدستش گرفتادی لعل خوش رنگ
اسکے ہاتھ مین جو پڑتا لعل خوش رنگ

دہد در دم ز راہ دیدہ بیرون
باہر نکال دے فوراً آنکھ کی راہ سے
بخدمتگاری او سرفرازد
اسکی خدمتگاری سے سرفرازی حاصل کرے
وگر خواند نہ پیچد رو چو نامہ
اور جو بلاوے نہ منہ پھیرے مثل خط کے
شبان لائق بود پیغمبری را
چرواہا ہوتا ہے لائق پیغمبری کے
ہمیبرد سر تمنای شبانی
سر رکھتا تھا چرواہے ہونے کی آرزو مین
بہ تحصیل تمنایش عنان تافت
اسکی آرزو کے حاصل ہونے مین باگ موڑی
کہ گردند از برایش یک فلاخن
کہ بناوین اسکے واسطے ایک گوپھن
چو گیسوی معنبر بافتندش
مثل خوشبودار زلف کے اسکے لیے بٹین
کہ گنجاید در و خود را چو موی
کہ سما جاوے آپ اسمین مثل ایک بال کے
بود سدگاہ گاہش زان سبب دست
کہ چھوے کبھی کبھی اس سبب سے ہاتھ اسکا
کہ یک موتار خود بر وی بہ بندم
کہ ایک تار بال اپنے کا اسپر باندھوں مین
چو مژگان خودش از در و گوہر
مثل اپنی پلک کے اپنے موتی اور جواہرات سے
زبیقداری فگندیش چون سنگ
بیقدری سے اسکو ڈالدیتی مثل پتھر کے

وزان پس داد فرمان تا شبانان

بعد اسکے حکم دیا تو چرواہے

جدا سازند تا در برّہ چند

علیحدہ کرین گئی بکریان نہایت عمدہ

چو آہوے ختن سنبل چریدہ

مثل ختن کے ہرنون کے سنبل چرے ہوئے

زرہ سان پشم شان چون مو زنگی

زرہ کیطرح بال انکے مثل حبشیون کے بال کے

زفربہ دنبہا یکسر گرانبار

موٹے اور دنبے بھاری تمام ڈنبے

بہر وادی کہ رفتندی چرازن

جس جنگل مین کہ جاتے چرتے ہوئے

بموج موج باد از سرفرازے

اسپر ہوا اپنے سرفرازی سے لہرا رہی

میان آن رمہ یوسف شتابان

درمیان ان بکریون کے یوسف دوڑتا ہوا

چو مشکین آہو تنہا فتادہ

مثل مشکین ہرن کے اکیلا پڑا ہوا

زلیخا صبر و ہوش و عقل و جانرا

زلیخا نے صبر اور ہوش اور عقل اور جان کو

نگہبانان موکل ساخت چندے

چوکیدار کئی ایک مقرر کئے

بدینسان بود تا میخواست کارش

اسی طرح رہا جبتک چاہتا تھا وہ کام

اگر میخواست در صحرا شبان بود

اگر چاہتا تھا جنگل مین چرواہا ہوتا

رمہ در کوہ و در صحرا چرانان

بکریان جنگل اور پہاڑ چرانے والے

کہ باشد ہر یکے بےمثل و مانند

کہ ہووین ہر ایک بےمثل اور بے مانند

ز گرگان ہرگز آسیبے ندیدہ

بھیڑیون سے کبھی کوئی ایذا نہ دیکھے ہوئے

ز ابریشم فزون در تازہ رنگی

ریشم سے زیادہ نرم اور آبدار

برہ از بس گرانی نرم رفتار

راہ مین موٹے پن سے آہستہ چلنے والے

تو گوئی موج میزد سیل روغن

تو کہے لہرا رہی ہے بہیا تیل کی

گرفتہ صنعت زنجیر سازے

بکری یعنی کی زنجیر بنانے کی کاریگری

چو در برج حمل خورشید تابان

مثل آفتاب روشن کے برج حمل مین

بسوے گوسفندان رو نہادہ

طرف بکریون کے منہ کئے ہوئے

سگ دنبالہ کش کردہ شبانرا

چرواہے کے دامن پکڑنے والے کتے پیچھے کر دیے

کہ دارندش نگاہ از گزندے

کہ بچاوین اسکو ہر ایک تکلیف سے

نبود از دست بیرون اختیارش

نہ باہر تھی اُس کے دست اختیار سے

اگر میخواست شاہ ملک جان بود

اگر چاہتا تھا بادشاہ ملک جان کا تھا

ولی در ذات خود بود آن پریزاد ز شاهی و شبانی هر دو آزاد

اور لیکن آپ تھا وہ پریزاد ذات مین بادشاہی اور چرواہے پن دونون سے جدا

مطالبه کردن زلیخا وصال یوسف ؑ

طلب کرنا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کا وصل

را و استغنا نمودن یوسف ؑ از وی

اور بے پروائی کرنا یوسفؑ کی اُس سے

چو بیند بیدلی دل در نگاری نگیرد کار او هرگز قراری

جب دیکھتا ہے کوئی عاشق دل کسی معشوق مین نہ قرار ہووے کبھی اسکا کوئی کام

اگر نبود بکف نقد وصالش بنسیه عشق بازد با خیالش

اگر نہ ہووے نقد وصل کا اسکے ہاتھ مین ادھار عشقبازی کرے اسکے خیال سے

ولی خونش بود از دل چکیده که افتد کار وی از دل بدیده

لیکن خون اسکے دل سے ٹپکا ہووے کہ پڑے کام اسکا دل سے آنکھون مین

چو یابد بهره چشم اشکبارش فتد اندیشهٔ بوس و کنارش

جب پاوے حصہ اسکی آنسو برسانیوالی آنکھ پڑے فکر بوسہ لینے اور گود لینے کی اسکو

وگر بوس و کنارش هم دهد دست ز بیم هجر باشد رنجه پیوست

اور جب بوس وکنار بھی حاصل ہوتا ہے اسکو جدائی کے ڈر سے ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے

امید کامرانی نیست در عشق صفائی زندگانی نیست در عشق

امید مقصد وری کی نہین ہے عشق مین صفائی زندگانی کی نہین ہے عشق مین

بود آغاز آن خون خوردن و بس بود انجامش از خود مردن و بس

شروع اسکا خون کھانا ہوتا ہے اور بس ہوتا ہے انجام اسکا آپ مرجانا اور بس

براحت کی بود آنکس سزاوار که خون خوردن بود یا مردنش کار

آرام کے لائق کب ہوتا ہے وہ شخص کہ خون کھانا یا مرنا اس کا کام ہووے

زلیخا بود یوسفؑ را ندیده
زلیخا تھی یوسف کو بے دیکھے ہوے

بخوابی و خیالے آرمیده
ایک خواب اور ایک خیال میں آرام پائے ہوئے

بجز دیدارش از هر جستجوئے
سوا اُسکے دیدار کے ہر ایک جستجو سے

نمیدانست خود را آرزوئے
اپنی کوئی آرزو نہ جانتی تھی

چو دید از دیدن او بهره مندی
جب دیکھی اسکے دیکھنے سے نصیبہ وری

ز دیدن خواست طبع او بلندی
دیکھنے سے اسکی طبیعت نے چاہی بلندی

بآن آورد روئے جستجو را
اُسپر لائی منھ خواہش کا

که آرد در کنار آن آرزو را
کہ لاوے گود میں اس آرزو یعنی یوسف کو

ز لعل اوؑ ببوسه کام گیرد
اسکے ہونٹھ سے ساتھ بوسے کے مقصد حاصل کرے

ز سروش با کنار آرام گیرد
سرو اُسکے سے گود میں آرام کرے

بلے نظارۂ گے کاید سوے باغ
سچ ہے سیر کرنے والا جب باغ میں آتا ہے

ز شوق گل چو لاله سینه پر داغ
پھول کے شوق میں مثل لالے کے سینہ داغدار

نخست از روی گل دیدن شود مست
پہلے پھول کی صورت دیکھنے سے ہوتا ہے مست

ز گل دیدن بگل چیدن برد دست
پھول دیکھنے سے طرف پھول توڑنے کے لیجاتا ہے ہاتھ

زلیخا وصل رامی جست چاره
زلیخا وصل کی تدبیر ڈھونڈھتی تھی

ولے میکرد زان یوسف کناره
لیکن یوسف اُس سے کنارہ کرتا تھا

زلیخا بود خون از دیده ریزان
زلیخا آنکھوں سے خون گراتی تھی

ولی میبود یوسفؑ زو گریزان
لیکن یوسف اس سے بھاگتا تھا

زلیخا داشت بس جانسوز داغی
زلیخا رکھتی تھی ایک نہایت جانسوز داغ

ولی میداشت یوسف زو فراغی
لیکن یوسف رکھتا تھا اس سے علیحدگی

زلیخا رخ بدان فرخ لقا داشت
زلیخا منھ اُس مبارک صورت پر رکھتی تھی

ولی یوسف نظر بر پشت پا داشت
لیکن یوسف نظر پاؤں کی پشت پر رکھتا تھا

زلیخا هر یک دیدن همی سوخت
زلیخا ایک مرتبہ دیکھنے کے لیے کڑھتی تھی

ولی یوسف ز دیدن دیده میدوخت
لیکن یوسف آنکھ دیکھنے سے بند کیے رہتا تھا

ز بیم فتنه روی اوؑ نمی دید
فساد کے خوف سے منھ اسکا نہ دیکھتا تھا

بچشم فتنه سوئے او نمی دید
فساد کی نظر سے طرف اُسکے نہ دیکھتا تھا

نیارد عاشق آن دیدار در چشم
آنکھ مین نہین لاتا ہے وہ دیکھنا عاشق
که با یارش نیفتد چشم بر چشم
جب آنکھ اُسکی یار کی آنکھ پر نہ پڑے یعنی مقابل نہو

ز عاشق دمبدم اشکی و آہی
عاشق سے ہر دم ایک آہ اور آنسو یعنی رونا
نباشد جز بامید نگاہی
نہ ہو سوا امید ایک نگاہ یعنی دیکھنے کے

چو یار از حال عاشق دیده پوشد
جب یار عاشق کے حال سے آنکھ چراوے
سزد گش خون دل از دیده جوشد
لائق ہو کہ اسکی آنکھ سے خون دل کا جوش کرے

زلیخا را چو این غم بر سر آمد
زلیخا کے سر پر جو یہ غم آیا یعنی پڑا
باندک فرصتے از پا درآمد
تھوڑے زمانے مین پانو سے آگئی یعنی نہایت عاجز ہوگئی

بر آمد در خزان محنت و درد
نکل آیا رنج اور درد کے بت جھاڑ سے
گل سرخش برنگ لاله زرد
چہرہ سرخ اُس کا مانند لالہ کے زرد

بدل ز اندوه بودش بار انبوه
اُسکے دل پہ رنج کا بوجھ بھاری تھا
سہی سروش خمید از بار اندوه
سیدھا قد اُسکا یعنی پیٹھ جھک گئی رنج کے بوجھ سے

برفت از لعل لب آبی که بودش
گئی اُسکے سرخ ہونٹھ سے وہ رونق کہ تھی
نشست از شمع رخ تابی که بودش
بیٹھی یعنی جاتی رہی اُسکے چہرہ کی شمع سے روشنی کہ تھی

نکردی شانه موی عنبرین بوی
نہ کرتی کنگھی خوشبو دار بالون مین
جز از پنجه که میکندی بآن موی
سوا پنجہ کے کہ اس سے نوچتی تھی بال

بسوی آئینه رخ کم گشادی
طرف آئینے کے منھ کم کھولتی یعنے کم دیکھتی تھی
مگر زانو که بروی رو نهادی
لیکن زانو کہ اُسپر منھ رکھتی یعنی سر جھکائے رہتی تھی

ز بس کز دل فشاندی خون تازه
کثرت سے کہ تازہ خون دل کا گراتی
نگشتی چهره اش محتاج غازه
نہ ہوتی اسکے چہرے کو خواہش گلگونے کی

همه عالم بچشمش چون سیه بود
تمام جہان اُسکی نظر مین جب تاریک تھا
بچشمش سرمه را کی جایگه بود
اسکی آنکھ مین سرمہ کی کب جگہ تھی

ز سرمه زان سیه چشمی نمی جست
سرمے سے اس سبب سے آنکھ سیاہ کرتا نہین چاہتی تھی
که اشک نرگس او سرمه می شست
کہ آنسو اُسکی آنکھ کے سرمہ دھو ڈالتے تھے

زلیخا را چو شد زین غم جگر ریش
زلیخا کا کلیجہ جو اس غم سے زخمی ہوا
زبان سرزنش بگشاد بر خویش
زبان ملامت کی آپ پر کھولی

که ای کارت برسوائی کشیده
کہ اے زلیخا تیرا کام بدنامی پر کھنچا

تو شاہے بر سریر سرفرازے
تو بادشاہ ہے تخت سرفرازی پر

بمعشوقی چو خود شاہی طلبدار
آپ ایسے بادشاہ کو معشوق بنانے کی خواہش کر

عجب تر آنکہ از عجبے کہ دارد
یہ تعجب زیادہ ہے کہ وہ ایک غرور رکھتا ہے

زنانِ مصر گر دانند حالت
عورتین مصر کی اگر جانین حال تیرا

زبان طعنه را بر من کشایند
زبان طعنے کی مجھ پر کھولین

ہمی گفت این ولیکن آن یگانہ
یہ کہتی تھی لیکن وہ یگانہ یعنی زلیخا

کسے از خاطر تو انستی برون کرد
کہ اسکو دل سے باہر کر سکتی

بلی چون دلبری با جان در آمیخت
سچ ہے جب کوئی معشوق جان سے ملگیا

برد پیوند جان از تن بیکدم
کٹتا ہے تعلق جان کا بدن سے دم بھر مین

چہ خوش گفت آن بداغ عشق رنجور
کیا اچھا کہا اس داغ عشق کے بیمار نے

ز سودائے غلام زر خریدہ
غلام مول لیے ہوے کے عشق سے

چرا با بندۂ خود عشقبازے
کیون تو اپنے غلام سے عشقبازی کرتی ہے

که شاہی را بود شاہی سزاوار
کہ بادشاہی کے بادشاہ ہی لائق ہے

بوصل چون توئی سر در نیارد
تجھ ایسی کے وصل پر رضامند نہین ہوتا ہے

رسانند از ملامت صد ملالت
پہونچائین تجھکو نفرین کرنے سے سیکڑون رنج

چو ماہ نو بانگشتم نمایند
مثل دوج کے چاند کے مجھکو انگشت نما کرینگی

نہ زانسان در دل او داشت خانہ
اسی طرح اس کے دل مین رکھتی تھی گھر

بدین افسانہ در دش را فسون کرد
اس کہانی سے اپنے درد پر منتر پڑھتی تھی

نیارد جان از و پیوند بگسیخت
جان سے اسکا پیوند نہین ٹوٹ سکتا ہے

ولے با او بود جاوید محکم
لیکن ساتھ اس کے تعلق مضبوط ہوتا ہے

کہ بو از مشک و رنگ از گل شود دور
کہ مشک سے خوشبو اور رنگ پھول سے دور ہوجاتا ہے

ولے بیرون بود ز امکان عاشق
لیکن باہر ہوتا ہے عاشق کی قوت سے

کہ گوید ترک جانان جان عاشق
کہ چھوڑ دے معشوق کو جان عاشق کی

یعنی زلیخا اپنی طرف خطاب کر کے کہتی ہے کہ تو ایک اپنے زرخرید غلام یعنی یوسف علیہ السلام کے عشق کے سبب سے بدنام ہوئی ہے ۱۲

پرسیدن دایہ از زلیخا سبب

پوچھنا دایہ کا زلیخا سے سبب

گداختن وی در مشاہدہ شمع جمال یوسف ؑ

گھلنے اسکے کا یوسف علیہ السلام کے شمع جمال دیکھنے میں

زلیخا را چو دایہ آنچنان دید
زلیخا کو جب دایہ نے ایسا دیکھا

ز دیدہ اشک ریزان حال پرسید
رو رو کر اسکا حال پوچھا

کہ ای چشم بدیدار تو روشن
کہ اے آنکھ میری تیرے دیکھنے سے روشن

دلم از عکس رخسار تو گلشن
دل میرا تیرے چہرے کی روشنی سے باغ باغ

دلت پر رنج و جانت پر ملالست
دل تیرا رنجیدہ اور تیری جان رنجیدہ ہے

ندانم ترا اکنون چہ حالست
میں نہیں جانتی اب تیرا کیا حال ہے

ترا آرامگہ جان پیوستہ درپیش
تیرا آرام جان یعنی یوسف ہمیشہ سامنے ہے

چہ میسوزی ز بی آرامی خویش
کیون اپنی بےچینی سے جلتی ہے تو

دران وقتیکہ از وی دور بودی
اسوقت میں کہ اس سے دور تھی تو

اگر میسوختی معذور بودی
اگر جلتی تھی معذور رہی تھی تجکو

کنون در عین وصل این سوختن چیست
اب عین ملاقات میں یہ جلنا کیوں ہے

بداغش شمع جان افروختن چیست
اسکے داغ سے شمع جان کو روشن کرنا کیسا ہے

کرا از عاشقان این دست دادست
عاشقوں سے کس کو یہ بات حاصل ہوئی ہے

کہ معشوقش بخدمت سر نہادست
کسکے معشوق نے خدمت میں سر جھکایا ہے

ہمین بس طالع فرخندۂ تو
یہی بہت ہے تیرے نصیب کی مبارکی

کہ سلطان تو آمد بندۂ تو
کہ تیرا بادشاہ یعنی معشوق ہوا بندہ تیرا

مہی لائق بتاج پادشاہی
ایک بزرگ لائق تاج بادشاہی کے

بفرمان تو شد دیگر چہ خواہی
تیرا تابعدار ہوا اور کیا چاہتی ہے تو

بروییش خرم و دلشاد می باش
زغمهای جهان آزاد میباش

اُسکے منھ سے خوش اور خرم رہ
جہان کے غمون سے بے فکر رہ

زسرو لاله رنگش کام میگیر
برفتار خوشش آرام میگیر

سرو لاله رنگ اسکے سے مقصد حاصل کرتی رہ
اسکی خوش رفتاری سے آرام پاتی رہ

لبش می بین و جان می پرور ازوے
زلال کامرانی میخور ازوے

ہونٹھ اسکے دیکھ اور جان کی پرورش کر اس سے
مقصد کا میٹھا پانی اُس سے پیتی رہ

زلیخا چون شنید اینها ز دایه
سرشکش را ز دل خون داد مایه

زلیخا نے جو دایہ سے یہ باتین سنین
اُسکے آنسو کو دل نے خون سے تقویت دی

ز ابر دیده خون دل فرو ریخت
بپیشش قصهٔ مشکل فرو ریخت

آنکھ کی بدلی سے خون دل کا گراتی تھی
اسکے سامنے یہ مشکل قصہ بیان کرنے لگی

بگفت اے مهربان مادر همانا
نه چندان لبشر کار دانا

کہا اے مادر مہربان حقیقت مین
میرے کام کا بھید تو اسقدر نہین جانتی ہے

نمیدانی که من بر دل چه دارم
ازان جان جهان حاصل چه دارم

تو نہین جانتی ہے کہ مین دل پر کیا رنج رکھتی ہون
اس معشوق سے کیا فائدہ رکھتی ہون مین

بخدمت پیش رویم ایستاده
ولے بنجید مستے را داد و داده

سامنے میرے خدمت مین کھڑا ہوا ہے
لیکن نافرمانی کا حق ادا کرتا ہے

ز من دوری نباشد هیچگاهش
ولے بر من هرگز نگاهش

مجھ سے دوری کسی وقت نہین ہوتی ہے اسکو
لیکن میری طرف کبھی اُسکو نگاہ نہین ہوتی ہے

بران تشنه بباید زار بگریست
که بر لب آب و باید تشنه اش زیست

اس پیاسے پر بہت رونا چاہیے
کہ ہونٹھ پر پانی اور وہ پیاسا جیتا رہے

چو رویم شمع خوبے بر فروزد
دو چشم خود به پشت پای دوزد

جب چہرہ میرا خوبصورتی کی شمع روشن کرتا ہے
دونون آنکھین اپنی پانوپر یعنی نیچے جھکا لیتا ہے

بدین اندیشه آزارش نجویم
که لغشت پایش به باشد ز رویم

اس خیال سے اُسکو ایذا نہین دیتی ہون مین
کہ اُسکے پانون کی پیٹھ میرے چہرے سے بہتر ہوگی

چو بگشایم بدو چشم جهان بین
به پیشانی نماید صورت چین

جب کھولتی ہون مین اسکی طرف آنکھ جہان دیکھنے والی
پیشانی پر دکھاتا ہے صورت شکن کی

قصۂ مشکل سے مراد اپنا حال مطلب کا دایہ کے سامنے زلیخا رونے لگی اور اپنا حال اسطرح بیان کرنے لگی ۱۲ ... نفع کے معنی ... تحقیق کرا اور ... دانا کے معنی ...

بران چین سرزنش از من روا نیست
اس شکن پر ملامت مجھ سے روا نہین ہے

زابرویش مرا در دل گرہہاست
اسکی ابرو سے میرے دل مین گرہین ہین

چنین کز وی گرہ در کارم افتاد
ایسی کہ اس سے گرہ میرے کام مین پڑی

دہانش کز سخن با من بہ تنگست
اسکا منھ کہ میرے بات کرنے سے تنگ ہے

زلعلش در دہانم آب گردد
ہونٹھ اسکے سے میرے منھ مین پانی بھر آتا ہے

قدش کامد نہال آرزویم
قد اسکا کہ آیا درخت میری آرزو کا

چو خواہم کز دہانش سیب چینم
جب چاہتی ہون کہ اسکے منھ سے سیب توڑون مین

زچاہ غبغبش چون کام خواہم
اسکی ٹھڈی کے کنوئین سے جو مقصد چاہتی ہون مین

برشکم زآستین او کہ پیوست
اسکی آستین سے رشک مین ہون کہ ہمیشہ

زدامانش زنم در جیب جان چاک
دامن اسکے سے جان کا دامن چاک کرتی ہون مین

چو دایہ این سخن بشنید بگریست
جب دایہ نے یہ بات سنی روئی

فراقی کافتد از دوران ضروری
جو جدائی کہ زمانے سے ضرور حاصل ہو

غم ہجران ہمین یک سختی آرد
جدائی کا غم ایک ہی سختی رکھتا ہے

کہ از وی ہرچہ می آید خطا نیست
کہ اس سے جو کچھ ہو خطا نہین ہے

کزان کج نیست کارم بیگرہ راست
بلکہ اسکی کجی سے نہین ہے میرا کام بے گرہ کے سیدھا

نظر کردن بوی دشوارم افتاد
اسکی طرف دیکھنا مجکو مشکل پڑا

بجز خون خوردنم از وی چہ رنگست
سوا میرے خون کھانے کے اسکو کیا فائدہ ہے

بچشم آب خون ناب گردد
میری آنکھ مین پانی خالص خون ہوتا ہے

ز رحمت کم شود مایل بسویم
رحمت سے میری طرف کم مائل ہوتا ہے

نچیدہ سیب صد آسیب بینم
بے سیب توڑے ہوے سو تکلیفین دیکھتی ہون مین

بچاہ غم کند آرام گاہم
غم کے کنوئین مین میری آرام گاہ بناتا ہے

بدستان یافتہ بر ساعدش دست
مکر سے پایا اسکے پہونچے پر اختیار

کہ دارد پیش پایش روی بر خاک
کہ رکھتا ہی آگے پاؤن اسکے کے منھ خاک پر

کہ با حالی چنین مشکل توان زیست
کہ ایسے حال سے مشکل ہے جینا

بہ از وصلی برین تلخی و شوری
بہتر ایسے وصل سے اس پریشانی اور تکلیف مین

چنین وصلی دو صد بدبختی آرد
ایسا وصل دوسو کم نصیبیان پیدا کرتا ہے

فرستادن زلیخا دایه را نزدیک یوسف ع

بھیجنا زلیخا کا دایہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے

بطلب مقصود و اباء نمودن او

پاس خواہش مقصد مین اور انکار کرنا اُن کا

زلیخا با غم با این درازے
زلیخا نے اس ایسے بڑے غم مین
بگفت ای از تو صد یاریم بوده
کہا اے دایہ تجھ سے سیکڑون مدد مین مجکو ملین
مرا یکبار دیگر یاری کن
میری ایک بار اور مدد کر
قدم از تارک من کن بسویش
میرے سر سے کر طرف اُس کے قدم یعنی جا
کہ ای سرکش نہال ناز پرورد
کہ اے ناز کے پالے ہوے بلند درخت
ز بستان جمال و گلشن ناز
باغ جمال اور ناز کے باغ سے
زجان و دل گل و آبی سرشتند
جان اور دل کی پانی اور مٹی سے گوندھا
چو برگ سربلندی داد آن شاخ
جب سامان سر بلندی کا دیا اس شاخ کو
عروس دہر تا در زادن افتاد
زمانے کی دلہن نے جب سے پیدا کرنے لگی

چو دید از دایہ رحم و دلنوازے
دایہ سے جو رحم اور دلنوازی دیکھی
بہر کارے ہوا داریم بوده
ہر ایک کام مین ہمدردی مجکو ہوئی
ز غمخواریم بین غمخواری کن
غمخواری سے مجکو دیکھ ایک غمخواری کر
زبان من شنو از من بگویش
میری زبانی سُن میری طرف سے کہہ اُسکو
رخت را از لطافت ناز پرورد
تیرے منھ کو لطافت سے ناز نے پالا
نرستہ چون قدت سرو سرفراز
نہ پیدا ہوا ہتیل تیرے قد کے سرو سے بلند
درو شاخی ز باغ سدره گستند
اسمین ایک شاخ باغ سدرہ سے بوئی
سہی سرو تواش خوانند گستاخ
تیرے اُس سیدھے سرو کو کہا گستاخ
ز تو پاکیزه تر فرزند کم زاد
تجھ سے زیادہ پاکیزہ لڑکا کم جنا

بفرزندیت آدم چشم روشن

تیرے فرزند ہونے سے آدم کی آنکھ روشن

کمال حسن تو حد بشر نیست

کمال تیرے حسن کا حد انسان کی نہین ہے

پری را اگر بودی شرمساری

پری کو جو نہ ہوتی شرمندگی

فرشتہ گرچہ بر چرخ برین ست

فرشتہ اگرچہ آسمان برتر پر ہے

فلک زینسان بلندت ساخت پایہ

آسمان نے اسطرح بلند کیا تیرا مرتبہ

زلیخا گرچہ زینسان دلربا یست

زلیخا اگرچہ اسطرح کی دلربا ہے

ز طفلی داغ تو بر سینہ دارد

لڑکپن سے تیرا داغ سینے پر رکھتی ہے

بملک خود سہ بارت دید در خواب

اپنے ملک مین تین بار تجکو خواب مین دیکھا

گہے چون آب در زنجیر بودست

کبھی مثل پانی کی لہر کے رہی ہے

کنون ہم گشتہ زین سودا چو موے

اب بھی ہوگئی اس سودا سے مثل ایک بال کے

بتو گروست نقد زندگی گم

تیرے واسطے نقد زندگی کا کھو دیا ہے

بہ لب ہستی زلال زندگانی

تیرے ہونٹھ مین ہے ٹھنڈا پانی زندگی کا

رضا دہ تا ز لعلت کام گیرد

اجازت دے تو تیرے لب سے مقصد حاصل کرے

زگلرویت عالم تازہ گلشن

تیرے گلرو ہونے سے باغ جہان تازہ ہے

پری از خوبی تو بہرہ ور نیست

پری تیری خوبی سے نصیبہ ور نہین ہے

نماندے از تو در کنج توارے

نہ ہتی تجھ سے گوشہ پوشیدگی مین

بپیش روی تو سر بر زمین ست

تیرے منھ کے آگے سر زمین پر ہے

فگن بر مبتلائے خویش سایہ

اپنے عاشق پر اپنا سایہ ڈال

فتادہ در کمندت مبتلا ئیست

تیری کمند مین گرفتار پڑی ہے

ز سودایت غم دیرینہ دارد

تیرے سودا کا غم پرانا رکھتی ہے

وزان عمریست ماندہ در تب و تاب

اسوقت سے ایک عمر گذر گئی ہے بیقراری مین

گہے چون باد در شبگیر بودست

کبھی مثل ہوا کے راتون سے مین پریشان رہی ہے

ندارد جز تو در دل آرزوئے

نہین رکھتی ہے تیرے سوا دل مین کوئی آرزو

ترحم کن خوشست آخر ترحم

رحم کر آخر رحم کرنا اچھا ہے

چہ باشد قطرہ گر بروی فشانی

کیا خوب ہو جو ایک قطرہ اسپر چھڑکے تو

بود سوز دلش آرام گیرد

شاید اسکا سوز دل آرام قبول کرے

بقد ہستی نہال میوہ آور
قد مین ہے تو درخت میوہ پیدا کرنیوالا
قدم نہ تا سر اندازد بپایت
قدم رکھ تو تیرے پانؤن پر سر رکھے
چہ کم گردد زجاہ چون تو شاہے
کیا کمی ہو جائے تجھ ایسے بادشاہ کے مرتبے سے
ہوس دارد کہ با چندین عزیزی
آرزو رکھتی ہے کہ باوصف اسقدر عزیزی کے
چو یوسف این سخن از دایہ بشنود
یوسف نے جو دایہ سے یہ بات سنی
بدایہ گفت کاے دانا بہر راز
دایہ سے کہا کہ اے ہر بھید کی واقف کار
زلیخا را غلام زر خریدم
مین زلیخا کا زر خرید غلام ہون
گل و آبم عمارت کردۂ اوست
خمیر میرا تعمیر کیا ہوا اُس کا ہے
اگر عمرے کنم نعمت شمارے
اگر ایک عمر اسکی نعمتون کا شمار کرون مین
سرم بر خط فرمانش نہادہ
اُسکے حکم بجالانے پر سر رکھے ہوے ہون مین
ولے گو بر من این اندیشہ مپسند
لیکن کہہ ایسا خیال میری طرف پسند نہ کرے
ز بد فرمان نفس معصیت راہی
برے حکم نفس گناہگاری تک لیجانیوالی سے
بفرزندی عزیزم نام بردہ است
عزیز نے فرزندی مین مجکو مشہور کیا ہے

چہ باشد گر خورد از میوہ ات بر
کیا ہو جو تیرے میوہ سے برخوردار ہووے
رطب چیند ز نخل دلربایت
چھوہارے توڑے تیرے دلربا درخت سے
اگر گاہی کنی سویش نگاہے
اگر کبھی ایک نگاہ اسکی طرف کرے تو
کند پیش کنیزانت کنیزی
تیری لونڈیون کے آگے کرے غلامی
بپاسخ لعل گوہر بار بکشود
جواب مین موتی برسانے والے ہونٹھ کھولے
مشو بہر فریب من فسون ساز
میرے دھوکا دینے کے لیے منتر مت پڑھ
بسا از وے عنایتہا کہ دیدم
اس سے بہت عنایتین کہ دیکھی ہین مین نے
دل و جانم وفا پروردۂ اوست
دل اور جان میری اسکی وفا کی پرورش پائی ہوئی ہے
نیارم کردن اوراحق گزاری
مین اُسکا حق نہین ادا کر سکتا ہون
بخدمتگاریم اینک ستادہ
ابتک اسکی خدمتگاری مین کھڑا ہون مین
کہ سر پیچم ز فرمان خداوند
کہ سرتابی کرون مین مالک کے حکم سے
نہم در تنگنای معصیت پاے
گناہگاری کی تنگ گلی مین قدم رکھون مین
امین خانۂ خویشم شمرداست
امانتدار اپنے گھر کا مجکو شمار کیا ہے

نیم جز مرغ آب و دانهٔ او
مین سوائے اسکے آب و دانہ کھانیکے کسی لائق نہین ہون

خدائے پاک را در هر سرشتی
ہر ایک خلقت یعنی شخص مین خدائے پاک کا

بود پاکیزه طینت پاک کردار
ہوتے ہین ہر پاک اصل کے پاک کام

ز مردم سگ ز سگ مردم تر آید
انسان سے کتا اور کتے سے آدمی نہین پیدا ہوتا ہے

بسینه سر اسرائیل دارم
سینے مین بھید حضرت یعقوب کے رکھتا ہون مین

اگر هستم نبوت را سزاوار
اگر مین پیغمبری کے لائق ہون

گلے ام راز ها در وے نهفته
ایک پھول ہون مین جس مین بھید چھپے ہوئے ہین

معاذ الله که کاری پیشه سازم
پناہ خدا کہ اس کام کا پیشہ کرون مین

زلیخا این هوس گو دور میدار
زلیخا سے کہہ اس ہوس کو دور رکھے

که من دارم ز فضل ایزد پاک
کہ خدائے پاک کے فضل سے رکھتا ہون مین

خیانت چون کنم در خانهٔ او
چوری اسکے گھر مین کیونکر کرون مین

جدا گانه بود کارے و کشتی
علحدہ ہوتا ہے ایک کاروبار یعنی طبائع کے مختلف ہین

زنا زاده نباشد جز زناکار
سوا زناکاری کے بد اصل سے کچھ نہین ہوتا

ز گندم جو ز جو گندم نیاید
گیہون سے جو اور جو سے گیہون نہین نکلتا ہے

بدل دانائی از جبریل دارم
دل مین دانائی جبرئیل سے رکھتا ہون مین

بود ز اسحاقم استحقاق این کار
حضرت اسحاق سے ہوتی ہے مجکو تحقیق بدی اس کام کی

ز گلزار خلیل الله شگفته
باغ حضرت ابراہیم سے کھلا ہوا

که دارد از ره این قوم بازم
جو رکھے اس قوم کی راہ سے علحدہ مجکو

دل خویش و مرا معذور میدار
اپنے دل سے اور مجکو معاف رکھے

امید عصمت از نفس هوسناک
امید پاکی کی ہوس بھری نفس سے

رفتن زلیخا پیش یوسف و تضرع نمودن
جانا زلیخا کا سامنے حضرت یوسف کے اور زاری کرنا

و عذر کردن یوسف از حصول مراد
اور عذر کرنا یوسف کا مراد حاصل ہونے سے

۱۲ اسرائیل نام یعقوب پیغمبر علیہ السلام کا ہے ۱۲

این قوم مراد حضرت یعقوب اور حضرت اسحاق اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے ۱۲

چو دایہ باز لیخا این سخن گفت
جب دایہ نے زلیخا سے آکر یہ بات بیان کی
ز گفت او چو زلف خود برآشفت
اُسکے کہنے سے مثل اپنی زلف کے پریشان ہوئی

بر خسار از مژہ خون جگر ریخت
منہ پر پلکون سے خون کلیجے کا گرایا
ز بادام سیہ عناب تر ریخت
آنکھ سیاہ سے آنسو سرخ گرائے

خرامان ساخت سرو راستین را
خرامان کیا سرو سیدھے کو یعنی کھڑی ہوئی
بسر سایہ فگند آن نازنین را
اُس نازنین کے سر پر سایہ ڈالا یعنی یوسف کی پاس گئی

بدو گفت ای سر من خاک پایت
اُس یعنی یوسف سے کہا اے میرا سر تیرے پانوں کی خاک ہو
سرم خالی مبادا از ہوایت
سر میرا تیری خواہش سے خالی نہ ہووے

ز مہرت یک سر مویم تہی نیست
تیری محبت سے میرے سر کا کوئی بال خالی نہین ہے
سر موی ز خویشم آگہی نیست
آپ سے مجھکو بال برابر یعنی مطلق خبر نہین ہے

خیال تست جان اندر تن من
میرے بدن کی جان ہے خیال تیرا
کمند تست طوق گردن من
طوق گردن میری کا تیری کمند زلف ہے

اگر جانست غم پروردۂ تست
اگر جان ہے تیرے غم کی پالی ہوئی ہے
وگر تن جان بلب آوردۂ تست
اور جو بدن لب پر جان لایا ہوا تیرا ہے

ز حال دل چگویم خود کہ چونست
اپنے حال سے کیا کہون مین کہ کیسا ہے
ز چشم خونفشان یکقطرہ خونست
خون گرانیوالی آنکھ سے ایک قطرہ خون کا ہے

چنان در لجہ عشق توام غرق
تیرے عشق کے دریا مین ایسی غرق ہون مین
کہ زو خالی نیم از پای تا فرق
کہ اس سے سر سے پانون تک خالی نہین ہون مین

زمن فصاد ہر رگ را کہ کاود
فصد کھولنے والا میری جب رگ کو چاک کرے
بجای خون غمت بیرون تراود
بجائے خون کے تیرا غم باہر ٹپکے

چو یوسف این سخن بشنید بگریست
جب یوسف نے یہ بات سُنی رو دیا
زلیخا آہ زد کاین گریہ از چیست
زلیخا نے آہ ماری کہ یہ رونا کیون ہے

مرا چشمی تو خندان چون نشینم
تو میری آنکھ ہے کیونکر خندان بیٹھون مین
کہ چشم خویش را در گریہ بینیم
جب اپنی آنکھ کو رونے مین دیکھون مین

چو از مژگان فشانی قطرہ آب
جب پلک سے گراتا ہی تو قطرہ پانی کا یعنی آنسو
چو آتش افگند در جان من تاب
آگ کی طرح میری جان مین جلن ڈالدیتا ہے

زمعجزہای حسن تست دانم
تیرے حسن کے معجزون سے ہے جانتی ہون مین

چو یوسف دید زو اندوہ بسیار
جب یوسف نے اُسکو نہایت رنجیدہ دیکھا

بگفت از گریہ زانم دل شکستہ
کہا رونے سے اس سبب سے مین دل شکستہ ہون

چو زد عمہ براہ مہر من گام
جب پھوپھی نے میری محبت کی راہ مین قدم رکھا

زا خواہم پدر چون دوست تر داشت
مجکو باپ جو اور بھائیون سے زیادہ چاہتا تھا

زنزدیک پدر دورم فگندند
باپ کے پاس سے مجکو دور ڈال دیا

شود دل دمبدم خون در بر من
سینے مین میرا دل ہر دم خون ہوا کرتا ہے

بلے سلطان معشوقان غیور است
سچ ہے بادشاہ معشوقون کا وہ خدا ہے

نمی خواہد ز انجام و ز آغاز
نہ چاہے گا اول اور آخر سے

برعنائی چو سروے سرفرازد
خود آرائی سے جب کوئی سرو سر بلند کرتا ہے

بزیبائی چو ماہے رخ فروزد
خوبصورتی مین جو کوئی چاند منھ چمکاتا ہے

رسد چون خور باوج چرخ دوار
ہوپنچتا ہے جب آسمان گردش کھانیوالا کی بلندی پر آفتاب

چو مہ را ایر برآید قالب از نور
جب چاند کا قلب نور سے بھرا نکلتا ہے

کہ از آب افگنی آتش بجانم
کہ پانی سے آگ ڈالتا ہے تو میری جان مین

شد از لب ہمچو چشم خود گہربار
ہوا لب سے مثل اپنی آنکھ کے موتی برسانیوالا

کہ نبود عشق کس بر من خجستہ
کہ کسی کو میرا عشق مبارک نہین ہوتا ہے

بدزدی در جہانم ساخت بدنام
چوری مین مجکو جہان مین بدنام کیا

نہال کین من در جان شان کاشت
میرے کینے کا درخت انکی جان مین بویا

بخاک مصر مہجورم فگندند
ملک مصر مین جدا کر مجکو ڈالا

کہ تا عشقت چہ آرد بر سر من
کہ نہ معلوم تیرا عشق میرے سر پر کیا لاوے

بشرکت ملک معشوقیش دور است
اسکی معشوقی کا ملک شرکت سے دور ہے

درین منصب کسی را باخود انباز
اس منصب مین کسی کو اپنا ہمسر

چو سایہ زیر پایش پست سازد
مثل سایہ کے اُسکو پانو کے نیچے روندتا ہے

ز برق غیرتش خرمن بسوزد
غیرت کی بجلی سے اسکا کھلیان جلاتا ہے

بسوے مغربش سازد نگونسار
پچھم کی طرف اسکو ڈھکیلتا یعنی غروب کرتا ہے

کند رنج محاقش زار و رنجور
کرتا ہے رنج مہینے پورے ہونیکا اسکو ضعیف اور رنجیدہ

غیور بفتح اول کے معنی صاحب رشک
رعنائی کے معنی خود آرائی اور ...
قالب کے معنی کالبد یعنی سانچا
محاق بالضم کے معنی ...

زلیخا گفت کای چشم و چراغم
زلیخا نے کہا کہ اے چشم وچراغ میرے
نمی گویم که در چشمت عزیزم
نہین کہتی ہون کہ تیری نظر مین عزیز ہو نہین
چه باشد گر کنیزی را نوازی
کیا ہو اگر تو ایک لونڈی کو سرفراز کرے تو
نیاید زین کنیز کمترینه
نہو سکے گا اس نہایت کمتر لونڈی سے
نه من از جان فزون میدارمت دوست
مین تجکو کیا جان سے زیادہ عزیز نہین رکھتی ہون
کسی آزار جان خود نخواهد
کوئی شخص اپنی جان کی ایذا نہین چاہتا ہے
مرا از تیغ مهرت دل دو نیم است
تیری محبت کی تلوار سے میرا دل دو ٹکڑے ہے
بکن لطفی و از لب کام من ده
ایک مہربانی کر اور ہونٹھ سے میرا مقصد دے
بزن یک گام در همراهی من
مار ایک قدم میرے ساتھ چلنے مین
جوابش داد یوسف کای خداوند
جواب اسکو دیا یوسف نے کہ اے مالک
برون از بندگی کاری ندارم
بندگی سے باہر کوئی کام نہین رکھتا ہون مین
خداوندی مجو از بنده خویش
اپنے بندے سے خداوندی مت ڈھونڈھ
کیم من تا ترا دمساز گردم
مین کون ہون کہ تیرا دوست ہون مین

فروغ تو ز مه داده فراغم
روشنی تیری نے چاند کی روشنی سے مجکو بے پرواکردیا
کنیزان ترا کمتر کنیزم
تیری ادنی لونڈیون کی لونڈی ہون مین
ز بند محنتش آزاد سازی
رنج کے پھندے سے اس کو آزاد کرے تو
بجز شوق درون و سوز سینه
سواے شوق دل اور سوز جگر کے
گمان دشمنی بردن نه نیکوست
گمان دشمنی کا تجکو لیجانا بہتر نہین ہے
بهیچ آفت روان خود نخواهد
کوئی آفت اپنی جان پر نہین چاہتا ہے
ترا از کین من چندین چه بیم است
پھر تجکو میری دشمنی سے اس قدر کیا خوف ہے
زمانی رام شو آرام من ده
تھوڑے دن تابعدار ہو مجکو آرام دے
ببین جاوید دولتخواهی من
دیکھ میری ہمیشہ کی دولت خواہی کو
منم پیشت بلند بندگی بند
مین تیرے آگے قید بندگی مین بندھا ہون
بقدر بندگی فرمای کارم
موافق بندگی کے بتلاؤ کام مجکو
بدین لطفم مکن شرمنده خویش
اس مہربانی سے اپنا شرمندہ مجکو مت کر
درین خوان با عزیز انباز گردم
اس خوان مین عزیز کے ساتھ شریک ہون مین

سلہ یعنی تیری روشنی نے مجکو چاند کو دیکھنے سے بے پروا کردیا ۱۲
سلہ۲ یعنی جب مین تجکو اپنی جان سمجھتی ہون پس جان سے کوئی زیادہ عزیز نہین ہو سکتا ۱۲
سلہ۳ روان کے معنی جان ۱۲
یوسف از مهر او عذر آوردن [illegible]
سلہ۴ [illegible] معنی دشمنی اور بالفعل [illegible] زمانی کے معنی تھوڑا وقت ۱۲
سلہ۵ بند اول کے معنی قید اور زنجیر اور بیڑی اور بند ثانی کے معنی بندھا اور محبوس ہے ۱۲
سلہ۶ انباز [illegible] اور شریک ہے ۱۲

بباید پادشه آن بنده را کشت
ایسے بندے کو بادشاہ کو مار ڈالنا چاہیے

که زد در ریگ نمکدان باوی انگشت
کہ ایک نمکدان مین برابر اُسکے انگلی ڈالے

مرا به گر کنی مشغول کارے
مجکو بہتر ہے جو تو کسی ایسے کام مین مشغول کر دے

که دروی بگذرانم روزگارے
کہ اُسمین ایک زمانہ گذر کرون مین

ز خدمتگاریت سر بر نیارم
تیری خدمتگاری سے سر نہ اوٹھاؤنگا مین

بصد جهد حق خدمتگزارم
تسو کوشش سے تیری خدمت کا حق ادا کرونگا مین

ز خدمت بندگان آزاد گردند
خدمت سے غلام آزاد ہو جاتے ہین

بمنشور عنایت شاد گردند
عنایت کے فرمان سے خوش ہو جاتے ہین

ز نیکو خدمتان خاطر شود شاد
اچھی خدمت کرنیوالون سے دل خوش ہو جاتا ہے

نگردد بنده بد خدمت آزاد
بُری طرح خدمت کرنیوالا غلام آزاد نہین ہوتا ہی

زلیخا گفت کای فرخنده اختر
زلیخانے کہا کہ اے مبارک نصیب

که هستم پیش تو از بنده کمتر
تیرے آگے مین بندے سے بھی کمتر ہون

بهر جا یکه کارے آیدم پیش
جس جگہ کوئی کام مجھے پیش آتا ہے

بود آنجا بیا صد کارگر بیش
سو سے زیادہ کام کرنیوالے وہان موجود ہو جاتے ہین

چه خوش باشد که ایشانرا گذارم
کیا اچھا معلوم ہو جب اُن کو چھوڑ دون مین

بهر کارے ترا در کار دارم
مجکو ہر ایک کام مین نوکر بناؤن مین

بود پا از براے ره سپردن
پاؤن راہ چلنے کے واسطے ہوتے ہین

نباید دیده را چون پا شمردن
آنکھ کو مثل پاؤن کے نہ سمجھنا چاہیے

بجاے پا چو ره پر خار بینے
پاؤن کی جگہ جب راہ کانٹے بھری ہو دیکھے تو

اگر دیده نهی آزار بینے
اگر آنکھ رکھدے تو تکلیف دیکھے تو

چو یوسف این سخن بشنید زو گفت
یوسف نے جب زلیخا سے یہ بات سنی اُس سے کہا

که ای جان دولت با مهر من جفت
کہ اے زلیخا تیری جان اور دل میری محبت سے بھر رہے

چو صبح از صادقی در مهر رویم
مثل صبح سچے کے سچائی سے آگے میرے چہرے کے آفتاب کے

مزن دم جز بوفق آرزویم
دعوت مت کر میرے موافق آرزو کے سوا

مرا چون آرزو خدمتگزاریست
مجکو جب خدمتگاری کی آرزو ہے

خلاف آن نه رسم دوستداریست
خلاف اسکے طریقہ دوستداری کا نہین ہے

دلی کو مبتلای دوست باشد

جو دل کہ عاشق دوست کا ہو

رضای خود بباز و در رضایش

بلکہ خوشی اپنی ہار یعنی کھو دیتا ہے اُس کی خوشنودی مین

ازان یوسف ہمیداد این سخن ساز

اس سبب سے یوسف علیہ السلام بات بناتا تھا

ز صحبت داشت بیم فتنہ و شور

بلکہ صحبت سے خوف فساد اور بدنامی کا رکھتا تھا

خوش آن پنبہ کہ از آتش گریزد

وہی روئی بہتر ہے کہ آگ سے بھاگ یعنی دور رہے

مراد او رضای دوست باشد

مراد اُسکی خوشی معشوق کی ہو

نہد روی رضا بر خاک پایش

منھ خوش ہونیکا اُسکے پاؤنکی خاک پر رکھد یتا ہے

کہ تا در خدمت از صحبت رہد باز

کہ خدمت کے حیلے مین صحبت سے چھوٹ جاوے

بخدمت خواست تا گردد از و دور

خدمت کے حیلے مین چاہتا تھا کہ اُس سے دور رہے

چو نتواند کہ با آتش ستیزد

جب آگ سے لڑ نہین سکتی ہے

فرستادن زلیخا یوسف را بجانب باغ و مہیّا ساختن اسباب او

بھیجنا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کو طرف باغ کے اور اُس کے واسطے سامان موجود کرنا

چمن پیرای بلبل این حکایت

اس داستان کا باغ سنوارنے والا یعنی باغبان نے

کہ چون یوسف ز لبہای شکر خا

کہ جب یوسف نے اپنے شکر کھانیوالے ہونٹھ سے

زلیخا داشت باغی وہ چہ باغی

زلیخا ایک باغ رکھتی تھی ایسا اچھا باغ

بگردش زات و گل سوری کشیدہ

چاروں طرف اُس کے بیار دیواری کھنچی ہوئی

چنین کرد از کہن پیران روایت

پرانے بڈھوں سے اسطرح روایت کی

فشاند این تازہ شکر بر زلیخا

گرائی یہ تازہ شکر زلیخا پر یعنی زلیخا سے کہا

کز و بر دل ارم را بود داغی

جس سے باغ بہشت کے دل پر داغ تھا

گل سوری ز اطرافش دمیدہ

پھول سرخ اُس کے کنارے پر لگے ہوئے

ازان یعنی اس سبب سے مطلب یہ کہ یوسف اس سبب سے اس قسم کی باتین کرتا تھا کہ زلیخا کی ہمصحبتی سے باز رہے اور کوئی کام علیحدہ اپنے ذمہ لے۔ مطلب یہ کہ روئی کے لیے آگ سے دوری [illegible]

[illegible]

درختانش کشیده شاخ در شاخ
درخت اس کے بلند نہایت گنجان
چنارش را قدم بر دامن سرو
چنار اس کے کا قدم سرو کے دامن پر
نشسته گل ز غنچه در عماری
بیٹھے ہوئے پھول کلیون کی عماری مین
چمن تاریخ بن را صحن میدان
چمن درخت تاریخ کا صحن میدان
دران میدان که خالی بود ز آفت
اس میدان مین که آفت سے خالی تھا
قد رعنا کشیده نخل خرما
قد اچھا بلند چھوہارے کے درخت کا
ز حلوا خرمنی هر خوشه ازوی
حلوے کا ایک کھلیان اسکی ہر ایک بالی سے
بسان دایگان پستان انجیر
مثل دائیون کے چھاتیان یعنی بونڈیان انجیر کی
بدان هر مرغکی انجیر خواره
اپنے ہر ایک انجیر کھانے والا پرند
فروغ خور بصحنش نیمروزان
روشنی آفتاب کی اسکے صحن مین دوپہر کو
بهم آمیخته خورشید و سایه
آپس مین ملا ہوا یعنی کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤن نے
زجنبش لمعهای نور در ظل
حرکت روشنیون یعنی اجالے کی سایے مین
عنادل زان جلاجل نغمه پرواز
بلبلین اس جھانجون سے راگ گانیوالی

به تنگ آغوشی هم نیک گستاخ
آپس کی تنگ آغوشی مین بہت گستاخ یعنی برابر برابر
حمائل دستها در گردن سرو
ہاتھ سرو کی گردن مین حمائل کیطرح پڑے ہوے
بکفش نارون در چیره دارے
نارون انکی سر و بنیچے چھتری لگائے ہوے
بکف تاریخ و شاخش گوی و چوگان
ہاتھ مین تاریخ مثل گیند کے اور ٹہنیان مثل چوگان
ربوده از همه گوی لطافت
سب سے لطافت مین سبقت لیے ہوے
گرفته باغ را زو کار بالا
باغ نے اس سے ترقی پکڑی
گرفته خسته جانان توشه ازوی
لیا کمزورون نے کھانا یعنی طاقت اس سے
پی طفلان باغ از شیره پر شیر
باغ کے لڑکون کے پیے شیرہ سے دودھ بھری ہوئین
دهان برده چو طفل شیرخواره
منھ مثل دودھ پینے والے بچون کے لگائے ہوئے
ز زنگاری مشبکها فروزان
زنگاری جھنجھرون سے روشن
ز مشک و زر زمین را داده مایه
مشک اور سونے یعنی دھوپ چھاؤن نے زمین کو تقویت دی
دف گل را شده زرین جلاجل
پھول کے دف کو سنہری جھانجھین ہو گئین
درین فیروزه کاخ افگنده آواز
اس نیلے محل یعنی آسمان مین شہرہ ڈالنیوالی

زبادو سایۂ بیدش ہزاران

ہوا اور اس کے سایہ بید سے ہزاروں

طپیدہ ماہیان در جویباران

مچھلیاں نہروں میں تڑپتی ہوئیں

برفت و روب باغ از خوب و ناخوب

واسطے باغ کے اچھے برے صاف کرنیکے

کشیدہ سایۂ ہر شاخ جاروب

کھینچی ہر شاخ کے سایہ نے جاروب

زخط سبزہ خاکش لوح تعلیم

سبزے کے خط سے زمین اسکی تختی تعلیم کی

کشیدہ جوے آبش جدول از سیم

کھینچی پانی کی نہرنے اسکی جدول روپہلی

ازان لوح مجدول خردہ دانان

اس جدول کی ہوئی تختی سے باریکی جاننے والے

رموز صنع حق پاک خوانان

اسرار خدائے پاک کی کاریگری کے پڑھنے والے

گل سرخش چو خوبان ناز پرورد

پھول سرخ اُسکے خوبصورتوں کی طرح ناز کے پالے ہوئے

برنگ عاشقان زردی گل زرد

مانند عاشقوں کے رنگ زرد پھول کا

صبا جعد بنفشہ تاب دادہ

باد صبا نے بنفشہ کی چوٹی گوندھی

گرہ از طرۂ سنبل گشادہ

گرہ سنبل کی زلف سے کھولی

سمن بالالہ و ریحان ہم آغوش

چمیلی لالہ اور ریحان سے ہم پہلو

زمین از سبزہ تر پرنیان پوش

زمین ہری ہری گھاس سے پرنیان پہننے والی

بہم بستہ دران نزہتگہ حور

ملے ہوئے اس حور کی تازگی دینے والی جگہ میں

دو حوض از مرمر صافی چو بلور

دو حوض سنگ مرمر کے بلور کی مانند صاف

میان شان چو دیدہ فرق اندک

درمیان اُنکے مثل آنکھ کے تھوڑا فرق

بعینہ ہر یکی چون آن دگر یک

بالکل ہر ایک مثل اس دوسرے کے

نہ از تیشہ دران زخم تراشے

نہ انمیں نشان بسولے سے تراشنے کا

نہ از زخم تراش آنرا خراشے

نہ تراشنے کے زخم سے اُن میں کوئی کھرا پن

نہ آنرا بند پیدا و نہ پیوند

نہ اُسکا بند ظاہر اور نہ جوڑ

شدہ بند اندران فکر خردمند

ہوئی عاجز اُسمیں فکر عقلمند کی

تصور کردہ با خود ہر کہ دیدہ

خیال کیا ساتھ اپنے جس نے کہ دیکھا

کہ بے بند ست پیوند آفریدہ

کہ بے بند کے جوڑ پیدا کیا ہے خدا نے

زلیخا بہر تسکین دل تنگ

زلیخا واسطے تسکین دل تنگ کے

چو کردی جانب آن روضہ آہنگ

جب اس باغ کی طرف ارادہ کرتی

لوح تعلیم اسکو بھی کہتے ہیں کہ ایک تختی ... ۱۲ مجدول سے معنی جدول کیا ہوا ۱ خردہ دان باریکی جاننے والے رموز جمع رمز کی معنی اشارت اور ...

یکی بودی لبالب کرده از شیر
ایک کو بھر دا دیتی دودھ سے
پرستاران آن ماه فلک مهد
لونڈیاں اُس چاند آسمان گہوارے والے زلیخا کی
میان آن دو حوض افروخت تختی
درمیان اُن دونوں حوضوں کے بچھوایا ایک تخت
تبرک صحبتش گفتن رضا داد
اسکو واسطے ترک صحبت کرنے کے اجازت دی
بگل مرغ چمن زد داستانی
پھولوں سے چمن کی چڑیوں نے بیان کی ایسی داستان
چو باشد باغ و بستان جنت ایوان
جب ہو باغ اور باغ کا مکان مثل بہشت کے
صد از زیبا کنیزان سمن بر
سو چنبیلی کے سی خوبصورت بدن کی تھیں نازک لونڈیاں
چو سرو ناز قائم ساخت آنجا
مثل سرو ناز کے قائم کیں وہاں
بگفتش کای سر من پایمالت
کہا اوسنے کہ اے سر میرا پامال تیرے
اگر من پیشش تو بر تو حرامم
اگر میں تیرے نزدیک تجھ پر حرام ہوں
بسوی هر که خواهی گام بردار
جسکی طرف تو چاہے قدم بڑھا تو
بر آن کام که ایام جوانی
مقصد ور ہو کہ زمانہ جوانی کا
کنیزان را وصیت کرد بسیار
لونڈیوں کو وصیت بہت کردی

یکی از شهد گشتی چاشنی گیر
ایک شہد سے ہوتا چاشنی لینے والا
ازان یک شیر نوشیدی و زان شهد
اس ایک سے دودھ پیتیں اور اُس سے شہد
برای همچو یوسف نیک بختی
مثل یوسف ایسے نیکبخت کے واسطے
بخدمت سوی آن باغش فرستاد
واسطے خدمت کے طرف اس باغ کے اُسکو بھیجا
که خوش باغی و نیکو باغبانی
کہ کیا اچھا باغ اور کیسا تھا اچھا باغبان
نشاید باغبان جز حور و رضوان
نچاہیے باغبان سوا رضوان اور حور کے
همه دوشیزه و پاکیزه گوهر
سب کنواری اور پاک ذات
پی خدمت ملازم ساخت آنجا
واسطے خدمت کے نوکر رکھیں وہاں
تمتع زین بتان کردم حلالت
برخورداری ان خوبصورتوں سے میں نے تجھکو حلال کردی
وزین معنی بغایت تلخ کامم
اس بات سے نہایت ناامید ہوں میں
ز وصل هر که خواهی کام بردار
جس کے وصل سے تو چاہے مقصد حاصل کر
بود وقت نشاط و کامرانی
ہوتا ہے وقت عیش اور مقصد وری کا
که ای نوشین لبان زنهار زنهار
کہ اے شیرین لبوں ہرگز ہرگز یعنی خبردار

بجان در خدمت یوسف بکوشید
جان سے یوسف کی خدمت میں کوشش کرنا تم
بہر جائے طلب دارد بتازید
جس جگہہ بلاوے دوڑنا تم
بہر حکمے کہ راند شاد باشید
جس حکم سے کہ چلاوے خوش رہنا تم
وے از ہر کہ گردد بہرہ بردار
لیکن جس سے کہ ہووے نصیبہ ور
ہمیزد گوئیا چون ناشکیبے
مارتی یعنی کھینچتی تھی مثل بے صبروں کے کہ تو
کہ ہر کاقد پسند او از ان خیل
کہ جو کوئی پسند اس کے پڑے اس گروہ سے
نشاند خویش را پنہان بجایش
بٹھلاوے آپکو پوشیدہ اس کی جگہہ پر
بزیر نخل رعنایش نشیند
اسکے درخت رعنا کے نیچے بیٹھے
چو یوسف را فراز تخت بنشاند
جب یوسف کو اوپر تخت کے بٹھلایا
کنیزان را بہ پیش او بپا کرد
لونڈیوں کو اس کے آگے کھڑا کیا
دل و جان پیش یار خویش بگذاشت
دل اور جان اپنا آگے یار کے چھوڑ دیا
خوش آن عاشق کہ بر فرمان معشوق
اچھا وہ عاشق کہ معشوق کے حکم پر
چو خواہد خاطر معشوق دورے
جو چاہے دل معشوق کا دوری

و گر زہر آید از دستش بنوشید
اور اگر زہر اسکے ہاتھ سے ملے پی لینا تم
بجانبازی برائے او بنازید
اسکے واسطے جانبازی پر فخر کرنا تم
بزیر حکم او منقاد باشید
اسکے حکم کی تابعدار رہنا تم
مرا باید کند اول خبردار
چاہیے کہ پہلے مجھکو خبر کر دے
بلوح آرزو نقش فریبے
آرزو کی تختی پر ایک نقش فریب کا
بوقت خواب سوی او کند میل
سوتے وقت طرف اس کے رغبت کرے
خورد بر از نہال دلربایش
پھل کھاوے درخت دلربا اس کے سے
رطب چیند ولی دزدیدہ چیند
چھوہارے توڑے لیکن چرا کر چنے
نثار جان و دل در پایش افشاند
جان اور دل قربان کرکے اسکے پانوں پر ڈال دیا
بخدمت سرو بالا تا ندو تا کرد
واسطے خدمت کے اسکے سیدھے قد کو خمیدہ کیا
بہ تن راہ وثاق خویش برداشت
بدن سے راہ اپنے گھر کی لی
بود خوش بر دلش ہجران معشوق
رہے وہ خوشدل معشوق کی جدائی پر
کند بر محنت ہجران صبورے
کرے رنج جدائی پر صبر

یعنی یوسف کی خدمت میں دل و جان کوشش کرو اور اگر وہ زہر دے تو اسکو پی جاؤ

چو نبود وصل دلبر رای دلبر
جو نہ ہو ملاقات معشوق کی یعنی اپنی منظور معشوق کو

بود صد بار بہجر از وصل خوشتر
وصل سے سو درجے جدائی بہتر ہے

عرض کردن کنیزکان جمال خویش را بر یوسف ؑ

دکھلانا لونڈیون کا اپنے حسن حضرت یوسف ؑ کو

شبانگہ کز سواد شعر گلریز
رات کو کہ سیاہ پردہ گلریز یعنی ستارون سے

فلک شد نو عروس عشوہ انگیز
آسمان ہوا نئی دلہن عشوہ کرنیوالی

زپروین گوش را عقد گہر بست
ستارون سے کان میں موتی کی لڑیان پہنین

گرفت از شکل مہ آئینہ در دست
لیا ہاتھ مین آئینہ چاند کی طرح

کنیزان جلوہ گر در عشوہ و ناز
لونڈیان جلوہ دکھانیوالی عشوہ اور نازمین

ہمہ دستان نمای و جلوہ پرداز
سب مکر کرنے والی اور جلوے دکھانے والی

بگرد تخت یوسف ؑ صف کشیدند
یوسف کے تخت کے گرد قطار برابر لگائی

فسون دلبری بروی دمیدند
دل چرانے کے لیے منتر اسپر پھونکے

یکے شد از لب شیرین شکر ریز
ایک میٹھے ہونٹھ سے یہ کہنے لگی

کہ کام خود کن از من شکر آمیز
کہ مقصد اپنا کر مجھ سے شکر ملا ہوا یعنی حاصل کر

ز تنگ شکر من بند بکشای
میرے منھ سے گرہ کھول

بسان طوطی از من تو شکر خای
مانند طوطی کے مجھ سے شکر کھا یعنی بات کر

یکے از غمزہ سویش کرد اشارت
ایک نے غمزے سے اسکی طرف اشارہ کیا

کہ از اوصاف تو قاصر عبارت
کہ تیری تعریفون سے عبارت قاصر ہے

مقامت میکنم چشم جہان بین
مقام تیرا اپنی جہان دیکھنے والی آنکھ بناتی ہون مین

بیا بنشین بچشم مردم آئین
آ آنکھ مین تپلی کی طرح آکر بیٹھ

یکے ہمچو سرو بر نیان پوش
ایک سرو پرنیان پوش نے یون ظاہر کیا

کہ این سرو است باو امشب ہم آغوش
کہ آجکی رات تیرا ہم آغوش یہ سرو ہو یعنی مین ہون

کجا در مہد عشرت شاد خسپی
کہان عشرت کے گہوارے مین خوش سوئیگا تو

اگر زین سرو ناز آزاد خسپی
اگر اس نازک سرو یعنی مجھسے علحدہ سوئیگا تو

یکی در زلف مشکین حلقه افگند
ایک نے سیاہ زلفون مین حلقے ڈالے

که هستم بی سر و پا حلقه مانند
کہ ہون مین بے سر و پا مثل حلقے کے

بروی من دری از وصل بگشای
میرے منھ پر ایک دروازہ وصل کا کھول

مکن چون حلقه ام بیرون در جای
مت کر میری مثل زنجیر دروازے کے باہر جگہ

یکی برداشت دست نازنین را
ایک نے نازک ہاتھ کو اٹھایا

ببالا از در ساعد آستین را
اٹھائی پہونچے سے آستین

که دفع چشم بد را زان شمائل
کہ نظر بد کو دور کرنیکو اس خوبصورت سینے تمہارے

بگردن دست من بادت حمائل
گردن مین تیری میرا ہاتھ حمائل ہو جیو

یکی گرد میان مو را کمر کرد
ایک نے گرد کمر کے بالون کا پٹکہ بنایا

ز مو آرایش عقوی دگر کرد
بالون سے آرایش بال دوسرے یعنی کمر کی کی

کمرگن دست یعنی بر میانم
یعنی پٹکہ بناؤ اپنے ہاتھ کو میری کمر پر

که بر لب آمد از دست تو جانم
کہ لب پر آگئی تیرے ہاتھ سے میری جان

بدینسان هر یکی زان ماهرویان
اسی طرح ہر ایک ان خوبصورتون سے

ز یوسف وصل را میبود جویان
یوسف سے وصل کی طالب ہوتی تھی

ولی بود او بخوبی تازه باغی
اور لیکن تھا وہ خوبی مین ایک تازہ باغ

وزان مشت گیاه او را فراغی
ان تھوڑی گھاس یعنی خوبصورتون سے بے پروا

ولی بودند یکسر مکر و دستان
لیکن تھیں سراپا حیلہ اور مکر

بصورت بت بسیرت بت پرستان
ظاہر مین مثل بت کے خصلت مین بت پرست

ولی یوسف جز این معنی نمیخواست
اور لیکن یوسف سوا اس بات کی اور کچھ نہیں چاہتا تھا

که گردد راه شان در بندگی راست
کہ ہو جاوے بندگی خدا مین انکی راہ سیدھی

بایشان هر چه گفت از راه دین گفت
انہوں نے جو کچھ کہا راہ دین سے سمجھایا

پی دفع شک اسرار یقین گفت
واسطے شک دور کرنے کے بھید یقین کے بیان کیے

نخستین گفت کای زیبا کنیزان
پہلے کہا اے خوبصورت لونڈیو

بچشم مردم عالم عزیزان
جہان کے لوگوں کی نظر مین عزیز معلوم ہونیوالیو

درین عزت ره خواری میوئید
اس عزت مین راہ ذلت کی مت چلو تم

بجز آئین دینداری مجوئید
سوا طریق دینداری کے اور کچھ نہ ڈھونڈو تم

نصیحت کردن یوسف کنیزان را و ... بجمال ...

ازین عالم برون مارا خدائیست
ہمارا خدا اس جہان سے باہر ہے
که ره گم کردگان را رهنمائیست
جو راہ بھولے ہوؤن کو راہ بتانیوالا ہے

گل ما از یم رحمت سرشت است
ہماری مٹی کو اسنے آب رحمت سے خمیر کیا ہے
ز دانائی دران گل دانه کشتست
دانائی سے اس مٹی مین دانہ بویا ہے

که تا زان دانه برخیزد نہالے
تاکہ اس دانے سے پیدا ہو کوئی پودھا
درین بستان سرا یابد کمالی
اس باغ یعنی دنیا مین پاوے ایک کمال

کشد سوی بلندی سر ز پستے
کھینچے پستی سے سر طرف بلندی کے
دہد بر میوہ یزدان پرستے
دے پھل میوہ خدا پرستی کا

پرستش جز خدائی را روا نیست
پرستش سوا اس خدا کے کسی کی جائز نہین ہے
که غیر او پرستش را سزا نیست
کوئی سوا اسکے پرستش کے لائق نہین ہے

بیا تا بعد ازین او را پرستیم
او تاکہ بعد اسکے یعنی اب اسکی پرستش کرین ہم
که بی او هر کجا هستیم پستیم
کیونکہ بے اسکے جس جگہ ہین ہم پست ہین ہم

بسجده باید او را سر نہادن
اسکے سجدے مین سر جھکانا چاہیے
که دادت سر برای سجده دادن
جسنے تم کو سر دیا واسطے سجدہ کرنے کے

چرا دانا نہد پیش کسے سر
کیون دانا سر جھکا دے اس شخص کے آگے
که پا و سر بود پیشش برابر
جسکے آگے پاؤن اور سر برابر ہووے

بدست خود بت سنگین تراشند
اپنے ہاتھ سے بت پتھر کے تراشتے ہین
ز مهر او دل غمگین خراشند
اسکی محبت سے دل کو زخمی کرتے ہین

بود معلوم کز سنگے چه خیزد
معلوم ہے کہ ایک پتھر سے کیا ہوسکتا ہے
بمعبودیش جز سنگے چه خیزد
اسکے معبود بنانے مین سوا پتھر کے کیا حاصل ہوتا ہے

چو یوسف زاول شب تا سحرگاه
جب یوسف نے سر شام سے صبح تک
بوعظ آن غافلان را کرد آگاه
نصیحت سے ان غافلون کو خبردار کر دیا

همه لب در ثنای او گشادند
سب نے زبان اسکی تعریف مین کھولی
بسر طاعت بپای او نهادند
سر بندگی کا اسکے پانو پر رکھا

یکایک را شہادت کرد تلقین
ایک ایک کو شہادت کی تعلیم کی
دهان جمله شد زان شهد شیرین
سب کا منہ اس شہد سے میٹھا ہو گیا

خوشا شهدی که هر کز وی یک انگشت
اچھا وہ شہد کہ ہر شخص اس سے ایک انگلی
نگرد و کور دیو بے سعادت
نہو وے اندھا شیطان کمبخت
رهید از چشم زخمش آن خردمند
چھوٹا اسکے چشم زخم سے وہ عقلمند یعنی یوسف
زلیخا جست وقت بامدادان
زلیخا نے ڈھونڈی یعنی لی صبح کے وقت
گروهی دید گرد اگرد یوسف
ایک گروہ کو دیکھا گرد یوسف کے
بتان بشکسته و بگسسته زنار
بت توڑے ہوے اور جنیو توڑے ہوے
زبان گویا بتوحید خداوند
زبانین باتین کرنیوالی خدا کی وحدت مین
بیوسف گفت کای از فرق تا پای
یوسف سے کہا کہ اے سر سے پانون تک
ز نخ سیمای دیگر داری امروز
تجھ پر پیشانی یعنی رونق اور آج رکھتا ہے تو
چه کردی شب که حسنت از وی افزود
رات کو تونے کیا کیا کہ تیرا حسن اس سے بڑھ گیا
چه خوردی دوش کین بیاینت داد
کیا کھایا تونے کل جسنے یہ خوبی تجکو دی
همانا صحبت این نازنینان
تحقیق کہ صحبت ان نازنینون نے
ترا حسن و جمال دیگر افزود
تیرا حسن اور جمال دونا بڑھا دیا

بدست آرد بهر تلخی کند پشت
ہاتھ مین لے ہر کھٹائی کے بعد یعنی منھ میٹھا کرے
بجز از زخم انگشت شهادت
سوا انگشت شہادت کے زخم کے
کز انگشت شهادت چشم او کند
کہ شہادت کی انگلی سے انکی آنکھین نکال لین
بیوسف راه خرم طبع و شادان
طرف یوسف کے نہایت خوشی خوشی راہ
پی تعلیم دین شاگرد یوسف
واسطے سیکھنے دین کے مرید یوسف کا
ز سبحه یافته سررشته کار
تسبیح سے پایا سررشتہ کام کا
میان با عقد خدمت تازه پیوند
کمر ساتھ گرہ خدمت کے نئی جوڑے ہوے
دل آشوب و دل آرام و دل آرای
دل بیچین کرنیوالی اور دل آرام دینیوالا اور خوشنما تو
جمال از جای دیگر داری امروز
خوبصورتی دوسری جگہ سے یعنی دوسری طرح رکھتا ہی
دری دیگر ز خوبی بر تو بگشود
خوبی کا ایک دوسرا دروازہ تجھ پر کھل گیا
ز خوبان جهان بالاییت داد
جہان کے معشوقون سے تجکو برتری دی
سمن رخسارگان سیمین بران
چنبیلی کے سے رخسارون گوری گوری بدن والیون نے
جمالت را کمال دیگر افزود
تیرے جمال کا کمال دونا زیادہ کر دیا

بلی میوه ز میوه رنگ گیرد
سچ ہے میوے سے میوہ رنگ پکڑ لیتا ہے

ز خوبان خوب رو خوبی پذیرد
خوبصورتون سے خوبصورت اور خوبصورتی قبول کرتا ہی

بسی زینگونه با آن غنچه لب گفت
بہت اسطرح کی باتین اس غنچہ لب یعنی یوسف سے کہین

ولی او هیچ ازین گفتار نشگفت
لیکن وہ کچھ بھی ان باتون سے خوش نہ ہوا

دهان عذرا از کلم تنگ میداشت
منھ کو بات کرنے سے بند کیے رہا

دو رخسار از حیا گلرنگ میداشت
دونون رخسارے شرم سے سرخ رکھے رہا

سر از شرمندگی بالا نمی کرد
شرمندگی سے اوپر نہ اُٹھاتا تھا

نگاه الا به پشت پا نمی کرد
مگر نگاہ پاؤن کی پیٹھ پر کیے تھا

زلیخا چون بدید آن سرکشیدن
زلیخانے جب وہ سرکشی یعنی بے رخی دیکھی

بچشم مرحمت سویش ندیدن
مہربانی کی نظر سے طرف اپنے نہ دیکھنا

ز حسرت آتشی در جانش افروخت
افسوس سے ایک آگ اُسکی جان مین جلی

بداغ نا امیدی سینه اش سوخت
نا امیدی کے داغ سے اسکے جگر کو جلا دیا

بناکامی وداع جان خود کرد
بے مقصدوری سے اپنی جان کو رخصت کیا

رخ اندر کلبهٔ احزان خود کرد
منھ اپنے گھر غمگین کی طرف کیا یعنی چلی

تضرع زلیخا پیش دایه و حیله جوئی مواصلت یوسف

رونا زلیخا کا دایہ کے آگے اور تدبیر یوسف کی ملاقات کی پوچھنا

چو با آن کشتهٔ سودای یوسف
جب اُس یوسف کی محبت کی کشتہ یعنی زلیخا پر

ز حد بگذشت استغنای یوسف
حد سے یوسف کی بے پروائی گذری

شبی در کنج خلوت دایه را خواند
ایک رات گوشہ تنہائی مین دایہ کو بلایا

بصد مهرش به پیش خویش بنشاند
سو مہربانیون سے اپنے پاس اُسکو بٹھلایا

بدو گفت ای توان بخش تن من
اُس سے کہا اے میرے بدن کو طاقت دینے والی

چراغ افروز جان روشن من
چراغ روشن کرنیوالی میری روشن جان کی

گر از جان دم زنم پرورده تست
اگر مین جان کا دعوی کرون تیری پالی ہوئی ہی

ور از تن شیر رحمت خورده تست
اور جو بدن سے تو بھی تیرا ہی دودھ پئے ہوے ہے

زمہر تو کہ از مادر ندیدم
تیری مہربانی سے جیسی ماں سے نہ دیکھی مین نے
ز ہجران تا بکے رنجور باشم
جدائی سے کب تک رنجیدہ رہوں مین
چہ باشد گر ز طریق مہربانے
کیا ہو جو مہربانی کی راہ سے
چو زینسان یار بیگانہ است بامن
جب اس طرح بیگانہ ہے میرا یار مجھ سے
ہر آن معشوق کز عاشق نفور ست
جو معشوق کہ عاشق سے نفرت کرنیوالا ہے
چہ پیوندی نباشد جان و دل را
نہیں لگاؤ ہو کوئی جان اور دل کو
جوابش داد دایہ کای پریزاد
اسکو دایہ نے جواب دیا کہ اے پریزاد
جمال دلربا دادت خداوند
خدا نے وہ تجکو دلفریب خوبصورتی دی کہ ہے
اگر نقاش چین در آرزویت
اگر چین کے مصور یعنی مانی و بہزاد تیری آرزو مین
بتان یکسر بہ بویت زندہ گردند
تمام تصویرین تیری آرزو مین زندہ ہو دین
بکوہ ار رخ نمائے آشکارا
پہاڑ کی طرف جو ظاہر مین منھ کرے
چو بخرامے بباغ از عشوہ کاری
جو ٹہلے تو باغ مین ناز کے انداز سے
بصحرا آہوانت گر ببینند
جنگل مین اگر ہرن تجکو دیکھ لین

بدین پایہ کہ مے بینی رسیدم
اس مرتبے پر کہ دیکھی ہے تو پہونچی مین
ازان جان جہان مہجور باشم
اس جہان کی جان یعنی یوسف سے جدا رہوں مین
بمنزل گاہ مقصودم رسانے
تو منزل مقصود پر مجکو پہونچا دے
چہ حاصل زانکہ ہمخانہ ست بامن
کیا فائدہ اس سے جو ایک مکان مین میرے پاس ہے
بصورت گرچہ نزدیکست دورست
ظاہر مین اگرچہ نزدیک ہے لیکن دور ہے
چہ خیزد از ملاقات آب و گل را
کیا فائدہ ہوا ملاقات سے پانی اور مٹی کی
کہ ناید با تو از حور و پری یاد
کہ نہین آتی ہے تیرے برابر حور اور پری کی یاد
کہ برباید دل و دین از خردمند
جو لیجاتی ہے عقلمندون سے دل اور دین
کشد در بتکدہ نقشی ز رویت
کھینچین بتکدے مین تیرے چہرے کی ایسی کوئی تصویر
رخت بینند و از جان بندہ گردند
تیرا منہ دیکھین اور جان سے غلام ہو دین
نہد عشق نہان در سنگ خارا
پوشیدہ محبت سنگ خارا مین پیدا کر دے تو
درخت خشک را در جنبش آری
سوکھے درختون کو حرکت یعنی وجد مین لا دے تو
بمژگان از رہت خاشاک چینند
پلکون سے ہل تیری راہ کا کوڑا صاف کرین

۲ اس مرتبہ پر کہ دیکھتی ہے
۳ نفور کے معنی نفرت کرنیوالا اور بھاگنے والا
۴ دایہ نے زلیخا کو یہ جواب دیا کہ تو ایسی خوبصورت ہے
۵ [illegible]
۶ نقش کرنے والے یعنی مصور
۷ ہووے سے یعنی تیری آرزو مین
۸ خاشاک کوڑا

چو افسون خوانی از لعل شکر خا
جو منتر پڑھے تو اپنے لب شیرین سے یعنی بلاوے

رسد مرغ از ہوا ماہی ز دریا
آپہونچین ہواسے چڑیان دریا سے مچھلیان

بدین خوبی چنین درماندہ چونی
باوجود اس خوبی کے ایسی عاجز کس سببسے ہے تو

چرا چندین کشی آخر زبونی
آخر پھر اسقدر عاجزی کیون اٹھاتی ہے تو

زغمزہ ناوک ازابرو کمان کن
غمزے سے تیر اور ابرو سے کمان بنا کر

شکار آن نگار دستان کن
اس دل لینے والے معشوق یعنی یوسف کو شکار کر

رخ بنما و آنرا سوی خود تاب
اپنا چہرہ دکھلا اور اسکو اپنی طرف پھیر

بہمرازیش ہمزانوی خود یاب
ہمرازی سے اسکو اپنا ہمزانو کر لے

برفتار آر این نخل رطب بار
جنبش مین لا اس چھوہارے گرانیوالی درخت کو یعنی جا

براہ لطف آر از لطف رفتار
مہربانی کی راہ پر لاؤ اپنی رفتار کے لطف سے

بتاب از زلف خم خم در کمندی
بٹ زلف خمدار سے ایک کمند

بپایش نہ ز دام وصل بندی
اسکے پاؤن مین وصل کے جال سے ایک بند رکھد

بسیمین گوی خود کن چشم او باز
طرف گورے گیند یعنی اپنے سینے کے اسکی آنکھ کھول

چو چوگان سوی خود سازش سرافراز
چوگان کی طرح اپنی طرف اسکا سر فراز کر

بلب از خندہ شہد افشانیے دہ
لب پر ہنسنے سے شہد گرانا کر

وزان شہدش بخود چسپانیے دہ
اور اس شہد سے آپ مین اسکو چپکالے

برو از مشک خال دل گسل نہ
اوپر مشک سے دانہ دل توڑنیوالے تل کا رکھ

ز شوق خال خود داغش بدل نہ
اپنے تلکے شوق سے اسکے دل مین داغ رکھ

زلیخا گفت کای مادر چہ گویم
زلیخا نے کھا کہ اے مان کیا بیان کرون مین

کہ از یوسف چہ مے آید برویم
کہ یوسف سے کیا کیا مجھکو پیش آویگا

نساز د دیدہ ہرگز سوی من باز
نگاہ نہین کرتا ہے کبھی طرف میرے

چسان جلوہ گری باوی کنم ساز
کس طرح کی جلوہ گری اسکے ساتھ کرون مین

اگر مہ گردم از دورم نہ بیند
اگر چاند ہو جاؤن مین دور سے مجھکو نہ دیکھے

وگر خور بر زمین نورم نہ بیند
اور اگر آفتاب زمین پر ہو جاؤن میری روشنی نہ دیکھے

چو سرمہ نور دیدہ گر فزایم
مثل سرمے کے اگر نور آنکھ کا بڑھانیوالی ہو جاؤن

بچشم تنگ او مشکل در آیم
اسکی تنگ آنکھ مین مشکل سے سماؤن مین

حیلہ جوئی زلیخا از دایہ وصال یوسف را

اگر گردے بسوی من نگاہے
اگر کرتا ایک نظر طرف میرے

غم من در دل او جا گرفتے
غم میرا اُسکے دلمین جگہ پکڑتا یعنی اثر کرتا

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست
صرف اُسکی خوبصورتی ہی میرے لیے آفت نہین ہے

اگر آن دلربا پروام کردے
اگر وہ دل لیجانیوالا میری پروا کرتا

جوابش داد دیگر بار دایہ
دوبارہ دایہ نے اسکو یہ جواب دیا

مرا در خاطر افتاد ست کاری
میرے دلمین ایک کام آیا ہے

ولے وقتے میسر گردد این کار
لیکن اسوقت بن سکتا ہے وہ کام

بسازم چون ارم دلکش بناے
بنواؤن مین مانند بہشت کے ایک دلکش مکان

بموضع موضع از طبع ہنر کوش
کہ جگہ جگہ پر اپنی ہنرمند عقل سے

چو یوسف یکزمان در وی نشیند
جب یوسف چند روز اُسمین بیٹھے گا

بجنبد در دلش مہر جمالت
تیری خوبصورتی کی محبت اُسکے دلمین حرکت کریگی

ز ہر سو چونکہ جنبد مہر بانے
جب کہ ہر طرف سے محبت جنبش یعنی جوش کریگی

چو بشنید این حکایت را ز دایہ
جب سنی یہ حکایت دایہ سے

بحال من رسیدے گاہ گاہے
میرے حال پر پہونچتا کبھی نہ کبھی

غم او کے چنین بالا گرفتے
غم اُسکا کب اسقدر بلندی پکڑتا

بلاے من ز بی پروائی اوست
میرے لیے اُسکی بے پروائی بلا ہے

کجا زینگونہ ناپروام کردے
کہان مجھسے اس طرح کی بے پروائی کرتا

کہ ای خور از جمالت برده مایہ
کہ اے زلیخا آفتاب نے تیرے جمال سے نور پایا ہے

کز آن کاری دلت گیرد قراری
کہ اس کام سے تیرے دلکو قرار آجاویگا

کہ سیم آرے باشتر زر بخروار
اگر لیگیا اونٹ بھر چاندی اور ایک بوری بھر سونا نکالو تو

بگویم تا در و صورت کشاے
پھر اُسمین ایک مصوّر سے کہون بلین

کشند شکل تو با یوسف ہم آغوش
کھینچے تصویر تیری ہم آغوش یوسف سے

در آغوش خودت ہر جا ببیند
اپنی گود مین تجھکو ہر جگہ دیکھے گا

شود از جان طلبگار وصالت
جان سے تیرے وصل کا خواہشمند ہو گا

بر آید کار ہا ز انسان کہ دانے
بر آوینگے کام جیسے کہ جانتی ہے

ہر چہ از زر و سیمش بود دایہ
تو سونے اور چاندی سے جو کچھ اُسکے پاس تھا

سلہ بیداد اول کے معنی قہر اور بیداد دوم کے معنی آرام طاقت اور خوشی کے ہین ۱۲

سلہ صورت کش تصویر کھینچنے والا یعنی مصوّر مطلب یہ کہ ہین ایک عمدہ مکان بنواؤن اور ایک مصوّر سے کہون ۱۲

سلہ موضع کے معنی مقام

[illegible]

بدان دست تصرف داد او را
اُس پر اختیار خرچ کرنے کا دیا اُس یعنی دایہ کو

بدان سرمایہ کرد آباد او را
اُس پونجی سے آباد کیا اُسکو

عمارت کردن دایہ خانہ را کہ

بنوانا دایہ کا اُس گھر کو

درو وی تصویر یوسف و زلیخا بود

جسمین تصویرین یوسف ع اور زلیخا کی تھین

همین گویند معماران این کاخ
ایسا بیان کرتے ہین معمار اس محل کے یعنی راوی

کہ چون شد بر عمارت دایہ گستاخ
کہ جبکہ دایہ مکان بنوانے پر مستعد ہوئی

بدست آورد استادی ہنر کیش
ہاتھ مین لائی یعنی بلوایا ایک ہنرمند اُستاد

بہر انگشت دستش صد ہنر بیش
ہر انگلی مین اُسکے ہاتھ کی سو ہنرون سے زیادہ

برسم ہندسہ کار آزمائے
مثل حساب دانون کے ایک آزمودہ کام

قوانین رصد را رہنمائے
قاعدے رصد بنوانے کے بتلانے والا

چو از پرگار بودی خالیش مشت
جب پرکار سے اُسکا ہاتھ خالی ہوتا

نمودی کار پرگار از دو انگشت
دکھلاتا کام پرکار کا دو اُنگلیون سے

ز تشکیلات مجسطی سخت آسان
اُسکی شکلین بنانے سے مجسطی نہایت آسان

ز تشکیک وی اقلیدس ہراسان
اُسکے شک کرنے سے اقلیدس ڈرنیوالا

چو بہر خط ز طبعش سر زدی خواست
جب واسطے خط کے اُسکی طبیعت خواہش کرتی

بر آن کار بی مسطر شدی راست
اُسپر وہ کام بغیر مسطر کے سیدھا ہو جاتا

جستی بر شدی بر طاق اطلس
چلا لانگی سے جاتا تھا طاق اطلس یعنی فلک آسمان پر

بر ایوان زحل بستی مقرنس
جلاد فلک یعنی سنیچر کے محل پر نقاشی کرتا

چو سوی تیشہ کردی دستش آہنگ
جب طرف بسولے کے ہاتھ اُسکا ارادہ کرتا

ز خشت خام گشتی نرم تر سنگ
پتھر زیادہ کچی اینٹ سے نرم ہو جاتا

بطرزے چو فکر آغاز کردے
بنیاد ڈالنے مین جو فکر شروع کرتا

عمارات جہانی بی ستون بن
عمارتین جہان بے حد اور انتہا کی

بہ نقش آفرینش چون زدی رای
نقش آفرینش مین عقل جب دوڑاتا

بہ تصویری آنچہ بر کلکش گذشتے
تصویرون سے جو اُسکے قلم سے نکل جاتین

بسنگ ار صورت مرغی کشیدی
پتھر پر جو کسی چڑیا کی تصویر بناتا

بحکم دایہ زرین دست استاد
دایہ کے حکم سے اُستاد سنہرے ہاتھ نے

صفای صفہایش صبح اقبال
صفائی اُسکے مکانون کی صبح اقبال کی

ممہد فرش مرمر در ممراش
بچھا ہوا فرش سنگ مرمر کا اُس کے راستو نمین

دران درہم ورانجا ہفت خانہ
اُس قسم سے وہان سات گھر بنائے

مرتب ہر یک از لون دگر سنگ
بنا ہوا ہر ایک دوسرے رنگ کے پتھر سے

بہفتم خانہ ہمچون چرخ ہفتم
ساتوین مکان مین مثل ساتوین آسمان کے

مرصع چل ستون از زر برافراخت
جڑاؤ چالیس ستون سونے سے بلند کیے

بپاے ہر ستونی ساخت از زر
ایک ستون کے ... کرنا یا سونے سے

ہزاران طرح زیبا ساز کردی
ہزارون خوبصورت بنیادین بناتا

نمودے جملہ در یک روی ناخن
تمام دکھا دیتا ایک ناخن مین

شدی از خامۂ لوح ہستی آرای
قلم سے ہستی کی تختی کو بنا ڈالتا

ز رشح او روانی زندہ گشتے
قطرۂ سیاہی اُسکے سے فوراً زندہ ہو جاتین

سبک سنگ گران ازجا پریدی
فوراً بھاری پتھر جگہ سے اڑ جاتا

ز راندودہ سرائی کرد بنیاد
ایک مکان سونا ملا ہوا بنانا شروع کیا

فضای خانہایش گنج آمال
صحن اُسکے گھرون کا خزانہ امید کا

موصل ز آبنوس و عاج درہاش
جوڑے ہوئے آبنوس اور ہاتھی دانت سے دروازے اُسکے

چو ہفت اورنگ بی‌مثل زمانہ
مثل ساتون آسمان زمانے کے بے مثل

صقالت دیدہ و صافی و خوشرنگ
صیقل دیکھے ہوئے اور صاف اور خوشرنگ

کہ ہر نقشے و رنگے بود زان گم
کہ ہر ایک نقش اور رنگ اس مین گم ہو جاتا تھا

ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت
درندون اور پرندون کی خوبصورت شکلین بنائین

غزالی ناف او پر مشک اذفر
ایک ہرن ناف اُسکی مشک خالص سے بھری ہوئی

زطاؤسان زرین صحن او پر
سونے کے طاؤسوں سے اُسکا صحن بھرا ہوا
میان آن درختے سر کشیدہ
درمیان اسکے ایک درخت سر کھینچے یعنی بنا ہوا
زسیم خام بودش نازنین ساق
خالص چاندی سے اُسکی نازنین جڑ بنی تھی
بہر شاخش زصنعت بود طیار
اسکی ہر شاخ پر کاریگری سے بنی بیٹھین
بنام ایزد درخت سبز و خرم
سبحان اللہ کیا درخت ہرا بھرا
ہمہ مرغان او با مردمان رام
سب چڑیان اسکی آدمیوں سے ہلی ہوئین
دران خانہ مصور ساخت ہر جا
اس مکان مین مصور نے بنائی ہر جگہ
بہم بنشستہ چون معشوق و عاشق
ملے ہوے بیٹھے معشوق اور عاشق کیطرح
بیکجا این لب آن بوسہ دادہ
ایک جگہ پھر اپنے اُس کے لب کا بوسہ لیا
اگر نظارگی آنجا گذشتے
دیکھنے والا اگر وہان گذرتا یعنی جا نکلتا
ہمانا بود سقف او سپہرے
حقیقت مین تھی چھت اس مکان کی ایک آسمان
عجب ماہی و مہری چون دو پیکر
ایک عجب چاند اور سورج مثل جوڑا کے
نمودی در نظر بر روے دیوار
دکھائی دیتی نظر کرنے مین دیوار پر

بد مہاے مرصع در شجر
جڑاؤ دسون ہے ناز کرنے مین
کہ مثلش چشم نادر بین ندیدہ
کہ اسکا مثل نادر دیکھنے والی آنکھ نے نہ دیکھا
ز زر شاخصانش از فیروزہ اوراق
سونے کی اسکی شاخین فیروزے کی پتیان
زمرد بال مرغ و لعل منقار
چڑیان زمرد کے بازو اور لعل کی چونچ والی
ندیدہ ہرگز از باد خزان غم
نہ دیکھا جنھے کبھی جاڑے کی ہوا سے ملال
بیکجا کردہ صبح و شام آرام
ایک جگہ صبح اور شام آرام کرنے والین
مثال یوسف و شکل زلیخا
تصویر یوسف کی اور تصویر زلیخا کی
زمہر جان و دل باہم موافق
محبت جان اور دل سے آپسمین ملے ہوے
بیک جا آن میان این کشادہ
ایک جگہ اُسنے کہ اسکی کمر [illegible]
زحسرت در دہانش آب گشتے
افسوس سے اُسکے منہ مین پانی بھر آتا
برو تابندہ ہر جا ماہ و مہرے
جسپر چمکنے والا ہر جگہ ایک چاند اور سورج یعنی یوسف اور زلیخا
زچاک یک گریبان بر زدہ سر
ایک چاک گریبان سے سر نکالے ہوے
چو در فصل بہاران تازہ گلزار
فصل بہار مین مثل تازہ باغ کے

بهر گل گلزمینش بیش یا کم

بھر پھول سے گلی مین اسکی کم یا زیادہ

زفرش بود هر جائی شگفته

فرش اُس کے تھے ہر جگہ کھلے ہوے

دران خانه نبود القصه یکجای

اُس گھر مین نتھی غرضکہ کوئی جگہ

بهر سو دیده در دیده کشودی

جس طرف دیکھنے والا آنکھ کھولتا یعنی دیکھتا

چو شد خانه بدین صورت مهیا

جب گھر اس مرتبہ کا تیار ہو گیا

بهر نوبت که آن بتخانه را دید

جتنی مرتبہ کہ اس بتخانے کو دیکھتی تھی

بلی عاشق چو بیند روی جانان

سچ ہے جب عاشق معشوق کا دیکھتا ہے منہ

ازان حرف آتشش او تازه گردد

اس حرف سے آگ اس کی تازہ ہوتی ہے

دو شاخ تازه گل پیچیده باهم

دو شاخین پھول تازہ کی باہم لپٹی ہوئی

دو گل باهم بیک مهد ناز خفته

دو پھول آپس مین بستر ناز پر سوئے ہوئے

تهی زان دو دل آرام و قبول آرای

ان دونوں دل کے آرام دینیوالے اور خوش کرنیوالوں سے خالی

ز اول صورت ایشان نمودی

پہلے انھین کی صورت دکھائی دیتی

بیوسف شد فزون شوق زلیخا

طرف یوسف کے زیادہ ہوا شوق زلیخا کا

درو مهر دگر از نو بجنبید

اس یعنی زلیخا مین اور محبت نئے سرے سے حرکت کرتی تھی

شود زان نقش حرف شوق خوانان

اس نقش سے حرف شوق کا پڑھ لیتا ہو

اسیر داغ بے اندازه گردد

قید داغ بیحد کا ہو جاتا ہے یعنی جلنے لگتا ہے

خواندن زلیخا یوسف را سوے

بلانا زلیخا کا یوسف کو طرف

آن خانه و التماس وصل نمودن

اس گھر کے اور ملاقات کے لیے عرض کرنا

چو شد خانه تمام از سعی اُستاد

جب مکان بن گیا کاریگر کی کوشش سے

زمین آراست از فرش حریرش

زمین اسکی فرش حریر سے آراستہ کی

به ترتیبش زلیخا دست بگشاد

اسکی آراستگی کے لیے زلیخا نے ہاتھ کھولا

جمال افزود از زرین سریرش

خوبصورتی اسکی سونے کے تخت سے بڑھائی

قنادیل گہر پیوندش آویخت
موتی لگی ہوئی قندیلیں اُسنے لٹکائیں

ریاحین بہر عطرش درہم آمیخت
خوشبوئیں ہر عطر کی اس مین ملائین

ہمہ بایستنیہا ساخت آنجا
سب چیزیں ضروری موجود کیں وہان

بساط خرمی انداخت آنجا
بچھونا خوشی کا بچھایا وہان

دران عشرتگہ از ہر چیز و ہر کس
اس عشرتگاہ مین ہر چیز اور ہر شخص سے

نمی بایست الا یوسف و بس
کسی کی ضرورت نتھی لیکن یوسف کی اور بس

بلی بی روی جانان گر بہشت ست
سچ ہے بے صورت معشوق کے اگر بہشت ہے

بچشم عاشق مشتاق زشت ست
عاشق مشتاق کی نظر مین برا ہے

بدان شد تا کہ یوسف را بخواند
اس ارادے مین ہوئی تا کہ یوسف کو بلا دے

بصدر عزت و جاہش نشاند
مسند عزت اور مرتبے پر اُس کو بٹھا دے

بخلوت با جمالش عشق بازد
تنہائی مین اُسکے جمال سے عشقبازی کرے

بمیدان وصالش رخش تازد
اُسکے وصل کے میدان مین گھوڑا دوڑا دے

ز لعل جانفزایش کام گیرد
اُسکے جان بڑھانیوالے ہونٹھ سے مقصد حاصل کرے

بزلف سرکشش آرام گیرد
سایۂ زلف سرکش اسکی مین آرام لیوے

ولی اول جمال خود بیاراست
لیکن پہلے اپنے جمال کو سنوارا یعنی بناؤ سنگار کیا

وزان میل وصال یوسف بخواست
بعد اُسکے خواہش اپنے دلمین یوسف کے بلانیکی کی

بزیورہا نبودش احتیاجے
زیوروں کی اسکو کوئی ضرورت نہ تھی

ولی افزود زان خود را رواجے
لیکن زیادہ بناؤ گہنے کر لیا موافق رواج کے

بخوبی گل بہ بستانہا سمر شد
خوبی سے باغ مین پھول مشہور ہوا

ولی از عقد شبنم خوبتر شد
لیکن شبنم کی لڑی سے زیادہ خوبصورت ہو گیا

ز غازہ رنگ گل را تازگی داد
گلگونے سے پھول یعنی چہرے کے رنگ کو تازگی دی

لطافت را نکو آوازگی داد
لطافت کو خوب شہرت دی یعنی رونق دی

ز وسمہ ابروان را کار پرداخت
وسمے سے بھنوون پر کام بنایا

ہلال عید را قوس قزح ساخت
عید کے چاند کو قوس قزح یعنی دھنک بنایا

نغولہ بست موی عنبرین را
چوٹی گوندھی خوشبودار بالون کی

گرہ در یکدگر زد مشک چین را
باندھ لیا مشک چین کو آپس مین

زپشت آویخت مشکین گیسوان را
پیٹھ سے لٹکایا خوشبو دار بالون کو
بکحل شاخت چشم از سرمہ ناز
ناز کے سرمے سے آنکھ کو سرمہ آلود کیا
نہاد از عنبر تر جا بجا خال
رکھے عنبر تر سے جا بجا تل
کہ رویت آتشی در دل فگندست
کہ تیرے منہ نے ایک آگ دل مین ڈالی ہے
بمہ خطی کشید از نیل چون میل
چاند پر ایک خط کھینچا نیل سے مثل سلائی کے
نبود آن خط نیلی بر رخ آن ماہ
نہ تھا وہ نیلا خط اس چاند کے چہرے پر
مگر مشاطہ دید آن نرگس مست
شاید مشاطہ نے دیکھین وہ مست آنکھین
بدانسان داد سیمین پنجہ را رنگ
اس طرح دیا گورے پنجے کو رنگ
بکف نقشی زد او از خردہ کاری
ہتھیلی مین ایک نقش بنایا اس نے ہوشیاری سے
بفندق گونہ عناب تر داد
انگلیون کی پورون مین رنگ عناب تر یعنی سرخ لگایا
بصنعت دہ ہلال مہ لقا را
کاریگری سے دسون چاند چاند شکل یعنی ناخن کو
کہ تا از طارم دولت ہلالے
تاکہ دولت کے کوٹھے سے ایک چاند
نمود از طرف عارض گوشوارہ
دکھائی دیا گوشہ رخسارے سے گوشوارہ یعنی بندہ

ز عنبر داد پشتی ارغوان را
عنبر سے رونق دی سرخی یعنی چہرے کو
سیہ کارے بمردم کرد آغاز
بدکاری پتلیون سے شروع کی
بجانان کرد عرض صورت حال
معشوق سے صورت حال عرض کی
بران آتش دل و جانم سپندست
اس آگ پر میرا دل اور جان سپند ہے
کہ شد مصر جمال آباد از ان نیل
کہ مصر جمال کا اس نیل سے آباد ہو گیا
کہ میلے بود بہر چشم بدخواہ
بلکہ ایک سلائی تھی واسطے نظر بد دشمن کے
فتاد آنجاش میل سرمہ از دست
گر پڑی اس جگہ اس کے ہاتھ سے سرمے کی سلائی
کزان دستان دلی آرد فراچنگ
کہ اس مکر سے ایک دل کو قابو مین لاوے
کزان نقشی بکف آرد نگاری
کہ اس نقش سے ایک معشوق کو ہاتھ مین لاوے
بجانان ز اشک عنابی خبر داد
معشوق کو سرخ آنسوون سے خبر دی
ز جلباب شفق کرد آشکارا
شفق کے پردے سے ظاہر کیا
نشانش بخشد از عید وصالے
نشان اس پردے وصال کی عید سے کوئی
قران افگند مہ را در ستارہ
نزدیکی ڈالی چاند نے بیچ ستارے کے

کہ تا آن دولت دنیا و دینش

تا کہ وہ دولت اس کی دنیا اور دین کی

چو غنچہ با جمال تازہ و تر

مانند غنچہ کے ساتھ جمال تر و تازہ کے

مرتب ساخت بر تن پیرہن را

آراستہ کیا بدن پر یعنی پہنایا کرتہ

شعار شاخ گل از یاسمین کرد

لباس پھول کی شاخ کا چمبیلی سے کیا

ندیدی دیدہ گر بودی تامل

نہ دیکھی آنکھ اگر غور بن جاتی

عجب آبی دران از نقرۂ خام

ایک عجیب پانی اسمین خالص چاندی سے

ز دستینہ دو ساعد دید رونق

کنگن سے دونوں کلائیوں کو رونق دی

ز رخش میداد با ساعد گواہی

چہرہ پھر بخشش سے دیتا تھا گواہی

چو بر نازک تنش شد پیرہن راست

جب اسکے نازک بدن پر لباس درست ہو گیا

بت چین با ہزاران نازنینی

بت چین کی تھی زلیخا ہزاروں خوبوں سے

نہاد از لعل سیراب و زر خشک

رکھا لعل سیراب اور خشک سونے سے

شد از گوہر مرصع جیب و دامان

موتیوں سے جڑاؤ جیب و دامن ہوئی

خرامان بیشدی آئینہ در دست

پھرتی تھی آئینہ ہاتھ میں لیے ہوے

بحکم آن قران گردد قرینش

بموجب اس قران کے ہووے نزدیک اسکے

لباس نو بنو پوشیدہ در بر

لباس نئے نئے پہنائے بدن مین

ز گل بر ساخت دامان سمن را

پھول یعنی بدن سے بھرا چمبیلی کے دامن یعنی بغل کرنے کو

سمن در جیب و گل در آستین کرد

چمبیلی گریبان مین اور گل یعنی ہاتھ کو آستین مین ڈالا

بجز آب تنک بر لالہ و گل

سوا تھوڑے پانی کے لالہ اور گلاب پر

دو ماہی از دو ساعد کردہ آرام

دو مچھلیون نے دو پہنچون سے آرام کیا

ز زر کردہ دو ماہی را مطوق

سونے سے دونوں مچھلیون کو طوق پہنایا

کہ جنبش گیرد از مہ تا بماہی

کہ جس کے ہلانے سے ہلتا ہے ماہ سے ماہی تک یعنی آسمان سے زمین تک

بزرکش دیبۂ بخشش بیاراست

ساتھ سنہری دیبا چین کے اس کو آراستہ کیا

بجولان آمد از دیبای چینی

جولان مین آئی دیبائے چینی سے

فروزان تاج را بر خرمن مشک

روشن تاج کو مشک کے کاکلیان یعنی سر پر

بصحن خانہ طاؤس خرامان

گھر کے صحن مین مثل طاؤس کے خرامان

خیال حسن خود با خود ہمی بست

اپنی خوبصورتی کا خیال اپنے دل سے باندھتی تھی

چو عکس روی خود دید از مقابل

جب عکس اپنے چہرے کا دیکھا مقابلے مین

ز نقد خود درون گنج طرب کرد

نقد یعنی حسن اپنے سے دل کو خوشی کا خزانہ کیا یعنی خوش ہوئی

بجست وجوی یوسف کس فرستاد

یوسف کی تلاش مین ایک شخص کو بھیجا

در آمد ناگہان از در چو ماہی

آیا دروازے سے ایکبارگی مانند ایک چاند کے

وجودی از خواص آب و گل دور

ایک ذات خاصیت عناصر سے دور

از و یک لمعۂ روشن جہانے

اس ایک روشنی سے ایک جہان روشن

زلیخا را چو دیدہ بروی افتاد

زلیخا کی جب آنکھ اس پر پڑی

گرفتش دست کای پاکیزہ سیرت

پکڑ لیا اسکا ہاتھ کہ اے پاکیزہ خصلت

بنام ایزد چہ نیکو بندۂ تو

سبحان اللہ تو کیا اچھا بندہ ہے

بطوق منتت گردن فرازم

تیرے احسان کے طوق سے گردن بلند کرتی ہون

بیا تا حق شناست باشم امروز

آ کہ تو تیری حق شناس ہون مین آج

کنون قانون احسانت کنم ساز

اب قانون تیرے احسان کا اسباب بلند کرون مین

بہ نیرنگ و فسون از حد برون برد

مکر او حیلے سے کہ حد سے زیادہ لیگئی مین سکھے

عیار نقد خود را یافت کامل

کسں نقد اپنے کو کامل پایا یعنی حسن مین طرح این

بقصد او خریداری طلب کرد

ارادے سے ایک خریدار کی خواہش کی

پرستاران ز پیش و پس فرستاد

لونڈیون کو آگے پیچھے بھیجا

عطارد حشمتی خورشید جاہی

ایک عطارد دبدبہ ایک خورشید مرتبہ یعنی یوسف

جبینش مطلع نور علی نور

اسکی پیشانی اصلی کی نور اور پر نور کے یعنی بہت روشن

وزین یک حرف ہر سو داستانے

اور اس ایک حرف سے ہر طرف ایک داستان

ز شوقش شعلہ گوئی در نی افتاد

اس کے شوق سے گویا شعلہ نرکل مین پڑا

چراغ دیدۂ اہل بصیرت

اہل نظر کی آنکھ کا چراغ

بہر احسان و لطف ارزندہ تو

احسان اور مہربانی کے لائق تو ہے

بہ نیکو بندگیہای تو نازم

تیری نیک بندگیون پر فخر کرتی ہون مین

زمانی در سپاست باشم امروز

آج ایک زمانہ تیرا شکر ادا کرون مین

کہ تا باشد جہان گویند ازان باز

کہ جبتک جہان رہے اس کے بعد بھی ذکر کرین

باول خانہ زان نقش درون برد

ان ساتون درجے سے اسکو پہلے درجے مین لیگئی

نقد بہان زلیخا کا حسن ہے مراد ہے ۱۲ ف یعنی اب مین ہر احسان کا قاعدہ درست کرتی ہون کہ جبتک جہان باقی رہے لوگ تیرے احسان کا شکر کہین ۱۲ ف

یوسف را بسوی خانہ ہفتم بردن زلیخا

یعنی زلیخا

ز زرین در چو داد آندم گذارش
سونے کے دروازے اُسکے سے جب وہ گذر گیا

بقفل آهنین کرد استوارش
لوہے کے قفل سے اسکو مضبوط کر دیا یعنی زلیخا نے مقفل کر دیا

چو شد در بسته از لب مهر بکشاد
جب دروازہ بند ہو گیا ہونٹھ سے مہر کھولی یعنی بولی

ز دل راز درون خود برون داد
اپنے دل کے پوشیدہ بھید کو ظاہر کیا

نخستین گفت کای مقصود جانم
پہلے کہا کہ اے میرے جان کے مقصد

که جان را جز تو مقصودی ندانم
بلکہ جان کا تیرے سوا کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں

خیال خود بخواب من نمودی
خیال یعنی صورت اپنی خواب میں مجھکو دکھائی تو نے

به طفلی خواب از چشمم ربودی
لڑکپن میں نیند میری آنکھ سے لیگیا تو

ز سودای خودم دیوانه کردی
اپنے عشق سے مجھکو تو نے دیوانہ کر دیا

بغمهای خودم همخانه کردی
اپنے غموں سے مجھکو ہمخانہ یعنی ہمنشین کیا تو نے

نظر بکشاده در نظارهٔ تو
آنکھیں کھولیں تیرے دیکھنے کے لیے

بدین کشور شدم آوارهٔ تو
تیرے لیے اس ملک میں پریشان پھری میں

ندیدم چاره آوارگیها
نہ دیکھی میں نے کوئی تدبیر پریشانیوں کی

کشیدم در غمت بیچارگیها
بہت عاجزی تیرے غم میں اٹھائیں میں نے

کنون کز دیدن روی تو شادم
اب کہ تیری صورت دیکھنے سے خوش ہوں میں

ز بی روئی تو بس نامرادم
تیری بے توجہی سے نہایت بے نصیب ہوں میں

ز بی روئی گذر روئی به من کن
بے توجہی سے ایک توجہ میری طرف کر

ز روی مهربانی یک سخن کن
مہربانی کی راہ سے ایک بات مجھ سے کر

جوابش داد یوسف سر فکنده
جواب اُسکو یوسف نے سر جھکا کر دیا

که ای همچون منت صد شاه بنده
کہ اے زلیخا میری طرح تیرے سو بادشاہ غلام ہیں

مرا از بند غم آزاد گردان
مجھکو قید غم سے آزاد کر دے

بآزادی دلم را شاد گردان
آزاد کرنے سے میرے دل کو خوش کر

مرا خوش نیست کانجا با تو باشم
مجھکو اچھا نہیں ہے کہ یہاں تیرے پاس رہوں میں

پس این پرده تنها با تو باشم
اس پردے کی آڑ میں تیرے پاس اکیلا رہوں میں

تو کان آتشی من پنبهٔ خشک
تو آگ کی کان ہے میں خشک روئی ہوں

تو باد صرصری من نفحهٔ مشک
تو آندھی کی ہوا ہے میں خوشبو مشک کی

کجا این پنبه با آتش برآید
کہاں یہ روئی آگ پر غالب آوے
زلیخا آن نفس جز باد نشمرد
زلیخا نے اس بات کو سوا ہوا کے نہ شمار کیا
بر و قفل دگر محکم فروبست
اسپر قفل دوسرا مضبوط بند کیا
دگر باره زلیخا نعره برداشت
دوسری بار زلیخا نے نعره مارا یعنی فریاد کرنے لگی
بگفت ای خوشتر از جان ناخوشی چند
کہا اے جان سے زیاده اچھے ناخوشی رہیگی کب تک
تهی کردم خزاین در بهایت
خالی کر دیے خزانے تیری قیمت مین
بآن نیت که در مانم تو باشی
اس ارادے مین کہ میری دوا ہوگا تو
نه آن کز طاعت من روی تابی
وہ نہین کہ میری اطاعت سے منہ پھیر لیگا تو
بگفتا در گنه فرمانبری نیست
کہا گناه مین تابعداری نہین ہے
هران کاری که نپسندد خداوند
جس کام کو کہ نہ پسند کرے خدا
بدان کارم شناسائی مبادا
اس کام سے مجکو پہچان مت ہو جیو
دران کاشانه سخن کوتاه کردند
اس مکان مین باتین مختصر کین
زلیخا بر درش قفل دگر زد
زلیخا نے اس کے دروازے پر دوسرا قفل لگایا

چسان این نغمه با صرصر گراید
کیونکر یہ خوشبو آندھی سے رغبت کرے
سخن گویان بدیگر خانه اش برد
باتین کرتے کرتے دوسرے گھر مین اسکو لے گئی
دل یوسف ازان اندوه بشکست
دل یوسف کا اس غم سے ٹوٹ گیا
نقاب از راز چندین ساله برداشت
پرده کتنے سال کے بھید سے اٹھایا
بپایت می کشم سر سرکشی چند
تیرے پانو پر سر رکھتی ہون بتا تو سرکشی کب تک کریگا
متاع عقل و دین کردم فدایت
عقل و دین کا اسباب تیری قربان کر دیا مین نے
رهین طوق فرمانم تو باشی
میرے حکم کے طوق مین گرو رہیگا تو
بهر راهی خلاف من شتابی
خلاف میرے ہر ایک راہ مین چلے گا تو
بعصیان زشتین طاعتوری چیست
گناه مین جیتا بندگی نہین ہے
بود در کارگاه بندگی بند
ہو جاتا ہے بندگی کے کارخانے مین حائل
بدان دستم توانائی مبادا
اسمین مجکو دست قدرت مت ہو جیو
بدیگر خانه منزلگاه کردند
دوسرے درجے مین مقام کیا
دگرسان قصه اش از سینه سر زد
دوسری طور کا قصہ اسکے سینے سے پیدا کیا

۵ یعنی زلیخا نے یوسف علیہ السلام کی باتون کو بیہوده خیال کیا اور باتین کرتے کرتے دوسرے گھر مین لیگئی
۶ یعنی مین نے تیری قیمت مین اپنے خزانے خالی کر دیے اور ...

بدین دستور زافسون وفسانہ
اسی دستور اور مکر اور حیلون سے

ہمی بردش درون خانہ بخانہ
لیے جاتی تھی اُسکو ایک گھر سے دوسرے گھر مین

بہر جا قصۂ دیگر ہمی خواند
ہر جگہ ایک دوسرا قصہ بیان کرتی تھی

بہر جا نکتۂ دیگر ہمی راند
ہر مقام پر دوسری باریکی نکالتی تھی

بشش خانہ نشد کارش میسر
چھ گھر مین اُس کا کام حاصل نہوا

نیامد مہرۂ اش بیرون زششدر
نہ باہر نکلا اُس کا مہرہ ششدر سے

بہفتم خانہ گرد اورا قدم چست
ساتوین مکان کیطرف اُسنے قدم بڑھایا

کشادِ کار خود از ہفتمین جست
کھلنا یعنی حاصل ہونا اپنے مطلب کا ساتوین سے ڈھونڈھا

بلے نبود درین رہ ناامیدی
سچ ہے اس راہ مین ناامیدی نہین ہوتی ہے

سیاہی را بود روزی سپیدی
سیاہی کو ایک دن سفیدی حاصل ہوتی ہے

زصد در گر امیدت بر نیاید
سو دروازون سے جو تیری امید بر نہ آوے

بنومیدی جگر خوردن نشاید
ناامیدی سے کلیجہ کھانا نہ چاہیے

دری دیگر بباید زد کہ ناگاہ
اور دوسرا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے کہ اتفاقاً

ازان رہ سوی مقصد آوری راہ
اس سے طرف مقصد کے راہ لیجائے تو

در آوردن زلیخا یوسف را بخانہ ہفتم ومقصود خود از وخواستن

لانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کو ساتوین گھر مین اور اپنے مقصد کی اُس سے خواہش کرنا

سخن پرداز این کاشانۂ راز
بات آراستہ کرنیوالا یعنی راوی اس بھید کے مکان کا

چنین بیرون دہد از پردہ آواز
اسطرح پردہ سے باہر دیتا ہی آواز یعنی بیان کرتا ہے

کہ چون نوبت بہفتم خانہ افتاد
کہ جب باری ساتوین گھر کی پڑی یعنی آئی

زلیخا راز جان برخاست فریاد
زلیخا کی جان سے اُٹھی یعنی فریاد بلند ہوئی

کہ ای یوسف بچشم من قدم نہ
کہ اے یوسف میری آنکھ مین قدم رکھ

زرحمت پا درین روشن حرم نہ
رحمت سے پاؤن اس روشن گھر مین رکھ

درآن خرم حرم کردش نشیمن
اس اچھے مکان مین کیا اُسنے گھر
حریمی یافت از اغیار خالی
ایک مکان پایا غیرون سے خالی
درش ز آمد شد بیگانه بسته
دروازه اُس کا غیر کے آنے سے بند کیا
درو جز عاشق و معشوق کس نه
اُسمین سوا عاشق اور معشوق کے کوئی نه تها
رخ معشوق در پیرایهٔ ناز
منه معشوق کا لباس ناز مین
هوس را عرصهٔ میدان فتاده
حرص کے میدان مین کشادگی پڑی
زلیخا دیده و دل مست جانان
زلیخا کی آنکهین اور دل مست معشوق کی
بشیرین نکته های دلپذیرش
میٹهی اور دلچسپ باتون سے اُسکو
بجا لای سریر افگنده خود را
تخت پر اپنے ڈالکر یعنی بٹهاکر اُسکو
اگر خورشید روی من به بیند
اگر آفتاب میرا منه دیکهه لے
مرا تاکی درین محنت پسندی
مجهکو کب تک اس رنج مین پسند کریگا تو
بدینسان درد دل بسیار کردی
اسطرح درد دل بهت بیان کرتی تهی
ولی یوسف نظر بر خویش میداشت
لیکن یوسف نظر اپنے اوپر رکهتے تهے

بزنجیر زرش زد قفل آهن
اُسکی سونے کی زنجیر مین قفل لوہے کا بند کیا
ز چشم حاسدان دورش حوالی
جلنے والون کی نظرون سے دور اُسکی چاردیواری
امید آشنایان را شکسته
امید آشناؤن کی ٹوٹی ہوئی
گزند شحنهٔ آسیب عسس نه
ڈر کوتوال کا نه خوف کوتوال کا رہا
دل عاشق سرود شوق پرداز
دل عاشق کا راگ شوق کا گانے والا
طمع را آتش اندر جان فتاده
لالچ کی جان مین آگ لگی
نهاده دست خود در دست جانان
رکهے ہوئے ہاته اپنا معشوق کے ہاتهه مین
خرامان برد تا پای سریرش
آہسته آہسته لگئی تخت کے نیچے یعنی برابر تک اُسکو
بآب دیده گفت آن سرو قد را
رو کر کہا اس سرو قد یعنی یوسف سے
چو ماه از خرمن من خوشه چینید
چاند کی طرح سے کهلیان سے بالی چنو یعنی روشنی لے
که چشم رحمت از رویم به بندی
که آنکهه رحمت کی میری طرف سے بند رکهتا ہے تو
بیوسف شوق دل اظهار کردی
یوسف سے شوق دل کا ظاهر کرتی
زبیم فتنه سر در پیش میداشت
فساد کے خوف سے سر آگے یعنی جهکائے رکهتے تهے

بفرش خانه سر افگنده در پیش
گھر کے فرش پر سر جھکائے ہوئے آگے

مصور دیده با او صورت خویش
تصویر کھنچی ہوئی دیکھی برابر اپنی تصویر کے

ز دیبا و حریر افگنده بستر
دیبا اور حریر سے بچھونے بچھے ہوئے

گرفته یکدگر را تنگ در بر
ایک دوسرے کو گود میں لپٹائے ہوئے

از آن صورت وان صرف نظر کرد
اُس تصویر سے فوراً نظر پھیر لی

نظرگاه خود از جای دگر کرد
اپنی نظرگاہ دوسری جگہ کو بنایا یعنی اور طرف دیکھنے لگا

اگر در را وگر دیوار را دید
اگر دروازے کو اور جو دیوار کو دیکھا

بهم خفته دو گلرخسار را دید
آپس میں سوتے ہوئے دونوں گلرخسار کو دیکھا

رخ خود در خدای آسمان کرد
منھ اپنا طرف خدای آسمان کے یعنی اوپر کو کیا

بسقف اندر تماشای همان کرد
چھت میں بھی وہی تماشا کیا یعنی دیکھا

فزودش میل از آن سوی زلیخا
بڑھی خواہش یوسف کی اُسکے زلیخا کی طرف

نظر بگشاد بر روی زلیخا
آنکھ کھولی اوپر منھ زلیخا کے یعنی دیکھنے لگا

زلیخا زان نظر شد تازه امید
زلیخا کی امید اُس نظر سے تازہ ہوئی

که تابد بر وی آن تابنده خورشید
کہ چمکیگا اُسکے منھ پر وہ روشن آفتاب

باه و ناله و زاری در آمد
آہ اور نالہ اور رونے میں مصروف ہوئی

ز چشم و دل بخونباری درآمد
آنکھ اور دل سے خون برسانے لگی

که ای خود کام کام من روا کن
کہ اے خود مطلب میری مقصد کو جاری کر

بوصل خویش دردم را دوا کن
اپنی ملاقات سے میرے درد کی دوا کر

منم تشنه تو آب زندگانی
میں پیاسی ہوں اور تو آب حیات ہے

منم کشته تو جان جاودانی
میں مردہ ہوں تو زندگی ہمیشہ کی ہے

جدائم از تو دور ای گنج نایاب
تجھ سے ایسی دور ہوں میں ای نایاب خزانے

که باشد کشته بیجان تشنه آب
جیسے کوئی کشتہ بیجان پیاسا ہو بغیر پانی کے

ز داغت سالها در تاب بودم
تیرے داغ سے برسوں جلتی رہی میں

ز شوقت بیخور و بیخواب بودم
تیرے شوق سے بھوکی اور بے سوئے رہی میں

مرا زین بیشتر در تاب مگذار
مجھکو اس سے زیادہ مت جلاؤ

چنینم بیخور و بیخواب مگذار
ایسا بھوکا اور بے سوئے مجھکو مت چھوڑ

بحق آن خدائے بر تو سوگند
بحق اُس خدا کے تجھ پر قسم ہے

که باشد بر خداوندان خداوند
جو ہووے یعنی ہے صاحبون کا صاحب

باین حسن جہانگیری که دادت
قسم اس حسن جہانگیری کی کہ دیا تجکو

باین خوبی که در عارض نهادت
قسم اس خوبی کی کہ تیرے چہرے بین رکھی

باین نوری که تابد از جبینت
قسم اس نور کی کہ چمکتا ہے تیری پیشانی سے

که دارد ماه را سر بر زمینت
کہ جھکتا ہے چاند سر تیری زمین پر

بابروے کماندارے که داری
قسم اس تیر انداز ابرو کی کہ رکھتا ہے تو

بسرو خوب رفتاری که داری
قسم اس اچھے چلنے والے قد کی کہ رکھتا ہے تو

بمحراب کمان ابروے تو
قسم محراب کمان ابرو تیری کی

بقلاب کمند گیسوے تو
قسم کنڈیا کمند زلف تیری کی

بجادو نرگس مردم فریبت
قسم تیری آنکھ مردم فریب کے جادو کی

بدیبا پوش سرو جامه زیبت
قسم تیرے جامہ زیب دیبا پہننے والے قد کی

بآن موئے که می گوئی میانش
قسم اس بال کی جس کو کمر کہتا ہے تو

بآن سرّے که میخوانی دهانش
قسم اس نکتہ کی کہ کہتا ہے تو منھ اسکو

بمشکین نقطه ات بر روی گلرنگ
قسم سیاہ نقطہ یعنی تل تیری کی پھول سے چہرے پر

بشیرین خنده ات از غنچهٔ تنگ
قسم میٹھی ہنسی تیری کی بندھی ہوئی کلی یعنی منھ سے

بآب دیده من ز اشتیاقت
قسم میرے آنسوؤن کی تیرے اشتیاق مین

بآه گرمم از سوز فراقت
قسم میری آہ گرم کی تیرے سوز جدائی سے

بحرمانی که زیر کوهم از وے
قسم اس بدنصیبی کی کہ نیچے پہاڑوں کے اس سے ہون مین

گرفتار هزار اندوهم از وے
پھنسی ہوئی ہزار رنج مین اس سے ہون مین

باستیلاے عشقت بر وجودم
قسم تیرے غلبہ عشق کی میری ذات پر

باستغنات از بود و نبودم
قسم بے پروائی تیری کی ہستی اور نیستی میری سے

که بر حال من بیدل ببخشاے
کہ مجھ بیدل کے حال پر رحم کر

ز کار مشکلم این عقده بگشاے
میرے مشکل کام سے یہ گرہ کھول

بدل عمریست تا داغ تو دارم
ایک عمر گذری ہے جب سے تیرا داغ دل مین رکھتی ہون

هواے بوی از باغ تو دارم
امید ایک خوشبو کی تیرے باغ سے رکھتی ہون

زمانی مرہم داغ دلم شو
ایک زمانہ میرے داغ دل کا مرہم ہو جا
ز قحط ہجر تو بس ناتوانم
تیرے جدائی کی قحط یعنی خشکی سے نہایت عاجز ہو رہی ہوں
ز تو اے نخل تر خرما ز من شیر
تجھ سے اے چھوہارے کے درخت چھوہارا مجھ سے دودھ
مرا از شیر و خرما قوت جان دہ
میری جان کو دودھ اور چھوہارے سے غذا دے
جوابش داد یوسف کای پریزاد
جواب اسکو دیا یوسف نے کہ اے پریزاد
مگیر امروز بر من کار را تنگ
مت تنگ کر آج مجھکو اس کام پر
مکن تر ز آب عصیان دامنم را
گناہ کے پانی سے میرے دامن کو مت بھگو
بآن بیچون کہ چون نہ صورت اوست
قسم اس بے مانند کی کہ جیسے صورت اسکی ہے
ز بحر جود او گردون حبابست
اسکے بخشش کے دریا کا بلبلہ آسمان ہے
بپاکی کز ایشان زادہ ام من
قسم ان پاکوں کی کہ جن سے پیدا ہوا ہوں میں
از ایشانست روشن گوہر من
ان سے روشن میری ذات ہے
کہ گر امروز دست از من بداری
کہ اگر آج مجھ سے ہاتھ رکھے یعنی مجھکو معاف کرے تو
بزودی کامگاری بینی از من
جلد مجھ سے مقصدوری دیکھے تو

بوئے رونق باغ دلم شو
ایک خوشبو سے میرے باغ دل کی رونق ہو
ببخش از خوان وصلت قوت جانم
اپنے خوان ملاقات سے میری جان کو غذا دے
مکن در خوان نہادن ہیچ تقصیر
خوان لگانے میں کچھ کوتاہی مت کر
ز جان دادن بدین قحطم امان دہ
اس خشک سالی میں جان دینے سے مجھکو پناہ دے
کہ ناید با تو بس را از پری یاد
نہیں آتی ہے تیرے مقابلے میں کسیکو پری کی یاد
مزن بر شیشہ معصومیم سنگ
میری بے گناہی کے شیشہ پر پتھر مت مار
مسوز از آتش شہوت ہم را
خواہش کی آگ سے میرے بدن کو مت جلاؤ
برونہا چون درونہا صورت اوست
ظاہر مثل باطن کے ظہور اس کا ہے
ز برق نور او خورشید تابست
اسکے نور کی بجلی سے آفتاب کو روشنی ہے
بدین پاکیزگی افتادہ ام من
اس پاکی میں پڑا ہوا ہوں میں
وز ایشانست روشن اختر من
اور انہیں سے روشن میرا ستارہ ہے
مرا زین تنگنا بیرون گذاری
مجکو اس تنگ گلی سے باہر گذر جانے دے تو
ہزاران حق گزاری بینی از من
ہزاروں حق گذاری دیکھے تو مجھ سے

زلعل جانفزایم کام یابی
میری مو جان بڑھانیوالے ہونٹھ سے مقصد پاویگی تو
مکن تعجیل در تحصیل مقصود
جلدی مت کر مقصد حاصل کرنے مین
گر افتد صید نیکو دیر در دام
جو دیر مین اچھا شکار جال مین پڑے
زلیخا گفت کز تشنہ مجو تاب
زلیخا نے کہا کہ پیاسے سے مت ڈھونڈھ صبر
زشوقم جان رسیدہ بر لب امروز
شوق سی میری جان لب پر آج پہونچگئی ہے
کی آن طاقت مرا آید پدیدار
کہان وہ طاقت مجکو پیدا ہو سکتی ہے
ندانم مانعت زین مصلحت چیست
نہین جانتی ہون مین تجکو اس مصلحت سے کون مانع ہی
بگفتا مانع من زان دو چیز ست
کہا اس سے مجکو منع کرنیوالی دو چیزین ہین
عزیز این تیغ نہادی چون بداند
عزیز بد ذاتی جب جانیگا
برہنہ کردہ تیغ آنسان کہ دانی
ننگی تلوار کرے جیسا کہ جانتی ہے تو
زہی خجلت کہ چون روز قیامت
کیا اچھی ہو شرمندگی کہ جب قیامت کے دن
جزای آن جفا کیشان نویسند
بدلا ان بدکارون کا لکھین گے
زلیخا گفت از آن دشمن میندیش
زلیخا نے کہا اس دشمن یعنی عزیز سے مت ڈر

بقدت دلکشم آرام یابی
میرے دلکش قد سے آرام پاویگی تو
بسا دیریکہ باشد خوشتر از زود
دیر بہت جلدی سے بہتر ہوتی ہے
بہ است از زود تا نیکو سر انجام
بہتر ہے جلد سے جسکا انجام اچھا نہو
کہ اندازد بفردا خوردن آب
کہ چھوڑے کل پر پانی پینے کو
نیارم صبر کردن تا شب امروز
نہین صبر کر سکتی ہون مین آجکی رات تک
کہ تا وقتی دگر اندازم این کار
تاکہ دوسرے وقت پر اس کام کو چھوڑو نہین
کہ نتوانی بمن یک لحظہ خوش زیست
کہ میرے ساتھ دم بھر خوشی سی نہین بسر کرتا ہی تو
عتاب ایزد و قہر عزیز ست
خفگی خدا کی اور غصہ عزیز کا ہے
بمن صد محنت و خواری رساند
مجکو سو محنت اور خرابی یعنی ذلت پہونچاویگا
کشد از من لباس زندگانی
کھینچیگا مجھ سے لباس زندگانی کا یعنی مار ڈالیگا
کہ افتد بر زناکاران غرامت
کہ زنا کرنے والون پر شرمندگی پڑیگی
مرا سر دفتر ایشان نویسند
مجکو انکا سردار لکھین گے
کہ چون روز طرب بنشیندم پیش
کہ جب خوشی کے دن میرے آگے بیٹھیگا

تعجیل کے معنی جلدی کرنا کیونکہ اطمینان مین کام ٹھیک ہوتا ہے موافق مثل دیر آید درست آید ۱۲ تاب کے معنی طاقت اور صبر کے ہین ۱۲ یعنی خدا تعالی کا غضب اور دوسرا عزیز کا ... مقصود یوسف اور ...

دہم جامیکہ باجانش ستیزد
ایسا ایک پیالہ اسکو دونگی کہ اُسکی جان سے لڑے
تو میگوئی خدای من رحیم ست
تو کہتا ہے میرا خدا رحم والا ہے
مرا از گوہر و دُر صد خزینہ
میرے پاس لعل اور موتی کے سو خزانے
فدائے سازم ہمہ بہر گناہت
قربان یعنی خیرات کرونگی سب واسطے تیری گناہ کے
بگفت آنکس نیم کافتد پسندم
کہا وہ شخص میں نہیں ہوں کہ مجھکو پسند پڑے
خصوصا بر عزیزی کز عزیزی
خاصکر اس عزیز پر کہ محبت سے
خدائے من کہ نتوان حق گزاریش
خدا میرا کہ نہیں ممکن ہے اُسکی حق گزاری
بجان دادن چو مزد از کس نگیرد
جان دینے میں جب کسی سے مزدوری نہیں لیتا ہے
زلیخا گفت کای شاہ جوان بخت
زلیخا نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیب
دلم شد تیر محنت را نشانہ
دل میرا تیرے رنج کے تیر کا نشانہ ہو گیا
بہانہ کجروی و حیلہ سازیست
بہانہ بد وضعی اور مکاری ہے
معاذ اللہ کہ راہ کج روم من
پناہ خدا کی کہ تیری ساتھ ٹیڑھی راہ چلونگی
عجب بیطاقتم آرام من دہ
نہایت بیقرار ہوں میں مجھکو آرام دے

زہستی تا قیامت بر نخیزد
ہستی سے قیامت تک نہ اُٹھے
ہمیشہ بر گنہگاران کریم ست
ہمیشہ گنہگاروں پر بخشش کرنیوالا ہے
درین خلوت سرا باشد دفینہ
اس خلوت سرا میں دفن ہیں
کہ تا باشد ز ایزد عذر خواہت
تا کہ خدا سے ہوں تیری عذر خواہ یعنی معافی مانگنیوالے
کہ آید بر کسے دیگر گزندم
کہ دوسرے شخص پر آوے میری ایذا
ترا فرمود بہر من کنیزی
تجکو میرے واسطے لونڈی بننے کو کہا
برشوت کی شود آمرزگاریش
رشوت سے کب وہ ہو بخشش کرنیوالا
در آمرزش گنہکار رشوت پذیرد
بخشش میں کہاں رشوت قبول کریگا
کہ ہم تاجت میسر باد و ہم تخت
کہ تاج بھی تجکو میسر ہووے اور تخت بھی
زبس کارے بہانہ بر بہانہ
بہت یعنی بار بار بہانے پر بہانے لاتا یعنی کرتا ہے تو
بہانہ بی طریق راستبازیست
بہانہ بے راہ یعنی خلاف سچائی کے ہے
ز تو این حیلہ دیگر نشنوم من
تجھسے یہ حیلہ دوبارہ نہ سنونگی یعنی نہ قبول کرونگی
اگر خواہے دگر نہ کام من دہ
اگر تو چاہتا ہی یا نہیں چاہتا ہے مقصد میرا دے

بگفتن گفتن آمد روز من سر
کہتے ہی کہتے میں دن میرا آخر ہو گیا
نگشت از تو مراد من میسر
تجھسے میری مراد میسر نہ ہوئی

زبان در بند دیگر زین خرافات
زبان کو بند کر دوسری بار ان بیہودہ باتوں سے
بجنب از جا کہ فی التاخیر آفات
اٹھ جگہ سے کہ دیر میں آفتیں ہیں یعنی دیر نہ کر

مرا در خشک نی آتش فتادست
میری خشک نرکل یعنی جان میں آگ لگی ہے
ترا با آتش من خوش فتادست
تجکو میری آگ سے خوشی پڑی یعنی ہوئی ہے

مرا این دود آتش کے کند سود
میری اس آگ کا دھواں کب فائدہ کرے
چو در چشمت نگردد آب ازین دود
جب تیری آنکھ میں اس دھوئیں سے پانی نہیں نکلتا

ازین آتش چو دودم ہست تابی
اس آگ سے مثل دھوئیں کے مجھکو ایک گرمی ہے
بیا بر آتشم زن یکدم آبی
آ میری آگ پر چھڑک تھوڑا پانی دم بھر

زلیخا چون بپایان برد این راز
زلیخا جب انتہا کو لے گئی یہ بھید
تعلل کرد یوسف دیگر آغاز
بہانہ دوسرا یوسف نے شروع کیا

زلیخا گفت کای عبری عبارت
زلیخا نے کہا کہ اے عبری جاننے والے
کہ بردی از سخن وقتم بغارت
غارت کیا تو نے باتوں میں میرا وقت

مزن بر روی کارم دست رد را
مت مار میرے کام کے چہرہ پر ہاتھ انکار کا
کہ خواہم کشتن از دست تو خود را
نہیں تو مار ڈالوں گی میں تیرے ہاتھ سے آپ کو

بعشرت دست ہم اندر گردن آویز
خوشی سے میرے گلے میں ہاتھ ڈال
وگرنہ بر کشم از خنجر تیز
نہیں تو کاٹ ڈالوں گی میں اسکو تیز خنجر سے

نیاری دست اگر در گردن من
اگر تو میری گردن میں ہاتھ نہ ڈالے گا
شود خون منت حالی بگردن
ابھی میرا خون تیری گردن پر ہو گا

کشم خنجر چو سوسن بر تن خویش
کھینچوں گی سوسن کی طرح اپنے بدن پر خنجر
چو گل در خون کشم پیراہن خویش
پھول کی طرح خون میں رنگوں گی لباس اپنا

نہم بر تن ز جان داغ جدائی
رکھوں گی میں بدن پر جان کی جدائی کا داغ
ز حجت گفتنت یابم رہائی
تیری حجتکاری دلیلوں سے نجات پاؤں گی میں

عزیزم پیش تو چون کشتہ یابد
جب عزیز تیرے آگے مجھکو مرا ہوا پاوے گا
پی کشتن عنان سوی تو تابد
تیرے مار ڈالنے کے لیے متوجہ ہو گا

پس از کشتن بزیر پردہ چاک
بعد مرنے کے نیچے پردہ خاک کے

بگفت این وکشید از زیر بستر
یہ کہا اور بستر کے تلے سے خنجر کھینچا

ولی از آتش غم پر تف وتاب
لیکن غم کی آگ بھری ہوئی گرمی سے

چو یوسفؑ آن بدید از جای برجست
جب یوسف نے وہ حال دیکھا جگہ سے اٹھے

کزین تندی بیارام ای زلیخا
کہ اس غصہ سے صبر کر اے زلیخا

زمن خواہی رخ مقصود دیدن
مجھ سے منہ مقصد کا دیکھے گی تو

زلیخا ماہ اوج دلستانی
زلیخا دلستانی کی بلندی کی معشوق نے

گمان زد شد کہ خواہد کام او داد
گمان اسکو ہوا کہ میرا مقصد بر لائے گا

ز دست خود روانی خنجر انداخت
اپنے ہاتھ سے فوراً خنجر پھینکدیا

لب از نوشین دہانش پر شکر کرد
ہونٹھ اسکے میٹھے منہ سے میٹھے کر بے

بہ پیش ناوکش جان را ہدف ساخت
اسکے تیر کے آگے جان کو نشانہ بنایا

ولی نکشاد یوسف بر ہدف شست
لیکن نہ کھولی نشانہ پر یوسفؑ نے چٹکی

دلش میخواست در سفتن بالماس
اسکا دل چاہتا تھا موتی کو چھیدنا الماس سے

بتو پیوند دا این جان ہوسناک
تجھ سے ملے گی یہ جان حرص بھری

چو برگ بید سبز از برق خنجر
مانند پتی بید سبز کے بجلی سے خنجر

بحلق تشنہ برد آن قطرہ آب
پیاسی حلق لیگئی وہ قطرہ پانی کا یعنی خنجر

چو زرین یارہ بگرفتش سر دست
مثل سنہرے کنگن کے پکڑی اسکی کلائی

وزین رہ باز کش گام ای زلیخا
اور اس راہ سے قدم پھیر اے زلیخا

ز وصل من بکام دل رسیدن
میری ملاقات سے مقصد دل کو پہونچے گی تو

ز یوسفؑ چون بدید آن مہربانی
یوسفؑ سے جو وہ مہربانی دیکھی

بوصل خویشتن آرام او داد
اپنی ملاقات سے اسکو آرام دے گا

بقصد صلح طرح دیگر انداخت
صلح کے ارادے پر اور بنیاد ڈالی

ز ساعد طوق واز ساقش کمر کرد
پہونچے سے طوق اور ہاتھ سے کمربند اسکا بنایا

ز شوق گوہرش تن را صدف ساخت
اس کے موتی کے شوق میں بدن کو سیپی بنایا

پی گوہر صدف را مہر نشکست
واسطے موتی کے سیپی کی مُہر نہ توڑی

ولی میداشت حکم عصمتش پاس
لیکن پاک دامنی اسکی کا لحاظ رکھتا تھا

زلیخا در تقاضا گرم و یوسف

زلیخا تقاضا مین مستعد اور یوسف

نهادی بر ازار خویش دستی

اپنے ازار بند پر رکھے ہوے ایک ہاتھ

فتادش چشم ناگه در میانه

اس درمیان مین ایک بارگی نگاہ اسکی پڑگئی

سوالش کرد کان پرده ی چیست

سوال اُسنے کیا کہ وہ پردہ کسواسطے ہے

بگفت آنکس که تا من زنده هستم

کہا وہ شخص جس کو مین جب تک کہ زندہ ہون

بتی تن از زر و چشمش ز گوهر

ایک بت اسکا بدن سونے کا اور آنکھین موتی کی

بهر ساعت فتاده پیش اویم

ہر گھڑی اسکے سامنے عاجز پڑی ہوئی ہون مین

درون پرده کردم جایگاهش

اندر پردے کے اُس کے لیے بنائی مینے جگہ

ز من آیین بی دینی نه بیند

مجھسے طریقہ بے دینی کا نہ دیکھے

چو یوسف این سخن بشنید و د بانگ

یوسف نے جو یہ بات سنی نعرہ مارا

ترا آید بچشم مردگان شرم

تجھکو مردون کے آگے آتی ہے شرم

من از بینای دانا چون نترسم

مین دیکھنے والے دانا سے کیونکر نہ ڈرون مین

بگفت این در میان کار برخاست

یہ کہا اور کام کے درمیان سے اٹھے

همی انگیخت اسباب توقف

اٹھا رہا تھا اسباب ٹھہرنے کا

یکی عقده گشادی و دو بستی

اگر ایک گرہ کھولتا اور دو بند لگاتا تھا

بزرکس پرده در کنج خانه

اوپر ایک زری کے پردے دیکھے گھر کے گوشے مین

در آن پرده نشسته پردگی کیست

اس پردے مین کون پردہ نشین بیٹھا ہوا ہے

برسم بندگانش می پرستم

بندون کی طرح اسکی پرستش کرتی ہون مین

درونش طبله پر مشک اذفر

اندر اسکے یعنی پیٹ مین خالص مشک بھرا ہوا

سر طاعت نهاده پیش اویم

سر بندگی کا اسکے آگے رکھے ہوے ہون مین

که تا بنود بسوی من نگاهش

تاکہ طرف میری ہووے نگاہ اسکی

درین کارم که می بینی نه بیند

اس کام مین کہ جسکو دیکھتا ہے تو نہ دیکھے

کزین او نیارزد نقدم نیست یکدانگ

کہ میرے نقد کے ایک وانگ برابر یہ دینا نہین ہے

وزین نازندگان در خاطر آزرم

اور ان بیجانون سے دل مین شرم

ز قیوم توانا چون نترسم

قائم رہنے والے طاقتور سے کیونکر نہ ڈرون مین

وز آن خوش خوابگه بیدار برخاست

اور اس اچھی خوابگاہ سے جاگ کر اٹھے

یعنی زلیخا خواہش وصل مین جلدی کرتی تھی لیکن یوسف دیر لگاتے تھے ۱۲

زلیخا نے کہا کہ اس مین ... وہ شخص ہے جسکی مین زندگی بھر پرستش کرونگی ۱۲

الف کردئے از دو شاخ لام الف دور

الف کو لام الف کی دونون شاخ سے الگ کر لیا

چو گشت اندر دویدن گام تیزش

جب دوڑنے مین اسکا قدم تیز ہوا

بہر در کامدی بے در گشائے

جس دروازے مین کرآتا تھا بے کسی دروازہ کھولنے والے کے

اشارت کردنش گویا بانگشت

اشارہ کرنا اسکا گویا انگلی سے

زلیخا چون بدید این از عقب جست

زلیخانے جو دیکھا پیچھے سے دوڑی

پی باز آمدن دامن کشیدش

واسطے پھر آنے کے دامن کھینچا اس کا

برون رفت از کف آن غم رسیدہ

باہر گیا اسکے ہاتھ سے غم رسیدہ یعنی یوسف

زلیخا زان عزامت جامہ زد چاک

زلیخا نے اس شرمندگی سے کپڑے پھاڑ ڈالے

خروشی از دل ناشاد برداشت

ایک شور دل ناشاد سے اٹھایا

کہ واویلا ز بے اقبالی بخت

کہ افسوس بے اقبال نصیبہ سے

دریغ آن صید کز دامم برون جست

افسوس کہ میرے جال سے وہ شکار باہر نکلگیا

عزیمت کرد روزی عنکبوتے

ارادہ کیا ایک دن ایک مکڑی نے

بجائی دید شہبازی نشستہ

ایک جگہ ایک جرہ باز کو بیٹھے دیکھا

رہا نداز گاز سیمین شمع کافور

چھڑائی چاندی کی مقراض سے شمع کافور کی

کشاد از ہر درے راہ گریزش

کھل گئی ہر ایک دروازے سے اسکی بھاگنے کی راہ

پریدی قفل جائے پرتہ جائے

اوڑ جاتا قفل کسی جگہہ اور پرچہ اسکی کسی جگہہ

کلیدی بود بہر فتح در مست

ایک کنجی تھی واسطے دروازہ کھولنے کے مٹھی مین

بوی در آخرین درگاہ پیوست

اس سے آخر کے دروازے یعنی ڈیوڑھی پہ پہلی

زسوی پشت پیراہن دریدش

پیچھے کی طرف سے کرتہ پھاڑا اس کا

بسان غنچہ پیراہن دریدہ

مثل کلی کے کرتہ پھٹا ہوا

چو سایہ خویش را انداخت بر خاک

سایہ کیطرح اپنے تئین خاک یعنی زمین پر ڈالدیا

ز ناشادی خود فریاد برداشت

اپنے رنج سے فریاد کرنے لگی

کہ برد از خانہ ام آن نازنین رخت

کہ میرے گھر سے وہ نازنین چلا گیا

دریغ آن شہد کز کامم برون رفت

افسوس کہ وہ شہد میرے حلق سے باہر نکلگیا

کہ بہر خود کند تحصیل قوتے

کہ اپنے واسطے کچھ کھانا پیدا کرے

ز قید دست شاہان باز رستہ

قید ہاتھ بادشاہون سے چھوٹا ہوا

بگرد او تنیدن کرد آغاز
گرد اسکے لپیٹنا یعنی جال لگانا شروع کیا
که بندد پر و بالش راز پرواز
کہ پر اور بازو اسکے اڑنے سے باندھے

زمانے کار در پیکار او کرد
ایک زمانہ یعنی دیر تک اس کام مین صرف کیا
لعاب خود همه در کار او کرد
تمام لعاب یعنی جالا اپنا اس کام مین صرف کیا

چو آن شهباز گرد از وی کناره
جب اس شہباز نے اس سے کنارہ کیا یعنی اڑ گیا
نماندش غیر تار چند پاره
اس کے پاس سوا چند ٹوٹے تار کے کچھ نہ رہا

منم آن عنکبوت زار و رنجور
مین بھی وہی بیمار کمزور اور لاغر مکڑی ہون
فتاده از مراد خویشتن دور
اپنی مراد سے دور پڑی ہوئی

رگ جانم گسسته همچو تارش
میری جان کی رگ ٹوٹی ہے مثل اسکے تار کے
نگشته مرغ امیدی شکارش
امید کی کوئی چڑیا اسمین شکار نہوئی یعنی نہ پھنسی

گسسته تارم از هر کار و بارے
تار توڑے ہوئے ہون مین ہر ایک کاروبار سے
بدستم نیست جز نگسسته تارے
میرے ہاتھ مین سوا ایک ٹوٹے ہوئے تار کے کچھ نہین ہے

دریافتن عزیز یوسف را بیرون آن خانه و افشاے راز خود کردن زلیخا

پانا عزیز کا یوسف علیہ السلام کو اس گھر کے باہر اور اپنے بھید کو زلیخا کا ظاہر کرنا

چنین زد خامهٔ نقش این فسانه
ایسا قلم نے اس داستان کا نقش مارا یعنی لکھا
که چون یوسف برون آمد ز خانه
کہ جب یوسف گھر سے باہر نکل آیا

برون خانه پیش آمد عزیزش
گھر کے باہر عزیز مصر اس کے سامنے آیا
گروهی از خواص خانه نیزش
ایک گروہ گھر کے خواصون سے بھی اس کی ساتھ

چو در حالش عزیز آشفتگی دید
عزیز مصر نے جب یوسف کے حال مین پریشانی دیکھی
در آن آشفتگی حالش بپرسید
اس پریشانی مین اسکا حال پوچھا

جوابش داد از حسن ادب باز
جواب اس کو یوسف نے خوب ادب سے دیدیا
تهی از تهمت افشاے آن راز
خالی تہمت اس بھید کے ظاہر کرنے سے

عزیزش دست بگرفت از سر مہر
عزیز مصر نے محبت سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا
چو باہم دید شان با خویشتن گفت
جب ایک ساتھ دیکھا انکو اپنے دل مین کہنے لگی
بحکم آن گمان آواز بر داشت
بسبب اس شبہہ کے چلا اٹھی
کہ ای میزان عدل آن را سزا چیست
کہ اے عدل کے ترازو اس شخص کی سزا کیا ہے
بکار خویش بے اندیشگے کرد
اپنے کام سے بیخوفی کی یعنی ذرا نہ خوف کیا
عزیزش داد رخصت کای پریرو
عزیز مصر نے اسکو اجازت دی کہ اے خوبصورت
بگفت این بندۂ عبری کز آغاز
کہا اس عبرانی غلام نے کہ شروع سے
درین خلوت براحت خفتہ بودم
اس تنہائی کی جگہ آرام سے سو رہی تھی مین
چو دزدان بر سر بالینم آمد
چور کی طرح میرے سرہانے آیا
خیالش آنکہ من از وی نہ آگاہ
خیال اسکا وہ کہ مین اس سے آگاہ نہ ہون
باذن باغبان ناگشتہ محتاج
باغبان کی اجازت کا بھی محتاج نہو کر
چو دست آورد پیش آن ناخردمند
جب ہاتھ آگے لایا وہ بے وقوف
من از خواب گران بیدار گشتم
مین بڑی نیند سے جاگ پڑی مین

درون بردش بسوی آن پریچہر
گھر مین لیگیا اسکو اس پریچہرہ یعنی زلیخا کی طرف
کہ یوسف با عزیز احوال من گفت
کہ یوسف نے عزیز سے میرا حال کہدیا
نقاب از چہرۂ آن راز برداشت
اس بھید کے چہرے سے پردہ اٹھایا یعنی ظاہر کیا
کہ با اہلت نہ بر کیش وفا زیست
جسنے تیری بی بی سے طریق وفا پر زندگی کی
درین پردہ خیانت پیشگے کرد
اس پردے مین چوری کا پیشہ کیا
کہ کرد این کج نہادی راست بر گو
کسنے یہ بدذاتی کی سچ سچ کہہ
بفرزندی شد از لطفت سرافراز
تیری مہربانی سے فرزندی مین سرفراز ہوا
درون از گرد محنت رفتہ بودم
دل رنج کی گرد سے جاروب کیے ہوئے تھی مین
بقصد خرمن نسرینم آمد
میرے نسرین کے کھلیان کے ارادے مین آیا
بجرم گلستانم آورد راہ
خوشی سے میرے باغ مین راہ لاوے
بر و سنبل بغارت گل بتاراج
سنبل کو اور پھول کو غارت کرے اور لوٹے
کہ بکشاید ز گنج وصل من بند
کہ کھولے میرے وصل کے خزانے سے قفل
ز جام بیخودی ہشیار گشتم
بیخودی کے پیالے سے ہوشیار ہوئی مین

هراسان گشته از بیداری من
ڈر گیا میرے جاگ اٹھنے سے
رخ از شرمندگی سوی در آورد
منہ شرمندگی سے طرف دروازے کے لایا
شتابان از قفای او دویدم
جھپٹ کر اسکے پیچھے دوڑی مین
اگرفتم دامنش را چست و چالاک
پکڑ لیا مین نے اسکے دامن کو مضبوط اور جلد
گشاده چاک پیراهن دهانی
منہ کھول کر چاک کرتے
کنون آن بهکه همچون ناپسندان
اب وہ بہتر ہے کہ مثل گناہگارون کے
ویا خود بر تن و اندام پاکش
اور یا آپ اس کے پاک بدن پر
پسندی بر وی این رنج گران را
پسند کرے تو اسپر اس بھاری رنج کو
عزیز از وی چو بشنید این سخن را
عزیز نے اس سے جب اس بات کو سنا
دلش گشت از طریق استقامت
دل اسکا راہ راستی سے پھر گیا
بیوسف گفت چون گشتم گهر سنج
یوسف سے کہا کیون موتی تولنے والا مین نے
بفرزندی گزیدم بعد از انت
بعد اسکے تجھکو فرزندی مین لیا مین نے
زلیخا را هوادار تو کردم
زلیخا کو دوست تیرا بنایا مین نے

گریزان شد ز خدمتگاری من
بھاگ گیا میری خدمتگاری سے
بروی نیکبختی در بر آورد
نیکبختی کے منہ پر دروازہ بند کیا
بدین نهاده پا در وی رسیدم
قریب اسکے ہو رکھے ہوئے قدم کے فورا آپہنچی مین
چو گل افتاده در پیراهنش چاک
پھول کی طرح چاک ہو گیا اسکے کرتے مین
کند قول مرا روشن بیانی
میرے قول کو صاف بیان کرتا ہے
کنی یک چند محبوسش بزندان
قید کرے تو اسکو چند روز قید خانے مین
نهی در دیکه سازد دردناکش
رکھے تو وہ درد کہ اسکو دردمند کرے
که گردد عبرتی مر دیگران را
جو عبرت ہو خاص دوسرون کے لیے
نه بر جا دید دیگر خویشتن را
قائم نہ دیکھا پھر آپکو مینے غصے سے بے اختیار ہو گیا
زبان را ساخت شمشیر ملامت
زبان کو بنایا تلوار ملامت کی
پی بیع تو شد خالی دو صد گنج
تیرے مول لینے مین دو سو خزانے خالی ہو گئے
ز حشمت ساختم عالی مکانت
آنکھ سے بنایا مین نے برتر مکان تیرا
کنیزان را پرستار تو کردم
لونڈی غلامونکو تیرا خدمتگار کیا مین نے

غلامان حلقه در گوش تو گشتند
غلام تیرے تابعدار ہوے
صفا کیش و وفا کوش تو گشتند
صفا طریقہ اور وفا کرنے والے تیرے ہوے

بمال خویش دادم اختیارت
اپنے مال پر تجکو اختیار دیا مین نے
نکردم رنجه دل در هیچکارت
نہ آزردہ کیا مین نے تیرا دل کسی کام مین

نه دستور خرد بود آنکه کردی
نہ طریقہ عقل کا تھا یہ جو کچھ کیا تو نے
عفاک الله چه بد بود آنکه کردی
بخشے تجکو خدا کیا برا ہوا یہ جو کچھ کیا تو نے

نمی شاید درین ویره آفات
نہین لایق ہی اس آفت بھرے تہخانے مین
جز احسان اهل احسان را مکافات
سوا احسان کے احسان کرنے والے کو بدلا

تو احسان دیدی و کفران نمودی
تو نے احسان دیکھا اور ناشکری کی تو نے
بکافر نعمتی طغیان نمودی
نعمت کی ناشکری مین زیادتی کی تو نے

ز کوی حق گزاری رخت بستی
حق ادا کرنے کی راہ سے اسباب باندھا یعنی گذر گیا تو
نمک خوردی نمکدان را شکستی
نمک کھایا تو نے اور نمکدان توڑ ڈالا تو نے

چو یوسف از عزیز این تاب و تف دید
جب یوسف نے عزیز سے یہ غصہ اور ملامت دیکھی
چو مو از گرمی آتش به پیچید
بال کی طرح آگ کی گرمی سے بل کھایا

بدو گفت ای عزیز این فن و آوری چند
اس سے کہا اے عزیز ایسی حکومت کبتک
گناهی نی بدین خواریم مپسند
کوئی گناہ میرا نہین ہی یہ ذلت مجھپر نہ پسند کر

زلیخا هر چه میگوید دروغ است
زلیخا جو کچھ کہتی ہے جھوٹھ ہے
دروغ او چراغ بی فروغ است
جھوٹ اسکا بے روشنی کا چراغ ہے

زن از پهلوی چپ شد آفریده
عورت بائین پہلو سے پیدا کی گئی
کس از چپ راستی هرگز ندیده
کسی نے بائین سے کبھی راستی نہ دیکھی

بداند هر که بشناسد چپ و راست
جانتا ہے جو شخص کہ پہچانتا ہی بایان اور داہنا
که از چپ راستی مشکل توان ساخت
کہ اولٹے سے سیدھا کرنا مشکل ہے

مرا تا دیده دارد در پیم سر
مجکو جب سے دیکھا رکھتی ہی پیچھے میرے خیال
که گردد کام او از من میسر
کہ ہو مقصد اسکا مجھ سے حاصل

گهی از پس در آید گه به پیشم
کبھی پیچھے سے آتی ہی اور کبھی آگے میرے
بهر مکر و فسون خواند بخویشم
ہر مکر اور فریب سے بلاتی ہی اپنے پاس مجکو

ولی هرگز برونکشاده ام چشم
اور لیکن کبھی اسپر آنکھ نہین کھولی ہے مین نے

بخوان وصل او ننهاده ام چشم
اسکے وصل کے خوان پر نظر نہین رکھی ہی مین نے

که باشم من که با خلق کریمت
کون ہون مین کہ باوجود تیرے کریمانہ خلق کے

نهم پای خیانت در حریمت
رکھون قدم چوری کا تیرے محل مین

بد آن بنده که چون مولا نه بیند
وہ غلام برا ہے کہ جب مالک کو نہ دیکھے

رود بر مسند مولی نشیند
جائے اور مالک کی مسند پر بیٹھے

ز غربت داشتم بر سینه داغی
مسافری سے رکھتا تھا ایک داغ مین سینے پر

گرفته از همه کنج فراغی
اختیار کئے ہوے سب سے ایک گوشہ فراغت کا

زلیخا قاصدی سویم فرستاد
زلیخا نے ایک قاصد میرے پاس بھیجا

برویم صد در اندیشه بگشاد
میرے منھ پر صدہا خیالات کے دروازے کھولے

بافسونهای شیرین از رهم برد
میٹھے داستانون اور جادو سے مجکو راہ سے لیگئی

بهر راهی دران خلوت گهم برد
مجکو ساتھ اپنے اس خلوت گاہ مین لیگئی

قضای حاجت خود خواست از من
جاری کرنا مقصد اپنے کا مجھ سے چاہا

سکون عافیت برخاست از من
قیام آرام کا اٹھا مجھ سے یعنی مین بیقرار ہوگیا

گریزان سر بسوی در دویدم
بھاگ کر سر کے بھل دروازے کی طرف دوڑا مین

بصد در ماندگی آنجا رسیدم
بمشکل سے وہان ہونچا مین

گرفت آنیک قفای دامنم را
پکڑ لیا ابھی اسنے پیچھے سے میرے دامن کو

درید از سوی پس پیراهنم را
پھاڑ ڈالا پیچھے کی طرف سے میرے کرتے کو

مرا باوی جز این کاری نبودست
مجکو اس سے سوا اس کام کے سر راہ نہین ہوا ہی

برون زین کار بازاری نبودست
باہر یعنی سوا اس کام کی اس زاری سے کچھ نہین ہوا ہی

گرت نبود قبول این بیگناهی
اگر تجکو یہ بے جرمی قبول نہ ہووے

بکن بسم الله اینک هرچه خواهی
بسم اللہ جو کچھ چاہے تو ابھی کر ڈال

زلیخا چون شنید این ماجرا را
زلیخا نے جو اس ماجرے کو سنا

ببالکی یاد کرد اول خدا را
پاکی سے یاد کیا اول خدا کو

وزان پس خورد سوگندان دیگر
بعد اسکے اور قسمین کھائین

بفرق شاه مصر و تاج و افسر
قسم بادشاہ مصر کے سر اور تاج اور تخت کی

باقبال عزیز و عز و جاهش
قسم عزیز کے اقبال اور اسکی عزت اور مرتبے کی

بلی چون افتد اندر دعوی شد
سچ ہے جب پڑتی ہے کسی دعوے مین الجھن

کند سوگند بسیار آشکاره
کرتا ہے بہت قسمین ظاہر

پس از سوگند آب از دیدگان ریخت
بعد قسمون کے پانی آنکھون سے گرایا

چراغ کذب را کافروزش زن
چراغ جھوٹ کا کہ اُسکو روشن کرتی ہے عورت

ازان روغن چراغش گر فروزد
اُس تیل سے اگر چراغ اسکا روشن ہو جاتا ہے

عزیز آن گریه و سوگند چون دید
عزیز مصر نے وہ رونا اور قسمین جو دیکھین

بسرهنگی اشارت کرد تا زود
ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جلد

بزخم غم رگ جان را خراشد
غم کے زخم سے راگ جان کو خراش دے

بزندانش کند محبوس چندان
قیدخانے مین اُسکو قید کرے اتنے دن

که دولت ساخت از خاصان شاهش
کہ دولت نے اُسکو بادشاہ کے خاصون سے بنایا

گواه بی گواهان چیست سوگند
گواہ بے گواہون کی کیا ہے قسم ہے

دروغ اندیشی سوگند خواره
جھوٹ خیال کرنیوالا قسمین کھانے والا

که یوسف از نخست این فتنه انگیخت
کہ یوسف نے پہلے سے یہ فساد اٹھایا

بجز اشک دروغش نیست روغن
سوا جھوٹے آنسو کے اُسکا تیل نہین ہے

بیک ساعت جهانی را بسوزد
دم بھر مین ایک جہان کو جلا دیتا ہے

بساط راست بینی در نوردید
بچھونا سچ دیکھنے کا لپیٹ ڈالا

زند بر جان یوسف زخمه چون عود
مارے یوسف کی جان پر ٹکورا مثل عود کے

ز لوحش آیت راحت تراشد
تختی یعنی پیشانی اُسکی سے نشان راحت کے مٹا دے

که گردد آشکارا این سر نهان
کہ ظاہر ہو یہ پوشیدہ بھید

بزندان کشیدن یوسف را و گواهی دادن
زنجیرون مین جکڑنا یوسف علیہ السلام کو اور گواہی دینا

طفل شیرخواره بپاکی او و گذاشتن عزیز او را
ایک دودھ پیتے ہوے بچے کا انکی پاکدامنی پر اور چھوڑ دینا عزیز کا اُن کو

نام اس ساز کا ہے جسکو اب بھی کہتے ہین مطلب یہ کہ عزیز مصر نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو مارے اور تکلیف دے ۱۲ یعنی اتنے دن یوسف کو قیدخانے مین قید رکھین جبتک یہ بھید صاف صاف ظاہر ہو جاوے ۱۲

چو یوسف را گرفت آن مرد سرہنگ
جب یوسف کو پکڑ لیا اُس مرد سپاہی نے
بتنگ آمد دل یوسف ازان درد
تنگ ہوا دل حضرت یوسف کا اس درد سے
اکہ ای دانای اسرار نہانی
کہ اے جاننے والے بھید پوشیدہ کے
دروغ از راست پیشت ہست ممتاز
جھوٹ سچ سے تیرے آگے جدا ہے
ز نور صدق چون دادی فروغم
سچائی کے نور سے جب دی تو نے روشنی مجکو
گواہی بگذران بر دعوی من
گواہی ادا کرا دے میرے دعوے پر
ز شست ہمت کشور کشایش
چٹکی ہمت ملک کھولنے والی اوسکی سے
دران مجمع زنی خویش زلیخا
اس مجمع مین ایک عورت رشتہ دار زلیخا کی
سہ ماہہ کودکی بر دوش خود داشت
ایک تین مہینے کا لڑکا اپنے کاندھے پر رکھتی تھی
چو سوسن بر زبان حرفی نرانده
مانند سوسن کے زبان پر کوئی بات نہ لائے ہوے
فغان زد کای عزیز آہستہ تر باش
شور کیا لڑکے نے کہ اے عزیز آہستگی کر
سزاوار عقوبت نیست یوسف
لائق عذاب کے یوسف نہین ہے
عزیز از گفتن کودک عجب ماند
عزیز لڑکے کے بول اُٹھنے سے تعجب مین رہا

بمحنت گاہ زندان کرد آہنگ
قیدخانے کی محنت گاہ کی طرف ارادہ کیا
نہان روی دعا بر آسمان کرد
پوشیدہ منہ دعا کا طرف آسمان کے کیا
ترا باشد مسلم راز دانی
تجکو درست ہے بھید جاننا
کہ داند جز تو کردن کشف این راز
کون جانے تیرے سوا یہ بھید ظاہر کرنا
منہ تہمت بگفتار دروغم
مت رکھ تہمت جھوٹ بات کی مجھپر
کہ ہست این صدق من پیش تو روشن
جب کہ ہے یہ سچائی میری آگے تیرے روشن
چو آمد بر ہدف تیر دعایش
جو آیا نشانے پر تیر دعا اسکی کا
کہ بودی روز و شب پیش زلیخا
کہ رہتی تھی دن رات آگے زلیخا کے
چو جان بگرفتہ در آغوش خود داشت
مثل جان کے اپنی گود مین لیے رکھتی تھی
ز طومار بیان حرفی نخوانده
مکتوب بیان سے کوئی حرف نہ پڑھ سکی یعنی بول نہ سکتا تھا
ز تعجیل عقوبت پر حذر باش
جلدی عذاب سے پرہیز کر
بلطف و مرحمت اولیست یوسف
لائق مہربانی اور رحم بہتر ہے یوسف
سخن با او بقانون ادب راند
بات اُس سے طریق ادب سے چلائی

کہ ای ناشستہ لب ز آلایش شیر
کہ اے بے ہونٹھ دھوئے ہوئے دودھ کی آلودگی سے
خدایت کرد تلقین حسن تقریر
خدا نے تعلیم کی تجھکو خوبی بیان کی

بگو روشن کہ این آتش کہ افروخت
صاف بتلاؤ کہ یہ آگ کس نے روشن کی
کز انم پردہ عز و شرف سوخت
جس سے میری بزرگی اور شرافت کا پردہ جلگیا

بگفتا من نیم نمام و غماز
کہا میں لگائی کرنیوالا اور چغلخور نہیں ہوں
کہ گویم با کسے رازِ کسے باز
کہ کسی سے کسی کا بھید ظاہر کروں میں

ز غماز یست مشک چین سیہ روی
چغلخوری سے مشک چین کا منھ سیاہ ہے
کہ از صد پردہ بیرون مید ہد بوی
جو سو پردوں سے خوشبو باہر دیتی ہے

ببین در تازہ گلہای بہاری
دیکھو بہار کے تازہ پھولوں کو
کہ خندان و خوشند از پردہ داری
کہ خوش اور شگفتہ ہیں پردہ داری کی وجہ سے

نیم غماز لیکن گر بدانی
میں چغلخور نہیں ہوں لیکن اگر تو جانتا ہے
بگویم با تو این راز نہانی
تجکو بتلاتا ہوں میں یہ پوشیدہ بھید

برو در حال یوسف کن نظارہ
جا اور یوسف کے حال پر نظر کر
کہ پیراہن چسانش گشتہ پارہ
کہ کرتا اسکا کس طرح سے پھٹ گیا ہے

گر از پیشش ست در پیراہنش چاک
اگر آگے سے اس کا کرتہ پھٹا ہوا ہے
زلیخا را بود دامن ازان پاک
زلیخا کا دامن اس سے پاک ہوگا

ندارد دعوی یوسف فروغی
دعوے یوسف کا کوئی فروغ نہیں رکھتا ہے
ہمیگوید برای خود دروغی
کہتا ہے اپنے یعنی بریت کے لیے ایسا جھوٹ

و گر از پس چاک شد پیراہن او
اور اگر پیچھے سے پھٹ گیا ہوگی تو اُسکا
بود پاک از خیانت دامن او
چوری سے پاک ہو دامن اُسکا یعنی یوسف کا

دروغست آنچہ میگوید زلیخا
جھوٹ ہے جو کچھ زلیخا کہتی ہے
نہ راہ صدق می پوید زلیخا
راہ سچائی کی نہیں چلتی ہے زلیخا

عزیز از طفل چون گوش این سخن کرد
عزیز مصر نے لڑکے سے جو یہ بات سُنی
روان تفتیش حال پیرہن کرد
فوراً دریافت کرنے کے حال کا کیا

چو دید از پس دریدہ پیرہن را
جب پیچھے سے کرتہ پھٹا ہوا دیکھا
ملامت کرد آن مکارہ زن را
ملامت کی اس مکار عورت یعنی زلیخا کو

که دانستم که این کید از تو بودست
کہ جانا مین نے کہ یہ مکر تجھ سے ہوا ہے
چه کیدست اینکه مثلش آوردی آخر
کیا بڑا مکر ہے یہ کہ آخر کو آگے لائی تو
ز راه ننگ و نام خویش گشتی
اپنے نام اور شرم کی راہ سے پھری تو
پسندیدی بخود این ناپسندی
پسند کی تونے یہ برائی اپنے اوپر
ز کید زن دل مردان دو نیمست
عورت کے مکر سے دل مردون کا دو ٹکڑے ہے
عزیزان را کند کید زنان خوار
عزیزون کو عورتون کا مکر ذلیل کر دیتا ہے
ز مکر زن کسی عاجز مبادا
عورت کے مکر سے کوئی شخص عاجز نہووے
برو زین پس باستغفار بنشین
جا بعد اُسکے واسطے مغفرت چاہنے کے بیٹھ
ز گریه گرم کن هنگامهٔ خویش
اپنے رونے کا بازار گرم کر
تو ای یوسف زبان زین کار دربند
تو اے یوسف زبان اُس کام سے بند کر
همین بس در سخن چالاکی تو
یہی بہت ہے تیری بیان کی چالاکی
قدم از راه غمازی بدر نه
قدم چغلخوری کی راہ سے باہر رکھ
عزیز این گفت بیرون شد ز خانه
عزیز نے یہ کہا اور گھر سے باہر چلا گیا

بران آزاده این قید از تو بودست
اُس آزاد پر یہ قید تیرے سبب سے ہوئی ہے
چه بد بود اینکه با خود کردی آخر
کیا بُرا تھا یہ کہ ساتھ اپنے کیا تونے
طلبگار غلام خویش گشتی
خواہش کرنے والی اپنے غلام کی ہوئی تو
وز آن پس جرم آن بر وی فکندی
بعد اُسکے گناہ اُسپر ڈالا یعنی عائد کیا تونے
زنان را کیدهای بس عظیمست
عورتون کے مکر بہت بڑے بڑے ہین
بکید زن بود دانا گرفتار
عورت کے مکر مین عقلمند بھی پھنس جاتا ہے
زن مکاره خود هرگز مبادا
عورت مکار ہرگز آپ مت ہو جیو
ز خجلت روی در دیوار بنشین
شرمندگی سے منہ طرف دیوار کے بیٹھ
بشوی از حرف ناخوش نامهٔ خویش
دھو اس بُرے حرف سے نامہ اعمال اپنا
بهر کس گفتن این راز مپسند
ہر شخص سے کہنا اس بھید کا مت پسند کر
که روشن گشت بر ما پاکی تو
کہ روشن ہوئی ہم پر پاکی تیری
که باشد پرده پوش از پرده در به
کہ ہوتا ہے پردہ چھپانے والا پھاڑنے والے سے بہتر
بخوشخوی سمر شد در زمانه
خوشخوئی سے زمانے مین مشہور ہو گیا

کید کے معنی مکر اور آزادہ پیر مرد اور ولی اور صالح اور مومن کو کہتے ہین اور اس قید سے مراد رنج اور تکلیف کی قید جو ان نے اسکو دی اکثر سبب سے ہوئی ہے
دو نیم یعنی دو ٹکڑے مراد اس سے ٹوٹا ہوا عظیم کے معنی بڑا

تحمل دلکش ست اما چندین
برداشت اچھی ہے لیکن نہ اسقدر
چو مرد از زن بخوشخوئی کشد بار
جو مرد عورت سی بسبب خوشخو ہونیکے برداشت کرتا ہے
مکن در کار زن چندان صبوری
عورت کے کام بین اسقدر صبر مت کر

نکو خوئی خوش است اما چندین
نیک عادت ہونا اچھا ہے لیکن نہ اسقدر
ز خوشخوئے بہ بدخوئے رسد کار
خوش اخلاقی سے بدخوئی پر ہو پہنچتا ہے کام
کہ افتد رخنہ در سد غیوری
کہ خلل پڑے غیرت کی دیوار مین

زبان طعنہ کشادن زنان مصر بر زلیخا دربارہ عشق یوسف ع

زبان طعنہ کی کھولنا مصر کی عورتون کا
زلیخا پر دربارہ عشق یوسف علیہ السلام کے

نسازد عشق را کنج سلامت
موافق نہین آتا ہے عشق کو گوشہ سلامتی کا
غم عشق از ملامت تازہ گردد
غم عشق کا ملامت سے تازہ ہوتا ہے
ملامت شحنۂ بازار عشق است
ملامت عشق کے بازار کی کوتوال ہے
ملامت ہاے عشق از ہر کرانہ
ملامتین عشق کی ہر ایک کنارے سے
چو باشد مرکب رہرو گران خیز
جب ہووے گھوڑا راستہ چلنے والا سست
زلیخا را چو بشگفت این گل راز
زلیخا کے اس بھید کا پھول جو کھل گیا
زنان مصر ازان آگاہ گشتند
مصر کی عورتین اُس سے آگاہ ہوگئین

خوشا رسوائی کوی ملامت
اچھی ہے بدنامی ملامت کی گلی کی
وزین غوغا بلند آوازہ گردد
اور اس چرچے سے شہرہ بہت بلند ہوتا ہے
ملامت صیقل زنگار عشق است
ملامت صاف کرنیوالی عشق کے مورچہ کی ہے
بود کاہل تنان را تازیانہ
ہوتی ہین سست لوگون کے لیے کوڑا
شود زان تازیانہ سیر او تیز
ہوتی ہے اس کوڑے سے اُسکی چال تیز
جہانی شد بطعنش بلبل آواز
ایک جہان اُسکے طعنہ دینے مین بلبل کیطرح آواز کرنیوالا
ملامت را حوالت گاہ گشتند
ملامت کرنے کی جگہ یعنی ملامت کی گھر ہوئین

بہر نیک و بدش در پے فتادند
ہر نیک اور بد مین اُسکے پیچھے پڑے ہین

کہ فارغ شد زہر ننگے و نامے
کہ بے پروا ہو گئی ہر ایک حیا اور شرم سے

چنان در مغز جانش جا گرفت است
ایسا زلیخا کے مغز جان مین گھر کر گیا ہے

عجب گمراہیے پیش آمد او را
ایک عجیب گمراہی آگے آئی اُسکے

عجب تر آن کہ آن غلام از وی نفورست
تعجب زیادہ یہ ہے کہ وہ غلام اُس سے نفرت کرتا ہے

نگاہے می کند با او نہ گاہے
کبھی اُسپر وہ ایک نگاہ بھی نہین کرتا ہے

بہر جا آن رود این ایستد باز
جہان وہ چلتی ہے یہ کھڑا ہو رہتا ہے

بہر جا آن کشد برقع ز رخسار
جہان وہ برقع چہرے سے اوٹھاتی ہے

زہر غم کان بگرید این بخندد
جس غم سے کہ وہ روتی ہے یہ خوش ہوتا ہے

ہمانا پیش چشم او نکو نیست
شاید اسکی نظر مین وہ اچھی نہین ہے

گر آن عہد زلیخی با ما نشستے
اگر وہ معشوق کہین ہمارے پاس بیٹھ جاتا

رہ ناکامے ما کم گرفتے
راہ ہماری نامرادی کی کم اختیار کرتا

بمقبولی کسی را دسترس نیست
پسند ہونے مین کسی کو اختیار نہین ہے

زبان سرزنش بروے کشادند
زبان ملامت کی اُسپر کھولی

دلش مفتون عبرانی غلامے
دل اُسکا مبتلا ایک عبرانی غلام کا یعنی عاشق

کہ دست از دین و دانش وا گسست
کہ ہاتھ دین اور دانائی سے دھو ڈالا ہے

کہ رو بر بندہ خویش آمد او را
کہ دل اپنے غلام پر آیا اُس کا

ز ہمسازی و ہمرازیش دور ست
اس کی ہمصحبتی اور موافقت سے دور ہے

نہ گامے می زند با او براہے
ایک قدم بھی اُسکے ساتھ راہ نہین چلتا ہے

بہر جا ایستد رفتن کند ساز
جہان وہ کھڑی ہوتی ہے یہ چلنے لگتا ہے

زند این از مژہ بر دیدہ مسمار
لگاتا ہے یہ پلکون کے بال سے دیدہ پر کیلین یعنی نہین دیکھتا

ہر آن در کو کشاید این بہ بندد
جو دروازہ کہ وہ کھولتی ہے یہ بند کر دیتا ہے

ازان رو خاطرش مائل بو نیست
اُس سبب سے اُسکے دل کو اسکی خواہش نہین

ز ما دیگر بجا تنہا نشستے
ہمارے سوا اور کسی جگہ اکیلا کب بیٹھتا

بکام ما ہم کام دادے ہم گرفتے
ہمکو مقصد دیتا اور ہم سے بھی لیتا

قبول خاطر اندر دست کس نیست
دل کے پسند ہونا کسی کے اختیار مین نہین ہے

بسا زیبا رخ و نیکو شمائل
بہت خوبصورت اور نیک عادت ہین
بسا لیلی وشے شیرین کرشمہ
بہت لیلی کی صورت اور شیرین کرشمہ
زلیخا چون شنید این داستان را
زلیخا نے جو سُنا اس داستان کو
روان فرمود جشنے ساز کردند
فوراً فرمایا یک جشن آراستہ کیا
چہ جشنے بزمگاہ خسروانہ
کیا اچھا جشن مجلس شاہانہ بلکہ
ز شربتہاے رنگا رنگ صافی
رنگ رنگ کے صاف شربتون سے
بلورین جامہا لبریز کردہ
بلور کے پیالے بھر بھر کر
ز زرین خوان زمینش مطلع خور
سُنہرے خوانون سے زمین اسکی مطلع آفتاب کی
ز طعم و بوی خوش زان کاسہ و خوان
کھانے اور خوشبو اس خوان اور برتنون سے
در واز خوردنیہا ہر چہ خواہی
ان مین کھانے کی چیزین ہر خواہش کے موافق
پے حلوایش دادہ نیکوان دام
اُس کے حلوا کے لیے معشوقون نے قرض دی
ز تختہ تختہ حلواہاے رنگین
رنگین حلوون کی تختیون سے
براے فرش در صحن وی افگند
واسطے فرش کے اُسکے صحن مین ڈالین

کہ سویش طبع مردم نیست مائل
کہ اُنکی طرف طبیعت آدمیون کی مائل نہین ہے
کہ ریزد خون دلہا چشمہ چشمہ
کہ گراتی ہین خون دل کے بے انتہا
فضیحت خواست آن نارستان را
برا کہنا شروع کیا اُن جھوٹ بولنے والیون کو
زنان مصر را آواز کردند
مصر کی تمام عورتون کو بلایا
ہزارش ناز و نعمت در میانہ
اُسکے درمیان ہزارون ناز اور نعمت
چو نور از عکس ظلمتہا شگافی
مثل ایک عکس نور کے تاریکی کے شگاف سے
تمامی الورد عطر آمیز کردہ
عرق گلاب سے خوشبودار کیئے ہوے
ز سیمین کاسہا برجے پُر اختر
چاندی کے برتنون سے ایک برج ستارون سے بھرا ہوا
طعامش قوت جسم و قوت جان
کھانا اُسکا غذا جسم کی اور قوت جان کی
ز مرغ آوردہ حاضر تا بماہی
مرغ سے ماہی تک سب موجود تھین
ز لب شکر ز دندان مغز بادام
ہونٹھ سے شکر دانتون سے مغز بادام
بناے مصر حسنش بود شیرین
بنیاد مصر اسکے حسن کی شیرین تھی
ہزاران خشت زد یا لودہ قند
ہزارون سونے کی اینٹین صاف کی مصری قند کی

دہانہای تنگان لبہای شکر خا
معشوق شکر کھانے والے لبون مین
بگشته کام جو لوزینہ زانہا
لوزینہ جب ان سے مقصد ڈھونڈھنے والا
نہ کردہ هیچ نادر بین تصور
نہ خیال کیا کسی نادر دیکھنے والے نے
ز تازہ میوہ ہای تر نایاب
تازہ اور تر نایاب میوون سے
روان ہر سو کنیزان و غلامان
روانہ ہر طرف لونڈی اور غلام
پریرویان مصری حلقہ بستند
مصری معشوقون نے حلقہ باندھا
ز ہر خوان انچہ میبایست خوردند
ہر خوان سے جو کچھ جی چاہا کھایا
چو خوان برداشتند از پیش آنان
جب خوان اٹھایا ان کے آگے سے
نہاد از طبع حیلت ساز پرفن
رکھدیا حیلہ ساز اور پر فن طبیعت سے
بیک کف کزلکی در کار خود تیز
ایک ہاتھ مین چھری اپنے کام یعنی کاٹنے مین تیز
ترنجی رنگ او صفراے فاقع
ایک ترنج رنگ اسکا نہایت زرد
باایشان گفت پس ای نازنینان
انھون سے کہا بس اے نازنینو
چرا دارید زینسان تلخ کامم
کیون رکھتی ہو اس طرح ناخوش مجھکو

نداده در دہان لوزینہ را جا
نہ دیے ہوئے منھ مین لوزینہ کو جگھ
بجستوش نام رفتہ بر زبانہا
بھرتی مین نام گیا زبانون پر
کز آب آمد برون ز انسان سبد پر
کہ پانی سے باہر آیا اسطرح ٹوکرا بھرا ہوا
سبدہا باغبان پروردہ از آب
ٹوکرے باغبان نے پانی سے بھرے
بخدمت ہمچو طاوسان خرامان
خدمت کے لیے مثل طاوسون کے ٹہلتے ہوے
بمسندہای زرین خوش نشستند
سنہری مسندون پر خوش خوش بیٹھے
ز ہر کار انچہ میبایست کردند
ہر ایک کام سے جو کچھ جی چاہا کیا
زلیخا شکر گویان مدح خوانان
زلیخا شکر کرتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی
ترنج و کزلکے بر دست ہر زن
ایک ترنج اور ایک چھری ہر عورت کے ہاتھ پر
بدیگر کف ترنجے شادی انگیز
دوسرے ہاتھ مین ایک ترنج خوشی بڑھانیوالا
پی صفرائیان درمان نافع
واسطے صفراوالون کے دوا نفع کرنے والی
ببزم نیکوئی بالانشینان
خوبصورتی کی مجلس مین بلند بیٹھنے والیو
لطعن عشق عبرانی غلامم
عبرانی غلام کے عشق کے طعنہ سے مجھکو

اگر دیدہ ز روے پرنور دارید
اگر آنکھین اُس سے روشن رکھتی ہو تم
اجازت گر بود آرم بروش
اگر اجازت ہو مین اُسکو باہر بلواؤن
ہمہ گفتند کز ہر گفتگوئی
سب نے کہا کہ ہر ایک گفتگو سے
بفرما تا برون آید خرامان
فرماؤ تو باہر ٹہلتا چلا آوے
کہ ما از جان و دل مشتاق اوئیم
کہ ہم دل و جان سے اُسکی مشتاق ہین
ترنجی کز تو اکنون برکف ماست
جو ترنج کہ تجھ سے ہمارے ہاتھون پر ہے
بریدن بے رخش سنگو نیاید
تراشنا بے مُنھ اُسکے کے اچھا نہین معلوم ہوتا ہے
زلیخا دایہ را سویش فرستاد
زلیخا نے دایہ کو طرف اُسکے یعنی یوسف کے بھیجا
بردن نہ پا کہ در پاے تو افتم
باہر رکھ قدم کہ تیرے پانؤن پڑون مین
بود غمخانۂ دل تکیہ گاہت
ہو غمخانہ دل کا تیری تکیہ گاہ
بقول دایہ یوسف بر نیامد
یوسف دایہ کے کہنے سے باہر نہ آیا
بپاے خود زلیخا سوی او شد
اپنے پانؤن سے آپ زلیخا طرف اُسکے گئی
بزاری گفت کای نور دو دیدہ
رو رو کر کہا کہ اے دونون آنکھون کے نور

بدیدارش مرا معذور دارید
اُسکے دیکھنے سے مجھکو معاف رکھو تم
بدین اندیشہ گردم رہنمونش
میری اِس فکر کی رہنما ہو اُسکی
بجز او نیست ما را آرزوئی
اُسکے سوا ہماری کوئی آرزو نہین ہے
کشند بر فرق ما از ناز دامان
کھینچے ہمارے سر پر ناز سے دامن
رخش نادیدہ از عشاق اوئیم
اُسکا مُنھ بے دیکھے اُسکے عاشقون سے ہین ہم
پی صفرائیان داروی صفراست
صفراوالون کے لیے صفرا کی دوا ہے
نمی بُرد کسے تا او نیاید
نہ کاٹے گا کوئی جب وہ نہ آوے گا
کہ بگذر سوی ما ای سرو آزاد
کہ گذر کر ہماری طرف اے سرو آزاد
بپیش قد رعنائے تو افتم
آگے تیرے قد رعنا کے گر پڑون مین
بیا تا دیدہ گردد فرش راہت
آ کہ دیدہ تیری راہ کا فرش بنے
چو گل ز افسون او خوش بر نیامد
پھول کی طرح جادو اُسکے سے خوشی سے نہ نکلا
دران کاشانہ ہمزانوی او شد
اُس مکان مین اُسکے برابر جا کر بیٹھی
تمناے دل محنت رسیدہ
اے میرے غم رسیدہ دل کی آرزو

ز خود کردے نخست امیدوارم

آپ ہی پہلے امیدوار مجکو کیا تو نے

شدم رسوا میان مردم از تو

تیرے سبب سے لوگون مین بدنام ہوئی مین

گرفتم اینکه در چشم تو خوارم

یہ فرض کیا مین نے کہ تیری نظر مین ذلیل ہون مین

مده از خواری و بے اعتباری

مت دے ذلت اور بے اعتباری

دل ریشم نمک خوار لب تست

میرا زخمی دل تیرے ہونٹھ کا نمک خوار ہے

مده رد در وفاداریم شک را

میری وفاداری مین شک کو دخل مت دے

شد از انفاس آن افسونگر گرم

گرم ہو گیا اون یعنی باتون سے اس جادوگر کی

پی تزئین او چون باد برخاست

واسطے آراستگی اسکی کے مثل ہوا کے اٹھی

فرود آویخت گیسوے معنبر

نیچے لٹکائین زلفین خوشبودار

تو پنداری که بود از مشک ماری

تو سمجھے کہ مشک کا ایک سانپ تھا

میانش را که با مو همسری کرد

اسکی کمر کو کہ بالون سے برابری کی

ز چندان گوهر و لعل گران سنگ

اس قدر لعل اور موتی کے بوجھ سے

بسر تاج مرصع از جواهر

سر پر جواہرات سے جڑاؤ تاج

بتو میدے فتاد آخر قرارم

تمہاری امیدی سے پڑا آخر قرار مجکو

فتادم بر زبان مردم از تو

لوگون کی زبان پر پڑی مین تجھ سے یعنی میرا چرچا ہونے لگا

بنزدیک تو بس بے اعتبارم

تیرے نزدیک نہایت غیر معتبر ہون مین

ز خاتونان مصرم شرمساری

مصر کی عورتون سے مجکو شرمندگی

نمک ریزی بران کار لب تست

اوسپر نمک چھڑکنا تیرے ہونٹھ کا کام ہے

نگه میدار حق این نمک را

نگاہ رکھے رہ اس نمک کے حق کو

دل یوسف به بیرون آمدن نرم

دل یوسف کا باہر آنے پر نرم ہو گیا

چو سرو از حله سبزش بیاراست

مثل سرو کے سبز لباس سے اسکو آراستہ کیا

به پیش حله اش چون عنبر تر

آگے لباس اسکے کے مانند عنبر تر کے

کشیده خویش را بر سبزه زاری

لٹائے ہوے آپ کو ایک سبزہ زار پر

ز زرین منطقه زیور گری کرد

سنہرے پٹکے سے آراستگی کی

عجب دارم نیامد آن میان تنگ

تعجب کرتا ہون مین وہ کمر عاجز نہو گئی

ز هر جوهر هزارش لطف ظاهر

ہر قسم کے جواہرات سے اسکے ہزارون لطف ظاہر

بپا نعلین از لعل و گہر پُر — بر و بستہ دوال از رشتۂ دُر

پانوؤن مین کھڑاؤن لعل اور موتی کی جڑی ہوے — پٹہ اُسپر لگا ہوا موتی کی لڑی سے

ردائے از قصب کردہ حمائل — بہر تارش گرہ صد جان و صد دل

ایک چادر قصب کی گلے مین ڈالے ہوے — جسکے ہر تار مین سو جان اور صدہا دل لپٹی ہوے

بدستش داد زرین آفتابہ — کنیزے از پسش زرین عصابہ

اسکے ہاتھ مین دیا سُنہرا آفتابہ — پیچھے اسکے ایک لونڈی سُنہرا سربند باندھی ہوے

یکے طشتش بکف از نقرۂ خام — بسان سایہ او را گام بر گام

خالص چاندی کا اُسکے ہاتھ مین ایک طشت — سایہ کے مانند اُسکے قدم بقدم جاتی تھی

بدینسان ہر کہ دیدش چابک و چست — نخست از جان شیرین دست خود شست

اسطرح جسنے دیکھا اُسکو چست اور چالاک — پہلے اپنی میٹھی جان سے ہاتھ دھو یا

نیارم بیش ازین گفتن کہ چون بود — کہ از ہر وصف کاندیشم برون بود

نہین کہہ سکتا ہون مین اس سے سوا کہ کیسا تھا — کہ جس وصف سے کہ خیال کرتا ہون مین زیادہ تھا

ز خلوتخانہ آن گنج نہفتہ — برون آمد چو گلزار شگفتہ

خلوتخانے سے وہ پوشیدہ خزانہ یعنی یوسف — باہر آیا مثل شگفتہ باغ کے

زنان مصر کان گلزار دیدند — ز گلزارش گل دیدار چیدند

مصر کی عورتون نے جب اُس باغ کو دیکھا — اُسکے باغ سے پھول دیدار کے چنے

بیک دیدار کار از دستشان رفت — زمام اختیار از دستشان رفت

ایک دیدار مین کام اُنکے ہاتھ سے گیا — باگ اختیار کی اُنکے ہاتھ سے گئی

ز زیبا شکل او حیران بماندند — ز حیرت چون تن بیجان بماندند

اُسکی خوبصورت شکل سے حیران رہگئین — حیرت سے مانند بدن بیجان کے رہ گئین

چو ہر یک را ازان دیدار دیدن — تمنا شد ترنج خود بریدن

جب ہر ایک کی اُس دیدار دیکھنے مین — اپنے ترنج تراشنے کی آرزو ہوئی

ندانستہ ترنج از دست خود باز — ز دست خود بریدن کرد آغاز

ترنج کو اپنے ہاتھ سے علحدہ نہ جان کر — اپنے ہاتھ سے کاٹنا شروع کیا

یکے از تیغ انگشتان قلم کرد — بدل حرف وفائے او رقم کرد

ایک نے تلوار سے انگلیان کاٹ ڈالین — دل پر حرف اُسکی وفا کا لکھنا کیا

قلم دیدے کہ با تیغ ار ستیزد
قلم کو دیکھا تو نے کہ جو تلوار سے لڑتا ہے
یکے پُر ساخت از کف صفحۂ سیم
ایک نے بھرا ہتھیلی کے صفحہ کو چاندی سے
بہر جدول دوان سیلی پر از خون
ہر ایک جدول پر ایک خون کا سیلاب بہتا ہوا
چو دیدندش کہ جز والا گہر نیست
جب دیکھا اُسکو کہ سوا شریف ذات کے اور نہین ہے
نہ چون آدم ز آب و گل سرشتہ ست
آدمی کی طرح یہ پانی اور مٹی سے نہین بنایا گیا ہے
زلیخا گفت ہست این آن یگانہ
زلیخا نے کہا کہ یہ وہ یگانہ ہے
ملامت گز شما بر جان من بود
جو ملامت تم لوگون سے میری جان پر تھی
ولی او سر بکارم در نیاورد
لیکن وہ میرے کام مین سر نہ لایا یعنی متوجہ نہوا
مراد جان و تن من خواندم اورا
اپنے تن اور جان کی مراد اُسکو کہا مین نے
اگر ننہد بکام من دگر پاے
اگر پھر میرے مطلب کے موافق قدم نہ رکھے گا
رسد کارش دران زندان بخواری
کام اُسکا اس قیدخانے مین ذلت پر پہونچیگا
ز زندان خوی سرکش نرم گردد
قیدخانے سے سرکش عادت نرم ہوجائے گی
بگردد مرغ وحشی جز بدان رام
جنگلی چڑیا سوا اسکے قابو مین نہین ہو سکتی ہے

ز ہر بندش برون شنگرف ریزد
اُسکے ہر بند یعنی شگاف سے شنگرف ٹپکتا ہے
کشیدش جدول سرخی چو تقویم
کھینچی اُسکی ایک سُرخ جدول مانند تقویم کے
ز حد خود نہادہ پاے بیرون
اپنی حد سے قدم باہر نکالے ہوئے
بر آمد بانگ ز ایشان کین بشر نیست
آواز نکلی انھون سے کہ یہ انسان نہین ہے
ز بالا آمدہ قدسی فرشتہ ست
اوپر سے ایک پاک فرشتہ آگیا ہے
کز ویم سر زنشہا را نشانہ
جسکے سبب مین ملامتون کی نشانہ ہون
ہمہ از عشق شان نازکبدن بود
سب اسی نازکبدن کے عشق سے تھی
امید روزگارم بر نیاورد
میری مدتون کی امید کو بر نہ لایا
بوصل خویشتن من خواندم اورا
اپنے وصل کے لیے مین نے بلایا اُسکو
ازین پس کنج زندان سازمش جاے
بعد اسکے قیدخانے کا گوشہ اُسکی جگہ بناؤنگی مین
گذارد عمر در محنت گذاری
گذران کریگا عمر محنت گذرنے مین
دلش در نیکوئے گرم گردد
دل اُسکا نیک خوبی مین مستعد ہوجائے گا
کہ گیرد در قفس یک چند آرام
جبتک کہ پنجرے مین چند روز بند رہے

۴ قلم سے مراد یہان انگلیان ہین اور شنگرف سے خون ہے جو انگلیان کٹنے کے بعد جاری ہوا
۵ صفحۂ سیم سے مراد ہتھیلیون کے گورے پن سے ہے اور سرخی کی جدول مراد ہے ناخنون سے

زنانِ مصر چون رویش بدیدند
مصر کی عورتون نے جو اُس کا منھ دیکھا
گروہے زان زنان کف بریده
ایک گروہ اُن عورتون افسوس کی ہوئی سے
ز تیغ عشق یوسف جان نبردند
یوسف کے عشق کی تلوار سے جان نہ بچا سکے گیا
گروہے از خرد بیگانه گشتند
ایک گروہ یعنی بہت عقل سے جدا یعنی بیہوش ہو گئین
برہنہ پا و سر بیرون دویدند
ننگے پاؤن اور ننگے سر باہر دوڑین
گروہے آمدند آخر بخود باز
ایک گروہ آپ مین یعنی ہوش مین پھر آئین
زلیخا وار مست از جام یوسف
زلیخا کے مانند مست پیالے یعنی شراب یوسف سے
جمال یوسف آمد خمی از مے
جمال یوسف کا ہو گیا شراب سے بھری ہوئی ایک خم
یکی را بہرہ مخموری و مستی
ایک کے حصے مین مخموری اور مست ہونا
یکی را جان فشاندن بر جمالش
ایک کو جان قربان کرنا اسکے جمال پر
نباید جز بدان بی بہرہ بخشود
نچاہیے سوا اس بد نصیب کے کسی کے بخشنا

بسا کفہا که از شوقش بریدند
اُسکے شوق سے بہت ہاتھ کاٹے
ز عقل و صبر و ہوش و دل رمیده
عقل اور صبر اور ہوش اور دل کھوئے ہوئے سے
ازان مجلس نرفتہ جان سپردند
اس مجلس سے نہ گئین کہ جان سونپی گئین یعنی بیہوش ہو گئین
ز عشق آن پری دیوانه گشتند
اُس پری کے عشق سے سودائی ہوئین
دگر روی خردمندی ندیدند
پھر منھ عقلمندی کا نہ دیکھا
دلی با سوز و درد عشق دمساز
اور لیکن سوز اور درد عشق سے ہم صحبت
فتاده مرغ دل در دام یوسف
پڑ گیا مرغ دل یوسف کی محبت کے جال مین
بقدر خود نصیب ہر کس از وی
اپنے حصے کے موافق ہر شخص کو حصہ اُس سے
یکی را رستن از پندار ہستی
ایک کو چھوٹنا یعنی آزادی گمان ہستی سے
یکی را لال ماندن در خیالش
ایک کو گونگا یعنی خاموش رہنا اسکے خیال مین
کزان می بہرہ اش بی بہرگی بود
جس کو اُس شراب کے حصہ سے بے نصیبی تھی

معذور داشتن زنان مصر بعد از مشاہدہ جمال

معاف رکھنا مصر کی عورتون کا بعد دیکھنے جمال

یوسف زلیخا را

یوسف علیہ السلام سے زلیخا کو

چو کالا را بود جویندہ بسیار

جس جنس کے بہت ڈھونڈھنے والے ہوتے ہین

فزون گردد بران میل خریدار

زیادہ ہوتی ہے اُسپر خواہش خریدارون کی

چو یک عاشق شود مفتون یارے

جب ایک عاشق کسی یار کا عاشق ہوتا ہے

بود بر عشق عاشق را قرارے

ہوتا ہے عشق پر عاشق کو ایک قرار

زند سر آتش سوز اندر دل

بلند ہوتی ہے جلانیوالی آگ اُسکے دل مین

چو بیند دیگرے را در مقابل

جب کسی دوسرے کو مقابلے مین دیکھتا ہے

چو شد حال یوسف گنگان لال

جب ہوا حال یوسف کے گونگے یعنی چپ کیے ہوؤن کا

جمال یوسفی را شاہد حال

حضرت یوسف کے جمال کے حال کا گواہ

زلیخا را ازان سوزے جگر شد

اُس سے زلیخا کے جگر مین ایک سوز پیدا ہوا

بیوسف میل جانش بیشتر شد

طرف یوسف کے اُسکی جان کی خواہش زیادہ ہوئی

بدینسان گفت یوسف را بدیدند

اسطرح کہا جب یوسفؑ کو دیکھا

ز تیغ مہر او کفہا بریدند

اُسکی محبت کی تلوار سے ہاتھ کاٹ ڈالے

اگر در عشق او معذوریم ہست

مجکو جو اُسکے عشق مین معذوری ہے

بدارید از ملامت گوشیم دست

میرے ملامت کرنے سے ہاتھ رکھو یعنی معاف کرو تم

چو یاران از در یاری در آیند

مثل یارون کے یاری کی راہ سے آؤ

درین کارم مددگاری نمایند

اس کام مین میری مدد کرو

ہمہ چنگ محبت ساز کردند

سب نے محبت کی چنگ کو بجانا شروع کیا

نوائے معذرت آغاز کردند

راگ یعنی باتین معافی چاہنے کی شروع کین

کہ یوسف خسرو اقلیم جانست

کہ یوسف جان کے اقلیم کا بادشاہ ہے

دران اقلیم حکم او روانست

اس ولایت مین اُسکا حکم جاری ہے

بدیدارش گر آہنگ باشد

اُسکے دیکھنے کا جس کا ارادہ ہووے

کہ ندہد دل اگر خود سنگ باشد

کون دل ندے اگر پتھر ہی ہووے

کالا کے معنی رخت اور گھر کا اسباب ۱۲ لال بمعنی گونگا اور لال کے معنی گونگا ... یوسف ... معذوری ... روان ... ۱۲

غمش گر مایهٔ رنجوری لست

غم اسکا اگرچہ پونچی یعنی سبب تیری بیماری کا ہے

بزیر چرخ کس پیدا نگردد

نیچے آسمان کے وہ شخص پیدا نہ ہووے

شدی عاشق ملامت نیست بر تو

تو عاشق ہوئی ہے ملامت تجھپر نہین ہے

فلک گرد جہان بسیار گردید

آسمان نے گرد جہان کے بہت گردش کی

دل سنگین بمہرت گرم بادش

دل سخت اسکا تیری محبت مین گرم ہووے

وزان پس رو سوی یوسف نہادند

اور بعد اسکے طرف یوسف کے متوجہ ہوئین

بدو گفتند کای عمر گرامی

اس سے کہا کہ اے تیری عمر بزرگ ہووے

درین بستان کہ گل با خار جفت ست

اس باغ یعنی دنیا مین کہ پھول کا کانٹون سے جوڑا ہے

درین دریا کہ نہ چرخش صدف ہاست

اس دریا مین کہ نو آسمان اسکی سیپیان ہین

مکن پایہ بلندی مایهٔ خویش

اپنے بلند مرتبے کو پونجی غرور کی مت کر

زلیخا خاک شد در رہت ای پاک

اے پاک شخص زلیخا تیری راہ مین خاک ہو گئی

چہ کم گردد ز تو ای پاک دامن

اے پاکدامن تجھ سے کیا کم ہو جاے

بدفع حاجتش حجت رہا کن

اسکی حاجت روانہ کرنے مین دلیل چھوڑ یعنی نہ کر

جمالش حجت معذوری لست

جمال اسکا تیرے عذر کی دلیل رہے

کہ رویش بنید و شیدا نگردد

کہ منھ اسکا دیکھے اور عاشق نہو جاے

درین سودا غرامت نیست بر تو

اس سودا مین شرمندگی تجھپر نہین ہے

بدین شایستگی معشوق کم دید

اس لائق معشوق کم دیکھا ہے

وزین نامہربانی شرم بادش

اور اس بیمروتی سے شرم ہو اسکو

سخن را در نصیحت داد دادند

باتون مین نصیحت کا حق ادا کیا

دریده پیرہن در نیکنامی

نیکنامی مین کرتہ چاک کرائے ہوئے

گلی بیخار چون تو کم شگفت ست

بغیر کانٹے کے کوئی پھول مثل تیرے کم کھلا ہے

بتو این چار گوہر را شرف ہاست

تجھ سے ان چار موتی یعنی اربعہ عناصر کی بزرگیان ہین

فرود آ اندکے از پایهٔ خویش

اپنے مرتبے سے تھوڑا نیچے تر آ تو

ہمیکش گہ گہی دامن برین خاک

کھینچ کبھی کبھی دامن پر اس خاک کو

اگر گہ گہ کشی بر خاک دامن

اگر تو کبھی کبھی خاک پر دامن ڈالے تو

ز تو چون حاجتی خواہد روا کن

تجھ سے جو کوئی حاجت چاہتی ہے روا کر

به بیحاجت ترا اگر حاجتی هست
بیغرض سے تیری اگر کوئی حاجت ہے
مکن چون داشت حق خدمت گوش
مت کرو جب حق تیری خدمت کا نگاہ رکھا
نیاز او نگر و ز حد مبر ناز
آرزو اُسکی دیکھ اور حد سے ناز مت کر
که چون نبود ترا جز سرکشی کار
کہ جب نہو تیرا سوا سرکشی کے کام
فرو شوید ز دل مهر جمالت
دہو دیوے دل سے محبت تیرے جمال کی
حذر کن زانکه چون مضطر شود دوست
پرہیز کر اُس سے کہ جو پریشان ہووے دوست
چو از لب بگذرد سیل خطرمند
جب ہونٹھ سے گذر جاتا ہے خطرمند سیلاب
دهد هر لحظه تهدیدت بزندان
دیتی ہے ہر دم دھمکی تجکو قیدخانے سے
چو گور ظالمان تیره و تنگ
مثل ظالموں کی قبر کے تنگ اور تاریک
درو ضیق النفس هر زنده را
اُسمین ہر ایک زندہ شخص کو ضیق النفس
درو نگشاده دست از صنع استاد
اُسمین نہ کھلا معمار کی کاریگری کے ہاتھ سے
درش بسته بقفل ناامیدی
دروازہ اُسکا بند ناامیدی کے قفل سے
هوایش مایه بخش هر وبائی
ہوا اسکی پونجی دینے والی ہر ایک وبا کی

مکش از حاجت حاجتوران دست
مت کھینچ ضرورت والون کی ضرورت سے ہاتھ
حقوق خدمت او را فراموش
اُس کی خدمت کے حق کی فراموشی
از آن میترسم ای سرو سرافراز
اُس سے ڈرتا ہے مجکو اے سرو سرافراز
نیارد سرکشی جز ناخوشی بار
نہ لاوے گی سرکشی سوا ناخوشی کے پھل
کند دست جلالش پایمالت
کرے تجکو ہاتھ اُسکے جلال کا پامال
بخواری دوست را از سر کشد پوست
خواری سے دوست کے سر سے کھال کھینچے
نهد مادر بزیر پای فرزند
ماں بچے کو پاؤں کے نیچے رکھ لیتی ہے
که هست آرامگاه ناپسندان
جو گنہگاروں کے رہنے کی جگہ ہے
گریزان زندگان از وی بفرسنگ
زندے اُس سے کوسوں بھاگنے والے
نشیمن هر مرگ آئین زنده را
مکان ہر موت کے لائق شخص کا
نه راه روشن و نی منفذ باد
نہ راہ روشندان کی اور نہ جھرو کا ہوا کا
ندیده غرهٔ صبحش سفیدی
نہ دیکھی صبح کی سپیدی اسکی نے سپیدی
زمینش کشت زار هر بلائی
زمین اسکی کھیت ہر ایک بلا کا

گوش داشتن یعنی نہایت خیال رکھنا مطلب یہ کہ جب تیری خدمت کا حق ادا کیا اسکے حقوق کو بھولنا نہ چاہیے ۱۲
ضمیرین راجع طرف زلیخا کے ہے ۱۲
ضیق النفس تنگی دم کی ایک بیماری ہے جس میں سانس مشکل سے آتا ہے ۱۲
منفذ جائے نفاذ یعنی راہ مراد جھروکا روشندان ۱۲

سیاہ و تنگ چون قارورۂ قیر
کالا اور تنگ مانند شیشہ اور کلونجی کے
ہمہ بر سفرہ بے آب و نانی
سب دسترخوان بے پانی اور روٹی پر
موکل سخت روی چند دروی
نگہبان سخت عادت چند اُس مین
در ابرو چین پئے آزار مردم
ابرو مین شکن واسطے ایذا دینے لوگونکے
زدہ آتش بعالم خوی ایشان
لگائی آگ جہان مین اُن کی عادت نے
کجا شاید چنین محنت سرائے
کہان لائق ہے ایسے محنت سرا کو
خدا را ابر وجود خود ببخشای
خدا کے لیے اپنی ذات پر رحم کر
قلم سان نہ سر بر خط تسلیم
قلم کے مانند سر رکھ اُسکے خط تسلیم پر
وگر باشد ترا ازوی ملالی
اور جو ہو تجکو اس سے ایک ملال
چو زو این شوی دمساز ما باش
جو اوس سے بیخوف ہونا چاہے تو ہمصحبت ہم سی ہو
کہ ما ہر یک بخوبی بے نظیریم
کہ ہم ہر ایک خوبی مین بے مثل ہین ہم
چو بگشاییم لبہای شکرخا
جو کھولین ہم اپنے لب میٹھی باتین کرنیوالے
چنین شیرین و شکرخا کہ ماییم
ایسی شیرین اور شکر کھانیوالی ہین ہم

متاع ساکنانش غل و زنجیر
اسباب اُسکے رہنے والون کا طوق اور زنجیر
نشستہ لیک سیر از زندگانی
بیٹھے لیکن آسودہ زندگی سے
مجاور تلخ گوی چند دروی
تکیہ دار کڑوی باتین کرنیوالے کئی اسمین
زہر چین صد گرہ در کار مردم
ہر شکن سے سو گرہین آدمیونکے کام مین
سیاہ از دود آتش روی ایشان
آگ کے دھوئین سے سیاہ ہو رہا منہ اُنکا
کہ باشد جای چون تو دلربا کے
کہ ہو جگہ تجھ ایسے دلربا کی
بروی او در مقصود بگشای
اُسکے منہ پر دروازہ مقصد کا کھول
بشوی از لوح خاطر نقطۂ بیم
دھو دل کے تختے سے نقطہ خوف کا
کہ چندانش نمی بینی جمالی
کہ اسقدر اسکی خوبصورتی نہین دیکھتا ہی تو
نہانی محرم و ہمراز ما باش
پوشیدہ واقفکار اور ہمراز ہمارا ہو
سپہر حسن را ماہ منیریم
حسن کے آسمان کی روشن چاند ہین ہم
زخجلت لب فرو بندد زلیخا
شرمندگی سے لب بند کرے زلیخا
زلیخا را چہ قدر آنجا کہ ماییم
زلیخا کا مرتبہ کیا اُس جگہ کہ ہین ہم

غل بالضم کے معنی طوق ۱۲
موکل یعنی جن کی سپردگی مین ہو ۱۲

چو یوسف گوش کرد افسونگری شان
جو یوسف نے سُنی جادوگری اُن کی

پئے کام زلیخا یاوری شان
زلیخا کے مطلب کے لیے مدد ان کی

گذشتن از رہِ دین و خرد نیز
گذرنا راہ دین اور عقل سے بھی

نہ تنہا بہر او از بہر خود نیز
نہین صرف اُسکے لیے اپنے واسطے بھی

پریشان شد زگفت و گوی ایشان
پریشان ہوا اُنکی گفتگو سے

بگردانید رو از روئے ایشان
منہ پھیرا اُنکی طرف سے

بحق برداشت کف بہر مناجات
خدا کی طرف واسطے مناجات کے ہاتھ اُٹھایا

کہ ای حاجت روای اہل حاجات
کہ اے حاجتمندونکی حاجت بر لانے والے

پناہِ پردۂ عصمت نشینان
پناہ عصمت کے پردے مین بیٹھنے والون کے

انیس خلوت عزلت گزینان
غمخوار تنہائی کے گوشہ بیٹھنے والون کے

چراغ خلوت ہر بے گزندے
چراغ تنہائی ہر بے ایذا یعنی آرام سے بیٹھنے والونکے

حصار آفت ہر ناپسندے
قلعہ ہر آفت نہ پسند کرنے والے کے

عجب درماندہ ام در کار اینان
عجب عاجز ہو گیا ہون مین ان کے کام مین

مرا زندان بہ از دیدار اینان
قید بہتر ہے مجکو اُن کے دیدار سے

بہ از صد سال در زندان نشینم
سو برس اگر قید خانے مین بیٹھون نہین بہتر ہے

کہ یکدم طلعت اینان بہ بینم
مگر صورت انکی دم بھر نہ دیکھون مین

بنامحرم نظر دل را کند کور
نامحرم کی نظر دل کو اندھا کر دیتی ہے

زند و لتخانۂ قرب افگند دور
زن دلکی کے دولتخانے یعنی تیری بارگاہ سے دور ڈالتی ہے

اگر تو مکر این مکارگان را
اگر تو ان مکارون کے مکر کو

ز کوی عقل و دین آوارگان را
عقل اور دین کے کوچے سے آوارون کو

کہ تنگ آمد از ایشان جائے بر من
جن سے یہ جگہ مجھپر تنگ آگئی

نگردانی ز من ای وای بر من
مجھ سے نہ پھیر دیگا تو اے خدا مجھپر افسوس ہے

چو زندان خواست یوسف از خداوند
جو قیدخانہ مانگا یوسف نے خدا سے

دعای او بزندان ساختش بند
اُسکی دعا نے اُسکو قیدخانے مین قید کیا

اگر بودی ز فضلش عافیت خواہ
اگر اُسکے فضل سے آرام چاہتا

سوی زندان قضا ننمودیش راہ
قید خانے کی طرف قضا اُسکو نہ دکھلاتی راہ

برستی ز آفت آن ناپسندان | ولی فارغ ز محنتهای زندان

چھوٹا اُن برون کی آفت سے | لیکن بیخبر تھا قید خانے کی تکلیفون سے

آماده کردن زنان مصر زلیخا را بر

مستعد کرنا مصر کی عورتون کا زلیخا کو

فرستادن یوسف[۴] بزندان

بھیجنے پر یوسف کو قید خانے مین

چو از دستان[۱] آن بریده دستان | همه از خود پرستی بت پرستان

جب اُن ہاتھ کٹے ہوؤن کے مکر سے | سب خود پرستی سے بت پرستی کرنیوالی

دل یوسف نگشت از عصمت خویش | بسی از بیشتر شد عصمتش بیش

دل یوسف کا نہ پھرا اپنی پارسائی سے | زیادہ سے زیادہ بڑھی پارسائی اُن کی

همه[۳] خفاش آن خورشید گشتند | ز نور قرب او نومید گشتند

سب چمگادڑ اُس آفتاب کی ہوگئین | اُسکی روشنی کی نزدیکی سے ناامید ہوئین

زلیخا را غبار انگیز کردند | بزندان کردن او تیز[۴] کردند

زلیخا کے دل مین غبار پیدا کر دیا | اُسکے قید کرنے پر زلیخا کو آمادہ کیا

بدو گفتند کای مسکین و مظلوم | نبوده مستحقی چو تو محروم

اُس سے کہا کہ اے غریب اور بیچاری | نہوا تجھ ا سیا کوئی حقدار بے نصیب

چو یوسف گرچه نبود حورزادی | نیابی هرگز از وصلش مرادی

مثل یوسف کے جب تک نہوگا کوئی حورزاد | نہ پاوے گی تو ہرگز اُسکے وصل سے مراد

شدیم از پند گویی سخت سستی | زبان کردیم سوهان از درشتی

نصیحت کرنے سے بہت سستی کرنیوالی ہوئین ہم | زبان سختی سے سوہن سا بنائی ہم نے

ولے سوهان نگیرد آهن او | نباشد غیر از سختی فن او

لیکن یہ سوہن اوسکے لوہے مین نہین اثر کرتا ہے | سختی کے سوا اوس سے فن نہ چلیگا

چو کوره[۵] ساز زندان را برو گرم | بود زان کوره گردد آهنش نرم

قید خانے کو مثل بھٹی کے اُسپر گرم کر | شاید اُس بھٹی سے لوہا اُسکا نرم ہو جائے

---

۳ خفاش کے معنی چمگادڑ جو آفتاب کو نہین دیکھتا ہے ۱۲

۴ تیز کردند یعنی آمادہ یا مستعد کیا ۱۲

۵ کوره بضم کاف بروزن سوزن ... کی انگیٹھی ... بھی کہتے ہین ... ساختن کا ۱۲

چو گردد نرم ز آتش طبع پولاد
جب آگ سے نرم ہوتی ہے طبیعت فولاد کی
ز گرمی نرم گر نتواندش کرد
گرمی سے اگر نرم نہ کر سکے اُسکو
زلیخا را چو زان جادو زبانان
زلیخا کو جب اُن جادو زبان والیون سے
برای راحت خود رنج او خواست
واسطے اپنے آرام کے رنج اُسکا چاہا
چو نبود عشق عاشق را کمالے
جب نہو عاشق کے عشق کو کوئی کمال
طفیل خویش خواہد یار خود را
اپنے مطلب کے طفیل مین چاہتا ہے اپنے یار کو
ببوی یک گل از بستان معشوق
معشوق کے باغ سے ایک پھول کی امید مین
زلیخا با عزیز آمیخت یک شب
زلیخا ایک رات ملی عزیز سے
کہ گشتم زین پسر بدنام در مصر
کہ ہوئی مین اس لڑکے سے مصر مین بدنام
درین قولند مرد و زن موافق
اس قول مین سب مرد اور عورت کا اتفاق ہے
درین ہامون شکار تیر او یم
اس جنگل مین اُسکے تیر کی شکار ہوئی مین
بجانم تیر او چندان نشست ست
میری جان پر اُسکا تیر ایسا بیٹھا ہے
سر یک موی ام از عشقش تہی نیست
میرا ایک سر بال کا اُسکے عشق سے خالی نہین ہے

ازو چیزی تواند ساخت استاد
اُس سے کوئی چیز بنا سکتا ہے کاریگر
چہ حاصل زانکہ کوبد آہن سرد
کیا فائدہ اُس سے کہ ٹھوکے ٹھنڈھے لوہے کو
شد از زندان امید وصل جانان
ہوئی قید خانے سے امید وصل معشوق کی
دران ویران مقام گنج او خواست
اُس ویرانے مین مقام اُس خزانے کا چاہا
نہ بندد جز مراد خود خیالے
نہین باندھتا ہے سوا اپنی مراد کے اور خیال
بکام خویش سازد کار خود را
اپنے مقصد کے موافق کرتا ہے اپنے کام کو
زند صد خار غم بر جان معشوق
چبھوتا ہے سو کانٹے غم کے معشوق کی جان پر
ز دل این غصہ بیرون ریخت یکشب
دل سے یہ رنج باہر کیا ایک رات
شدم رسوای خاص و عام در مصر
مصر کے خاص اور عام مین بدنام ہو گئی مین
کہ من بروی بجانم گشتہ عاشق
کہ مین اُسپر جان سے عاشق ہوئی مین
بخاک و خون طپان نخچیر او یم
خاک و خون مین لوٹنے والا شکار اُسکی ہوئی ہین
کہ پیکان بر سر پیکان نشست ست
جیسے کہ گانسی پر گانسی بیٹھتی ہے
بعشق او ز خویشم آگہی نیست
اُسکے عشق مین آپ سے مجکو خبر نہین ہے

سلہ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنے سے مراد بیفائدہ کام کرنا ہے ۱۲ سلہ ویران سے مراد اسمین قیدخانہ ہے اور گنج اشارہ طرف یوسفؑ کے ہے ۱۲ سلہ طفیل کے معنی پردہ بکام خویش یعنی اپنے مقصد کے موافق

یوسفؑ زندان مین رہا اور زلیخا کا عزیز مصر سے ... خلوت مین سمجھانا کہ ... عورتین یوسف کو بدنام ... عشق مین بدنام ... اس کا قید کرنا مصلحت ... سکے میری طرف ... بدگمانی نہو ۱۲

دران فکرم که دفع این گمان را
اس فکر میں ہون میں کہ اس شک کے دور کرنیکو
سوی زندان فرستم این جوان را
طرف قید خانے کے بھیجتی ہون میں اس جوان کو

بهر کویش بعجز و نامرادی
ہر گلی میں اُسکو عاجزی اور نامرادی کے ساتھ
بگردانم منادی در نهادی
پھراؤں میں اسکو ڈھنڈھورے کے ساتھ تشہیر کرتی ہوئے

که این باشد سزای آن بد اندیش
کہ یہ ہو سزا اُس بد خواہ کی
که انبازی کند با خواجه خویش
کہ ہمسری کرے اپنے مالک کے ساتھ

نیندیشد ز قهر جان خراشش
نہیں اندیشہ کرتا ہے اسکے جان خراش غصہ سے
نهد پای تمنا بر فراشش
رکھتا ہے پاؤں آرزو اُسکے فرش پر

چو مردم قهر من با او ببینند
جب لوگ غصہ میرا اُسکے ساتھ دیکھیں گے
ازان ناخوش گمان یکسو نشینند
اُس برے گمان سے کنارے بیٹھیں گے

عزیز اندیشهٔ او را پسندید
عزیز مصر نے اُسکے خیال کو پسند کیا
ز استصواب آن طبعش بخندید
اُسکے مشورہ کرنے سے طبیعت اُسکی خوش ہوئی

بگفتا من تفکر پیشه کردم
کہا میں نے بہت فکر کیں
درین معنی بسی اندیشه کردم
اس بات میں بہت غور کیا میں نے

نسنجیدم گهری به زانکه سفتی
نہ جانچا میں نے کوئی موتی جیسا کہ تو نے پرویا
نیامد در دلم به زانکه گفتی
نہ آیا میرے دل میں بہتر اُس سے کہ تو نے کہا

بدست تست اکنون اختیارش
تیرے ہاتھ میں اب ہے اختیار اُسکا
ز راه خویشتن بنشان غبارش
اپنی راہ سے بٹھلا دے غبار اُس کا

زلیخا ازوی این رخصت چو بشنید
زلیخا نے اُس سے جو یہ اجازت سُنی
سوی یوسف عنان کید بپیچید
باگ مکر کی طرف یوسف کے پھیری

که ای کام دل و مقصود جانم
کہ اے میرے دل اور جان کے مقصد
بعالم جز تو مقصودی ندانم
جہان میں سوا تیرے کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں میں

عزیزم بر تو بالادست کردست
عزیز نے مجکو تجھپر صاحب اختیار کیا ہے
سرت را زیر حکمم پست کردست
تیرا سر میرے حکم کے نیچے جھکا دیا ہے

اگر خواهم بزندان سازمت جای
اگر میں چاہوں قید خانے میں تیری جگہ بناؤں
وگر خواهم بگردون سایدت پای
اور اگر میں چاہوں آسمان پر تیرا پاؤں رکھ دوں

نبہ سر سر گشتی تا چند با من
اطاعت کر سرکشی کب تک میرے ساتھ

قدم زن در مقام سازگاری
قدم رکھ مقام موافقت مین

اگر کامم دہی کامت بر آرم
جو مقصد میرا دے تو تیرا مقصد بر لاؤن مین

وگرنہ صد در محنت گشادست
اور نہین سو دروازے محنت کے کھلے ہوئے ہین

برویم خرم و خندان نشینی
میرے سامنے خرم اور خوش بیٹھے تو

زبان بکشاد یوسف در خطابش
زبان کھولی یوسف نے اُسکی گفتگو مین

زلیخا از جواب او بر آشفت
زلیخا اُسکے جواب سے خفا ہوئی

کہ زرین افسرش از سر فگندند
کہ سنہرا تاج اُسکے سر سے اُتار ڈالو

ز آہن بند بر سیمش نہادند
لوہے کی بیڑی اُسکے ہاتھ مین ڈالو

بسان عیسیش بر خر نہادند
مثل عیسی کے اُسکو گدھے پر سوار کرو

منادی زن منادی برکشیدہ ق
ڈھنڈھورے نے آواز لگائی

کہ گیرد شیوۂ بیحرمتی پیش
کہ اختیار کریگا بیعزتی زیادہ

بود لایق کہ ہمچون ناپسندان
لائق ہے کہ مثل مجرمون کے

بر آ خوش ناخوشی تا چند با من
آؤ خوش یہ ناخوشی کب تک میرے ساتھ

مرا از غم رہان خود را از خواری
مجکو غم سے چھوڑ آپ کو خواری سے

باوج کبریا نامت بر آرم
بزرگی کی بلندی پر تیرا نام پہونچاؤن مین

پی زجر تو زندان ایستادست
تیری تنبیہ کے لیے قید خانہ موجود ہے

ازان بہتر کہ در زندان نشینی
اُس سے بہتر ہے کہ قید خانے مین بیٹھے تو

براد آن انسان کہ میدانی جوابش
دیا جیسا کہ جانتا ہے تو جواب اُسنے یعنی انکار کیا

بسرہنگان بی فرہنگ خود گفت
اپنے بیعقل سپاہیون سے کہا

کہن پشمینہ اش در بر فگندند
پرانا کمل اُسکے بدن مین پنھاؤ

بگردن طوق تسلیمش نہادند
گردن مین طوق تسلیم کا اُسکی ڈالو

بہر کوئی ز مصر آن خر برانند
مصر کی ہر ایک گلی سے اُس گدھے کو پھراؤ

کہ ہر سرکش غلامی شوخ دیدہ
کہ جو کوئی سرکش غلام بیحیا

نہد پا در فراش خواجہ خویش
اپنے مالک کے بچھونے پر قدم رکھے گا

بدین خواری برندش سوی زندان
اسی ذلت سے اُسکو قید خانے کی طرف لیجاوین

ولے خلقے زہر سو در تماشا
لیکن ہر طرف سے مخلوق دیکھ کر
کزین روے نکو بدکارے آید
کہ اس اچھے شخص سے بدکاری ہو
فرشتہ است این بصد پاکی سرشتہ
سو پاکی سے پیدا کیا ہوا فرشتہ ہے
نکو رومی کشند از خوی بد پاے
نیک صورت بری عادت سے قدم کھینچتا ہے
کہ ہر کس در جہان نیکوست رویش
کہ جو شخص جسکی صورت جہان میں نیک ہے
بصورت ہر کہ زشت آمد سرشتش
ظاہر میں جو شخص کہ بری پیدا ہوئی خلقت اسکی
چنان کز زشت نیکوئے نیاید
جیسا کہ بد سے نیکی نہیں ہو سکتی ہے
بدینسان تا بزندانش سپردند
اسی طرح قیدخانہ تک اُسکو لے گئے
چو آن دل زندہ در زندان در آمد
جب وہ زندہ دل قیدخانے میں آیا
دران محنت سرا افتادہ جوشے
اُس محنت سرا یعنی قیدخانے میں ایک جوش پڑا
شدند از مقدم آن شاہ خوبان
اُس معشوقوں کے بادشاہ کی آمد سے ہوے
بپا شد بند شان قید ارادت
پاؤن پر بیڑی اُنکی ارادت کی قید ہوگئی
بشادی شد بدل اندوہ ایشان
خوشی سے اُن کا رنج بدل گیا

ہمی گفتند حاشا ثم حاشا
کہتی تھی کہ پناہ خدا سے کی پھر پناہ خدا کی
وزین دلدار دل آزارے آید
اور اُس دل رکھنے والے سے دل آزردگی ہو
نیاید کار شیطان از فرشتہ
کام شیطان کا فرشتہ سے نہیں ہو سکتا ہے
چہ خوش گفت آن نکو روی نکو راے
کیا اچھا اُس نیک صورت اور نیک سیرت نے کہا
بسی بہتر ز روی اوست خویش
اُسکی صورت سے اُسکی عادت بہتر ہے
بدست از خوی زشتش روی زشتش
اُسکی بری عادت سے اُسکی صورت بُری ہے
ز نیکو نیز بد خوئے نیاید
نیک سے بھی بدخوئی نہیں ہوتی
بعیاران زندانش سپردند
قیدخانے کے سپاہیوں کے سپرد اُسکو کیا
بہ تن زندانیان را جان در آمد
قیدخانے والوں کے بدن میں جان آگئی
بر آمد زان گرفتاران خروشے
اُن قیدیوں سے ایک شور نکلا
ہمہ زنجیریان زنجیر کوبان
تمام قیدی زنجیریں کھٹکھٹانے والے
بگردن غل شان طوق سعادت
اُنکی گردن میں طوق نیک بختی کے
کم از کاہی غم چون کوہ ایشان
ایک تنکے سے کم اُنکا غم کا پہاڑ ہوگیا

[حاشیہ:] وشنید لیکے عوض بیاکہ اور عزیزت ... اندھیرا ... سے ... یوسف علیہ السلام ... زنجیر ... غل بالضم کے معنی طوق ... قیدیوں کا غم پہاڑ ... ہو گیا

بلے ہر جا رسد حور سرشتے
سچ ہے جس جگہ پہونچتا ہے کوئی حور خصلت
بہر جا یار گل رخسار گردد
جس جگہ کہ یار پھول سا چہرہ ہو وے
چو در زندان گرفت از جنبش آرام
جب قید خانے مین چلنے سے آرام پکڑا
گزین بس محنتش مپسند بر دل
کہ اس سے زیادہ اسکے دل پر محنت نہ پسند کر
تن سیمینش از پشمین مفرسائے
گورا بدن اس کا کمل سے مت گھس
بشو از فرق او گرد نژندے
دھو اسکے سر سے گرد غمگینی کی
یکے خانہ برائے او جدا کن
ایک مکان اسکے لیے علیحدہ تجویز کر
معطر دار دیوار و درش را
خوشبودار رکھ دیوار اور دروازے اسکے کو
زمینش را ز سندس مفرش انداز
اسکی زمین پر دیبائے سبز کا فرش بچھاؤ
دران خانہ چو منزل ساخت یوسف ع
اس مکان مین جو یوسف نے قیام کیا
رخ آورد آنچنان کش بود عادت
متوجہ ہوا جیسی کہ عادت اسکی تھی
چو مردان در مقام صبر بنشست
مردون کی طرح مقام صبر مین بیٹھا
نیفتد در جہان کس را بلائے
نہ کسی پر جہان مین ایسی بلا پڑے

اگر دوزخ بود گردد بہشتے
اگر دوزخ ہو بہشت ہو جاوے
اگر گلخن بود گلزار گردد
اگر بھاڑ ہو باغ ہو جاوے
بزندان بان زلیخا داد پیغام
قید خانے کے داروغہ سے زلیخا نے پیغام کہلا بھیجا
ز گردن غل ز پایش بند بگسل
گردن سے طوق اور اسکے پانوں سے بیڑی توڑ
بزر کش حلۂ سروش بیارائے
سنہرے لباس سے اسکے قد کو سنوار
ز تاج حشمتش دہ سربلندے
دبدبہ کے تاج سے اسکو سربلندی دے
جدا از دیگران آنجاش جا کن
وہین اوروں سے الگ اسکے لیے جگہ کر
منور ساز طاق و منظرش را
روشن کر طاق اور جھروکے اسکے کو
ز استبرق بساط دلکش انداز
استبرق سے عمدہ بچھونا بچھوا
بساط بندگی انداخت یوسف ع
بچھونا بندگی کا بچھایا یوسف نے
دران منزل بمحراب عبادت
اس مکان مین بیچ محراب بندگی کے
بشکر آنکہ از کید زنان رست
اس شکر مین کہ عورتون کے مکر سے چھوٹا
کہ نا ید زان بلا بوئے عطائے
کہ نہ ہو اس بلا سے امید بخشش کی

۱ حورا باللقب منسوب حور جسکے معنی وہ عورت کہ اسکی آنکھ مین سپیدی اور سیاہی تیز اور خوب ہو ۱۲

۲ گلرخسار صفت یار کی اور گردد کے معنی گشت کرے یا پھرے اور گلخن کے معنی بھاڑ یا آتشخانہ ۱۲

اسیرے کز بلا باشد ہراسان جو قیدی کہ بلا سے ڈرتا ہے	کند بوئے عطاء دشوارش آسان امید بخشش کی اُسکی مشکل آسان کر دیتی ہے

پشیمانی زلیخا از فرستادن یوسف بزندان

پچھتانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں بھیجنے سے

درین فیروزہ کاخ دیر بنیاد
اس سبز محل پرانے بنے ہوئے یعنی دنیا میں

عجب غافل نہاد ست آدمی زاد
عجیب غفلت پیدائش آدمی ہے

نباشد ذاب او محنت شناسی
نہیں ہوتا ہے طریقہ اُسکا محنت پہچاننا

نداند طبع او جز ناسپاسی
نہیں جانتی ہے طبیعت اُسکی سوا ناشکری کے

بنعمت گرچہ عمرے بگذراند
نعمت میں اگرچہ ایک عمر گذران کرے

نداند قدر آن تا در بماند
نہ جانے مرتبہ اُسکا جب تک کہ عاجز رہے

بسا عاشق کہ بر ہجران دلیرست
بہت عاشق کہ جدائی پر خوش ہیں

بآن پندار کز معشوق سیرست
اُس خیال میں کہ معشوق سے آسودہ ہیں

فلک چون آتش ہجران فروزد
آسمان جب جدائی کی آگ روشن کرتا ہے

چو شمعش تن گداز و جان بسوزد
شمع کے مانند اُسکا بدن گداختہ ہجران جلتی ہے

چو زندان بر گرفتاران زندان
جب قید خانہ قیدیوں قید خانہ پر

گلستان شد ازان گلگون خندان
باغ ہوا اُس پھول سے شگفتہ

زلیخا گشت ازان سرو یگانہ
زلیخا کہ اُس کا اُس سرو یگانہ سے

بہ از خرم گلستان بود خانہ
بہتر شگفتہ باغ سے تھا گھر

چو آن سرو از گلستانش بدر شد
جب وہ سرو اُس کے باغ سے نکل گیا

گلستانش ز زندان تیرہ تر شد
باغ اُسکو قید خانے سے زیادہ تاریک معلوم ہوا

تنگ آمد دران زندان دل او
تنگ آیا اُس قید خانے میں دل اُس کا

یکی صد شد ز ہجران مشکل او
سو گنی ہو گئی جدائی سے مشکل اُسکی

چہ مشکل زان بتر بر عاشق زار
کیا مشکل اُس سے بدتر عاشق زار کو

کہ بی دلدار بیند جاے دلدار
کہ بے دلدار کے دیکھے جگہ معشوق کی

چہ آسایش دران گلزار ماند
کیا آرام اُس باغ مین باقی رہے
گز و گل رخت بندد خار ماند
جس سے کہ پھول نکلجائے کانٹے رہ جائین

سنان خار در گلزار بے گل
بھالے کانٹے کے باغ مین بغیر پھول کے
بود خاصہ پے آزار بلبل
خاصکر بلبل کے ایذا دینے کو ہوتے ہین

چو خالی دید زان گل گلشن خویش
جب اُس پھول سے خالی دیکھا باغ اپنا
چو غنچہ چاک زد پیراہن خویش
کلی کی طرح پھاڑ ڈالا کرتہ اپنا

زغم چون بر لب آمد جان غمناک
غم سے جو لب پر غمگین جان آگئی
چہ باک از جیب خود عاشق کند چاک[1]
کیا ڈر ہے عاشق اپنا گریبان پھاڑ ڈالے

دری بر سینہ خود می کشاید
ایک دروازہ اپنے سینے پر کھولتی ہے
کہ غم بیرون رود شادی در آید
کہ غم باہر جاتا ہے خوشی اندر آتی ہے

بناخن ہمچو گل رخسار مے کند
ناخن سے مثل پھول کے منھ نوچتی تھی
چو سنبل موے عنبر بار مے کند
مثل سنبل کے زلف خوشبودار نوچتی تھی

چہ بودش روی و موا زجان نشانی
جب اُسکے منھ اور بال جان سے ایک نشان تھے
ز ہجر یار خود مے کند جانے
اپنے یار کی جدائی سے ایک جان کھودتی یعنی نکالتی تھی

زدست دل بسینہ سنگ میکوفت
دل کے ہاتھ سے سینے پر پتھر کوٹتی تھی
بقصد ہجر طبل جنگ میکوفت
جدائی کے ارادے سے نقارہ لڑائی کا کوٹتی تھی

اگرچہ بود شاہ خیل خوبے[2]
اگرچہ تھی بادشاہ گروہ خوبی یعنی خوبصورتون کی
شکست آمد بروز ان طبل کوبے
شکست آئی اُسپر اُس نقارہ بجانے سے

بفرق سر زپنجہ خاک میریخت
سر پر پنجہ سے خاک اُڑاتی تھی
سرشک از دیدہ نمناک میریخت
آنسو آنسو بھری ہوئی آنکھ سے گراتی تھی

زآب و خاک میکرد آنچنان گل
پانی اور مٹی سے اسطرح گارا بناتی یعنی لیستی تھی
کہ بند در خنہاے ہجر بر دل
کہ بند کرے دل پر دروازہ جدائی کا

ولے رخنہ کہ ہجران در دل افگند
لیکن جو سوراخ کہ جدائی نے دل مین کر دیا
برین یکمشت گل مشکل شود بند
اس مٹھی بھر مٹی سے مشکل ہے بند ہوتا

بدندان لعل[3] چون عناب می خست
دانتون سے لال سرخ رنگ کو کاٹتی تھی
بعقد در عقیق ناب می بست
موتیون کی لڑی مین خالص عقیق پروتی تھی

[1] یعنی عاشق جو اپنا گریبان کیا چاک کرتا ہے اپنے سینے مین ایک شگاف کرتا ہے کہ رنج اور غم اُس راہ سے باہر نکل جاوے اور خوشی دل مین آجاوے ۱۲

[2] یعنی اگرچہ زلیخا لشکر خوبی کی بادشاہ تھی تاہم ہجر سے شکست آئی اور ہجر اُس پر غالب آیا ۱۲

[3] لعل یعنی زلیخا اپنے سرخ ہونٹون کو دانتون سے کاٹتی تھی عقد در دانتون سے اور عقیق ناب اور لبہا سے ہونٹون سے ۱۲

مگر میخواست تا بنشاند آن خون — که از جوش دلش میریخت بیرون

لیکن چاہتی تھی کہ وہ خون کو روکے — کہ جوش دل اُسکے سے گرتا تھا باہر

رخ گلگون خود میساخت نیلے — چو نیلوفر زضرب تپانچے سیلے

اپنے سرخ چہرے کو نیلا کرتی تھی — مثل کنول کے پھول کے گردنی کی چوٹون سے

که سرخی درخور آمد خرمی را — نشاید جز کبودی ماتمی را

کہ سرخی لائق ہوئی خوشی کو — نہ چاہیے ماتم کو سوا نیلے کے

ز دل خونین رقم بر رو همیزد — بحسرت دست بر زانو همیزد

دل پرخون سے نشان چہرے پر کرتی تھی — افسوس سے ہاتھ زانو پر دے مارتی تھی

که این کاریکه من کردم که کرد است — چنین زهریکه من خوردم که خورد است

کہ یہ کام جو مین نے کیا کس نے کیا ہے — ایسا زہر کہ مین نے کھایا کس نے کھایا ہے

درین محنت سرا یک عشق پیشه — نزد چون من بپای خویش تیشه

اس محنت سرا یعنی دنیا مین کسی عاشق نے — نہ مارا مثل میرے بسولا اپنے پانون پر

بدست خویش چشم خویش کندم — ز کوری خویش را در چه فگندم

اپنے ہاتھ اپنی آنکھ نکالی مین نے — اندھے پن سے آپکو کنوین مین ڈالا مین نے

ز غم کوهی به پشت خویش بستم — بزیر کوه پشت خود شکستم

غم کا ایک پہاڑ اپنی پیٹھ پر لادا مین نے — پہاڑ کے نیچے اپنی پیٹھ توڑ ڈالی مین نے

دلم خون شد که چندین روزگاری — که آوردم بکف زیبا نگاری

دل میرا خون ہوا جب اتنے دن — لائی مین ایک خوبصورت معشوق کو قبضے مین

ز دستان فلک بخت من آشفت — ز دست خویش دادم دامنش مفت

آسمان کے مکر سے میری تقدیر بگڑ گئی — مفت اُسکا دامن اپنے ہاتھ سے مین نے چھوڑ دیا

بجانم از دل آواره خویش — نمیدانم چه سازم چاره خویش

قریب جان کے یعنی عاجز ہوئے مین اپنے پریشان دل سے — نہین جانتی ہون کیا کرون مین اپنی تدبیر

بدینسان نوحه جانسوز میکرد — شب اندوه خود را روز میکرد

اسی طرح جان جلانیوالے نوحہ پڑھتی تھی — اپنے غم کی رات کو دن کر دیتی تھی

ز هر چیزی که زو بوئی شنیدی — به بوی او ز جان آهی کشیدی

جو چیز کہ اُس سے کوئی خوشبو سونگھتی — اُسکی امید مین جان سے ایک آہ کھینچتی

گرفتے دمبدم پیراہن او
پکڑتا یعنی دم بدم کرتہ اُسکا
چو گل عطر دماغ خویش کردے
مثل پھول کے عطر اپنے دماغ کا کرتی
گہے رو بر گریبانش نہادے
کبھی منھ اُسکے گریبان پر رکھتی
کہ طوق حشمت آن گردنست این
کہ طوق حشمت اُس گردن کا یہ ہے
گہے در آستینش دست بردی
کبھی اُس کی آستین میں ہاتھ لے جاتی
نہادی ہر دو چشم خود بتعظیم
رکھتی دونوں آنکھیں اپنی واسطے تعظیم کے
گہی کردی بدیدہ دامنش جائے
کبھی کرتی اُسکے دامن کی آنکھوں میں جگہ
نمودی نا امید از پای بوسے
کرتی نا امید قدم چومنے سے
چو دور از فرق دیدی افسرش را
جو سر سے دور دیکھتی اُسکے تاج کو
کہ این ہمسایۂ آن فرق بودست
کہ یہ پڑوسی اُس سر کا ہے
کمر را گر میانش یاد دادے
کمر کو کہ اُس کی کمر سے یاد دلواتا
بیاد آہوے صیاد افگن خویش
اپنے شکار کھیلنے والے کے ہرن کی یاد میں
چو زرکش حلہ اش از ہم کشادے
جب سنہرے کپڑے اُسکے اُس سے کھولتی

کہ روزے سودہ بودی بر تن او
کہ کسی دن اُس کے بدن میں لگا تھا
بدان تسکین داغ خویش کردی
اُس سے تسکین اپنے داغ کی کرتی
بصد حسرت زہنش بوسہ دادے
سو افسوس سے اُس کے گنٹھے کو چومتی
چہ گفتم رشتۂ جان منست این
کیا کہا میں نے رشتہ میری جان کا ہے یہ
ز بخت آن دستبرد خود شمردی
اپنے نصیبہ کے حاصل سے اُس کو سمجھتی
بیاد ساعدش کردی ز سیم
اُس کی کلائی کی یاد میں چاندی سے بھرتی
کہ روزی سودہ رو بر پشت آن پاے
کہ ایک دن منھ رکھا تھا اُسکے پانوں کی پیٹھ پر
بہ دامن بوسی او چاپلوسے
خوشامد سے اُس کا دامن چومتی
فشاندی گرد لعل و گوہرش را
جھاڑتی اُس کے موتی اور لعل کی گرد
جہانی بر زمینش فرق سودست
ایک جہان نے اُس کی زمین پر سر گھسا ہے
چو دیدی بندگی را داد دادے
جو دیکھتی بندگی کی داد دیتی
کمندش ساختی در گردن خویش
اپنی گردن اُسکی کمند میں ڈالتی
بگریہ دیدۂ پر نم کشادے
رونے کے لیے آنسو بھری ہوئی آنکھ کھولتی

ت کے معنی گرفتگی یعنی گریبان کا کنارہ اور تکمہ کو بھی کہتے ہیں ۱۲ سے اس کاف کے پہلے گفت محذوف ہے یعنی زلیخا سو حسرت سے اسکا گریبان چومتی اور رکھتی

بشستے دامن از اشک نیازش
دھوتی اپنے آرزو کے آنسو سے دامن اسکا
چو نعلینش بجائی جفت دیدے
جو اسکے کھڑاؤن کا کسی جگہ جوڑا دیکھتی
بدو جفتیش شدن در دل گذشتے
اُن دونوں سے اسکے دل مین خیال جفت ہونیکا گذرتا
نہادی بند بر دل از دوالش
رکھتی دل پر بند اسکے تسمے سے
بدینسان ہر دمش از نو غمی بود
اسی طرح ہر لحظہ اسکو ایک نیا غم تھا
چو قدر نعمت دیدار نشناخت
جب دیدار کی نعمت کا مرتبہ نہ سمجھا تا
پشیمان شد ولی سودی نبودش
پچھتانے لگی لیکن کچھ فائدہ نہ تھا اس کو
ولی صبر از جانان و چون توان کرد
لیکن صبر ایسی صورت سے کیونکر ممکن ہے
ہلاک عاشق از جانان جدائیست
معشوق سے جدائی عاشق کے لیے موت ہے
چو افتد عقد صحبت در میانہ
جب پڑجاے گرہ صحبت کی درمیان مین
وگر پیوند صحبت در میان نیست
اور جو لگاؤ صحبت کا درمیان نہین ہے
بتنگ آمد ز خود ترک خودی کرد
آپ سے تنگ آئی چھوڑنا خودی کا کیا
سر خود بر در و دیوار مے زد
سر اپنا دروازے اور دیوار پر مارتی تھی

ز اشک لعل خود بستی طرازش
سرخ آنسو اپنے سے باندھتی نقش اُسپر
ازو بوسی بجائی مفت دیدے
اُس سے ایک بوسہ عوض ایک جان کے مفت دیکھتی
زبی جفتیش طاقت طاق گشتے
بے جوڑے ہونے سے اسکی طاقت گھٹتی جاتی
زخون دیدہ دادی رنگ آلش
دیدے کے خون سے دیتی سرخ رنگ اسکو
ز ہر چیزے جدا در ماتمی بود
جدا جدا ہر ایک چیز سے اسکو ایک ماتم تھا
بداغ دوری از دلدار بگداخت
معشوق کی دوری کے داغ سے گھلنے لگی
بغیر از صبر بہبودی نبودش
سوا صبر کے کچھ بہتر نہ تھا اسکو
کی از دل مہر او بیرون توان کرد
کب اسکی محبت دل سے باہر کرنا ممکن ہے
بہ تخصیص آنکہ بعد از آشنائیست
خاصکر وہ کہ بعد آشنائی کے ہے
بود فرقت عذاب جاودانہ
جدائی ہمیشہ کے لیے عذاب ہوتی ہے
جدائی ناخوش ست اما چنان نیست
جدائی بری ہی ہے لیکن ایسی نہین ہے
بہ نیکی چون نشد ممیل بدی کرد
نیکی سے جب نہوا کام خواہش بدی کی کی
بسینہ خنجر خونخوار مے زد
سینے پر خنجر خونخوار مارتی تھی

ببام قصر می شد پاسبان وار
کوٹھے کے اوپر منزل پر جاتی تھی مثل چوکیدار کے
کز انجا افگند خود را نگون سار
کہ وہان سے آپ کو اوندھا گرا دے

طناب از گیسوی شبرنگ می کرد
رسی زلف سیاہ رنگ سے بناتی تھی
بدان راہ نفس را تنگ می کرد
اُس سے سانس کی راہ بند کرتی یعنی گردن کستی تھی

خلاصی از جفای دہر میجست
خلاصی زمانے کے ظلم سے ڈھونڈھتی تھی
ز شربت وار جام زہر میجست
شربت سے آبدار زہر کا پیالہ ڈھونڈھتی تھی

ز ہر چیزی کہ کم یا بیش میخواست
جس چیز سے کہ کم یا زیادہ خواہش کرتی تھی
ہمہ اسباب مرگ خویش میخواست
سب اپنی موت کے سامان چاہتی تھی

ہمی بوسید دایہ دست و پایش
چومتی تھی دایہ ہاتھ اور پاؤن اُس کے
ہمی گفت از صمیم دل دعایش
دیتی تھی سچے دل سے اُسکو دعا

کہ از جانان مرتب باد کامت
کہ معشوق سے آراستہ ہو مقصد تیرا
ز لعل او لبالب باد جامت
اُس کی شراب سے بھر جاوے پیالہ تیرا

رہائیت آنچنان باد از جدائی
رہائی ایسی تجھکو جدائی سے ہو جیو
کہ ہرگز نایدت یاد از جدائی
کہ ہرگز تجھکو جدائی سے یاد بھی نہ آوے

زمانی با خود آ این بیخودی چند
دم بھر کو ہوش مین آ یہ بیخودی کبتک
خردمندی گزین نابخردی چند
عقلمندی اختیار کر لے بے عقلی کبتک

دل ما را ز غم خون میکنی تو
میرا دل غم سے خون کر رہی ہے تو
کہ کردست اینکہ اکنون میکنی تو
کس نے کیا ہے یہ کہ اب کر رہی ہے تو

ز من بشنو کہ ہستم پیر این کار
مجھ سے سن کہ مین ہون دانشکار اس کام کی
شکیبائی بود تدبیر این کار
صبر ہوتا ہے تدبیر اس کام کی

ز بی صبری فتادی در تب و تاب
بے صبری سے پڑی تو بیقراری مین
برین آتش بریز از ابر صبر آب
اس آگ پر ڈال صبر کی بدلی سے پانی

چو گیرد صرصر محنت وزیدن
جب چلنے لگتی ہے آندھی غم کی
نباید ہمچو کاہ از جا پریدن
نچاہیے گھاس کی طرح جگہ سے اُڑنا

بہ آن باشد کہ در دامن کشی پای
بہتر وہ ہی کہ دامن مین پاؤن سمیٹے تو
مثال کوہ باشی پای بر جای
پہاڑ کی طرح قائم رہے تو جگہ پر

صبوری مایۂ فیروزی آمد
صبر پونجی فتحمندی کی آیا
قوی تر پایۂ بہروزی آمد
زبردست مرتبہ بہتری کا آیا

صبوری میوۂ امیدت آرد
صبر میوہ تیری امید کا برلا دے
صبوری دولت جاویدت آرد
صبر دولت ہمیشہ کی تجکو دے گا

بہ صبر اندر صدف باران شود دُر
صبر سے سیپی مین مینھ موتی ہو جاتا ہے
بہ صبر از لعل و گوہر کان شود پُر
صبر سے لعل اور موتی کان مین پیدا ہوتے ہین

بہ صبر از دانہ آید خوشہ بیرون
صبر سے دانہ بالی سے باہر آتا ہے
ز خوشہ رہروان را توشہ بیرون
بالی سے مسافرون کے لیے توشہ باہر لاتا ہے

بہ صبر اندر رحم یک قطرۂ آب
صبر سے ایک قطرہ پانی کا پیٹ مین
شود نہ ماہ را ماہ جہانتاب
ہوتا ہے نو مہینے مین چاند جہان روشن کرنیوالا

زلیخا با دلے و جان رمیدہ
زلیخا دل اور جان سے بھاگی ہوئی یعنی بیزار کو
شد از گفتار دایہ آرمیدہ
دایہ کی باتون سے قرار آگیا

گریبان را دریدہ تا بہ دامن
گریبان کو دامن تک چاک کرکے
کشید از صبر کوشے پا بہ دامن
کھینچا صبر کی کوشش کرنے سے پانون دامن مین

ولی صبرے کہ گیرد عاشقش پیش
لیکن وہ صبر کہ عاشق اسکو اختیار کرتا ہے
بقول ناصحان مصلحت کیش
بقول نیک نصیحت کرنیوالے لوگون کے

چو گردد ناصح از گفتار خاموش
جب نصیحت کرنے والا بات کہنے سے چپ ہو جاتا ہے
کند آن حرف را عاشق فراموش
کرتا ہے اس کی باتون کو عاشق فراموش

بی طاقت شدن زلیخا در مفارقت یوسف و
کمزور ہو جانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی جدائی مین اور
در شب ہمراہ دایۂ خود بزندان رفتن
رات کو دایہ کے ساتھ آپ قید خانے مین جانا

چو در زندان مغرب یوسف مہر
جب کچھم کے قید خانے مین یوسف آفتاب نے
نہان کرد از زلیخاے فلک چہر
پوشیدہ کیا رات سے اپنا چہرہ

زلیخاے فلک را چہرہ شد گم
آسمان کی زلیخا کا چہرہ گم ہو گیا
شفق را شد ز اشکِ دل جگر خون
شفق کا کلیجہ اُسکے آنسو سے غرق ہو گیا
زلیخا را غم یوسف چنان کرد
زلیخا کو یوسف کے غم نے ایسا کیا
بہ گریہ نالۂ جانسوز برداشت
رونے مین فریاد جان جلانیوالی اُٹھائی
چو روز اندر شب آرد روز عاشق
جب مُنھ رات مین لاتا ہے دن عاشق کا
ز ہجران تیرہ باشد روزگارش
جدائی سے سیاہ ہوتا ہے زمانہ اُسکا
ز غم روزش بود در سیاہے
غم سے اُسکے دن کا ہوتا ہے مُنھ سیاہی مین
شب آبستن بود آن دم کہ آید
رات حاملہ ہوتی ہے اُس وقت کہ آتی ہے
چو آرد از مشیمہ بچہ بیرون
جب لاتی ہے بچہ پیٹ سے باہر
ازان مادر کہ برخوردار باشد
اُس ماں سے کون برخوردار ہووے
زلیخا را چو از بے صبری خویش
زلیخا کو جو اپنی بے صبری سے
ز دلبر دور و از دلدار مہجور
معشوق سے دور اور معشوق سے جدا
چو بنود روی جانان پرتو افگن
جو مُنھ معشوق کا روشنی ڈالنے والا نہو وے

ز مہر یوسف آمد اشک انجم
یوسف کی محبت سے نکلا آنسو ستارے کا
و زان شد دامن گردون جگر گون
اور اُس سے ہوا دامن آسمان کو کلیجے کیطرح یعنی سُرخ
کہ از اشک شفق گون خونفشان گرد
کہ آنسو سُرخ رنگ سے خون رونیوالا کیا
ہمان آہ و فغان روز برداشت
وہی نالہ اور آہ دن کا شروع کیا
بہ شب گردد فزونتر سوز عاشق
رات کو زیادہ بڑھتا ہے سوز عاشق کا
فزاید تیرگے شبہای تارش
بڑھتی ہے تاریکی اندھیری رات اُسکی کی
شبش گردد سیاہے بر سیاہے
رات اُسکی نہایت ہی سیاہ ہو جاتی ہے
برای عاشقان اندوہ زاید
عاشقون کے واسطے رنج پیدا کرتی ہے
بجای شیر از دلہا مکد خون
بجاے دودھ کے دلون سے خون ٹپکتا ہے
کز نیسان بچہ اش خونخوار باشد
جس کا بچہ اس طرح کا خونخوار ہووے
بدین خونخوارگی آمد شبے پیش
اس خونخواری سے ایک رات آگے آئی
شبش بی ماہ ماند و خانہ بی نور
رات اُسکی اندھیری رہی اور گھر اندھیرا
بصد مشعل نہ گردد خانہ روشن
گھر سو مشعلون سے بھی اجیالا نہ ہووے

ز بس اندوه دل چشمش نمی خفت
کثرت غم دل سے اُسکی آنکھ نہیں سوتی تھی
ندانم حال یوسف چیست امشب
آجکی رات نہ معلوم یوسف کا حال کیا ہے
که گسترده تهِ پا بسترش را
کسنے بچھایا ہوا اُس کے پا انداز کا فرش
چراغ افروز بالینش که بودست
اُس کے سرہانے کسنے چراغ جلایا ہی
که بگشوده کمربند از میانش
کس نے کھولا کمربند اس کی کمر سے
هوای آن مقامش ساخت یا نی
ہوا وہان کی موافق ہوئی یا نہیں اُسکو
گل او همچنان بر آب خود هست
چہرہ اُسکا اُسی طرح اپنی رونق پر ہے
نبرده آن هوا آب گلش را
ہوا وہان کی اُس کے چہرے کی آب لیگئی ہو
دلش چون غنچه در تنگی فتاده
دل اسکا مثل کلی کے تنگی مین پڑا
همی گفت اینچنین در هر لباسی
کہتی رہی یونہین ہر ایک پیرائے مین
از آن پس طاقت و تابی نماندش
بعد اُسکے طاقت اور تاب نہ رہی اُس کو
ز شوقش در دل افتاد آتش تیز
اُسکے دل مین شوق کی آگ زور سے لگی
که یکدم جانب زندان گرائیم
کہ دم بھر کو قید خانے کی طرف چلین ہم

ز دیده خون دل میراند و میگفت
آنکھون سے خون دل کا بہاتی تھی اور کہتی تھی
کفیل خدمت او کیست امشب
آجکی رات اُسکی خدمت کا کون ذمہ دار ہوگا
که کرده راست بر بالین سرش را
کسنے سر اُس کا تکیہ پر سیدھا رکھدیا ہی
کف راحت بپالینش که سودست
ہاتھ راحت کا کسنے اُس کے سر پر پھیرا
که بوده وقت خواب افسانه خوانش
کون اُس کے سوتے وقت قصہ کہتا ہی
چو مرغان رام دامش ساخت یا نی
جانورون کی طرح تابعداری جال کی سیکھی یا نہین
مسلسل سنبلش بر تاب خود هست
پیچدار بال اُس کے اپنی چمک پر ہین
نژولیده نکرده سنبلش را
اُلجھا نہ دیا ہوا اُس کی زلف کو
دیا چون گل بشادی لب گشاده
اور یا مثل پھول کے خوشی مین لب کھولا
غم خود تا ز شب بگذشت پاسی
غم اپنا ایک پہر رات گئے تک
بدل از جوی صبر آبی نماندش
اُسکے دل مین صبر کی نہر کا کچھ بھی پانی نہ رہا
بدایه دیده پر خون گفت برخیز
خون کے آنسو رو رو کر دایہ سے بولی کہ اٹھ
که آن محنت سرا پنهان در آییم
چھپ کر محنت سرا مین ہو آوین ہم

نهان در گوشهٔ زندان نشینم
چھپکر قید خانے کے کسی گوشے مین بیٹھون مین

مہِ زندانیِ خود را ببینم
اپنے قید خانے والے چاند کو دیکھون مین

چو زندان جاے آن سان گلعذاریست
جو قید خانہ ایسے معشوق کی جگہ ہے

نہ زندان بلکہ خرم نوبہاریست
قید خانہ نہین ہے بلکہ ایک تازہ نوبہار ہی

دل ہر عاشق از بستان کشاید
ہر عاشق کا دل باغ سے شگفتہ ہوتا ہے

مرا این غنچہ در زندان کشاید
میری یہ کلی قید خانے مین کھلتی ہے

روان شد ہمچو سرو ناز دایہ
چلی مثل سرو ناز کے دایہ

فتان خیزان بدنبالش چو سایہ
گرتی پڑتی اُسکے پیچھے مانند سایے کے

بزندان چون رسید آن ماہِ شبگرد
قید خانے مین جو پہونچا وہ چاند رات کا پھرنیوالا یعنی زلیخا

نہانی میرِ زندان را طلب کرد
چھپا کر قید خانے کے داروغہ کو بلایا

اشارت کرد تا بکشاد رہ را
اشارہ کیا یعنی کہا جب کھول دیا دروازہ

نمود از دور آن تابندہ مہ را
دکھلایا دور سے اُس روشن چاند کو

بدیدش بر سرِ سجادہ از دور
دیکھا اُسکو مُصلّے پر بیٹھے ہوے دور سے

چو خورشید درخشان غرق در نور
مانند آفتاب روشن کے نور مین ڈوبا ہوا

گہی چون شمع بر پا ایستادہ
کبھی مثل شمع کے کھڑے ہو کر

زرخ زندانیان را نور دادہ
قیدیون کو اپنے چہرے سے نور دیتے ہوے

گہی خم کردہ قامت چون مہِ نو
کبھی جھک جھک کر مثل دوج کے چاند کے

فگندہ بر بساط از چہرہ پرتو
جا نماز پر عکس چہرے کا ڈالا کر

گہی سر بر زمین از عذرِ تقصیر
کبھی زمین پر سر معافی تقصیر سے

چو شاخ تازہ گل از بادِ شبگیر
مثل پھول کی نئی شاخ کے رات کی ہوا سے

گہی طرحِ تواضع درفگندہ
کبھی بنیاد عاجزی کی ڈال کر

نشستہ چون بنفشہ سرفگندہ
بیٹھ کر مثل بنفشہ کے سر جھکا کر

زخود دور و بدان نزدیک نشست
آپ سے دور اور اُس سے نزدیک بیٹھی

ولے در گوشۂ تاریک نشست
لیکن ایک تاریک گوشے مین بیٹھی

زجان زاری داز دل نالہ می کرد
جان سے آہ اور دل سے فریاد کرتی تھی

زنرگس یاسمین را لالہ می کرد
آنکھون سے چمیلی کو لالہ بناتی تھی

نہ شب گرد مراد زلیخا سے اور میرِ زندان یعنی قید خانے کا داروغہ ۱۲

نمود سے معنی دکھلایا مطلب یہ کہ قید خانے کے داروغہ نے زلیخا کو دور سے یوسف علیہ السلام کو دکھلایا ۱۲

سجادہ مصلّا ۱۲

فتان خیزان یعنی افتان خیزان بالفتح معنی جانانہ اور بجلدی چلنا یعنی افتان بمعنی گرنا اور خیزان بمعنی اٹھنا ۱۲

قامت یعنی خم کردن کے معنی جھکنا

شبگیر صبح اور پچھلی رات ۱۲

نرگس سے مراد آنکھ اور یاسمین سے مراد چہرہ لالہ کردن معنی سرخ کرنا ۱۲

به لولو لعل لب را می خراشید
موتی یعنی دانتون سے ہونٹھون کو چباتی تھی

ز نخل تر رطب را می خراشید
درخت سے تازہ چھوہارے کو چھیلتی تھی

بچشم خونفشان وز اشکِ گلگون
خون برسانیوالی آنکھ اور سُرخ آنسوؤن سے

همیداد از درون این راز بیرون
دل کا یہ بھید ظاہر کرتی تھی

که ای چشم و چراغ نازنینان
کہ اے چشم و چراغ نازنینون کے

مرادِ خاطر اندوه گینان
غمگینون کے دل کی مراد

بجانم آتشی افروخت عشقت
میری جان مین تیری محبت نے ایک آگ لگا دی

سراپای وجودم سوخت عشقت
تمام جسم میرا تیری محبت نے جلایا

نزد بر آتشم وصل تو آبی
میری آگ پر تیرے وصل نے ذرا پانی نہ ڈالا

بآبی از دلم ننشاند تابی
اُس پانی سے میرے دل کی آگ نہ بجھائی

به تیغ ظلم کردی سینه ام چاک
ظلم کی تلوار سے میرا سینہ چاک کر دیا تو نے

هی بینم ترا زین ظلم بیباک
تجکو اِس ظلم سے نہایت نڈر پاتی ہون مین

نداری رحم بر مظلومی من
میری بیچارگی پر ذرا بھی رحم نہین کرتا ہے تو

زهی رحم تو و محرومی من
کیا اچھا ہے تیرا رحم اور بدنصیبی میری

ز تو هر لحظه ام از نو غمی زاد
تجھسے ہر دم میرے لیے ایک نیا غم پیدا ہوا

مرا ای کاشکی مادر نمی زاد
مجکو اگر کاشکے ماں پیدا نہ کرتی

وگر میزاد مادر کاش دایه
اور اگر پیدا کیا تھا ماں نے کاش دایہ ہی

بفرق من نمی افگند سایه
میرے سر پر سایہ نہ ڈالتی

ز شیر ناب کم میداد و بهرم
دودھ خالص سے کم دیتی مجکو حصہ یعنی کم پلاتی

بشیر از قهر می آمیخت زهرم
غصے سے زہر میرے لیے دودھ مین ملاتی

زلیخا خود بدینسان در سخن بود
زلیخا خود بخود یہ باتین کر رہی تھی

ولی یوسف بحال خویشتن بود
لیکن یوسف اپنے حال مین تھا

سر موی بآن حاضر نمی شد
بال برابر یعنی مطلق اُسطرف متوجہ نہوتا تھا

وگر میشد اثر ظاهر نمی شد
اور اگر ہوتا نشان نہ معلوم ہوتا تھا

چو شب بگذشت همچون صبح خیزان
جب رات گذر گئی مانند صبح جاگنے والون کے

زلیخا ای فلک شد اشک ریزان
زلیخا آسمان کی یعنی رات روتی ہوئی گئی

غریو کوس سلطانی برآمد
نقارہ بادشاہی کا شور بلند ہوا یعنی نوبت بجنے لگی
دم سگ حلقہ بر حلقوم او بست
کتے کی دم نے حلقہ اسکے حلقوم پر باندھا یعنی کس دیا
خروس از خواب شب شد گردن افراز
مرغ رات کی نیند سے گردن بلند کرنے والا ہوا
زلیخا دامن اندر چید و برگشت
زلیخا نے دامن سمیٹا اور پھر چلی
بزندان تا مہش خلوت نشین بود
قیدخانے میں جبتک اسکا چاند خلوت نشین رہا
غذای جان او شد آن تگ و پوی
غذا اسکی جان کی وہ دوڑ دھوپ ہوئی
نکردی کس بہ بستان میل چندان
نہ کرتا کوئی طرف باغ کے اسقدر خواہش
بلے آنرا کہ زندانی ست یارش
سچ ہے جس شخص کا یار قیدخانے میں ہے

مؤذن در سحر خوانی برآمد
اذان دینے والے نے اذان کہنا شروع کی
دمش را از فغان شب فرو بست
اسکی آواز کو رات کے بھونکنے سے بند کر دیا
زنای ساز کرد و تیز آواز
گلے کے ساز سے تیز آواز شروع کی
بخدمت آستان بوسید و برگشت
واسطے خدمت کے چوکھٹ چومی اور پھری
شد آمد سوی زندانش چنین بود
آمد رفت اسکی طرف قیدخانے کی اسی طرح رہی
نبودش جز در آن آمد شدن روی
نہ تھا اسکو سوا اس دوڑ دھوپ کے کچھ حاصل
کہ بود آن خستہ دل را میل زندان
جیسی کہ تھی اس دلخستہ یعنی زلیخا کو چاہ قیدخانے کی
بجز زندان کجا باشد قرارش
سوا قیدخانے اس کو کہان قرار آوے

رفتن زلیخا بام و نظارۂ زندان و گریستن بر مفارقت یوسف
جانا زلیخا کا کوٹھے پر اور دیکھنا قید خانے کا اور رونا یوسف علیہ السلام کی جدائی پر

شب آمد عاشقان را پردہ راز
عاشقوں کے بھید کا پردہ رات آ گئی
توان بس کار در شبگیر کردن
بہت کام رات کے وقت کرنا ممکن ہیں

شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
عاشقوں کا غصہ نکالنے والی رات آ گئی
کہ روز بیش کم توان تدبیر کردن
بلکہ دن میں اسکی تدبیر کم ہو سکتی ہے

زلیخا چون غم شب بگذرانید
زلیخا نے جب غم رات کا گذار لیا
نہ غم بل ماتم شب بگذرانید
غم نہین بلکہ ماتم رات کا کر لیا

بلا و محنت روز آمدش پیش
دن کی بلا اور محنت اُسکے سامنے آ گئی
صد اندوہ جگر سوز آمدش پیش
سو کلیجہ جلانیوالے رنج اسکے آگے آئے

نہ رای آنکہ در زندان کند روی
نہ مصلحت وہی کہ قید خانے مین جاے
نہ صبری آنکہ بی زندان کند خوی
نہ وہ صبر کہ قید خانے سے دلکو روکے

ز نعمتہاے خوش ہر لحظہ چیزی
طرح طرح عمدہ عمدہ چیزون سے ہر دم کچھ نہ کچھ
نہادی بر کف محرم کنیزی
ایک واقفکار لونڈی کے ہاتھ پر رکھتی

فرستادی بزندان سوی یوسف
بھیجتی قید خانے مین پاس یوسف کے
کہ تا دیدی بجایش روی یوسف
تا کہ دیکھے بجاے چہرے یوسف کے اُسکو

چو آن محرم ز زندان آمدی باز
جب وہ واقفکار قید خانے سے واپس آتی
بر و صد عشقبازی کردی آغاز
اُسپر سو سو طرح کا عشق شروع کرتی

گہی رو بر کف پایش نہادی
کبھی سر اُسکے پاؤن پر رکھ دیتی
گہی صد بوسہ اش بر چشم دادی
کبھی سو سو مرتبہ اس کی آنکھ چومتی

کہ این چشمیست کان رخسار دیدست
کہ یہ وہ آنکھ ہے جسنے اُسکا چہرہ دیکھا ہے
کہ این پائیست کانجا ہا رسیدست
کہ یہ وہ پاؤن ہین جو وہان پہونچے ہین

اگر چشمش نیارم بوسہ دادن
اگر مین اُس کی آنکھ کو بوسہ نہین دے سکتی ہون
دیار و بر کف پایش نہادن
اور یا اُسکے تلوے پر منھ نہین رکھ سکتی ہون

ببوسم بارے آن چشمی کہ گاہی
چومون گی مین بارے وہ آنکھ جو کبھی
کند در روی زیبایش نگاہی
اُس خوبصورت چہرے کو دیکھ لے

نہم رو بر کف آن پای باری
رکھون گی مین بارے منھ اس تلوے پر
کہ وقتی میکند سویش گذاری
جس کا کسی وقت اسطرف گذر ہو جاے

بپرسیدی از ان پس حال او را
پوچھتی بعد اُس کے اُس کا حال
جمال روے فرخ فال او را
خوبصورتی صورت مبارک اُسکی سے

کہ رویش را نفرسودہ گزندے
کہ اُسکی صورت کسی تکلیف سے خراب تو نہین ہے
بکار او نیفتادست بندے
اُس کے لیے کسی کام کی قید تو نہین ہے

گلشن را ازان هوا اثر مردگی نیست

اسکے چہرے کو اس ہوا سے پژمردگی تو نہیں ہے

ز نعمتها که بردی خوردیانی

نعمتوں سے جو تو لے گئی کھائیں یا نہیں

پس از پرسش نمودنهای بسیار

بہت باتوں کے پوچھنے کے بعد

ببام کاخ در یک غرفه بودش

اسکے کوٹھے کے دو منزلے میں ایک حجرہ کا تھا

دران غرفه شدی تنها نشستی

اس حجرہ کے مین جاتی اکیلی بیٹھتی

بدیده در بسی گاه لعل سفتی

آنکھوں سے موتی اور پلکوں سے لعل پروتی تھی

کیم یارب که گلفامش به بینم

میں کون ہوں کہ اسکا سرخ چہرہ دیکھوں

نیم شایسته دیدار دیدن

میں لائق دیدار دیکھنے کے نہیں ہوں

بهر جا ماه من منزل نشین ست

جس منزل میں میرا چاند بیٹھا ہوا ہے

ز دولت سقف او سرمایه دارد

دولت سے چھت اسکی اونچا رکھتی ہے

مرا دیوارش از غم پشت بشکست

میری پیٹھ غم اسکے سے ٹوٹ گئی

سعادت بر فراز آید ازان در

نیکبختی بلند ہوتی ہے اس دروازے سے

چه دولتمند باشد آستانے

کیا دولتمند ہووے وہ چوکھٹ

تنش را زان زمین آزردگی نیست

اسکے جسم کو اس زمین سے کوئی تکلیف تو نہیں ہے

ازین دلداده یاد آوردیانی

اس عاشق نے یعنی میری کچھ یاد کی یا نہیں

زجا برخاستی با چشم خونبار

جگہ سے اٹھتی خون برسانیوالی آنکھوں سے

کز آنجا بام زندان مینمودش

کہ اس جگہ سے کوٹھا قید خانے کا دکھائی دیتا تھا

در غرفه بروی خلق بستی

دروازہ کھڑکی کا لوگوں کی طرف سے بند کر لیتی

سوی زندان نظر کردی و گفتی

قید خانے کی طرف دیکھتی اور کہتی تھی

بس این کز بام خود بامش ببینم

یہی کافی ہے کہ اپنے کوٹھے سے اسکا کوٹھا دیکھوں

خوشم با آن در و دیوار دیدن

بہتر مجکو وہ در اور دیوار دیکھنا بہتر ہے

نه زندان روضه خلد برین ست

قید خانہ نہیں باغ بہشت بریں کا ہے

که خورشید جهان در سایه دارد

بلکہ آفتاب جہان کو سایہ میں رکھتی ہے

که پشت آن مه بروی نهاد و بنشست

کہ پیٹھ اس چاند نے اسپر رکھی اور بیٹھا

که سرو من فرود آرد ازان سر

کہ میرا سرو اس سے سر باہر نکالتا ہے

که بوسد پای آن سلطان دلستانی

جو چومے پاؤں ایسے معشوق کا

خوش آن کز تیغ مهرش آشکاره

وہ بہتر ہے کہ اُسکی محبت کی تلوار سے بے تکلف

درافتم سرنگون از روزن او

گر پڑون کہ مین سر کے بل اُسکے جھروکے کے

هزاران رشک دارم بر زمینے

ہزارون رشک رکھتی ہون مین اُس زمین پر

شود از گرد دامانش معطر

ہوتی ہے گرد دامن اُسکے سے خوشبودار

سخن کوتاه تا شب کارش این بود

قصہ مختصر رات ہونے تک کام اُسکا یہی رہتا

درین گفتار جانش بر لب آمد

انھیں باتون مین جان اُس کی لب پر آتی

چو آمد شب دگر شد حیله اندیش

جب رات آئی اور حیلہ ڈھونڈھنی لگی

شبش این بود روز آن تا بدان روز

راتین اسکی یون رہین اور دن اُسکے اُسدن تک ویسے ہی

لب شب زندان شدن را چاره کردی

رات کو قید خانے جانے کی تدبیر کرتی

نبودی هیچگه خالی ازین کار

ان کامون سے کسی وقت خالی نہ رہتی

چنان یوسف بخاطر خانه کردش

ایسا یوسف نے اُسکے دل مین گھر کر لیا

ز بس در یاد او گم کرد خود را

ازبسکہ اُس کی یاد مین آپ کو بھول گئی

کنیزان گرچه میدادندش آواز

لونڈیان اگر کبھی اُس کو آواز دیتین

تنم چون ذره گردد پاره پاره

بدن میرا مثل ذرے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاے

به پیش آفتاب روشن او

آگے آفتاب روشن اُس کے

که بخرامد بدان سان نازنینے

جسپر چلتا ہے اُس یعنی یوسف ایسا نازنین

ز موے عنبر افشانش معنبر

بال عنبر گرانیوالے اُسکے سے خوشبودار

گرفتاریش آن گفتارش این بود

ان باتون مین وہ گرفتار رہتی تھی

درین اندوه روزش تا شب آمد

اسی غم مین دن اُسکا رات تک پہونچتا

که گیرد پیش آئین شب پیش

کہ اختیار کرے طریقہ اگلی یعنی گذری ہوئی رات کا

که زندان بود جاے آن دل افروز

جبتک جگہ اُس دل افروز یعنی یوسف کی قید خانہ رہی

بروز از غرفه اش نظاره کردی

دن بھر جھروکے سے اُسکو دیکھا کرتی

گهے دیوار دیدے گاه دیدار

کبھی دیوار دیکھتی اور کبھی دیدار

که از جان و جهان بیگانه کردش

کہ جان اور جہان سے بے پروا کر دیا اُسکو

بشست از لوح خاطر نیک و بد را

دھو ڈالا لوح دل سے نیک اور بد کو

نمے آمد بحال خویشتن باز

نہ آتی تھی اپنے ہوش مین اُس وقت

به گفتی با کنیزان گاه بیگاه
کہتی کبھی یہ لونڈیون سے
که من هرگز نباشم از خود آگاه
کہ مین ہرگز اپنے ہوش مین نہین بیخبر ہون

بگفتا از من آگاهے مجوئید
اور یہ کہا کہ مجھ سے خبرداری مت ڈھونڈھو
بجنبانیدم اول پس بگوئید
پہلے مجکو ہلا لیا کرو پھر کچھ کہا کرو تم

ز جنبانیدن اول باخود آیم
ہلنے سے پہلے ہوش مین آجاؤن گی مین
وزان پس گوش بشنیدن گشایم
بعد اسکے کان سننے کے لیے کھولون گی مین

دل من هست با زندانی من
دل میرا میرے قیدی کے پاس ہے
از آنست این همه حیرانی من
اس سبب سے یہ حیرانی مجکو ہے

بخاطر هر کرا آن ماه گردد
جس شخص کے دل مین وہ چاند پھر جاوے
کجا از دیگرے آگاه گردد
کب کسی دوسرے سے واقف ہوسکے

بگشت از حال خود روزی مزاجش
بگڑ گیا اپنی حالت سے ایکدن مزاج اسکا
بزخم نشتر افتاد احتیاجش
نشتر کے زخم یعنی فصد کی ضرورت پڑی اسکو

ز خونش بر زمین در دیده کس
خون کے قطرون اسکے سے کسی کی نظر مین
نیامد غیر یوسف یوسف و بس
اور کچھ نہ آیا سوا یوسف یوسف کے اور بس

بکلک نشتر استاد بگشاد دست
نشتر کے قلم سے استاد کے ہاتھ یعنی جراح نے
بلوح خاک نقش آنحرف ار بست
خاک کی تختی پر اس حرف کا نقش باندھا

چنان از دوست بودش رگ و پوست
ایسا دوست سے اسکا رگ و پوست بھر گیا تھا
که بیرون نامدش از پوست جز دوست
کہ باہر نہ نکلا اسکے پوست سے اور کچھ سوا دوست کے

خوش آنکس کو رہائی یابد از خویش
اچھا وہ شخص ہے کہ رہائی پاوے آپ سے
نسیم آشنائی یابد از خویش
آشنائی کی ہوا پاوے آپ سے

کند در دل چنان جا دلبری را
ایسی اپنے دل مین دلبر کو جگہ دے
که گنجایش نماند دیگرے را
کہ کسی دوسرے کی گنجایش باقی نہ رہے

در آید همچو جانش در رگ و پے
در آوے مثل جان کے اسکے رگ اور پٹھے مین
نه بیند یک سر مو خالی از وے
ایک سر بال کو اس سے خالی نہ دیکھے

نه بوئی باشدش از خود نه رنگی
نہ کوئی بو رہے اسکو آپ سے نہ کوئی رنگ
نه صلحی باشدش باکس نه جنگے
نہ کوئی صلح ہو اسکو کسی سے نہ کسی سے لڑائی

نہ دل در تاج دنی در تخت بندد
نہ دل کو تاج مین اور نہ تخت مین باندھتا یعنی لگاتا ہے

نیارد خویشتن را در شمارے
آپ کو کسی شمار مین نہین لاتا ہے

اگر گوید سخن با یار گوید
اگر بات کرتا ہے یار سے کرتا ہے

رخ اندر پختگی آرد نہ خامی
منھ عقلمندی مین لاتا ہے نہ بے عقلی مین

تو ہم جامی تمام از خود برون آی
اے جامی تم بھی خودی سے باہر نکلو

چو دائم راہ دولتخانہ دانے
جب ہمیشہ سے راہ دولتخانہ کی جانتا ہے تو

ازین جائے گرانجانان قدم نہ
اس جان سے آزردہ لوگون کی جگہ سے قدم اٹھا کر

نبودی و زیانی زان نبودت
نہ تھا تو اور کوئی نقصان اُس سے نہوا تیرا

مجو اندر خودے بہبود خود را
خودی مین اپنی بہتری مت ڈھونڈھ

زکوی او ہوسہا رخت بندد
اُسکے کوچے سے خواہشین بھاگ جاتی ہین

نگیرد پیش غیر از عشق کارے
سوائے عشق کے اور کام اختیار نہین کرتا ہے

وگر جوید مراد از یار جوید
اور جو مراد چاہتا ہے یار کی جستجو کرتا ہے

ز بود خود برون آید تمامی
اپنی ہستی سے بالکل باہر نکل جاتا ہے

بدولت خانہ سرمد درون آی
ہمیشہ کے دولتخانے یعنی عالم جاودانی کو جا

نہ از دولت بود چندان گرانی
دولت سے اسقدر ناخوشی نہین ہوتی ہے

قدم در دولت آباد عدم نہ
نیستی کے شہر مین قدم رکھ

مباش امروز ہم کالست سودت
مت رہ آج بھی کہ اُسی مین تیرا فائدہ ہے

کزین سودا نیابی سود خود را
کہ اس سودے سے اپنا فائدہ تو پاویگا

در شرح احسان ہاے یوسف بر اہل زندان و
بیچ بیان احسانون حضرت یوسف علیہ السلام کے جو قیدیون پر کیئے اور

تعبیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر را
تعبیر دینا اُن کا خواب نزدیکون بادشاہ مصر کی

و وصیت کردن ایشان را کہ وی را
اور وصیت کرنا اُن لوگون کا کہ اُس یعنی یوسف علیہ السلام کو

گشادہ روشدی اورا رضا جوئی
خوشی سے اُسکی خوشنودی مین متوجہ ہوتا
وگر بر مفلسی عشرت شدی تلخ
اور جو کسی مفلس پر خوشی کڑوی ہوتی
ز زر داران کلید زر گرفتی
خزانچیون سے کنجی خزانے کی لیتا
وگر خوابی بدیدی نیک بختے
اور اگر کوئی خواب کوئی نیک بخت دیکھتا
شنیدی از لبش تعبیر آن خواب
سنتا اُس خواب کی تعبیر یوسف کے منھ سے
دو کس از محرمان شاہ آن بوم
دو شخص واقفکارون اُس زمین یعنی بادشاہ مصر سے
بزندان ہمدمش بودند و ہمراز
قید خانے مین یوسف کے ہمدم اور ہمراز تھے
بیک شب ہر یکی دیدند خوابی
ایک رات کو دونون نے ایک خواب دیکھا
یکی را مژدہ دہ خواب از رہائش
ایک کا خواب اُسکی مخلصی کی خبر دینے والا
ولی تعبیر آن زیشان نہان بود
لیکن تعبیر اُن کی اُن سے پوشیدہ تھی
بیوسف خوابہائے خود بگفتند
یوسف سے خواب اپنے بیان کیے
یکے را گوشمال از دار دادند
ایک کو گوشمالی سولی سے دی
جوانمردی کہ سوی شاہ میرفت
جو جوانمرد کہ طرف بادشاہ کے جاتا تھا

ز تنگی در گشاد آوردیش روئی
تنگی سے اُس کو فراخی کی طرف لاتا
ق زناداری نمودی غرہ اش سلخ
مفلسی سے اُسکا غرہ سلخ معلوم ہوتا یعنی شروع سے تکلیف ہوتی
زعیشش قفل تنگے بر گرفتے
عیش سے اُنکی تنگی کا قفل کھول دیتا
ق بگرداب خیال افتادہ رختے
خیال کی بھنور مین اسباب گرے ہوے
بخشکے آمدی رختش ز گرداب
بھنور سے خشکی مین اُسکا اسباب آجاتا
ق زخلوت گاہ قربش گشتہ محروم
خلوتگاہ نزدیکی بادشاہ سے بدنصیب ہوکر
دران ماتم کدہ با او ہم آواز
اس غمخانہ یعنی قیدخانے مین یوسف کے ہم آواز تھے
وزان در جان شان افتاد تابی
اور اُس سے اُنکی جان مین ایک بیقراری پڑ گئی
یکے را مخبر از قطع حیاتش
ایک کا خواب اُسکے مرجانے کی خبر دینے والا
ازان بر جان شان بار گران بود
اُس سے اُنکی جان پر بڑا بوجھ تھا
جواب خوابہای خود شنفتند
جواب اپنے اپنے خواب کے سُنے
یکے را بر درش بار دادند
ایک کو بادشاہ کے دربار مین اجازت دی
بمسندگاہ عز و جاہ میرفت
طرف مسندگاہ عزت اور مرتبے کے جاتا تھا

یوسف بازندان دو جوانان [illegible] کہ نام اسکا مجلث تھا بادشاہ مصر نے جنکو زہر خورانی کے شبہہ مین قید کیا تھا یونان بادشاہ مصر کو شراب پلاتا تھا اسکو ساقی مشہور تھا اور دوسرا روٹی پکاتا تھا اسکو طباخ کہلاتا تھا حضرت یوسف نے ساقی کو رہائی اور طباخ کے قتل ہونیکی تعبیر کی تھی ۱۲

پیش شاہ مصر یاد کنند

آگے بادشاہ مصر کے یاد کریں

زما در ہر کہ دولتمند زاید
ان سے جو شخص صاحب دولت پیدا ہوتا ہے

بخارستان رود گلزار گردد
وہ کانٹون کی جگہ جاتا ہے باغ ہو جاتا ہے

چو ابر ار بگذرد بر تشنہ کشتے
مثل بدلی کے اگر کسی پیاسے یعنی خشک کھیت پر گذرتا ہے

چو باد ار در رود در تازہ باغے
مثل ہوا کے اگر کسی تازہ باغ میں جاتا ہے

بزندان گر درآید خرم و شاد
قیدخانے میں اگر وہ خوش و خرم جاتا ہے

چو زندان بر گرفتاران زندان
جب قید خانہ قیدخانے کے گرفتاروں پر

ہمہ از مقدمش او شاد گشتند
سب اُس کے آنے سے خوش ہو گئے

بہ گردن غل شان شد طوق اقبال
اُنکی گردن کا طوق اقبال کا طوق ہو گیا

اگر زندانیے بیمار گشتے
اگر کوئی قیدی بیمار ہوتا

کمر بستے پی بیمار دارش
کمر باندھتا اُس کی بیمارداری کے لیے

وگر جا بر گرفتاری شدی تنگ
اور اگر کسی قیدی پر جگہ تنگ ہوتی یعنی تکلیف ہوتی

فروغ دولتش ظلمت زداید
روشنی دولت اُسکی کی تاریکی کو مٹا دیتی ہے

گل از روے نافہ تاتار گردد
گل اُس سے نافہ تاتار یعنی نہایت خوشبودار ہوتا ہے

شود از مقدمش خرم بہشتے
اُسکے قدم سے وہ ایک سبز اور تازہ بہشت ہوتا ہے

فروزد از رخ ہر گل چراغے
روشن کرتا ہوا اپنے چہرے سے ہر پھول کا چراغ یعنی شگفتہ کرتا پھول

کند زندانیان را از غم آزاد
قیدیوں کو غم سے آزاد کر دیتا ہے

شد از دیدار یوسف باغ خندان
حضرت یوسف کے دیدار سے تازہ باغ ہو گیا

ز بند درد و غم آزاد گشتند
رنج اور درد کے قید سے چھوٹ گئے

بپا زنجیر شان فرخندہ خلخال
اُن کے پاؤں کی زنجیر خوبصورت پازیب ہو گئی

اسیر محنت و بیمار گشتے
قید رنج اور غمخواری کا ہوتا

خلاصی دادی از تیمار خوارش
خلاصی دیتا اُس کو غمخواری کرنے سے

سوے تدبیر کارش کردی آہنگ
اُسکے کام کی درستی کی طرف ارادہ کرتا

ف زداید زدودن کا مضارع اور ضمیر شین کی راجع طرف اُس کے یعنی جس شخص کے ۱۲

چو رو سوی شہ مسند نشین کرد
جب منھ طرف بادشاہ مصر کے کیا یعنی چلنے لگا
کہ چون در صحبت شہ بار یابی
کہ جب تو بادشاہ کی صحبت مین باریاب ہوتا
مرا در مجلسش یاد آوری زود
فوراً اُس کی مجلس مین میری یاد کرنا
بگوئی ہست در زندان غریبی
کہنا تو کہ قید خانے مین ایک بیچارہ ہے
چنینش بیگنہ مپسند رنجور
اس طرح اُسکو بیگناہ رنجیدہ مت پسند کر
چو خورد آن بہرہ مند از دولت و جاہ
جب پی اُس دولت اور مرتبے سے نصیبہ ور نے
چنان رفت آن وصیت از خیالش
اُسکے خیال سے وہ وصیت ایسی جاتی رہی
نہال وعدہ اش مایوسی آورد
اُس کے وعدے کا درخت ناامیدی لایا
بلے آنرا کہ ایزد برگزیند
سچ ہے جس شخص کو خدا پسند کرتا ہے
رہ اسباب بر رویش ببندد
راہ وسیلون کی اُسکے منھ پر بند کر دیتا ہے
نتابد جز بسوی خود روی اورا
اپنی طرف کے سوا اُسکا منھ کسی طرف نہین پھیرتا ہے
بدست غیر تاراجش نخواہد
اُسکو غیر کے ہاتھ سے لٹ جانا نہین چاہتا ہے
نخواہد دست او در دامن کس
نہین چاہتا ہے اُسکا ہاتھ کسی کے دامن مین

ق

باو یوسف اشارت اینچنین کرد
یوسف نے اُس سے ایسا اشارہ کیا یعنی یہ کہا
بپیشش فرصت گفتار یابی
اُس کے آگے بات کرنے کا موقع پاتا
کز آن یاد آوری وافر بری سود
کہ اُس یاد کرنے سے بہت فائدہ اُٹھائیگا تو
ز عدل شاہ دوران بی نصیبی
بادشاہ زمانہ کے انصاف سے بے نصیب
کہ ہست این از طریق معدلت دور
کہ یہ بات راہ انصاف سے دور ہے
مے از قرابہ قرب شہنشاہ
بادشاہ مصر کی قربت کے قرابے سے شراب
کہ بر خاطر نیامد چند سالش
کہ کئی برس اُسکے دل پر نہ گذری
بزندان بلا محبوس آورد
بلا کے قید خانے مین قید ہونا لایا
بصدر عز معشوقی نشیند
بزرگی معشوقی کی مسند پر بیٹھتا ہے
ہمین این و انش کم پسندد
اُس سے اور ہر کس سے گرد ہونا اُسکے لیے کم پسند کرتا ہے
ز ہر کس بگسلاند خوی اورا
ہر شخص سے اُس کی طبیعت کو توڑتا ہے
بغیر خویش محتاجش نخواہد
سوا اپنے غیر کا محتاج ہونا اُسکے لیے نہین چاہتا ہے
اسیر دام خویشش خواہد و بس
قید اپنے جال کا اُسکو چاہتا ہے اور بس

طلب کردن پادشاہِ مصر حضرت یوسفؑ را برای تعبیر خواب خود

بلانا بادشاہ مصر کا حضرت

یوسف علیہ السلام کو اپنے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لیے

بسا قفلے کہ ناپیدا کلید ست
بہت قفل جن کی کنجی پوشیدہ ہے

بود چون کار دانا پیچ در پیچ
ہوتا ہے جب کام عقلمند کا پیچ پیچ ہیں

زناگہ دست صنعی درمیان نے
ایکبارگی بغیر کسی کاریگری کے درمیان میں ہاتھ لگائے

پدید آید ز غیب آنرا کشادے
ظاہر ہوتی ہے غیب سے اُس کے لیے ایک کنجی

چو یوسفؑ دل ز حیلتہای خود کند
جب یوسف نے دل اپنا تدبیرون سے زخمی کیا

بجز ایزد نماند آنرا پناہے
سوا خدا کے اُس کو کوئی پناہ نہ رہی

ز بند از خودی و بخردی رست
خیال خودی اور عقلمندی سے چھوٹا

شبی سلطان مصر آن شاہِ بیدار
ایک رات کو بادشاہ مصر یعنی اُس بادشاہ بیدار بخت کو

بروراہِ کشایش ناپدید ست
اُن کے کھلنے کی تدبیر ظاہر نہین ہے

بہ پیش کوشش فکر و نظر ہیچ
اُسکے آگے کوشش فکر اور نظر کی ہیچ معلوم ہوتی ہے

بفتحش ہیچ صانع را گمان نے
اُسکے کھلجانے کا کسی کاریگر کو بغیر گمان ہوے

ودیعت در کشادش ہر مرادے
وابستہ اُس کے کھلنے مین مراد ہر ایک کی

بُرید از رشتۂ تدبیر پیوند
رشتہ تدبیر سے تعلق قطع کیا یعنی تدبیر کرنا چھوڑ دیا

کہ باشد در نوائب تکیہ گاہے
جو مصیبت مین ایک تکیہ گاہ ہووے

گرفتش فیض فضل ایزدی دست
فیض فضل خدا نے اُسکی دستگیری کی

بخواب افتاد ہفت گاو آمد پدیدار
خواب مین اُسکو سات بیل ظاہر یعنی نظر آئے

ہمہ بسیار خوب و سخت فربہ
سب بہت اچھے اور مضبوط اور موٹے

بخوبی و خوشی از یکدگر بہ
خوبی اور خوبصورتی مین ایک ایک سے بہتر

وزان پس ہفت دیگر در برابر
اور بعد اُسکے سات بیل اور سامنے

پدید آمد بسر ایسر خشک و لاغر
دکھائی دیے بالکل دُبلے اور کمزور

دران هفت نخستین روی کردند

طرف اُن پہلے والے ساتون کے متوجہ ہوے

بدینسان سبز و خرم هفت خوشه

اسی طرح سبز اور تازہ سات بالیان

برآمد از عقب هفت دگر خشک

بعد اُس کے نکلین سات اور سوکھی ہوئین

چو سلطان بامداد از خواب برخاست

صبح کو جب بادشاہ خواب سے جاگا

همه گفتند کاین خواب محالست

سب نے کہا کہ یہ مشکل خواب ہے

بحکم عقل تعبیرے ندارد

عقل کی رو سے کوئی تعبیر نہین رکھتا ہے

جوانمردی که از یوسف خبر داشت

اُس جوانمرد نے کہ یوسف سے واقف تھا

که در زندان همایون فر جوانیست

کہ قید خانے مین ایک مبارک دبدبہ جوان ہے

بود بیدار در تعبیر هر خواب

ہر خواب کی تعبیر مین ہوشیار ہوے

اگر گوئی برو بکشایم این راز

اگر اجازت ہو اُسپر اِس بھید کو ظاہر کرون مین

بگفتا اذن خواهی چیست از من

کہا مجھ سے اجازت چاہنے کی کیا ضرورت ہی

مرا چشم خرد زان لحظه کورست

میری عقل کی آنکھ اُسوقت سے اندھی ہے

روان شد جانب زندان جوانمرد

روانہ ہوا طرف قید خانے کے جوانمرد

بسان سبزه آنرا پاک خوردند

مثل گھاس کے اُن کو بالکل کھا گئے

که دل زان قوت دید و دیده توشه

کہ دل کو جن سے غذا ملتی ہے آنکھون کو غذا

بران پیچید و کردش سربسر خشک

اُنپر لپٹین اور اُنکو بالکل خشک کر دیا

ز هر بیدار دل تعبیر آن خواست

ہر عقلمند سے اُسکی تعبیر چاہی یعنی پوچھی

فراهم کرده وهم و خیالست

جمع کیا ہوا وہم اور خیال کا ہے

بجز اعراض تدبیرے ندارد

سوا چشم پوشی کے کوئی تدبیر نہین رکھتا ہے

نزد وی کار یوسف پرده برداشت

یوسف کے کام کے منھ سے پردہ اُٹھایا

که در حل دقایق خرده دانیست

کہ باریکیون کے حل کرنے مین نہایت باریک جاننے والا ہے

دلش غواص این بحر گهر یاب

دل اُسکا غوطہ خور اس دریا سے موتی پانے والا

وزو تعبیر خوابت آورم باز

اور اُس سے تعبیر آپ کے خواب کی بوجھ لاؤن مین

چه بهتر کور را از چشم روشن

اندھے کو آنکھ روشن ہو جانے سے کیا بہتر ہو

که از دانستن این راز دورست

جب سے اس بھید کے جاننے سے دور ہے

بیوسف حال خواب شه بیان کرد

یوسف سے حال بادشاہ کے خواب کا بیان کیا

پہلے جو سات بیل موٹے تازے دیکھے تھے ان ساتون دُبلے بیلون نے اُن کو کھا لیا ۱۲ یعنی اسی طرح سات بالیان ہری بھری پہلے نظر آئین اور سات بالیان خشک دکھائی دین اور ہر خشک بالیان ان پہلی سبز بالیان

بگفتا گاؤ و خوشه هر دو سال اند
کہا بیل اور بالیان دونون سال ہین
چو باشد خوشه سبز و گاو فربه
جب ہووے بالی سبز اور بیل موٹے
چو باشد خوشه خشک و گاو لاغر
جو بالیان سوکھی ہون اور بیل دُبلے
نخستین سالہاے ہفتگانه
پہلے کے ساتوین برس
همه عالم ز نعمت پر بر آید
تمام جہان نعمتون سے بھر جاویگا
که نعمتہاے پیشین خورده گردد
کہ اگلی نعمتین کھائی جاینگی یعنی صرف ہو جاینگی
نبارد ز آسمان ابر عطائی
نہ برسے گی بدلی بخشش کی آسمان سے
ز عشرت مالداران دست دارند
خوشی سے مالدار لوگ ہاتھ روک لین
چنان نان گم شود بر خوان دوران
ایسی گم ہو روٹی زمانہ کے دسترخوان سے
جوانمرد این سخن بشنید و برگشت
جوانمرد نے یہ بات سنی اور پھر گیا
حدیث یوسف و تعبیر او گفت
ذکر یوسف کا اور تعبیر اسکی بیان کی
بگفتا خیز و یوسف را بیاور
کہا اٹھ اور یوسف کو لے آ
چو از دلبر سخن شاید شنیدن
جب معشوق سے بات سننا ممکن ہے

به اوصاف خودش وصاف حال اند
اپنی تعریف سے وہ تعریف کرنیوالے حال کے ہین
بود از خوبی سالت خبر ده
ہر سال کے اچھے ہونے سے تجکو خبر دینے والے
بود از سال تنگت قصه آور
ہون برے سال کی برائی کا بیان کرنیوالے
بود باران و آب و کشت و دانه
ہوگی بارش اور پانی اور کھیت اور دانہ
وز ان پس هفت سال دیگر آید
بعد اُن کے سات برس اور آوینگے
ز تنگی جان خلق آزرده گردد
تنگی سے لوگون کی جان آزردہ ہو جائیگی
نروید بر زمین شاخ گیاهی
نہ اُگے گی زمین پر گھاس کی کوئی شاخ
به تنگی تنگدستان جان سپارند
تنگی سے مفلس جان سونپینگے یعنی مرجائینگے
که گوید آدمی نان و دهد جان
کہ کہے آدمی روٹی اور جان دے
حریف بزم شاه و او گرگشت
مقابل محفل بادشاہ عادل کا ہوا
دل شاه از دمش چون غنچه بشگفت
دل بادشاہ کا شکل کلی کے اسکی بات سے کھل گیا
کز و به گر دوم این نکته باور
کہ اس سے زیادہ مجکو یہ بھید یقین ہو جائیگا
چرا از هر دهن باید شنیدن
ہر ایک کے منہ سے کیون چاہیے سننا

سخن از دوست آری شکرست آن
بات دوست سے اگرچہ وہ بھی شکر ہے
دگر بارہ بزندان شد روانہ
دوسری مرتبہ طرف قیدخانے کے روانہ ہوا
کہ ای سرو ریاض قدس بخرام
کہ اے سرو باغ پاکیزگی کے چل
خرامان شو بدین روی دل آرا
چل اس دل آراستہ کرنیوالے چہرے سے
بگفتا من چہ آیم سوی شاہے
کہا مین کیا آؤن یعنی چلون طرف اُس بادشاہ کے
بزندان سالہا محبوس کردست
برسون سے قیدخانے مین قید کیا ہے
اگر خواہد کہ من بیرون نہم پای
اگر یہ چاہتا ہے کہ مین قدم باہر رکھون
کہ آنانیکہ چون رویم بدیدند
کہ وہ لوگ جنھون نے منہ میرا دیکھا
بیکجا چون ثریا باہم آیند
مثل ثریا کے سب ایک جگہ اکٹھا ہون
کہ جرم من چہ بود از من چہ دیدند
کہ میرا کیا گناہ تھا مجھ سے کیا دیکھا
بود کین سر شود بر شاہ روشن
شاید کہ یہ بھید بادشاہ پر ظاہر ہووے
مرا اندیشہ گناہ اندیشگی نیست
میرا اندیشہ گناہ اندیشہ کرنے کا نہین ہے
دران خانہ خیانت نامد از من
اُس مکان مین چوری نہ آئی یعنی ہوئی مجھ

ولے گر خود بگوید خوشترست آن
لیکن اگر آپ کہے زیادہ اچھی ہے وہ
ببرد این مژدہ سوی آن یگانہ
لے گیا یہ خوشخبری طرف اُس یگانہ یعنی یوسف کے
سوی بستان سرای شاہ نہ گام
طرف باغ بادشاہ کے قدم رکھ
بیارا ازین گل آن بستانسرا را
آراستہ کر اس پھول سے اُس باغ کو
کہ چون من بیکسی را بیگناہی
جنے مجھ ایسے بیکس اور بیگناہ کو
ز آثار کرم مایوس کردست
بخشش کی نشانی سے ناامید کیا ہے
ازین غمخانہ گو اول بفرمای
اُس غمخانے سے کہ پہلے حکم دے
ز حیرت در رخم کفہا بریدند
میرے سامنے حیرت سے ہاتھ کاٹے
نقاب از کار ما روشن کشایند
پردہ میرے کام سے صاف اٹھاوین یعنی بتاوین
چرا رختم سوی زندان کشیدند
کیون میرا اسباب طرف قیدخانے کے کھینچا
کہ پاکست از خیانت دامن من
کہ چوری سے میرا دامن پاک ہے
در اندیشہ خیانت پیشگی نیست
میرے خیال مین بھی چوری کرنیکا پیشہ نہین ہے
بجز صدق و امانت نامد از من
سوا سچائی اور امانت کے نہ آیا کچھ مجھ سے

مرا به گر زنم نقب خزائن
مجکو بہتر ہو یارون یعنی لگاؤن مین سیندھ خزانے مین

جوانمرد این سخن چون گفت باشاه
جوانمرد نے یہ بات جو بیان کی بادشاہ سے

که پیش شاه یکسر جمع گشتند
کہ آگے بادشاہ کے سب جمع ہوئین

چو رو کردند در پیش شه آن جمع
جب منھ کیا آگے بادشاہ کے اُس گروہ نے

کزان شمع حریم جان چه دیدند
کہ اُس شمع محل جان یعنی یوسف سے کیا دیکھا

ز رویش در بهار و باغ بودید
اُسکے منھ سے بہار اور باغ مین رہین تم

بتی گلزار باشد بر تنش گل
ایسا معشوق کہ ایذا ہو اسکے بدن پر پھول

گلی کش نیست تاب باد شبگیر
جو پھول کہ اسکو نہین ہے طاقت رات کی ہوا کی

زنان گفتند کای شاه جوان بخت
عورتون نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیبہ

ز یوسف ما بجز پاکی ندیدیم
یوسف سے ہمنے سوا پاکی کے کچھ نہ دیکھا

نباشد در صدف گوهر چنان پاک
نہ ہو گا سیپی مین موتی ایسا پاک

زلیخا بود نیز آنجا نشسته
زلیخا بھی وہان بیٹھی ہوئی تھی

ز دوشیزه نهان زیر پرده
پوشیدہ در پردہ مکہ ون سے

که با شهم در فراش خانه خائن
جب ہوئی مین اُسکے گھر کی بی بی کی چوری کرنیوالا

زنان مصر را کردند آگاه
مصر کی عورتون کو آگاہ کیا بادشاہ نے

همه پروانه آن شمع گشتند
سب اُس شمع کی پروانہ ہوئین

زبان آتشین بگشاد چون شمع
زبان آگ کی سی مثل شمع کے کھولی

که بر روی تیغ بدنامی کشیدند
کہ اُس پر تلوار بدنامی کی کھینچی

چرا رو سوی زندانش نمودید
کیون منھ طرف قید خانے کے اُسکا کیا تمنے

کی از دانا رسد بر گردنش غل
کب عقلمند سے پہونچے اُس کی گردن مین طوق

به پایش چون نهد جز آب زنجیر
اُسکے پاؤن پر کون رکھے سوا پانی کے زنجیر

بتو فرخنده تر هم تاج و هم تخت
تجکو تاج اور تخت اور زیادہ مبارک ہووے

بجز عز و شرف باکی ندیدیم
سوا بزرگی اور شرافت کے کچھ نہ دیکھا ہمنے

که بود از تهمت آن جان جهان پاک
جیسا کہ تہمت سے وہ جانجہان یعنی یوسف پاک تھا

زبان از کذب و جان از کید رسته
زبان جھوٹ سے اور جان مکر سے چھوٹی ہوئی

ریاضتهای عشقش پاک کرده
عشق کی محنتون نے اُسکو پاک دیا یعنی جھوٹ اور مکر چھوڑ دیا

فروغ راستی از جان علم زد
سچائی کی روشنی نے جان سے علم مارا یعنی ظاہر ہوئی
بجرم خویش کرد اقرار مطلق
اپنے گناہ پر بخوبی اقرار کیا
بگفتا نیست یوسف را گناہے
کہا نہیں ہے یوسف کا کچھ گناہ
نخست او را بوصل خویش خواندم
پہلے اپنے وصل کے لیے اُسکو بلایا مین نے
بزندان از ستمہاے من افتاد
قید خانے مین میرے ظلمون سے پڑا
غم من چون گذشت از حد غایت
غم میرا جب گذرا حد انتہا سے
جفائے گر رسید او را ز جافے
جو ظلم کہ اُس کو پہونچا ظالم سے
ہر احسان کاید از شاہ نکو کار
جو احسان ہو سکے بادشاہ نیک کام سے
چو شاہ این نکتہ سنجیدہ بشنید
جب بادشاہ نے یہ بھید تلا ہوا یعنی صاف سنا
اشارت کرد کز زندانش آرند
اشارہ کیا کہ اُس کو قید خانے سے لاوین
ز باغ لطف گلبر گیست خندان
باغ پاکیزگی سے ایک شگفتہ پھول ہے

چو صبح راستی از صدق دم زد
مثل صبح سچائی کے سچائی سے دم مارا!
بر آمد زو صدائے حصحص الحق
نکلی اُس سے آواز کہ حق ظاہر ہے
منم در عشق او گم کردہ راہے
مین اُسکے عشق مین راہ بھولی ہوئی ہون مین
چو کام من ندادا از پیش راندم
جب مراد میری نہ دی آگے سے ہنکایا مین نے
دران غمہا ز غمہاے من افتاد
اُن غمون مین میرے غمون سے پڑا
بحالش کرد حال من سرایت
اُس کے حال مین میرے حال نے اثر کیا
کنون واجب بود آنرا تلافی
اب واجب ہے اُسکا نیک بدلا
بصد خندان بود یوسف سزاوار
اُسکے سو ہنسنے کے لائق حضرت یوسف ہین
چو گل بشگفت چون غنچہ بخندید
مثل پھول کے کھلا مثل کلی کے مسکرایا
بدان خرم سر البستانش آرند
اُس تازہ باغ مین اُس کو لا دین
گل خرم بہ بستان بہ کہ زندان
پھول کھلا ہوا باغ مین بہتر ہے نہ قید خانے مین

بملک جان بود شاہ نکو بخت
ملک جان مین رہے بادشاہ خوش نصیب
مقام شاہ نبود جز سر تخت
مقام بادشاہ کا نہو سوا بلندی تخت کے

سلہ یعنی زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کیا ۱۲ سلہ یعنی پہلے مین نے اسکو اپنی ملاقات کے لیے بہت مجبور کیا جب وہ رضامند نہوا مین نے نکالدیا ۱۲ سلہ سرایت یعنی اثر کرنا [illegible] سے گذر جانا ۱۲
[illegible] یعنی حق ظاہر ہوا [illegible]
سلہ [illegible] ۱۲ سلہ [illegible] بادشاہ مصر [illegible] ۱۲ سلہ یعنی بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت یوسف کو زندان سے نکال لاؤ ۱۲

برون آمدن یوسفؑ از زندان و احترام

نکلنا حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانے سے اور حرمت دینا

پادشاہ مر او را و وفات عزیز

بادشاہ کا یوسف علیہ السلام کو اور مرجانا عزیز مصر کا

درین دیر کہن رسمیست دیرین
اس دنیا مین یہ ایک پرانی رسم ہے

کہ بی تلخے نباشد عیش شیرین
کہ بے رنج کے عیش شیرین نہین ہوتا ہے

خورد نہ ماہ طفلی در رحم خون
کھاتا ہے نو مہینے ماں کے پیٹ مین ایک لڑکا خون

کہ آید با رخ چون ماہ بیرون
جب چاند سی صورت سے باہر آتا یعنی پیدا ہوتا ہے

بسا سختی کہ بیند لعل در سنگ
بہت سختیاں کہ دیکھتا ہے لعل پتھر مین

کہ خورشیدش درخشاند بہر رنگ
جب آفتاب روشن اسکو رنگ دیتا ہے

شب یوسفؑ چو بگذشت از درازے
یوسفؑ کی رات سے درازی جو گذری

طلوع صبح گردش چارہ ساز
صبح کے طلوع ہونے نے اسکی تدبیر کی

چو شد کوہ گران برجانش اندوہ
جب اسکی جان پر غم کا بھاری پہاڑ ہو گیا

برآمد آفتابش از پس کوہ
نکلا آفتاب اسکا پہاڑ کے پیچھے سے

پے تعظیم و اکرام وے از شاہ
واسطے تعظیم اور تکریم اسکی کے بادشاہ سے

خطاب آمد بنزدیکان درگاہ
حکم ہوا طرف مصاحبوں درگاہ کے

کز ایوان شہ خورشید اورنگ
کہ محل بادشاہ آفتاب تخت سے

بمیدانی ز ہر جانب دو فرسنگ
ایک میدان مین ہر طرف سے دو فرسنگ تک

دو رویہ تا بزندان ایستادند
دو طرفہ قید خانے تک کھڑے ہوے

تجملہاے خود را عرضہ دادند
اپنی شان و شوکت کو دکھلایا

چہ از زرین کمر سیمین غلامان
کیا سنہرے پٹکے باندھے خوبصورت غلاموں سے

ہمہ در خلعت زرکش خرامان
سب سنہرے کپڑے پہنے ٹہل رہے تھے

چہ از خورشید پیکر خوش نوایان
کیا آفتاب شکل خوش آوازوں سے

بعبرانی و سریانی سرایان
عبرانی اور سریانی زبان مین گانیوالے

چه از چابک سواران سپاهی — بتازی مرکبان باهم مباهی

کیا چابک سوارون سپاہ سے — عربی گھوڑون پر آپس مین فخر کرتے ہوئے

سران مصر بیرون از شماره — نثار افشان شدند از هر کناره

سردار مصر کے گنتی سے باہر — نثار قربان کرنے لگے ہر طرف سے

تهیدستان[۱۰] بامید نثاری — گشاده هر طرف جیب و کناری

محتاج نثار لینے کی اُمید مین — دامن اور گود ہر طرف پھیلائے ہوئے

چو یوسف شد سوی خسرو روانه — به خلعتهای خاص خسروانه

جب یوسف طرف بادشاہ کے روانہ ہوئے — خاص بادشاہانہ خلعتون سے

فراز مرکبش از پای تا فرق — تو گوئی گشته در زر و گهر غرق

اوپر گھوڑے اُسکے کے سر سے پاؤن تک — تو کہے سونے اور موتی مین ڈوبا ہوا ہے

بهر جا طبلهای مشک و عنبر — ز هر سو بدرهای[۱۱] دُر و گوهر

ہر جگہ ٹپاریان مشک اور عنبر کی — ہر طرف سے تھیلیان موتی اور لعل کی

براه مرکب او می فشاندند — گدا را از گدائی می رهاندند

اُس کی سواری کے راستہ مین لٹاتے تھے — فقیر کو فقیری سے چھڑاتے تھے

چو آمد بارگاه شه پدیدار — فرود آمد ز رخش تیز رفتار

جب ظاہر ہوئی یعنی دکھائی دی بارگاہ بادشاہ کی — اوترا آیا تیز چلنے والے گھوڑے سے

خز و اطلس بپا انداختندش — بپا انداز فرق افراختندش

خز اور اطلس اُسکے پاؤن کے نیچے بچھائی — پا انداز سے سر بلند کیا اُسکو

ببالای خز و اکسون همیرفت — بر اطلس چون مه گردون همیرفت

اوپر خز اور اکسون کے چلتا تھا — اطلس پر مثل چاند آسمان کے جاتا تھا

ز قرب مقدمش چون شه خبر یافت — باستقبال او چون بخت بشتافت

نزدیک آنے اُسکے سے جو بادشاہ نے خبر پائی — واسطے اُسکی پیشوائی کے مثل نصیبہ کے دوڑا

کشیدش در کنار خویشتن تنگ — چو سرو گلرخ و شمشاد گلرنگ

دبا لیا اُسکو اپنی گود مین زور سے — مثل سرو گلرخ اور شمشاد گلرنگ کے

به پهلوی خودش بر تخت بنشاند — به پرسشهای خوش با وی سخن راند

تخت پر اپنے پہلو مین اُسکو بٹھایا — اچھی طرح پوچھنے مین اُس سے بات کرنے لگا

[۱۰] یعنی غریب اور محتاج اور فقیر نثار لینے کی امید مین دامن پھیلا کر راہ مین کھڑے ہوئے

[۱۱] بدرہ بکری کے بچے کی کھال اور ہمیانی ہزار درم یا سات ہزار دینار کی

نخست از خواب خود پرسید تعبیر
پہلے اپنے خواب سے تعبیر پوچھی
وزان پس کرد از ہر جا سوالی
بعد اسکے کیا ہر ایک جگہ سے ایک سوال
جوابی دلکش و مطبوع گفتش
جواب پسندیدہ اور ٹھیک دیا اُسنے
در آخر گفت این خوابیکہ دیدم
آخر مین کہا یہ خواب کہ دیکھا مین نے
چسان تدبیر آن کردن توانم
مین اس کی تدبیر کیا کر سکتا ہون
بگفتا باید ایام فراخی
کہا چاہیے اچھی فصل یعنی ارزانی مین
منادی کردن اندر ہر دیارے
ڈھنڈھورا پجوانا چاہیے ہر ایک شہر مین
بناخن سنگ خارا را خراشند
ناخن سے سنگ خارا کو چھیلین یعنی خوب مشقت کرین
چو از دانہ شود آگندہ خوشہ
جب بالیان دانے سے بھر جاوین
سنانہا خوشہ را زان رُستہ از تن
گلنسیان بالیون کے بدن مین اُس سبب سے اوگین
چو گیرد خوشہ در خانہ درنگے
جو عرصے تک بالیان گھر مین رہین گی
برد ہر کس برائے عیش تیرہ
لیجائے ہر شخص واسطے عیش تاریک یعنی قحط کے
ولے ہر کار را باید کفیلے
لیکن ہر کام کے لیے ایک ذمہ دار چاہیے

در آمد لعل نوشینش بتقریر
آئے اُس کے میٹھے لب بات کرنے مین
بپرسیدش ز ہر کارے و حالی
پوچھا اُس کے ہر کام اور ہر ایک حال سے
چنان کامد ازان گفتن شگفتش
ایسا کہ یوسف کے بتانے سے بادشاہ کو تعجب ہوا
ز تو تعبیر آن روشن شنیدم
تجھ سے تعبیر اُس کی صاف سُنی مین نے
غم خلق و جہان خوردن توانم
غم خلق اور جہان کے کھانیکا کیونکر کر سکتا ہون
کہ ابر و یم نیفتد در تراخی
جب بادلی اور دریا دیر سے پانی برسنے مین پڑجائین
کہ بنود خلق را جز کشت کارے
کہ لوگون کو سوا کھیتی کے کچھ کام نہووے
ز چہرہ خوی فشانان دانہ پاشند
چہرے سے پسینا ٹپکاتے ہوئے بیج بووین
نہندش ہمچنان از بہر توشہ
رکھ چھوڑین اُسی طرح انکو کھانے کے لیے
کہ باشد بر رخ خصمان ستان زن
کہ دشمنون کے منھ کو چھیدنے والی ہون
نیاید روزگار قحط و تنگے
زمانہ تنگی اور قحط کا نہ آنے پائیگا
بقدر حاجت خود زان ذخیرہ
اپنی ضرورت کے موافق جمع کیے ہوے ڈھیر سے
کہ از دانش بود باوی دلیلے
جس کے ساتھ عقل کا ایک رہنما ہووے

بدانش غایتِ این کار داند
نہایت عقل سے اس کام کو جانے
چو داند کار را کردن تواند
جب جانے گا کام کر سکے گا

زہر چیزیکہ در عالم توان یافت
ہر چیز کا جہان مین پانا ممکن ہے
چو من دانا کفیلے کم توان یافت
مجھ سا ذمہ دار اور دانا کم مل سکے گا

بمن تفویض کن تدبیر این کار
میرے سپرد تدبیر اس کام کی کر
کہ ناید دیگرے چون من پدیدار
کہ دوسرا مجھ سا نظر نہ آوے گا

چو شاہ ازوی بدید این کارسازی
جب بادشاہ نے اُسکی یہ کارکردگی دیکھی
بملکِ مصر دادش سرفرازی
مصر کے ملک مین اُسکو سرفرازی دی

سپہ را بندۂ فرمان او کرد
سپاہ کو اُسکے حکم کا تابعدار بنایا
زمین عرصۂ میدان او کرد
زمین کے میدان کو اُسکا میدان بنا دیا

بجای خود بہ تخت زر نشاندش
اپنی جگہ سونے کے تخت پر اُسکو بٹھلایا
بصد عزت عزیز مصر خواندش
سیکڑون عزتون سے اُسکو عزیز مصر کہا

چو پا بالای تخت زر نہادے
جب قدم سونے کے تخت پر رکھتا
جہانی زیر تختش سر نہادے
ایک جہان اُسکے تخت کے نیچے سر رکھ دیتا

چو رفتے بر سر میدان ز ایوان
جب جاتا میدان کو محل سے
رسیدی بانگ چاوشان بکیوان
پہونچتی آواز نقیبون کی زحل تک

بہر جانب کہ طوف اندیش بودی
جس طرف کہ گھومنے والا ہوتا
جنیبت کش ہزاران پیش بودی
کوتل لیجانے والے ہزارون آگے چلتے

بہر کشور کہ بگذشتے سوارہ
جس ملک مین کہ سوار ہوکر گذرتا
برون بودی سپاہش از شمارہ
سپاہ اُسکی گنتی سے باہر ہوتی تھی

چو یوسف را خدا داد این بلندی
جب یوسف کو خدا نے یہ عروج دیا
بقدر این بلندی ارجمندی
اس عروج کے موافق بزرگی دی

عزیز مصر را دولت زبون گشت
عزیز مصر کا اقبال پست ہو گیا
لوای حشمت او سرنگون گشت
علم اُسکے دبدبے کا اوندھا ہو گیا

دلش طاقت نیاورد این خلل را
دل اُسکا اس خلل کی طاقت نہ لایا
بزودی شد ہدف تیر اجل را
فوراً موت کے تیر کا نشانہ ہوا یعنی مرگیا

---

۱ کفیل کے معنے ضامن ذمہ دار اور اپنے اوپر کسی کا لینے والا
۲ تفویض کے معنے سپرد کرنا حوالہ کرنا
۳ چاوشان جمع چاوش کی معنی اسکے نقیب جو بادشاہون اور وزیرون کے آگے

وفات عزیز مصر

[illegible]

زلیخا روے در دیوار غم کرد
زلیخا نے منھ طرف دیوار غم کے کیا
نہ از جاہِ عزیزش خانہ آباد
نہ عزیز کے مرتبے سے گھر اُسکا آباد
فلک کو دیر مہر و زود کین است
آسمان جو کہ دیر محبت کرنیوالا اور جلد دشمنی کرنیوالا ہے
یکے را بر کشد چون خور بر افلاک
ایکو آسمان پر مثل آفتاب کے کھینچتا ہے
خوش آن دانا بہر کاری و بارے
اچھا ہے وہ عقلمند ہر ایک کاروبار مین
نہ از اقبالِ او گردن فرازد
نہ اُسکے اقبال سے گردن بلند یعنی غرور کرے

ز بارِ ہجرِ یوسف پشت خم کرد
بوجھ جدائی یوسف سے پیٹھ جھکائی
نہ از اندوہِ یوسف خاطر آزاد
نہ یوسف کے رنج سے دل آزاد
درین خرمانسرا کار و ی اینست
اس بد نصیبی کے گھر یعنی دنیا مین اُسکا کام یہی ہے
یکے را افگند چون سایہ بر خاک
ایک کو مثل سایہ کے خاک پر گراتا ہے
کہ از کارش نگیرد اعتبارے
کہ اُسکے کام پر نہ لے یعنی نہ کرے کوئی بھروسہ
نہ از ادبارِ او جانش گدازد
نہ اُسکے ادبار سے اپنی جان کو گھلاوے

در شرح حال زلیخا از وفات عزیز مصر و استیلاے محبت یوسف بر و

بیان حال زلیخا مین مرجانے عزیز مصر سے اور غلبہ محبت یوسف علیہ السلام کا اس پر

ولی کز دلبری ناشاد باشد
جو دل کہ معشوق سے ناخوش ہووے
غم دیگر نگیرد دامن او
غم دوسرے کا اُسکا دامن نہین پکڑتا ہے
اگر گردد جہان دریاے اندوہ
اگر جہان غم کا دریا ہو جاوے
از ان نم دامن او تر نگردد
اُس تری سے دامن اُسکا نہ بھیگے

ز ہر شادی و غم آزاد باشد
ہر رنج اور خوشی سے بے پروا ہوتا ہے
نگردد شادیے پیرامن او
نہین پھرتی ہے کوئی خوشی گرد اُسکے
بر آرد موجہاے غصہ چون کوہ
نکالے لہرین غم کی مثل پہاڑ کے
ز اندوہے کہ دارد بر نہ گردد
جس رنج سے کہ رکھتا ہے نہ پھرے

وگر جشن وطرب سازد زمانه
اور جو جشن اور خوشی کرے زمانہ

دہد رو علیشهاے جاودانہ
ظاہر ہوین عیش ہمیشہ کے

فرو پیچد از ان جشن وطرب روے
پھیرلے اُس جشن اور خوشی سے منھ

نخواہد کم غم خود یکسر موے
نچاہے کمی اپنے غم کی ایک بال برابر

زلیخا بود مرغ محنت آہنگ
زلیخا تھی ایک چڑیا محنت آواز کرنیوالی

جہان چون خانہ مرغان برو تنگ
جہان مثل پنجرے کے اُسپر تنگ تھا

دران روزیکه دولت یار بودش
جن دنون مین کہ اقبال اُسکا مددگار رہتا

حریم خانہ چون گلزار بودش
محل اندر کا اُس کا مثل باغ کے تھا

عزیزش بود بر سر سایہ گستر
عزیز اُسکے سر پر سایہ بچھانیوالا یعنی زندہ تھا

نہالے بود رعنا سایہ پرور
ایک نوخیز خوبصورت سائے مین پالا ہوا درخت تھی

ہمہ اسباب عشرت جمع میداشت
تمام سامان عیش کے موجود رکھتی تھی

رُخ افروختہ چون شمع میداشت
چہرہ مثل شمع کے روشن رکھتی تھی

غم یوسف ز جان او نمیرفت
غم یوسف کا اُسکی جان سے نہ جاتا تھا

حدیثش از زبان او نمیرفت
ذکر یوسف کا زبان سے اُسکی نہ جاتا تھا

دران وقتیکه رفت از سر عزیزش
جب کر گیا عزیز اُسکے سر سے یعنی مر گیا

نماند اسباب دولت ہیچ چیزش
اسباب دولت کا کچھ اُسکے پاس نہ رہا

خیال روی یوسف یار او بود
یوسف کے چہرے کا خیال اُسکا مددگار رہا

انیس خاطر افگار او بود
غمخوار اُس کے زخمی دل کا رہا

بیادش روے در ویرانہ کرد
اس کی یاد مین منھ طرف ایک جنگل کے کیا

وطن در کنج محنت خانہ کرد
قیام ایک ویرانے کے گوشے مین کیا

نے خورد از فراق او نمی خفت
نہ کھاتی تھی اُسکی جدائی سے نہ سوتی تھی

ز دیدہ خون ہمی بارید و میگفت
آنکھون سے خون برساتی تھی اور کہتی تھی

خوشا کز بخت برخوردار بودم
اچھے تھے وہ دن کہ نصیبہ سے برخوردار تھی مین

درون یک سرا با یار بودم
اندر ایک گھر کے پاس یار کے تھی مین

ولے بے یاد از حرمان دیدار
لیکن بخبر دیدار کی بدنصیبی سے

جمالش دیدمی ہر روزه صد بار
جمال اُسکا دن بھر مین سو مرتبہ دیکھتی تھی مین

ازان دولت چو بختم ساخت محروم
اُس دولت سے جب نصیبے نے مجکو بے نصیب کر دیا
بشب پنہان بزندان بردمی راہ
رات کو چھپا کر قید خانے مین جاتی تھی مین
بروزم زنگ غم از دل زدودے
میرے دل سے غم کا زنگ چھیلتے یعنی دور کر دیتے تھے
منم امروز ازینہا دور ماندہ
آج کے دن مین ان سب سے دور یعنی جدا ہون مین
ندارم زو بجز در دل خیالے
نہین رکھتی ہون سوا اُسکے خیال کے کچھ دل مین
خیالش گر رود چون زندہ مانم
اگر اُسکا خیال جاتا رہے کیونکر زندہ رہون مین
ہمیگفت این حدیث و آہ میزد
یہ کہتی تھی اور دھاڑین مارتی تھی
ز تند آہ دائم دود آہش
گذشتی آہ سے ہمیشہ دھوان اُسکی آہ کا
ز خورشید حوادث ہیچگاہ ہے
حادثون کی دھوپ سے کسی وقت
نبود آن چترکش بالائے سر بود
وہ چھتری نہ تھی جو اُسکے سر پر تھی
خدنگش را اگر آن مانع نہ گشتے
اُسکے تیر کو اگر وہ نہ روکتا
ز مژگان دمبدم خوناب میریخت
پلکون سے ہر وقت خون کا پانی گراتی تھی
چو بود از تاب دل سوزان تب او
دل سوزان سے جو اُسکو حرارت تھی

بزندان کردمش محروم و مظلوم
قید خانے مین اُسکو کیا مین نے بے نصیب و مظلوم
تماشا کردمے آن روی چون ماہ
وہ چاند سا مُنھ دیکھا کرتی تھی مین
در و دیوار آن منزل کہ بودے
اُس مکان یعنی قید خانے مین جو دیوار اور دروازے کہ تھے
بدل رنجیدہ بہ تن مہجور ماندہ
دل سے رنجیدہ اور بدن سے جدا پڑی ہوئی
وز و خالے نیم در ہیچ حالے
اور اس سے کسی حال مین خالی نہین ہون
کہ در قالب خیال اوست باہم
جب خیال اُسکا قالب کے ساتھ ساتھ ہے
ز آہ آتش بہ مہر و ماہ مے زد
آہ سے آفتاب اور ماہتاب مین آگ لگاتی تھی
بہ فرق سر شدے چتر سیاہش
سر پر مثل چھتری سیاہ کے رہتا تھا
نبودی غیر آن چترش پناہے
سوا اُس چھتری کے کوئی پناہ نہ تھی
فلک را از خدنگ او سپر بود
اُسکے تیر آہ سے آسمان کے لیے ڈھال تھی
ز صندوق فلک بیرون گذشتے
آسمان کے صندوق سے باہر نکل جاتا
مگر خوناب خون ناب میریخت
خون کا پانی نہ کہ خالص خون گراتی تھی
مژہ می ریخت آبی بر لب او
پلکین اُسکے لب پر پانی گراتی تھین یعنی روتی تھی

نمی شست از رخ آن خونابہ گوئے
خالص خون سے وہ مُنہ نہین دھوتی تھی کہے تو
چو زان خونابہ رُخ را غازہ کردی
جو اُس خالص خون سے روغن لگاتی وہ
بروے کار نا ورد سے دم نقد
نہ لاتی کام کے مُنہ پر فی الفور
گہے کندی بناخن روی گلگون
کبھی ناخن سے پھول سے رخساری کو نوچتی
ز سرخی ہر یکے بودہ دواتے
ہر ایک سُرخی کی ایک دوات تھی
گہے سینہ گہے دل منحراشید
کبھی سینہ اور کبھی دل چھیلتی تھی
ہمیز دبر سر زانو کف دست
زانو پر اپنے ہاتھ دے دے مارتی تھی
بمہر دوست یعنی در خورم من
دوست کی محبت مین یعنی لائق ہے مجکو
چو باشد آفتاب خاوری یار
جب پورب کا آفتاب میرا یار ہووے
بدل ہمچون صنوبر کوفتی مشت
دل پر صنوبر کی طرح گھونسے مارتی تھی
کفش کز ہر نگاری داشتے عار
ہتھیلی اُسکی کہ ہر ایک نقش سے شرم رکھتی تھی
زانگشتان غنین خامہ کردے
سرخ یعنی خون بھری اُنگلیون کا قلم بناتی
درون نامہ حرف غم نوشتے
خط کے اندر غم کے احوال لکھتی

از ان خونابہ بودش سرخروئے
اُس خون کے پانی سے اُسکو سرخروئی تھی
بدل عقد محبت تازہ کردی
دل مین گرہ محبت کی نئی لگاتی تھی
بجز خون جگر کابین آن عقد
سوا خون جگر کے اُس عقد کا مہر
چو چشم خود کشادی چشمۂ خون
اپنی آنکھ کی طرح جاری کردیتی چشمہ خون کا
نوشتے از غمش خط نجاتے
لکھتی تھی اُسکے غم سے نجات کا ایک خط
ز جان جز نقش جانان می تراشید
جان سے سوا نقش معشوق کا اور سب چھیلتی یعنی صاف کرتی تھی
سمن را رنگ نیلوفری بست
چنبیلی یعنی گورے زانو کو نیلوفری یعنی نیلا کرتی تھی
گر او خورشید شد نیلوفرم من
اگر وہ آفتاب ہوا نیلوفر ہو جاؤن ایمن
مرا نبود بجز نیلوفرے کار
مجکو سوا اُسکو نیل کے پھول بنے کے کچھ کام نہووے
بشان پشنگرسن خائیدی انگشت
گنے کی طرح انگلیان کاٹتی تھی
نگارین گشتے از انگشت افگارہ
منقش ہو جاتی اُنگلیون کے زخم سے
زکافوری کف خود نامہ کردے
گوری ہتھیلی اپنی سے خط یعنی کاغذ بناتی
برون زین حرف چیزے کم نوشتے
ان باتون سے زیادہ اور کچھ کم لکھتی

دم نقد کے معنی فی الفور یا فوراً
ہر یکے سرخی سے مراد ایک خون
زلیخا کی سرخی کا دوسرا
سمن ... مراد اس سے زلیخا کا زانو اور رنگ نیلوفری داغ

ولی زان نامه هرگز داستانش

لیکن اُس خط سے کبھی اُسکی داستان

فراوان سالها کار وی این بود

بہت برس کام اُسکا یہی رہا

جوانی تیره گشت از چرخ پیرش

جوانی برباد ہوئی آسمان بڈھے سے اُسکی

برآمد صبح و شب هنگامه بر چید

نکلی صبح اور رات نے ہنگامہ سمیٹا

گریزان گشت زاغ از تیر تقدیر

بھاگ گیا کوا تقدیر کے تیر سے یعنی بال سپید ہوے

نباشد یاد پیری را درین باغ

نہووے یاد کسی بڈھے کو اس باغ مین

سیاهی را سرشک از نرگسش شست

سیاہی یعنی بینائی کو آنسو نے اُسکی آنکھ سے دھویا

بشادی زیر این طاق کج آئین

خوشی سے نیچے اس ٹیڑھے محل یعنی آسمان کے

چو ماتم دار گشت از نا امیدی

جب ماتم دار ہوئی نا امیدی سے

ز هندستان مگر بودش نمونه

ہندوستان سے شاید وہ نمونا تھا

بروی تازه چون گل چینش افتاد

اُسکے تازہ پھول یعنی رخسار ہے پر جھریان پڑی

ز ناز آن چین که افگندی در ابرو

جو شکن کہ ناز سے بھون پر ڈالتی تھی

ندارد کس درین دیر کهن یاد

نہین رکھتا ہے کوئی اُس دنیا مین یاد

نخواندی دلبر نوشته خوانش

نہ پڑھتا تھا معشوق بے لکھا پڑھنے والا اُسکا

ز هجران رنج و تیمار وی این بود

جدائی سے رنج اور غمخواری اُسکی یہی تھی

برنگ شیر شد موی چو قیرش

مانند دودھ کے ہوگئے بال کلونجی کے سے اُسکے

بمشکستان او کافور بارید

مشک کی جگہ اُسکی مین یہ کافور برسایا

بجای زاغ شد بوم آشیان گیر

کوے کی جگہ ہوا اُلّو مکان لینے والا

گزینسان بوم گیرد خانه زاغ

کہ اسطرح کا کوے کا گھر لیوے

بنرگس زار چشمش یاسمین رست

باغ نرگس آنکھ اُسکے مین چنبیلی پیدا ہوئی

سیه پوشید گلشن چشم جهان بین

سیہ پوش ہوئی اُسکی جہان دیکھنے والی آنکھ

چرا رفت از سیاهی در سپیدی

کیون گئی سیاہی سے سپیدی مین

که باشد کار هندو باژگونه

کہ ہوتا ہے کام ہندو کا اُلٹا

شکن در صفحهٔ نسرینش افتاد

جھریان ضعیفی سے اُسکے بدن مین پڑین

فتاد از علت پیریش بر رو

پڑی بڑھاپے کے سبب سے اُسکے چہرے پر

اگر گیرد آب چین بی جنبش باد

کہ پانی شکن پکڑتا ہے بغیر ہلانے ہوا کے

وے گر باد بودی ور نہ بودے
لیکن اگر ہوا ہوتی یا نہ ہوتی

سہے سروش ز بار عشق خم شد
سیدھا قد اُسکا عشق کے بوجھ سے جھک گیا

ز سر تا پاے بود از بخت واژون
سر سے پاؤن تک یعنی بالکل الٹے نصیبے سے

درین نمدیدہ خاک از خون مردم
اس بھیگی مٹی یعنی دنیا مین آدمی کے خون سے

بہ پشت خم ازان بودی سرش پیش
بڑھاپے مین اس سبب سے اُسکا سر جھکا رہتا تھا

بسر بردے دران ویران مہ و سال
بسر کرتی تھی اُس ویرانے مین مہینے اور برس

تہے از حلہای اطلس دوش
اطلس کے کپڑون سے اُسکا بدن خالی

معطل گردن از طوق مرصع
بیکار یعنی خالی گردن اُسکی جڑاؤ طوق سے

بزیر پہلو از خاکش نہالین
اُسکے پہلو کے نیچے خاک سے بچھونا تھا

بہم یوسف از خاک بستر
اُسکا خاک کا بچھونا حضرت یوسف کی محبت مین

بیاد او بزیر روے خشتش
اُسکی یاد مین اُسکے رخسارے کے نیچے کی اینٹ

درین محنت کزان یکشمہ گفتم
اس تکلیف مین جس سے کچھ تھوڑا بیان کیا مین نے

نرفتے غیر یوسف بر زبانش
سوا یوسف کے اور ذکر اُسکی زبان پر نہ جاتا

رخ چون آب او بر چین نمودے
منہ اُسکا مثل پانی کے جھریان پڑا ہوا معلوم ہوتا

سرش چون حلقہ ہمراز قدم شد
سر اُسکا مثل حلقہ برابر قدم کے ہو گیا یعنی جھک گیا

ز بزم وصل ہمچون حلقہ بیرون
ملاقات کی مجلس سے مانند حلقے کے باہر

چو شد سرمایہ بینائیش گم
جو اُسکی بینائی کی پونجی کھو گئی یعنی حضرت یوسف سے دوری ہو گئی

کہ جستی گم شدہ سرمایہ خویش
کہ ڈھونڈھتی اپنی کھوئی پونجی

سرش از افسر تہی پایش ز خلخال
سر اُسکا تاج سے خالی اور پاؤن اُسکا پازیب سے

سبک از دانہ ہای گوہرش گوش
ہلکا یعنی خالی موتی کے دانون سے کان اُسکا

معرا عارض از زربفت مقنع
ننگا چہرہ اُسکا زربفت کی اوڑھنی سے

عذار نازکش را خشت بالین
اُسکے نازک رخسارے کا تکیہ اینٹ تھی

بہ از مہد حریر حور رستہ
بستر حریر کے بچھونے حورون کے بچھانے کے لائق سے

مربع بالشی بود از بہشتش
ایک چوکور تکیہ بہشت کا اُسکے لیے تھی

بستر خش گوہر صد نکتہ سفتم
اسکے بیان مین ہوتی سو باریکی کے پردے مین نے

نبودے غیر او آرام جانش
سوا اُسکے آرام جان کی جان کو نہ تھا

واژون کے معنی الٹا اوندھا ۱۲ نمدیدہ یعنی بھیگی مٹی اس سے مراد دنیا ہے ۱۲ اس وجہ سے کہ اسمین خون بہت کشتون کا ملا ہوا ہے ۱۲ حلہ کے معنی لباس یعنی پہننے کے کپڑے ۱۲

دران وقتیکہ گنج سیم وزر داشت
جسوقت مین کہ خزانہ چاندی اور سونیکا رکھتی تھی
زہر کس قصہ یوسف شنیدے
جس شخص سے حال یوسف کا سُنتی
دہانش را چو دُرجے از گہر پُر
اُسکے منہ کے ڈبے کو جو موتیون کا بھرا تھا
بدین بخشش کہ بودی کار پیوست
اِس بخشش سے کہ ہمیشہ کام رہتا تھا
بہ پشمین جامہ مسکین گشت خرسند
غریب زلیخا اونی کپڑون یعنی کمل سے خوش ہو گئی
خبر گویان ز یوسف لب ببستند
یوسف کے حالات سنانے والے چپ ہو گئے
گذشت آن کز لب صاحب ہوش
وہ حال گذرا کہ ہر صاحب عقل کے ہونٹھ سے
بر آن شد تا زبی قوتے رہد باز
اُسپر مستعد ہوئی کہ نہ کھانا ملنے سے چھوٹے
کہ افتد چون گذر گاہی براہش
کہ جب کبھی اُس راہ مین اتفاقیہ اُسکا گذر ہو
زہی بیچارہ آن از پا فتادہ
کیا خوب وہ بیچارہ پائون سے گر پڑا ہوا
ز خوان وصل جانان باز ماندہ
خوان ملاقات معشوق سے دور رہا ہوا
بنا شد قوتی از بوے یارش
نہوگی قوت خوشبو یار سے اوسکو
گہے باباد از وصفے راز گوید
کبھی ہوا سے اُسکا بھید بیان کرے

ہزاران حقہ پُر دُر گہر داشت
ہزارون موتی بھرے ڈبے رکھتی تھی
بپایش گنج سیم و زر کشیدے
اُسکے پائون پر خزانہ چاندی اور سونیکا ڈالدیتی
لبالب ساختی از گوہر و دُر
بھر دیتی لعل اور موتی سے
شد از سیم و زر و گوہر تہیدست
چاندی اور سونے اور موتیون سے خالی ہو گئی
بر ان از لیف خرما شد کمر بند
اُسپر کھجور کے درخت کی چھال کا کمر بند باندھا
پس زانوی خاموشی نشستند
خاموشی کے زانو کے پیچھے بیٹھے یعنی کچھ نہ بولنے کی حال ہو گیا
زیوسف یافتی قوت از رہ گوش
ذکر یوسف کی پاتی غذا کان کی راہ سے یعنی سنتی
کند بر راہ یوسف خانہ ساز
کرے حضرت یوسف کی راہ ایک مکان تعمیر
پذیرد قوت ز آواز سپاہش
قبول کرے غذا اُسکی سپاہ کی آواز سے
زمام اختیار از دست دادہ
باگ اختیار کی ہاتھ سے دیے ہوئے
نوائے عیش او ناساز ماندہ
سامان عیش کا اُسکے موافق نہ رہا ہوا
نیابد قوت از پیک دیارش
نہ پاوے غذا اوسکے ملک کے قاصد سے
گہ از مرغی نشانش باز جوید
کبھی کسی چڑیا سے اُس کا پتہ پوچھے

چو بیند ہر روے بر رہگذارے
جب دیکھے کسی مسافر کو راستے پر

ببوسد پاے او کز شہر یار یست
چومتی ہے پاؤں اُسکا کہ اُس یار کے شہر سے ہے

وگر سلطانش از راہی سوارہ
اور جو کوئی بادشاہ اُس راہ سے سوار

شود خرم بخاک گرد راہش
خوش ہو خاک گرد راہ اُس کی سے

بر رویش از رہ غربت غبارے
اوسکے منھ پر مسافرت کی راہ سے ایک غبار

نشوید گرد او کو زان دیار یست
دھوتی ہے گرد اسکی کہ وہ اُس ملک سے ہے

بر آید نبودش تاب نظارہ
نکلے نہوا اُسکو طاقت دیکھنے کی

نشیند خوش بآواز سپاہش
بیٹھے خوش سپاہ کی آواز پر

آمدن زلیخا براہ یوسف و از نی خانہ ساختن کہ تا از آواز گذشتن او و سپاہ او خرسندے یابد

آنا زلیخا کا حضرت یوسف کی راہ مین اور نرکل کا گھر بنانا تاکہ آواز گذرنے حضرت یوسف اور اُن کی سپاہ سے خوش ہووے

زلیخا را ز تنہائی چو جان کاست
زلیخا جب تنہائی مین جانسے تنگ ہوئی

بدو کردند نے بستے حوالہ
اُسکے حوالے ایک نرکل کا مکان کیا

چو کردی از جدائی نالہ آغاز
جب جدائی سے نالہ شروع کرتی

چو از ہجر آتش اندر وی گرفتے
جب جدائی سے اس مین آگ لگتی

دران نی بست بود افتادہ خستہ
اُس نرکل کے مکان مین زخمی پڑی تھی

ولی از ذوق نیشش چون اثر بود
لیکن عشق کے مزے سے جو اسمین اثر تھا

براہ یوسف از نی خانہ ساخت
یوسف کی راہ مین اُسنے ایک نرکل کا گھر بنایا

چو موسیقار پُر فریاد و نالہ
مثل موسیقار کے فریاد اور نالے سے بھرا ہوا

جدا بر خاستی در ہر نی آواز
ہر نے سے علیحدہ ایک آواز نکلتی

ز آتش شعلہ در ہر نے گرفتے
آگ سے شعلہ ہر نے مین پیدا ہوتا

چو صیدی تیرہا گردش نشستہ
مثل ایک شکار کے گرد اسکے تیر چبھے ہوے

بر و ہر تیر گوئی نیشکر بود
ہر تیر اُسپر گویا گنا تھا

فاعل ببیند کی زلیخا ہی اور غربت کے معنی مسافری ۱۲ فاعل بوسد کی زلیخا ہی اور یار سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام ہین ۱۲ نی بست یعنی نرکل سے بنا ہوا مکان ۱۲

در آخور داشت یوسف دیوزادی
چراگاہ مین یوسف ایک دیوزاد یعنی گھوڑا رکھتا تھا
تگاوری ابلقی چون چرخ فیروز
ایک گھوڑا ابلق مانند آسمان فیروزہ رنگ کے
ز نور و ظلمت اندر وی نشانہ
سیاہی اور سفیدی سے اُسمین ایک نشان
گرہ بر خوشۂ چرخ از دم او
گرہ آسمان کی بال یعنی برج سنبلہ مین اُسکی دم سے
بہر سمش ہلالی بستہ از زر
اُسکے ہر سُم مین ایک چاند یعنی سونے کی نعل بندھی تھی
بزخم سم چو سنگ خارہ خستی
سُم کے زخم سے جو سخت پتھر کو زخمی کرتا
اگر نعلش بپریدی در تگ و دو
اگر نعل اُسکی دوڑنے مین اوکھڑ جاتی وہ بھی
گذشتی در شکارستان نخچیر
گذرتا تھا شکار کرنے کی جگہ مین
گرش میدان شدی از غرب تا شرق
جو اُسکا میدان ہوتا پچھم سے پورب تک
اگر گردش نہ بازویش کشیدی
اگر گرد اُسکے بازو پر نہ لگتی
براہ ار چہ شدی پر قطرہ از خوی
راہ مین ہر چند پسینے کے قطرون سے بھر جاتا
بجوش رفتن و ران خوی بودیش منزل
اُسکے پسینے کی خواہش جو اچھا چلنے کی ہوتی
چو گنجی بود از گوہر روانہ
مثل ایک خزانے کے موتیون سے جاری

سپہر اندازہ دگردون نہادی
آسمان جسم اور ایک آسمان ذات
زشب بستہ ہزاران وصلہ بر روز
رات سے ہزارون پیوندون مین لگائے
برابر چون شب و روز زمانہ
برابر مانند رات اور دن زمانے کے
شکن در کاسۂ بدر از سم او
شکن چاند کے پیالے مین اُسکے سم سے
بر سم اختر رخشان مسمّر
مانند روشن ستارہ کے کیلین جڑی ہوئین
ز ہر ماہ نوش سیارہ جستی
ہر نئے چاند اُسکے سے ستارے یعنی چنگاریان نکلتین
بچرخ اندر نشستی چون مہ نو
آسمان پر بیٹھتی مثل نئے چاند کے
بران از پہلو نخچیر چون تیر
اوڑتا ہوا شکار کے پہلو سے مثل تیر کے
بیک جستن پریدی گرم چون برق
ایک جست مین اوڑتا تیز مثل بجلی کے
بگردش باد صرصر کی رسیدی
اُسکے گرد تیز ہوا کب پہونچ سکتی
ندیدی ہیچکس یک قطرہ از وی
نہ دیکھتا کوئی شخص ایک بوند اُس سے
چو آن گرد آمدہ از قطرہا سیل
مثل سیلاب کے وہ قطرے جمع ہوجاتے
بری زآسیب مار تازیانہ
بے پروا اپنا کوڑے کے سانپ سے

برآنکو رگر شدی رام و فروتن
چراگاہ پر جب مطیع اور عاجز چارہ کھانے کو ہوتا
بدادیش ار در آوردی بآن سر
دیتا اُسکو اگر اُس کی طرف توجہ کرتا
مہیا ساختی در ہر شبانگاہ
موجود کرتا ہر رات کے وقت
ز شعر چشمہ دار شب مہ و سال
کپڑے ریشمی سوراخدار رات مہینا اور برس سے
ز سدرہ سبحہ خوان مرغان گزیدی
سدرہ سے تسبیح خوان چڑیون کو چنتا
دو پیکر بود از زینش مثالی
دو پیکر تھا اسکے زین سے ایک مثال
چو یوسف در ہلالش پای کردی
جب یوسف اسکی رکاب مین پانون ڈالتا
کشیدی زیر ران آن صہیلی
کھینچتا یعنی بلند کرتا تھا آواز اپنی گھوڑا ران کے نیچے
بہر جا ہر کہ بشنیدی صہیلش
جس جگہ جو شخص کہ سنتا تھا آواز اس کی
شتابان سوی آن شاہ آمدندی
دوڑتے طرف بادشاہ کے وہ آتے
زلیخا نیز چون آن راشنیدی
زلیخا بھی جب اُس کو سنتی
بحسرت بر سر راہش نشستی
افسوس سے اُس سر راہ مین بیٹھی
چو بی یوسف رسیدی خیلی از راہ
جب بغیر یوسف کے کوئی گروہ راہ مین پہونچتا

گرفتی خدمتش گردون بگردن
لیتا اسکی خدمت آسمان گردن پر
ز سطل ماہ آب از چشمہ خور
چاند کے تاس مین چشمہ آفتاب سے پانی
جوش از سنبلہ وز کہکشان کاہ
دانہ اُسکے لیے سنبلہ سے اور گھاس کہکشان سے
پی جو کردنش آمادہ غربال
واسطے دانہ چالنے اُسکے تیار چھلنی
کہ تا سنگ از جوش چون دانہ چیدی
تاکہ کنکر اسکے دانے سے دانہ کی طرح چنتا
رکاب از ہر طرف تابان ہلالی
رکاب ہر طرف سے ایک روشن چاند
چو ماہ اندر دو پیکر جای کردی
مانند چاند کے دو پیکر مین جگہ کرتا
کہ رفتی ہر طرف اضعاف میلی
کہ جاتی تھی ہر طرف دو دو میل
نبودی حاجت از کوس رحیلش
نہ ہوتی اُسکو ضرورت کوچ کے نقارے کی
چو سیارہ پی ماہ آمدندی
مانند ستارون کے گرد چاند کے آتے
ازان نی لبست خود بیرون دویدی
وہ اپنے مکان سے باہر دوڑتی یعنی آجاتی
خروشان بر گذر گاہش نشستی
شور کرتی اُس کے راستہ مین بیٹھی
بہ طنزش کودکان گفتندی آگاہ
طعنے سے لڑکے زلیخا کو خبردار کردیتے

سطل بالکسر یعنی طاس یا سطل یا بالٹی کو کہتے ہین جسمین گھوڑون کو پانی پلایا جاتا ہے

کہ اینک در رسید از راہ یوسف

کہ ابھی پہونچے راہ سے یعنی آئے یوسف

بروی رشک مہر و ماہ یوسف

منھ رشک دینے والے سورج اور چاند کے یوسف

زلیخا گفتے از یوسف در انیان

زلیخا کہتی یوسف سے ان مین

نمی یابم نشان اے نازنینان

اے نازنینون مین کوئی نشان نہین پاتی ہون مین

بدل زین طرز پسندید داغم

اس طعنے سے میرے دلپر داغ مت پسند کرو تم

کہ ناید بوے یوسف در دماغم

کہ نہین آتی ہے یوسف کی بو میرے دماغ مین

بہر منزل کہ آن دلدار گردد

جس مقام پر کہ اس معشوق کا گذر ہو جاے

زمین پر نافہ تاتار گردد

زمین بھری ہوئی نافہ تاتار کی ہو

بہر محفل کہ آن جانان نشیند

جس محفل مین کہ وہ معشوق بیٹھے

نسیمش در مشام جان نشیند

ہوا ابھی اسکے دماغ جان مین بیٹھے

چو یوسف در رسیدے با گروہے

جب یوسف پہونچتے ایسے گروہ کے ساتھ

کز ایشان در دل افتادی شکوہے

کہ ان سے دل مین پڑتا ایک دبدبہ

بگفتندی کہ از یوسف خبر نیست

کہدیتے کہ یوسف سے ہم کو خبر نہین ہے

درین قوم از قدوم او اثر نیست

اس گروہ مین اسکے آنے کے نشان نہین ہے

بگفتے در فریب من بکوشید

کہتی کہ میرے فریب دینے کی کوشش نہ کرو تم

قدوم دوست را از من مپوشید

دوست کے آنے کو مجھ سے مت چھپاؤ تم

نہ کش شاہ ملک جان توان داشت

وہ معشوق کہ اسکو ملک جان کا بادشاہ رکھنا چاہیے

قدومش را کجا پنہان توان داشت

اسکی آمد کو پوشیدہ رکھنا کہان ممکن ہے

نسیمش باغ جان را تازہ سازد

اسکی ٹھنڈی ہوا جان کے باغ کو تازہ کرتی ہے

نہ تنہا جان جہان را تازہ سازد

نہین فقط جان کو جہان کو تازہ کرتی ہے

چو جان را تازگے ہمراہ گردد

جب جان کو تازگی کی ہمراہی ہووے

از ان جان بخش تازہ کن آگاہ گردد

اس جان کے تازہ کرنیوالے سے خبردار ہووے

چو کردی گوش آن حیران و مجبور

جب سنتی وہ حیران اور مجبور یعنی زلیخا

ز جاؤشان صدائے دور شو دور

نقیبون سے آواز دور ہو دور ہو کی

زدی افغان کہ من عمریست و در م

چلاتی کہ مین ایک عمر ہو گئی ہے کہ دور ہون

بصد محنت درین دورے صبورم

صد ہا رنج مین اس دوری سے صابر ہون مین

نباشد بیش ازینم تاب دوری
زیادہ اس سے مجکو طاقت دوری کی نہین ہے
زجانان تا بکے مہجور باشم
معشوق سے کب تک دور رہون مین
بہ گفتے این وبیہوش اوفتادی
یہ کہتی اور بیہوش ہو کر گر پڑتی
زجام بیخودی از دست رفتی
بیہوشی کے پیالے سے ہاتھ سے نکل جاتی تھی
دران نیہا چو دم از جان ناشاد
ان نرکلون مین جو دم ناشاد جان سے
بدین دستور بودی روزگاری
اسی طرح ایک زمانہ یعنی بہت دن گذرے

بجویم دوری الا از ضروری
دوری نہین ڈھونڈھتی ہون لیکن ضرورت سے
ہمان بہتر کہ از خود دور باشم
وہی بہتر کہ آپ سے دور رہون یعنی مرجاؤن مین
زخود کردہ فراموش اوفتادی
آپ کو بھول کر یعنی بیہوش ہو کر گر پڑتی
چنان بیخود بان نی لبست رفتی
ایسی بیہوش اس نرکل کے مکان مین جاتی تھی
دمیدی خاستی افغان وفریاد
پھونکتی اٹھتی تھی فریاد اور شور کی آواز
نبودے غیر ازینش کار وباری
نہ تھا سوا اسکے اور کوئی کاروبار

گرفتن زلیخا یوسف را والتفات یافتن آن وایمان آوردن زلیخا
پکڑنا زلیخا کا حضرت یوسف کو اور مہربانی پانا انکی اور ایمان لانا زلیخا کا

ندارد عاشق بیدل قناعت
قناعت یعنی صبر نہین رکھتا ہے عاشق بیدل
دودم نبود بیک مطلوبش آرام
دو لحظہ ایک مطلب پر اسکو قرار نہین ہوتا ہے
چو یابد بوئے گل خواہد کہ بیند
جب پاتا ہے پھول کی بو چاہتا ہے کہ دیکھے
زلیخا کرد بعد از رہ نشینے
زلیخا نے کی بعد راہ مین بیٹھنے کے

فزاید حرص وی ساعت بساعت
بڑھتی ہے اسکی حرص گھڑی گھڑی یعنی ہر دم
بہر دم در طلب برتر نہد گام
ہر دم طلب مین آگے قدم بڑھاتا ہے
چو بیند روی گل خواہد کہ چیند
جب دیکھتا ہے منھ پھول کا چاہتا ہے کہ توڑے
ہوائے دولت دیدار بینے
خواہش دولت دیدار کے دیکھنے کی

نظر کے معنی طاقت اور توانائی کے ہین ۱۲ ازخود دور شدن مراد اس سے مرجانا ہے ۱۲ دمیدن کے معنی سانس پھونکنا مطلب کہ اس نرکل یعنی زلیخا نے اسی نالہ وفغان وافغان اوردن
التفات یوسف زلیخا ... کاروبار ... یعنی شکل ... بالفتح کے معنی ... نیاز ... کو ... کے نسبت ... مقصد ...

شبی سر پیش آن بت بر زمین سود
ایک رات سر آگے اُس بت کے زمین پر رکھا

بگفت ای قبلهٔ جانم جمالت
کہا اے قبلہ جان میری کا جمال تیرا

ترا عمریست کز جان می پرستم
تجکو پوجتے ہوے ایک عمر مجھکو گذر گئی

بچشم خود ببین رسوائیم را
اپنی آنکھ سے میری بدنامی کو دیکھ

ز یوسف چند باشم مانده مهجور
یوسف سے کب تک جدا پڑی رہوں مین

مرا در هیچ وقتی و مقامی
میرا کسی وقت اور کسی مقام مین

بده کام مرا چون می توانی
میرے مقصد کو دے اگر سکتا ہے تو

بدین جان سختیم پسند چندین
اسقدر سختی میری جان بر مت پسند کر

چه عمرست این که نابودن ازین به
کیا زندگی ہے کہ جس سے مرجانا بہتر

همیگفت این و بر سر خاک می کرد
یہ کہتی تھی اور سر پر خاک ڈالتی تھی

چو شاه خور بتخت خاور آمد
جب بادشاہ آفتاب کا تخت پورب پر بیٹھا

برون آمد زلیخا چون گدائی
باہر نکلی زلیخا مثل ایک فقیر کے

برسم دادخواهان داد برداشت
بطور فریادیون کے فریاد اٹھائی

که عمری در پرستش کارش این بود
ایک عمر جسکی عبادت مین اسکا یہی کام رہا

سر من در عبادت پایمالت
سر میرا تیری عبادت مین پامال

برون شد گوهر بینش ز دستم
نکل گیا بینائی کا موتی میرے ہاتھ سے یعنی ضعف بصر ہو گیا

بچشم باز ده بینائیم را
میری آنکھوں مین پھیر بینائی دے

بده چشمی که رویش بینم از دور
وہ آنکھ دے کہ منھ اسکا دور سے دیکھون مین

بجز دیدار یوسف نیست کامی
سوا خواہش دیدار یوسف کے کوئی مقصد نہین ہے

چو دادی کام من دیگر تو دانی
جب دیا مقصد میرا تونے اور تو جانتا ہے تو

بدین بدبختیم مپسند چندین
اسقدر بدنصیبی مین مجکو مت پسند کر

ره نابود پیمودن ازین به
راہ نیستی کی ناپنا اس سے بہتر

ز گریه خاک را نمناک می کرد
زمین کو اپنے رونے سے تر کرتی تھی

صهیل ابلق یوسف برآمد
آواز گھوڑے یوسف کی نکلی

گرفت از راه یوسف تنگنائی
لی یوسف کے راستے سے ایک پتلی گلی

ز دل ناله ز جان فریاد برداشت
دل سے نالہ جان سے فریاد اٹھائی

ز بس بر آسمان میشد ز ہر سوے
از بسکہ آسمان پر جاتی تھی ہر طرف سے
ز بس بر آسمان میشد ز ہر سوے
از بسکہ کانون مین ہر طرف سے پڑتی تھی
کس از غوغا بحال او نیفتاد
کوئی غل سے اسکے حال پر متوجہ نہ ہوا
ز نومیدے دلش صد پارہ گشتہ
دل اُسکا ناامیدی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
ز درد دل فغان میکرد و میرفت
دل کے درد سے فریاد کرتی تھی اور جاتی تھی
بمحنت خانۂ خود چون پے آورد
اپنے محنت خانے مین جب قدم رکھا
بہ پیش آورد آن سنگین صنم را
آگے رکھا اُس پتھر کے بت کو
کہ ای سنگ سبوی عزّ و جاہم
کہ اے پتھر صراحی عزت اور مرتبہ میرے کے
شد از تو راہ بختم تنگ بر دل
تیرے سبب سے میرے نصیبہ کے دل کی راہ تنگ
بہ پیش روی تو چون سجدہ بُردم
تیرے چہرے کے آگے جو سجدہ کیا مین نے
بگریہ ہر کہ از کامے تو جستم
روتے مین جو مقصد کہ تجھسے طلب کیا مین نے
تو سنگے خواہم از تنگ تو رستن
تو پتھر ہے چاہتی ہون مین تیری شرم سے چھوٹنا
بگفت این پس بزخم سنگ خارہ
یہ کہا پھر سنگ خارے کی چوٹ سے

نفیر چاوشان طرقوا گوے
فریاد نقیبون دورباش کہنے والے کی
صہیل مرکبان بادپیماے
آواز گھوڑون تیز چلنے والے کی
بحالے شد کہ از کس مینہاد
اُس حال مین ہوئی کہ اسکو کوئی نہ دیکھے
ز کوے خرمے آوارہ گشتہ
خوشی کی گلی سے پریشان ہو گیا
ز آہ آتش فشان میکرد و میرفت
آہ سے آگ جھاڑتی تھی اور جاتی تھی
دو صد شعلہ بیک مشت نی آورد
دو سو شعلے ایک مٹھی نرکل مین لائی
زبان بگشاد تسکین الم را
زبان کھولی رنج کی تسکین کے لیے
بہر راہے کہ باشد سنگ راہم
جس راہ مین کہ چلتی ہون تو پتھر راہ کا ہوتا یعنی روکتا ہے
سزد گر از تو کوبم سنگ بر دل
واجب ہے جو تیرے سبب سے دل پر پتھر دے مارون مین
بسر راہ وبال خود سپردم
سر کے بھل اپنے وبال کی راہ چلی مین
ز کام ہر دو عالم دست شستم
دونون جہان کے مقصد سے ہاتھ دھوئے مین نے
بسنگے گوہر قدرت شکستن
ایک پتھر سے موتی تیرے مرتبے کا توڑنا
خلیل آسا شکستہ پارہ پارہ
مانند ابراہیم کے ٹکڑے ٹکڑے توڑ ڈالا

چند بیمان پر میرفت کے معنی مین ہے اور چاوش کے معنی نقیب اور طرقوا کے معنی ایک طرف ہو جاؤ اور دور رہو ۱۲

چو بشکستش بچالاکی و چستی
جب توڑا اسکو چالاکی اور جلدی سے

بکارش زان شکست آمد درستی
اسکے کام مین اس شکست سے درستی آئی

ز شغل بت شکستن چون بپرداخت
بت توڑنے کے شغل سے جب فارغ ہوئی

ز آب چشم و خون دل وضو ساخت
آنکھ کے پانی اور دل کے خون سے وضو کیا

تضرع کرد و رو بر خاک مالید
روئی اور چہرہ زمین پر گھسا

بدرگاه خداے پاک نالید
خداے پاک کی درگاہ مین روئی

که ای عشق ترا از زیر دستان
کہ اے خدا تیرے عشق کے زیر دست

بتان و بتگران و بت پرستان
بت اور انکے بنانیوالے اور انکے پوجنے والے

اگر نه عکس تو بر بت فتادے
اگر بت پر تیرا عکس نہ پڑ جاتا

به پیش بت کسی کی سر نهادے
آگے بت کے کوئی کب سر رکھتا

دل بت گر به مهر خود خراشی
دل بت بنانیوالے کا اپنی محبت مین زخمی کرتا ہے تو

و ز انش افگنے در بت تراشی
اس سے اسکو بت بنانے مین مشغول کرتا ہے تو

کسی در پیش بت افتاد پست ست
وہ شخص آگے بت کے پست پڑا ہے

که گوید بت پرست ایزد پرست ست
کہ کہتا ہے بت پرست خدا پرست ہے

اگر رو در بت آوردم خدایا
جو توجہ بت مین لائی مین اے خدا

بآن بر خود جفا کردم خدایا
اس سبب سے اپنے اوپر ظلم کیا مین نے اے خدا

به لطف خود جفاے من بیامرز
اپنی مہربانی سے ظلم میرا بخش

خطا کردم خطای من بیامرز
خطا کی مین نے گناہ میرے بخش

ز بس راه خطا پیماے از من
زیادہ میرے گناہ کی راہ چلنے سے

ستاندے گوهر بیناے از من
لے لیا تو نے موتی بینائی کا مجھ سے

چو آن گرد خطا از من فشاندے
جب وہ گرد خطا کی مجھ سے پاک کی تو نے

بمن ده باز انچه از من ستاندے
مجکو پھیر دے جو کچھ مجھ سے لے لیا تو نے

بود دل فارغ از داغ تاسف
دل بیفکر ہووے افسوس کے داغ سے

بچینیم لاله از باغ یوسف
توڑون مین لالہ یوسف کے باغ سے

چو برگشت از ره آن مصریان شاه
جب پھرے اس راہ سے مصر والوں کے بادشاہ یعنی یوسف

گرفت افغان کنان بازش سر راه
پکڑ لیا اسنے روتے اور چلاتے ہوئے بیچ راہ مین

که پاکست آنکه شه را ساخت بنده
کہ پاک ہے وہ جس نے بادشاہ کو بندہ بنایا
بفرق بندۂ مسکین و محتاج
غریب اور محتاج بندے کے سر پر

بذل عجز گردش سر فگنده
عاجزی کی خواری سے اُسکا سر جھکایا
نهاد از عز و جاه خسروی تاج
رکھا بادشاہی کی عزت اور مرتبے سے تاج

چو جا کرد این سخن در گوش یوسف
جب پڑی یہ بات یوسف کے کان مین
برفت از هیبت آن هوش یوسف
اُسکے خوف سے جاتے رہے ہوش یوسف کے

بحاجب گفت این تسبیح خوان را
دربان سے کہا اس فقیر کو
که برد از جان من تاب و توان را
جو لیگئی مجھ سے جان اور قرار اور طاقت

بخلوت خانۂ خاص من آور
میرے خلوتخانۂ خاص مین لے آ
بجولانگاه اخلاص من آور
میری محبت کی خالص جگہ مین لے آ

که تا یک شمه از حالش بپرسم
کہ تھوڑا سا حال اُسکا پوچھون مین
درین ادبار اقبالش بپرسم
اس ادبار مین اُسکے اقبال کو دریافت کرون مین

کزان تسبیح چون شور و شغب کرد
جسنے اس تسبیح سے کیسا شور اور فریاد کی
عجب ماندم که تاثیرے عجب کرد
متعجب ہوا مین کہ ایک عجب تاثیر کی

گرش دردے نه دامنگیر باشد
اگر اُسکو کوئی درد دامنگیر نہ ہوتا
کلامش را کی این تاثیر باشد
اُس کے کلام مین کب یہ تاثیر ہوتی

دو صد جان خاک دریابندۂ شاهی
دو سو جانین قربان اُس بادشاہ جاننے والے پر
که دریابد بآهے یا نگاهی
کہ دریافت کرنے ایک آہ یا ایک نگاہ سے

فروغ صبح صادق دادخواهان
روشنی فریادیون کے صبح صادق کا
مزور قصه گم کرده راهان
مکاری اُٹھائے ہوئے گمراہون کا

شود هر صبح صادق را تباشیر
ہوتا ہے ہر صبح صادق کا سپیدہ
مزور را شود پاداش تزویر
مکار کے لیے ہوتا ہے بدلا مکر

نه چون شاهان دور این زمانه
نہین مثل اس زمانے کے بادشاہون کے
که می جویند بهر زر بهانه
کہ ڈھونڈھتے ہین روپیہ کے لیے بہانہ

ز هر ظالم که یک دینار رنگ ست
جس ظالم سے کہ ایک دینار مکر ہے
وگر زد دست صد کس زیر سنگست
اور جو ہاتھ مار انسو شخص پتھر کے نیچے ہین

زدنیارہ وزرش صد سر خروشیست
دنیار اور روپیے سے اسکو سو سر خرزئی ہے

تظلم کردن ازوی ہرزہ گوئیست
فریاد کرنا اُس سے بیہودگی ہے

آمدن زلیخا بخانہ یوسفؑ و بدعای او
آنا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے گھر مین اور اُن کی دعا سے

بینائی و جمال و جوانی یافتن
بینائی اور خوبصورتی اور جوانی کا پا جانا

ازان خوشتر چہ باشد پیش عاشق
اُس سے زیادہ کیا اچھا ہو آگے عاشق کے
کہ گردد یار نیک اندیش عاشق
کہ ہووے یار نیک اندیشہ کرنیوالا عاشق کا

بخلوتگاہ رازش بار یابد
اُسکے بھید کی خلوت گاہ مین دخل پاوے
ز بار سینہ کی آزار یابد
اُسکے بوجھ سے سینہ کب ایذا پاوے

بپیش او نشیند راز گوید
آگے اُس کے بیٹھے بھید بیان کرے
حکایتہای دیرین باز گوید
پرانی کہانیان پھر کہے

زغوغای سپہ چون رست یوسفؑ
فوج کے غل سے جو چھوٹا یوسفؑ
بخلوتگاہ خود بنشست یوسفؑ
اپنی خلوتگاہ مین بیٹھا یوسف

درآمد حاجب از درگاہ یگانہ
آیا دربان دروازے سے کہ اے یگانہ
بخوی نیک در عالم فسانہ
نیک عادت سے جہان مین مشہور

ستادہ بر در اینک آن زن پیر
کھڑی ہوئی دروازے پر ابھی وہ بڑھیا
کہ وردہ مرکبت را شد عنان گیر
جو راہ مین تیرے گھوڑے کی باگ پکڑنیوالی ہوئی

مرا گفتی کہ بادی باش ہمراہ
مجھ سے آپ نے کہا کہ اس کے ساتھ رہ
بہمراہی رسانش تا بدرگاہ
ساتھ ساتھ اُسکو درگاہ تک پہونچا

بگفتا حاجتش اورا روا کن
جواب دیا اُسکی حاجت کو جاری کر
اگر دل ریش ہست اورا دوا کن
اگر دل زخمی ہے اُس کی دوا کر

بگفت او نیست زینسان کوتہ اندیش
کہا وہ ایسی کوتہ اندیش نہین ہے
کہ با من باز گوید حاجت خویش
کہ مجھ سے بیان کرے حاجت اپنی

بگفتار خصتش ده تا در آید
کہا اسکو اجازت دے تو اندر آوے
چو رخصت یافت همچون مهر رقاص
اجازت جو پائی مثل زہرہ کے ناچتی ہوئی
چو گل خندان شد و چون غنچه بشگفت
پھول کی طرح کھلی اور کلی کیطرح چٹکی
ز بس خندیدنش یوسف عجب کرد
اسکے بہت ہنسنے سے یوسف نے تعجب کیا
بگفت آنم که چون روی تو دیدم
کہا مین وہ ہون جب سے تیری صورت دیکھی مین نے
فشاندم گنج و گوهر در بهایت
خرچ کیے مین نے تیری قیمت مین خزانے اور موتی
جوانی در غمت بر باد دادم
جوانی تیرے غم مین برباد کر دی مین نے
گرفتی شاهد دولت در آغوش
لیا تو نے دولت کے معشوق کو گود مین
چو یوسف زین سخن دانست کو کیست
جب یوسف نے ان باتون سے جانا کہ وہ کون ہے
بگفتا ای زلیخا اینچه حالست
پوچھا اے زلیخا یہ کیسا حال ہے
برفت از لذت آوازش از هوش
بیہوش ہوگئی اسکی آواز کے مزے سے
چو باز از بیخودی آمد بخود باز
جب پھر بیخودی سے ہوش مین آئی
بگفتا کو جوانی و جمالت
پوچھا کہان ہے وہ جوانی اور جمال تیرا

حجاب از حال خود هم خود گشاید
پردہ اپنے حال سے آپ ہی کھولے
در آمد شادمان در خلوت خاص
اندر آئی خوش خلوت خاص مین
دهان پر خنده بر یوسف دعا گفت
ہنستے ہوئے منھ سے یوسف کو دعا دی
ازو نام و نشان وی طلب کرد
اس سے اسکا نام اور نشان پوچھا
ترا از جمله عالم بر گزیدم
تجکو تمام جہان سے پسند کیا مین نے
دل و جان وقف کردم در هوایت
دل اور جان وقف کیا مین نے تیری آرزو مین
بدین پیری که می بینی فتادم
اس بڑھاپے مین کہ دیکھتا ہے تو آپڑی مین
مرا یکبارگی کردی فراموش
مجکو ایکبارگی بھول گئے تم
ترحم کرد و بر وی زار بگریست
رحم کیا اور اس پر بہت روئے
چرا حالت بدینسان زیر و بالاست
کیون حال تیرا ایسا خراب ہے
شراب بیخودی زد اندرش جوش
بیخودی کی شراب نے اسکے دل مین جوش مارا
حکایت کرد با وی یوسف آغاز
باتین یوسف نے اس سے شروع کین
بگفت از دست شد دور از وصالت
کہا ہاتھ سے گیا تیرے وصال کی دوری سے

بگفتا خم چرا شد سرو نازت
کہا کیون جھک گیا نازک سرو یعنی قد تیرا
بگفتا چشم تو بی نور چون ست
پوچھا آنکھین تیری اندھی کیون ہین
بگفتا آن زر و سیمیکہ بودست
پوچھا وہ چاندی اور سونا کہ تیرے پاس تھا
بگفت از حسن تو ہر کس سخن راند
کہا جس شخص نے تیرے حسن کی تعریف کی
سر و زر و در نثار پاش کردم
سر اور سونا اوسپر قربان کیا مین نے
نہادم تاج حشمت بر سر او
تاج دبدبے کا اسکے سر پر رکھدیا مین نے
نماند از سیم و زر چیزے بدستم
نرہا کچھ چاندی اور سونے سے میرے ہاتھ مین یعنی پاس
بگفتا حاجت تو چیست امروز
پوچھا آجکے دن تیری کیا خواہش ہے
بگفت از حاجتم آور دہ جانی
کہا میری خواہش سے ناخوش ہوتا ہے تو
اگر ضامن شوے آنرا بسوگند
اگر قسم سے اسکا ضامن ہووے تو
دگرنہ لب ز شرح او ببندم
اور اگر نہین اسکے بیان سے زبان بند رکھون مین
قسم گفتا بآن کان فتوت
قسم کھائی اُس ہیرا مردی کی کان یعنی یوسف نے
کز آتش لالہ و ریحان دمیدش
کہ جسکی آگ سے لالہ و ریحان پیدا ہوے

ق

بگفت از بار ہجر جانگدازت
کہا تیری جان گھلانیوالی جدائی کے بوجھ سے
بگفت از بسکہ بی تو غرق خونست
کہا کثرت سے بغیر تیرے خون مین ڈوبی مین
بفرق آن تاج و دیہیمیکہ بودت
تیرے سر پر وہ تاج اور وہ تخت کہ تھا
ز وصفت بر سرش گوہر افشاند
تیری تعریف سے میرے سر پہ موتی جھاڑے
بگوہر پاشیش پاداش کردم
موتی جھاڑنے یعنی تیرے سراہنے کی تعریف کا بدلہ کیا مین نے
گرفتم افسر از خاک در او
بنایا مین نے اسکے دروازے کی خاک سے تاج
کنون دل گنج عشق انگندہ ستم
اب میرا دل خزانہ اُسکے عشق کا ہے جسکی ہو ان مین
ضمان حاجت تو کیست امروز
ضامن تیری خواہش کا کون ہے آج
نخواہم جز تو حاجت را ضمانی
تیرے سوا کوئی حاجت کا ضامن نہین چاہتی ہو نین
بشرح او گشایم از زبان بند
اُسکے بیان مین بند زبان کو کھولون مین
غم و درد دگر بر خود پسندم
اپنے پر غم اور درد دوسرا کیون پسند کرون مین
بآن معمار ارکان نبوت
اُس پیغمبری کے ستون تیار کرنیوالے یعنی ابراہیم کی
لباس خلعت از یزدان رسیدش
لباس خلعت درگاہ خدا سے اُسکے لیے پہونچا

زلیخا نے کہا جس شخص نے تیرے حسن کا ذکر میرے سامنے کیا مین نے اپنا سر اور روپیہ اسکے پانون پر قربان کر دیا ۱۲ ضمان کے معنی ضمانت کرنا ذمہ دار ہونا ۱۲

که هر حاجت که امروز از تو خواهم
کہ جو حاجت کہ تجھ سے آج چاہون مین

بگفت اول جمالست و جوانی
کہا پہلے جمال ہے اور جوانی ہے

دگر چشمے که دیدار تو بینم
دوسرے وہ آنکھ کہ تیرا دیدار دیکھون مین

بجنبانید لب یوسف دعا را
ہلائے لب یوسف نے دعا کیواسطے

جمال مرده اش را زندگی داد
اُس کے مُردہ جمال کو زندگی دی

بجوی رفته باز آورد آبش
اُسکے نہر کے گئے ہوئے پانی کو پھر لایا

ز کافورش بر آمد مشک تاتار
اُسکے کافور سے نکلا مشک تاتار کا یعنی سفید بال سیاہ ہو گئے

سفیدی شد ز مشکین طره اش دور
سفیدی اُسکے سیاہ بالون سے دور ہو گئی

خم از سرو گل اندامش برون رفت
کوبڑا اُسکے سرو گل اندام یعنی قدم سے جاتا رہا

جوانی پیریش را گشت هاله
جوانی نے اس کے بڑھاپے کو گھیر لیا

جمالش را سر و کار دگر شد
اُس کے جمال کو دوبارہ سروکار ہوا

دگر ره یوسفش گفت ای نکو خوی
دوسری کرتبہ یوسف نے پوچھا اُس سے اے نیک عادت

مرادی نیست گفتا غیر از تم
بولی سوا اُسکے اور کوئی مراد میری نہین ہے

روا سازم بزودی گر توانم
روا کرون مین جلد اگر کر سکون مین

بآن گونه که تو دیدی و دانی
اُسیطرح کہ دیکھا تھا تونے اور جانتا ہے تو

گلی از باغ رخسار تو چینم
ایک پھول تیرے رخسار کے باغ سے چنون مین

روان کرد از دو لب آب بقا را
جاری کیا دونون لب سے آب بقا

رخش را خلعت فرخندگی داد
اُسکے چہرے کو خلعت خوشی کا دیا

وز ان شد تازه گلزار شبابش
اور اُس سے اُسکے شباب کا باغ تازہ ہو گیا

ز صبحش آشکارا شد شب تار
صبح اُسکی سے ظاہر ہو گئی اندھیاری رات

در آمد در سواد نرگسش نور
آگیا اُس کی آنکھون کی سیاہی مین نور

شکنج از نقره خامش برون رفت
جُھرّی اُسکی خالص چاندی یعنی گورے چہرے سے جاتی رہی

پس از چل سالگی شد هژده ساله
بعد چالیس برس کے اٹھارہ برس کی ہو گئی

ز عهد پیشتر هم بیشتر شد
اگلے زمانے سے بھی بہت زیادہ ہو گیا

مرادِ دیگرت گر هست بر گوی
تو کہو دوسری مراد تیری جو ہے بیان کر

که در خلوتگهٔ وصلت نشینم
کہ تیرے وصل کی خلوتگاہ مین بیٹھون مین

بروز اندر تماشائے تو باشم
دن میں تیرے دیکھنے میں مصروف رہوں میں
فتم در سایۂ سرو بلندت
تیرے سرو بلند کے سایے میں پڑی رہوں میں
نہم مرہم دل افگار خود را
مرہم اپنے زخمی دل پر رکھوں میں
بکشت خود کہ پژمردست و دیم
اپنے کھیت میں کہ ویران اور مرجھایا ہوا پڑا ہے
چو یوسف این تمنا کرد در گوش
حضرت یوسف نے غیب سے یہ آرزو سنی
نظر بر غیب بودش انتظارے
نظر اسکی منتظر ندائے غیب کی ہوئی
میان خواست حیران بود و ناخواست
خواستہ اور ناخواستہ خدا میں حیران ہوا
پیام آورد کای شاہ شرفناک
پیام لایا کہ اے بادشاہ بزرگ
کہ ما عجز زلیخا را کہ دیدیم
کہ ہمنے جو زلیخا کی عاجزی کو دیکھا
زموج انگیزی آن عجز و کوشش
لہر اٹھنے یعنی زیادتی کوشش اور عاجزی اسکی سے
دلش از تیغ نومیدی بخستیم
دل اسکا ناامیدی کی تلوار سے زخمی کیا ہمنے
تو ہم عقدش بکن جاوید پیوند
تو بھی اسکے عقد کو ہمیشہ کے لیے مضبوط باندھ
زعین عاطفت یابی نظرہا
عین مہربانی سے ہماری نظریں پاویگا تو

بشب رو بر کف پائے تو باشم
رات کو تیرے تلوون سے لگائے رہوں میں
شکر چینم ز لعل نوشخندت
شکر تیرے لب شیرین سے چکھوں میں
بکام خویش بینم کار خود را
اپنے مقصد پر اپنے کام کو دیکھوں میں
دہم از چشمہ سار صحبت نم
سینچوں میں تیری صحبت کے سرچشمے سے
زمانی سر بپیش افگند خاموش
تھوڑی دیر چپ سر آگے ڈالا نیچے جھکایا
جواب او نہ نی گفت و نہ آرے
جواب میں اسنے نہ انکار کیا اور نہ اقرار
کہ آواز پر جبریل برخاست
کہ آواز پر جبریل کی گم تھی یعنی آئی
سلامت میرساند ایزد پاک
سلام تجھکو پہونچاتا ہے خدائے پاک
بتو عرض نیاز بس را شنیدیم
تجھسے اسکی عرض اور عاجزی کو سنا ہمنے
در آمد بحر بخشائش بجوشش
دریا بخشش کا جوش میں آیا
بتو بالائے عرشش عقد بستیم
عرش پر تجھسے اسکا عقد باندھا ہم نے
کہ بگشاید بآن از کار او بند
کہ اس سے اسکے مقصد سے گرہ کھلجاوے
شود زایندہ زان عقدت گہرہا
پیدا ہوں اس عقد سے تیرے موتی یعنی اولاد

نکاح بستن یوسف با زلیخا بہ فرمان

نکاح ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے بحکم

خدا تعالی جل شانہ وزفاف کردن باو

خدا کے برتر بزرگ ہے شان اس کی اور صحبت ہونا اس سے

چو فرمان یافت یوسف از خداوند

جب خدا سے حکم پایا حضرت یوسف نے

کہ بندد با زلیخا عقد پیوند

کہ باندھے زلیخا سے عقد نکاح کا

اساس انداخت جشن خسروانہ

جشن بادشاہانہ کی بنیاد ڈالی

نہاد اسباب جشن اندر میانہ

رکھا اسباب جشن کا درمیان میں

شہ مصر و سران ملک را خواند

بادشاہ مصر اور ملک کے سرداروں کو بلایا

بتخت عز و صدر جاہ بنشاند

عزت اور مرتبے کی مسند پر بٹھلایا

بقانون خلیل و دین یعقوب

حضرت ابراہیم کے قاعدوں اور دین یعقوب سے

بر آئین جمیل و صورت خوب

نیک طریقے اور اچھے طرز سے

زلیخا را بہ عقد خود درآورد

زلیخا کو اپنے عقد میں لائے

بعقد خویش یکتا گوہر آورد

اپنے عقد میں گوہر یکتا کو لائے

نثار افشان برو مہ تا بماہے

قربان ہونیوالے اوپر آسمان سے زمین تک

مبارکباد گو شاہ و سپاہے

مبارکباد کہنے والے بادشاہ اور سپاہی

برسم معذرت یوسف بپا خاست

بطور عذر کے حضرت یوسف نے اٹھ کر تعظیم دی

بمجلس حاضران را عذر ہا خواست

حاضرین مجلس سے عذر خواہی کی

زلیخا را ازین بس ساخت دلشاد

زلیخا کو مزاج پرسی سے خوش کیا

بخلوت خانۂ خاصش فرستاد

اپنے خاص خلوت خانے میں اس کو بھیجا

پرستاران ہمہ پیشش دویدند

سب لونڈیاں اس کے آگے دوڑیں

سر و افسر ہمہ پیشش کشیدند

سر اور تاج سب نے اس کے آگے کھینچا

خروشان از جمال دلفریبش

شور کرتے ہوئے غلام کے جمال دلفریب سے

ز زرکش جامہا دادند زیبش

سنہرے کپڑوں سے اسکو آراستگی دی

چو ہائے ہوئے مردم یافت آرام
جب آدمیوں کے شوروغل نے آرام پایا یعنی سناٹا ہوا
عروس مہ نقاب عنبرین بست
چاند کی عروس نے پردہ سیاہ باندھا
بفیروزی درین فیروزہ طارم
فتحمندی سے اس نیلے محل یعنی آسمان مین
فلک عقد ثریا در بر آویخت
آسمان نے لڑی ثریا کی گلے مین لٹکائی
جہان زآشغر شب شد پردہ راز
کپڑا رات کا جہان والونکے بھید کا پردہ ہوا
بخلوت محرمان باہم نشستند
تنہائی مین واقفکار بھید کے باہم بیٹھے
زلیخا منتظر در پردہ خاص
زلیخا منتظر یوسف کی پردہ خاص مین
کہ این تشنہ کہ بر لب دیدہ آبست
کہ اس پیاسی نے کہ ہونٹھو پر پانی دیکھا ہے
شود زین تشنگی سیراب یا نے
ہوگی اس پیاس سے آسودہ یا نہین
گہی بر آب چشمش زاشک شادے
کبھی اسکی آنکھ تر خوشی کے آنسو سے
گہے گفتی کہ من باور ندارم
کبھی کہتی کہ مین یقین نہین رکھتی ہون
گہی گفتی کہ لطف دوست عام است
کبھی کہتی کہ مہربانی دوست کی عام ہے
درین اندیشہ خاطر در کشاکش
اسی خیال مین دل اسکا تردد مین

بمنزلگاہ خود زد ہر کسے گام
اپنے اپنے مقام پر ہر شخص چلا گیا
زرافشان پردہ بر روی زمین بست
سنہرا پردہ زمین کے چہرے پر ڈالا
چراغ افروز شد گیتی ز انجم
چراغ روشن کرنیوالا جہان کا ستارون سے ہوا
شفق یاقوت تر با گوہر آویخت
شفق نے یاقوت تر موتی مین لٹکائے
دران پردہ جہانی راز پرواز
اس پردے مین ایک جہان بھید کا مشغول ہونیوالا
بروے غیر مشکین پردہ بستند
غیر کے منھ پر پردہ سیاہ باندھا
دل او از تپش در پردہ رقاص
دل اسکا بیقراری سے پردے مین تڑپنے والا
بہ بیدار است یا رب یا بخواب است
اے خدا بیدار ہی مین ہے یا خواب مین ہر
نشیند از دلش این تاب یا نے
بجھیگی یہ آگ دل مر سکے سے یا نہین
گہی بر خون زبیم نامرادے
کبھی خون آلودہ نامرادی کے خوف سے
کہ گردد خوش بد بینیان روزگارم
کہ خوش ہوگا مجھ سے زمانہ اس طرح
زلطف دوست نومیدی حرامست
دوست یعنی خدا کی مہربانی سے ناامید ہونا حرام ہے
گہی خوشحال بود و گاہ ناخوش
کبھی خوش ہوجاتی تھی اور کبھی ناخوش

اور انکی شعاع ... برچی ۱۲ سات ستارے ایک جگہ جمع ہوتے جسکو ہندی مین جھمکا کہتے ہین ۱۲ ... نے تشنہ سے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا ۱۲ تشنہ خوشحال یعنی خوش ۱۲

کہ ناگہ دید کز در پردہ برخاست
کہ ایکبارگی دیکھا کہ پردہ دروازے سے اوٹھا

زلیخارا نظر چون بروی افتاد
زلیخا کی نظر جب اُسپر پڑی

برون بُرد از خودش اشراق آن نور
آپ سے باہر لیگیا یعنی بیہوش کر دیا اُس نور کی چمک نے

چو یوسف آن محبت کیشش دید
یوسف نے جب اُسکا وہ محبت مین بیخود ہونا دیکھا

ز رحمت جای بر تخت زرش کرد
رحم سے اُسکو سنہرے تخت پر جگہ دی یعنی لٹا دیا

ببوی خود بہوش آورد بازش
اپنی خوشبو سے پھر اُسکو ہوش مین لائے

بآن روی کز وی بست دیدہ
اُس منہ پر کہ اُس سے آنکھ بند کر لیتا تھا

چو چشم انداخت روی دید زیبا
نظر جو ڈالی ایک خوبصورت چہرہ دیکھا

چو روی حور عین مطبوع و مقبول
مثل چہرے حوران بہشت کے خوب اور پسندیدہ

نظر چون یافت بر دیدن قرارش
نظر نے جب پایا دیکھنے پر اوسکے قرار

بہ لب بوسید شیرین شکرش را
لب سے چوما اسکے شیرین ہونٹھون کو

چہ بود از بہر آن فرخندہ مہمان
جو تھے اُس مبارک مہمان کے واسطے

ازان رو کرد اول بوسہ را ساز
اُس سبب سے پہلے کیا سامان بوسہ کا

مہ بی پردہ منزل را بیاراست
بے پردہ چاند یعنی یوسف نے گھر کو آراستہ کیا

تماشای رخش پی در پی افتاد
متواتر اُسکے چہرے کے دیکھنے مین متوجہ ہوئی

ز نور خور ظلام سایہ شد دور
آفتاب کے نور سے تاریکی سایے کی جاتی رہی

ز دیدار خودش بیخویشتن دید
اپنے دیدار سے اُسکا بیہوش ہونا دیکھا

کنار خویش بالین سرش کرد
اپنی گود کو اُس کے سر کا تکیہ بنایا

بہ بیداری کشید از خواب نازش
جگایا خواب ناز سے اسکو یعنی زلیخا کو

دژ می بود عمری دل رمیدہ
اور اُس سے ایک عمر دل برداشتہ کیے رہا

لسان نقش چین بر روی دیبا
مثل نقش چین کے دیبا کے اور

رخش ز آرایش مشاطہ معزول
منہ اُسکا مشاطہ کی آرایش سے بے پروا

عنان کش شد سوی بوس و کنارش
باگ پھیرنے والے ہوئے طرف اُسکے بوسہ اور کنار کے

بدندان کند عناب ترش را
دانتون سے کاٹا اسکے تازہ عناب یعنی ہونٹھ کو

دو لب بر خوان وصل او نمکدان
دونون لب خوان ملاقات اُسکی پر نمکدان

کہ بر خوان از نمک بہ باشد آغاز
کہ خوان پر نمک سے بہتر ہوتا ہے شروع کرنا

کہ ایکبارگی زلیخا نے کیا دیکھتی ہے کہ پردہ دروازے کا اُٹھا اور بے پردہ اشارہ معرفت حضرت یوسف کے ہے اندر داخل ہوئے ۱۲ اشراق روشن ہونا اور ظلام کے معنی تاریکی

نمک لے چون شور شوقش بیشتر کرد
نمک نے جو شور اُسکے شوق کا زیادہ کیا
بزیر آن کمر نا برده رنجے
نیچے اس کمر کے بے رنج اوٹھائے ہوے
میان بسته طلب را چابک و چست
کمر باندھ کر خواہش مین چالاک اور جلد
نهادش پیش آن سرو گل اندام
رکھا اُسنے آگے اس سرو پھول سے بدن کے
نه خازن برده سوی حقه دستی
نہ خزانچی لے گیا طرف ڈبہ کے ہاتھ
کلید حقه از یاقوت تر ساخت
کنجی ڈبہ کی یاقوت سے بنائی
کمیتش گام زد در عرصه تنگ
اُسکے گھوڑے نے قدم رکھا تنگ میدان مین
چو نفس سرکش اول توسنی کرد
مثل نفس سرکش کے پہلے تیزی کی
دو برگ گل جدا از یکدگر شد
دو پھول کی پتیان آپس سے علیحدہ ہوگئین
شبانگه تشنه لب خاست از خواب
رات کے وقت پیاسا ہوتے سے اوٹھا
شد اول غرق آخر با خوشی جفت
پہلے غرق ہوکر آخر کو خوشی سے جفت ہوا
دو غنچه از دو گلبن بر دمیده
دو کلیان دو درختون سے نکلین
یکے نشگفته و دیگر شگفته
ایک بغیر کھلی اور دوسری کھلی ہوئی

دو ساعد در میان آن کمر کرد
دونون بانہہ بیچ اُسکی کمر بند کے کیے
نشانی یافت از نایاب گنجے
ایک نشان نایاب خزانے کا پایا
از ان گنج گهر درج گهر جست
اُس موتی کے خزانے سے ڈبہ موتی کا ڈھونڈھا
مقفل حقه از نقره خام
قفل دیا ہوا ایک ڈبہ خالص چاندی سے
نه خاین داد قفلش را شکستی
نہ چور نے اُسکے قفل کو شکست دی یعنے توڑا
گشاده قفل در وی گوهر انداخت
قفل کھول کر اُس مین موتی ڈالے
ز بس آمد شدن شد عاقبت لنگ
بہت آمد و رفت سے آخر کو لنگڑا ہوگیا
در آخر ترک مانی و منی کرد
آخر مین چھوڑنا ما اور منی کا کیا
دو شاخ ارغوانی تازه تر شد
دو سرخ شاخین زیادہ تازہ ہوگئین
بسیمین برکه سر زد در پی آب
رو پہلے حوض مین پانی کے لیے سر جھکایا
برون آمد بجای خویشتن خفت
باہر نکلا اپنی جگہ پر سو رہا
زباد صبحدم باهم رسیده
صبح کی ہوا سے آپس مین بہم پہنچین
نهفته نا شگفته در شگفته
چھپ گئی بغیر کھلی کھلی ہوئی مین

چو یوسف گوہر ناسفتہ را دید
جب یوسف نے بے چھوے ہوے موتی کو دیکھا

بدو گفت این دُرِ ناسفتہ چون ماند
اس سے پوچھا یہ موتی بغیر سوراخ ہوئے کیونکر رہا

بگفتا جز عزیزم کس ندیدست
کہا سوا عزیز کے مجکو کسی نے نہین دیکھا ہے

براہِ جاہ گرچہ تیز تگ بود
مرتبے کی راہ یعنی تن و توش مین اگرچہ تیز دوڑنیوالا تھا

لطفلی در بخواب دیدہ بودم
لڑکپن مین تجکو خواب مین دیکھا تھا مین نے

بساطِ مرحمت گستردہ بودے
مہربانی کی بساط بچھائی تھی تو نے

ز ہر کس می نہفتم این نقد را پاس
ہر شخص سے اس نقد کو محفوظ رکھا مین نے

بحمد اللہ کہ این نقد امانت
شکر خدا کا کہ یہ نقد امانت کا

دو صد بار ار چہ تیغ بیم خوردم
دو سو مرتبہ اگرچہ تلوار دہشت کی کھائی مین نے

چو یوسف این سخن را زان پریچہر
جب یوسف نے اس بات کو اس پریچہرہ سے

بدو گفت ای بحسن از حورِ عین بیش
اس سے کہا کہ اے حسن مین حور بہشتی سے زیادہ

بگفت آری ولی معذور میدار
جواب دیا ہان لیکن مجکو معاف رکھ

بدل شوقیکہ یا بانے نبود ویش
دل مین جو شوق تھا اسکی ونی انتہا نہ تھی

ق

ز باغش غنچۂ ناشگفتہ را چید
اسکے باغ سے بغیر کھلی ہوئی کلی کو چنا یعنی توڑا

گل از بادِ سحر ناشگفتہ چون ماند
صبح کی ہوا سے پھول بغیر کھلے کیونکر رہا

ولی او غنچۂ باغم نچیدست
لیکن اُسنے میرے باغ کی کلی کو نہین توڑا ہے

بوقت کامرانی سست رگ بود
صحبت کے وقت نہایت سست تھا

ز تو نام و نشان پرسیدہ بودم
تجھ سے نام اور پتہ پوچھا تھا مین نے

بمن این نقد را بسپردہ بودے
مجھے اس نقد کو سونپ دیا تھا تو نے

نزد بر گوہرم کس نوکِ الماس
نہ ماری کسی نے نوک الماس میرے موتی پر

کہ کوتہ ماند زان دستِ خیانت
جس سے چوری کا ہاتھ کوتاہ رہا

بتو بے آفتے تسلیم کردم
تجکو بغیر کسی صدمہ کے سپرد کیا مین نے

شنید افروز آتش مہر بر مہر
سنا بڑھی آگ سے محبت پر محبت

نہ این بہ زانکہ می جستی ازین پیش
یہ بہتر کیا نہین ہے اس سے کہ چاہتی تھی تو اس سے پہلے

کہ من بودم ز دردِ عاشقی زار
کہ مین عاشقی کے درد سے نہایت بے چین تھی

بجان دردیکہ در مانی نبودش
جان مین جو درد تھا اسکی دوا نہ تھی

گوہر ناسفتہ یعنی بغیر بندھا ہوا موتی مراد اس سے بکارت ہے ۔ زلیخا سے حضرت یوسف نے پوچھا کہ تیری بکارت کیونکر سلامت رہی زلیخا نے کہا کہ عزیز نے صرف دیکھا ہے اور اگرچہ بظاہر وہ مرد معلوم ہوتا تھا لیکن ہیجڑہ تھا

[illegible]

دوائی [illegible] یعنی [illegible] سلامت مردمی

ترا شکلے بدین خوبی که هستے
تیری یہ صورت جس صورت مین کہ ہے تو
شکیبائے نبود از تو حد من
صبر تجھ سے نہ تھا حد میری
ز جرمی کز کمال عشق خیزد
جو گناہ کہ انتہاے عشق سے ہو جاتا ہے

گر از وے هر دم فزاید شور و مستے
کہ اُس سے ہر لحظہ بڑھتی ہے مستی اور شور
بکش دامان عفوی بر بد من
کھینچ دامن معاف کرنے کا میری برائی پر
کجا معشوق با عاشق ستیزد
کہان معشوق عاشق سے لڑتا ہے

در بیان سرایت عشق زلیخا در یوسف و
بیان تاثیر عشق زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام مین اور
دویدنش در پی او و دریدن پیراهنش
دوڑنا اُسکا اُسکے پیچھے اور پھاڑنا اُسکے کرتے کو
راو بنا کردن عبادت خانه
اور بنانا عبادت خانے کا

بصدق آنکس که زد در عاشقی گام
سچائی سے جس شخص نے کہ عاشقی مین قدم مارا
که آمد در طریق عشق صادق
کون آیا عشق کی راہ مین سچا
زلیخا را چو صدقے بود در عشق
زلیخا کو جو ایک سچائی تھی عشق مین
بطفلی در که لعبت باز بودے
لڑکپن مین جب کہ کھلونا کھیلتی تھی
پی بازی چو کردی چاره سازی
واسطے کھیلنے کے جب تدبیر کرتی

ز معشوقے بر آید آخرش نام
معشوق مین نکلتا ہے آخر کو اُسکا نام
که نامد بر سرش معشوق عاشق
کہ غالب نہ آیا معشوق بر وہ عاشق
که یکسر عمر خود فرسود در عشق
جو تمام عمر اپنی گنوائی عشق مین
بعشق لعبتان دمساز بودے
گڑیون کے عشق مین موافق یعنی معروف تھی
نبودی بازیش جز عشقبازی
کھیل اُس کا سوا عشق بازی کے نہ تھا

دو لعبت را که پیشش هم نشاندے
دو گڑیون کو جب برابر سامنے بٹھاتی

چو دست چپ ز دست راست دانست
جب بائین ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے جانا یعنی تمیز آئی

دران خوابی که دید از بخت بیدار
اُس خواب مین کہ جاگتے ہوئے نصیبہ سے دیکھا

ہوای ملک خود از دل بدر کرد
خواہش اپنی ملک کی دل سے نکالی

ز شہر خود بہ شہر یوسف آمد
اپنے شہر سے حضرت یوسف کے شہر مین آئی

جوانی در خیال او بسر برد
جوانی اُسکے خیال مین بسر لے گئی

بہ پیری در تمنای وی افتاد
بڑھاپے مین اُسی کی آرزو مین پڑی رہی

پس از پیری که بینا و جوان شد
بعد بڑھاپے کے کہ دیکھنے والی اور جوان ہوئی

وزان پس در ہوایش زیست تا زیست
اور اُسکے بعد اُسکے شوق مین زندگی کی جبتک زندہ رہی

چو صدقش بود بیرون از نہایت
چونکہ سچائی اُس کی انتہا سے زیادہ تھی

دل یوسف بمہرش شد چنان گرم
دل یوسف کا ایسا اُسکی محبت مین گرم ہوا

چنان زد راہ دل آن دلفریبش
ایسی رہزنی دل کی اُس دلفریب نے کی

بگرد خاطرش گشتی رضا جوے
اُسکے دل کی رضا جوئی مین مصروف رہتا

یکی عاشق یکی معشوق خواندے
ایک کو عاشق اور ایک کو معشوق کہتی

رہ و رسم نشست و خاست دانست
نشست اور برخاست کے طریقے جاننے لگی

بدام عشق یوسف شد گرفتار
حضرت یوسف کے عشق کے جال مین گرفتار ہوئی

بہ ملک مصر آہنگ سفر کرد
مصر کے ملک مین ارادہ سفر کا کیا

نہ بہر خود که بہر یوسف آمد
نہین اپنے واسطے بلکہ یوسف کے واسطے آئی

بامید وصال او بسر برد
اُس کی ملاقات کی اُمید مین بسر کی

بکوری بی تماشای وی افتاد
اندھے پن مین اُس کے بغیر دیکھے گر پڑی

بمہر روی آن جان جہان شد
اُس جان جہان کے مُنھ کی محبت مین ہوئی

بدل قید وفایش زیست تا زیست
دلمین اُسکی وفا کے قید مین زندگی کی جبتک زندہ رہی

بآخر کرد در یوسف سرایت
آخر مین حضرت یوسف مین تاثیر کی

کہ می آمد ازان دل گرمیش شرم
کہ آتی تھی اُس محبت سے اُسکو شرم

کہ یکساعت نماند از وی شکیبش
کہ ایک لحظہ اُس سے اُس کو صبر نہ رہا

لبش بر لب نہادی روی بر روے
لب اُسکے لبون پر اور مُنھ اُسکے مُنھ پر رکھے رہتا

زبس کشت طرب را آب دادی
از بسکہ عیش کے کھیت کو سینچا تھا
ولی زو بر زلیخا پردہ بشگافت
لیکن اس سبب سے زلیخا پر پردہ کھل گیا
چنان خورشید بر روی اشتلم کرد
ایسا آفتاب نے اسپر ہجوم کیا
بلی در بوتہ عشق مجازے
ہے ہے عشق ظاہری کی گھریا مین
چو خورشید حقیقت گشت طالع
جب آفتاب حقیقت کا چمکنے والا ہوا
کششہای حقیقت روی و بخت
کششین حقیقت کی اس مین لگین
شبی از چنگ یوسف شد گریزان
ایک رات یوسف کے چنگل سے بھاگ گئی
چو زد دست از قفا در دامن او
بار ار جو ہاتھ پیچھے سے اسکے دامن مین
زلیخا گفت اگر من بر تن تو
زلیخا نے کہا اگر مین نے تیرے بدن پر
تو ہم پیراہنم اکنون دریدے
اب تو نے بھی میرا کرتا پھاڑ ڈالا تو نے
درین کار از تفاوت بی ہراسم
اس کام مین فرق سے بیخوف ہو گئی مین
چو یوسف روی او در بندگی دید
جب یوسف نے اسکا منہ بندگی مین دیکھا
بنام او ز زر کاشانہ ساخت
اسکے نام پر ایک مکان سونے کا بنایا

بآتش دمبدم حاجت فتادی
پانی کی اسکو ہر دم ضرورت پڑتی تھی
ز خورشید حقیقت پرتوی تافت
حقیقت کے آفتاب سے ایک روشنی چمکی
کہ یوسف را درو چون ذرہ گم کرد
کہ یوسف کو اسمین مثل ذرے کے گم کر دیا
گذشتش عمر در محنت گدازی
گذری عمر اس کی محنت گدازی مین
نبودش پیش دیدہ ہیچ مانع
نہ رہا اسکی آنکھ کے سامنے کوئی منع کرنیوالا
ز ہر چہ ناگزیرش بود بگریخت
جس چیز کی ضرورت اسکو تھی بھاگ گئی یعنی جاتی رہی
خلاصی جست ازو افتان و خیزان
خلاصی چاہی اس سے گرتے پڑتے
ز دستش چاک شد پیراہن او
یوسف کے ہاتھ سے پھٹ گیا کرتا اس کا
دریدم پیش ازین پیراہن تو
پھاڑا تھا اس سے پیشتر کرتہ تیرا
بپاداش گناہ من رسیدی
میرے گناہ کے بدلے پہ پہونچا تو
بہ پیراہن دریدن راست با ہم
کرتا پھاڑنے مین برابر برابر ہوں مین
وزان نیت دلش را زندگی دید
اور اس نیت سے اسکے دل کی خوشی دیکھی
نہ کاشانہ عبادتخانہ ساخت
مکان نہین ایک عبادت گاہ بنائی

چو کاخ آسمان فیروزہ خشتے
مثل محل آسمان فیروزہ اینٹ کے
پُر از نقش و نگار از فرش تا سقف
بھر النقش ونگار سے زمین سے چھت تک
ز روزنہاش نور بخت تابان
اسکے روشندانوں سے روشنی نصیبہ کی روشن
ز عالی غرفہایش چشم بد دور
بلند جھروکوں اُسکے سے نظر بد دور ہو جیو
ز عکس قمقمہ اش خور برد مایہ
اُسکی کلسی کے عکس سے آفتاب بحصہ لے گیا
دمیدہ ز آب کلک نیکبختان
اوگے نیکبختوں کے قلم کے پانی سے
بہر شاخے از ان مرغی نشستہ
اُسکی ہر شاخ پر ایک چڑیا بیٹھی ہوئی
میان خانہ زد فرخندہ تختے
اندر گھر کے لگایا ایک مبارک تخت
دو صد نقش بدیع انگیخت در وی
دو سو نادر نقش بنائے اُس میں
زلیخا را گرفت از مہر دل دست
زلیخا کا ہاتھ یوسف علیہ نے محبت دلی سے پکڑا
بدو گفت ای بانواع کرامت
یوسف نے کہا اے زلیخا طرح طرح کی مہربانیوں سے
دران وقتیکہ میخواندی غلامم
اسوقت کہ کہتی تھی تو غلام مجھ کو
ز لعل و ز روز سرخی و ز زردی
لعل اور سونے اور سُرخی اور زردی سے

زمین از لطف صنع او بہشتے
زمین اُسکی کاریگری کی صفائی سے ایک بہشت
مہندس را برو فکر نظر وقف
ہندسہ وان کو اُسپر فکر نظر کی وقف
ز در ہا قاصد دولت شتابان
دروازوں سے قاصد دولت کے دوڑنیوالے
مقوس طاقہا چون ابروی حور
ٹیڑھے طاق اُسکے مثل حوروں کے ابرو کے
محال از وی درون خانہ سایہ
مشکل اُس سے اندر گھر کے سایہ
ز نخلستان دیوارش درختان
اُس کی دیوار کے باغ سے درخت
ولیکن از نوا استغفار بستہ
لیکن بولنے سے جو منہ بند کیے ہوئے یعنی چپ
ز زر تختے ز لعل ناب تختے
تھوڑا سونے سے تھوڑا خالص لعل سے
ہزار آویزہ دُر آویخت در وی
ہزار آویزے موتیوں کے لٹکائے اسمیں
نشاندش بر فراز تخت و بنشست
اُسے تخت پر بٹھلایا اور آپ بیٹھا
مرا شرمندہ کردی تا قیامت
مجکو شرمندہ کیا تو نے قیامت تک
کرامت خانہ کردی بنامم
ایک عمدہ گھر میرے نام سے بنایا تو نے
ہر آن زینت کہ امکان داشت کردی
جو زینت کہ امکان میں رکھتی تھی کی تو نے

کنونم من ہم پی شکر عطایت
اب مین پہنچی بھی واسطے شکر تیری بخشش کے
دران بنشینم پی شکر خدائے
اُسی مین بیٹھ واسطے خدا کے شکر کرنے کے
توانگر ساختت بعد از فقیرے
امیر کیا تجھ کو اُس نے بعد فقیری کے
بچشم نور رفتہ نور دادت
تیری اندھی آنکھ مین نور دیا اُسنے
پس از عمری کہ زہر غم چشاندت
بعد ایک عمر کے کہ زہر غم کا چکھایا تجھ کو
زلیخا ہم بتوفیق الٰہی
زلیخا بھی خدا کے توفیق دینے سے
دران خلوت سرامے بود خرسند
اُسی تنہائی کے مکان مین خوش رہتی تھی

عبادت خانہ کردم برایت
ایک عبادتخانہ تیرے واسطے بنایا مین نے
کز و داری بہر موی عطائے
کہ اُس سے ہر ایک بال مین ایک بخشش رکھتی ہے تو
جوانی داد بعد از ضعف و پیرے
جوانی دی بعد کمزوری اور بڑھاپے کے
وز ان بر رو در رحمت کشادت
اور اُس سے تیرے منھ پر دروازہ رحم کا کھولا
بتریاک وصال من رسانیدت
میری ملاقات کے زہر مہرہ کو پہونچایا تجھکو
نشستہ بر سریر پادشاہے
بیٹھی تخت بادشاہی پر
بوصل یوسف و فضل خداوند
وصل یوسف اور خدا کی مہربانی سے

در خواب دیدن یوسف مادر و پدر خود را و
خواب مین دیکھنا یوسف علیہ السلام کا اپنے مان باپ کو
از خداے تعالے مرگ خود خواستن
اور خدائے تعالے سے اپنی موت کی خواہش کرنا

زہے حسرت کہ ناگہ نیک بختے
کیا خوب افسوس کہ ایکبارگی ایک نیکبخت
کشیدہ شاہد دولت در آغوش
دولت کے معشوق کو گود مین لے کر
ندیدہ خاطرش از غم غبارے
دل اُسکا بغیر کسی غم کے غبار دیکھے ہوے

کشد تا پیشگاہ وصل رختے
کھینچے درگاہ ملاقات تک اسباب
کند اندوہ ہجران را فراموش
جدائی کے رنج کو بھول جاوے
بشادی بگذراند روزگارے
عیش مین گذارے ایک زمانہ

زنا گہ باد ادبارے درآید
ایکبارگی ایک ہوا بداقبالی کی چلنے

درآید در ریاض وصل گستاخ
آوے باغ وصل مین بیباکانہ

زلیخا چون ز یوسف کام دل یافت
زلیخا نے جب یوسف سے مقصود دلی پایا

بدل خرم بخاطر شادمی زیست
خوشدلی اور شگفتہ خاطری سے جیتی تھی

تمادی یافت ایام وصالش
گذرا زمانہ اُسکی ملاقات کا

پیاپی داد آن نخل برومند
سواتر دیے اُس پھل مند درخت نے

مرادے از جہان در دل نبودش
کوئی مراد جہان سے اُسکے دل مین نہ رہی

شبے بنہاد یوسف سر بمحراب
ایک رات یوسف نے سر محراب مین رکھا

پدر را دید با مادر نشستہ
باپ کو دیکھا مان کے پاس بیٹھے ہوئے

ندا کردند کای فرزند دریاب
آواز دی کہ اے لڑکے معلوم کر

مرا خواہی بہ آب و گل قدم نہ
مجھکو چاہتا ہے تو دنیا پر لات مار

چو یوسف یافت بیداری ازان خواب
جو حضرت یوسف اُس نیند سے جاگے

حدیث خواب را با او بیان کرد
باتین خواب کی اُس سے بیان کین

سموم ہجر را کارے برآید
جدائی کی لون یعنی گرم ہوا کا کام دے

درخت آرزو را بشکند شاخ
آرزو کے درخت کی شاخ کو توڑ ڈالے

بوصل دائمش آرام دل یافت
اُسکے وصل ہمیشہ کے لیے آرام دل کا پایا

ز غمہای جہان آزادمی زیست
جہان کے غمون سے بےفکر جیتی تھی

دران دولت ز چل بگذشت سالش
اس دولت مین اسکے چالیس برس گذرے

بر فرزند بل فرزند فرزند
پھل اولاد کے بلکہ لڑکون کے لڑکے

کہ بر خوان امل حاضر نبودش
کہ اُس کے خوان امید پر موجود نہ تھی

رہ بیداریش زد رہزن خواب
نیند کے رہزن نے اُسکے جاگنے کی رہزنی کی

برخ چون خور نقابی نغز بستہ
منھ پر مثل آفتاب کے نقاب زرانی ڈالے ہوئے

کشید ایام دوری زود بشتاب
کھنچ گیا دوری کا زمانہ جلد دوڑ

بمنزلگاہ جان و دل قدم نہ
جان اور دل کے مقام پر قدم رکھ

بہ پہلوی زلیخا شد ز محراب
زلیخا کے پہلو مین گئے محراب سے

وزان مقصود خود با وی عیان کرد
اور اُس خواب سے مقصد اپنا اُس سے ظاہر کیا

زخوابش باخیال دوری افگند
خواب سے اسکو دوری کے خیال مین ڈالا
دل یوسف زطور خود برون شد
دل یوسف کا اپنے طریقے سے بدل گیا
قدم زین تنگنای آز برداشت
قدم اس حرص کی تنگی گلی یعنی دنیا سے اٹھایا
متاع انس ازین دیر فنا برد
اسباب محبت کا اس فنا کے بتخانے یعنی دنیا سے اٹھا لیا
که ای حاجت روای مستمندان
کہ اے حاجتمندون کی حاجت روا کرنیوالے
بفرقم تاج اقبالی نهادی
میرے سر پر تاج ایسا اقبال کا رکھا تو نے
دلم زین کشور فانی گرفت است
دل میرا اس ملک فنا ہونیوالے یعنے دنیا سے تنگ ہے
مرا فارغ زمن راهی بخود ده
فراغت سے مجکو ایک راہ اپنی طرف دے
نکوکاران که راه دین گرفتند
جن نیکون نے کہ راہ دین کی پکڑی
برون آر از شمار این و آنم
باہر لا اس اور اسکے حساب سے مجکو
زلیخا چون شنید این رازداری
زلیخا نے جو یہ رازداری سنی
یقین دانست کز وی این دعا را
یقین جانا اسنے کہ اسکی اس دعا کا
نیامد از کمان او خدنگی
نکلا کمان اس کی سے کوئی تیر

بجانش آتش مهجوری افگند
اس کی جان مین آگ جدائی کی ڈالی
با قلیم بقا شوقش فزون شد
ملک بقا کی طرف شوق اسکو زیادہ ہوا
ره فسحت سرای راز برداشت
راہ کشادہ مکان بھید کی اٹھائی یعنی لی
بمحراب بقا دست دعا برد
بقا کی محراب کی طرف دعا کا ہاتھ لے گیا
بسر افسر نه تارک بلندان
سر بلندون کے سر پر تاج رکھنے والے
که هرگز هیچ مقبل را ندادی
جو کبھی کسی مقبول بارگاہ کو نہ دیا تو نے
ز تدبیر جهانبانی گرفت است
بادشاہی کے انتظام سے تنگ ہے
مثال شاهی ملک ابد ده
فرمان ملک بادشاہی ہمیشگی کا دے
بقربت منزل پیشین گرفتند
بسبب نزدیکی کے مقام اگلون کا لیا
بعز قربت ایشان رسانم
برابر عزت نزدیکی ان لوگون کے پہونچا مجھے
بدل زخمی رسیدش سخت کاری
دل مین اس کے زخم سخت لگا
اثر گردد بزودی آشکارا
اثر جلد ظاہر ہو جاوے گا
که در تاثیر آن گردد درنگی
کہ اس کی تاثیر مین کچھ دیر ہو جاوے

قدم در کلبۂ زو تیرہ و تنگ
قدم ایک تنگ اور تاریک کوٹھری مین رکھا
ہمیگرد از غم دوری بسر خاک
کرتی تھی غم دوری سے سر پر خاک
ز شادی طاق و با اندوہ شد جفت
خوشی سے علحدہ اور رنج سے مصاحب ہوگئی
کہ ای درمان دردِ دردناکان
کہ اے دردمندون کے درد کی دوا
مراد خاطر ہر نامرادے
مراد دل ہر ایک نامراد کے
مفاتیح آور درہای بستہ
کنجی پیدا کرنے والے بند دروازون کے
خلاصی بخش مہجوران ز اندوہ
نجات دینے والے ہجر والون کو غم سے
گرفتار دل افگار خویشم
گرفتار اپنے دل زخمی کی ہون مین
ندارم طاقت ہجران یوسف
یوسف کی جدائی کی طاقت نہین رکھتی ہون مین
نخواہم بے جمالش زندگے را
مین بے اسکے جمال کے جینا نہین چاہتی ہون
نہال عمر بے برگست بے او
درخت عمر کا بے پھل پتے کے ہے بغیر اس کے
بقانون وفا نیکو نباشد
قانون مین محبت کے اچھا نہو گا
اگر بامن نسازے ہمرہ او را
اگر مجھکو اس کے ہمراہ نہین کرتا ہے تو

کشاد از کلید گرہ گیسوی شبرنگ
کھولے یعنی بکھرائے اپنے سیاہ بال
ہمی مالید پُر خون چہرہ بر خاک
ملتی تھی خون بھرا چہرہ خاک پر
ز دیدہ اشک میبارید و میگفت
آنکھون سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی
بمرہم خرقہ دوز سینہ چاکان
مرہم سے زخم سینے والے سینہ چاکون کے
کشاد ششدر ہر بکشادے
کھولنے والے ہر بند کے ششدر کے
جبائر بند دلہای شکستہ
پٹیان باندھنے والے ٹوٹے ہوئے دلون کے
سبک سازندہ غمہای چون کوہ
ہلکا کرنے والے پہاڑ ایسے غمون کے
عجب حیران شدہ در کار خویشم
اپنے کام مین حیران ہوگئی ہون مین
ز تن کش جان من یا جان یوسف
بدن سے نکال جان میری یا عوض جان کے یوسف کے
بملک زندگے پایند گے را
زندگی کے ملک مین ٹھہرنا نہین چاہتی ہون
حیات جاودان مرگست بی او
زندگی ہمیشہ کی موت ہے بغیر اس کے
کہ من باشم بگیتی او نباشد
کہ مین رہون جہان مین اور وہ نہ رہے
مرا بیرون بر اول انگہ او را
مجکو باہر بیجا یعنی مار ڈال پہلے پھر اسکو

نخواہم گز و یک سو نشینم
نہیں چاہتی ہوں میں کہ اس سے ایک طرف بیٹھوں میں
بسر برد این چنین در گریہ و سوز
آخر لے گئی اسی طرح روئے اور سوز میں
بلی ہر کس ز غم دارد دل تنگ
سچ ہے جو شخص غم سے دل اداس رکھتا ہے

جہان را بی جمال او بہ بینم
جہان کو بے جمال اسکے کے دیکھوں میں
نہ شب را گفت شب نی روز را روز
نہ رات کو رات کہا یعنی سمجھتی نہ دن کو دن
شب و روزش نماید ہر دو یکرنگ
رات اور دن اسکو دونوں یکسان معلوم ہوتا ہے

وفات یافتن حضرت یوسف و ہلاک شدن
مرجانا حضرت یوسف علیہ السلام کا اور ہلاک ہونا
زلیخا از الم مفارقت آن حضرت
زلیخا کا رنج جدائی یوسف علیہ السلام سے

بدیگر روز یوسف بامدادان
دوسرے دن حضرت یوسف صبح کو
کہ شد دلہا ز فیض صبح خندان
کہ دل صبح کے فیض سے ہنسنے والے یعنی خوش ہوئے
ببر کردہ لباس شہریارے
لباس بادشاہی بدن میں پہن کر
برون رفتہ باہنگ سوارے
باہر گئے سواری کے ارادے میں
چو پا در یک رکاب آورد جبریل
جب پاؤن ایک رکاب میں لائے جبرئیل
بدو گفتا مکن زین بیش تعجیل
اس سے کہا اس سے زیادہ جلدی مت کر
امان نبود ز چرخ عمر فرسائے
پناہ نہوگی آسمان عمر گھٹانے والے سے
کہ شاید در رکاب دیگرت پائے
کہ تجھے تیری رکاب میں دوسرا شخص پاؤن
عنان بگسل ز آمال و امانے
باگ توڑ امیدوں اور آرزوؤن سے
بکش پا از رکاب زندگانی
پاؤن کھینچ رکاب زندگانی سے
چو یوسف این بشارت کرد در گوش
حضرت یوسف نے جو یہ خوشخبری سنی
ز شادی شد بر و ہستی فراموش
خوشی سے اسپر ہستی فراموش ہوگئی
ز شادی دامن ہمت بیفشاند
خوشی سے دامن ہمت کا جھاڑا
یکے از وارثان ملک را خواند
ایک کو ملک کے وارثون سے بلایا

بجای خود شه آن مرز کردش
اپنی جگہ پر اسکو اس زمین کا بادشاہ کیا
دگر گفتا زلیخا را بخوانید
پھر کہا زلیخا کو بلاؤ
بگفتند او بدست غم زبونست
کہا وہ غم کے ہاتھ سے عاجز ہے
ندارد طاقت این بار جانش
طاقت اس بوجھ کی اسکی جان نہین رکھتی ہے
بگفتا ترسم این داغ غرامت
جواب دیا ڈرتا ہون کہ یہ داغ شرمندگی کا
بگفتند ایزدش خرسند دارد
کہا خدا اس کو خوش رکھے
بکف جبریل حاضر داشت سیبے
جبرئیل کے ہاتھ مین ایک سیب موجود تھا
چو یوسف را بدست آن سیب بنهاد
جب یوسف کے ہاتھ مین وہ سیب رکھا
دلش زان نکہت باغ بقا یافت
دل اسکے نے اس سے خوشبو باغ بقا کی پائی
چو یوسف را ازان بو جان برآمد
جب یوسف کی جان اس خوشبو سے نکلی
ز بس بالا گرفت آواز فریاد
از بسکہ بلندی قبول کی آواز نے
زلیخا گفت کین شور و فغان چیست
زلیخا نے کہا کہ یہ شور اور فریاد کیون ہے
بدو گفتند کان شاه جوان بخت
اس سے کہا لوگون نے کہ اس بادشاہ جوان نصیبہ نے

بخصلتهای نیک اندرز کردش
نیک خصلتون کی نصیحت کی اس کو
بہ میعاد وداع من رسانید
میرے رخصت کے وعدہ پر پہونچاوے
فتاده در میان خاک و خون ست
درمیان خاک اور خون کے پڑی ہوئی ہے
بکار خویش بگذار آنچنانش
اسکو اسی طرح اپنے کام مین مشغول رہنے دو
بماند بر دل او تا قیامت
رہے گا اس کے دل پر قیامت تک
بخرسندی قوی پیوند دارد
اس کو خوشی سے ملا ہوا رکھے
کہ باغ خلد ازو میداشت زیبے
کہ باغ بہشت کا اس سے ایک زیبائش رکھتا تھا
روان آن سیب را بوئید و جان داد
فوراً اس سیب کو سونگھا اور جان دی
ازان نکہت بسوی باغ بشتافت
اس خوشبو سے طرف باغ کے دوڑا
ز جان حاضران افغان برآید
حاضرون کی جان سے شور نکلا
صدا بر گنبد فیروزه افتاد
گنبد سبز رنگ مین آواز پڑی
پر از غوغا زمین و آسمان چیست
بھرا ہوا زمین اور آسمان شور سے کیون ہے
بسوی تختہ رو کرد از سر تخت
طرف تختہ تابوت کے رخ کیا تخت کے اوپر سے

ف ۱ مرز کے معنی زمین اور اندرز کے معنی وصیت اور نصیحت ہین ۱۲
ف ۲ میعاد وعدہ کرنا اور وعدہ کرنے کی جگہ اور وداع کے معنی رخصت ...
ف ۳ زبون کے معنی گرفتار
وفات یوسف علیہ السلام

وداع کلبۂ تنگ جہان کرد
رخصت مکان تنگ جہان کی کی

چو بشنید این سخن از خویشتن رفت
جب سُنی یہ بات آپ سے گئی

زہول این حدیث آن سرو چالاک
اس بات کے خوف سے وہ سرو چالاک یعنی زلیخا

چو چارم روز شد زان خواب بیدار
جب چوتھا دن ہوا اُس خواب سے بیدار ہوئی

سہ بار اندیسان سہ روز از خود ہمیرفت
تیسری دفعہ اسی طرح آپ سے جاتی یعنی بیہوش رہی

چہارم روز چون آمد بخود باز
چوتھے دن جب پھر ہوش میں آئی

نہ از وی بر سر بستر نشان یافت
نہ اُس سے بچھونے پر نشان پایا

جز این از وی خبر باز جستش ندادند
سوا اسکے اس سے پھر اُسکو خبر نہ دی

نخست از جور چرخ ناموافق
پہلے ظلم آسمان ناموافق سے

بدان آتش کہ در دل داشت پنہان
اُس آگ سے کہ دل میں پوشیدہ رکھتی تھی

ولی زان راہ در جانش بہر دم
لیکن اسکی جان میں اس راہ سے ہر دم

بناخن رخنہ ہا در روے میکند
ناخن سے چھید منھ پر کھودتی یعنی کرتی تھی

بہر جوے کزان چشمہ روان کرد
ہر نہر سے کہ اُس چشمے سے جاری کی

وطن بر اوج کاخ لامکان کرد
وطن محل لامکان کی بلندی پر کیا

فروغ نیر ہوش از بدن رفت
روشنی آفتاب ہوش کی بدن سے گئی

سہ روز افتادہ ہمچون سایہ بر خاک
تین دن مثل سایے کے خاک پر پڑی رہی

سماع آن زخود بردش دگر بار
سننا اُس خبر کا آپ سے لے گیا اُسکو دوسری مرتبہ

بداغ سینہ سوز از خود ہمیرفت
سینے جلانے والے داغ میں آپ سے جاتی یعنی بیہوش رہی

زیوسف کرد اول پرسش آغاز
حضرت یوسف سے پہلے پوچھنا شروع کیا

نہ تابوتش دران عالم روان یافت
نہ تابوت اُسکا اُس وقت میں جاتے پایا

کہ ہمچون گنج در خاکش نہادند
کہ خزانے کی طرح اُسکو خاک میں رکھا

گریبان چاک زد چون صبح صادق
گریبان چاک کرڈالا مثل صبح صادق کے

زہے بکشاد از چاک گریبان
ایک راہ کھولی چاک گریبان سے

فزون گشت آتش سوزندہ نی کم
زیادہ ہوتی تھی آگ جلانے والی نہ کم

براے چشمہ خون جوے میکند
خون کے چشمے کے لیے نہر کھودتی تھی

سمن را جلوہ گاہ ارغوان کرد
چمیلی کو جلوہ گاہ سرخی کا بنایا

ع سوا اسکے لیکن لوگون نے اور بچھونا بتایا کہ یوسف کو خاک مین دفن کردیا ۱۲
ع اپنا گریبان زلیخا نے پھاڑ ڈالا ۱۲
ع ناخن سے اپنا منہ نوچنے لگی اور اُن سے خون جاری ہوگیا ۱۲

شد از ناخن برخ گلگون خط افگن
منھ پر ناخن سے ہوئی سرخ خط ڈالنے والی
بسینہ از تغابن سنگ میزد
سینے پر افسوس سے پتھر دے مارتی تھی
زسیم آنجا عقیق تر ہمی رست
چاندی سے عقیق تر اُگتے تھے
بسوے فرق نازک برد پنجہ
طرف نازک سر کے لے گئی پنجہ
ز ریحان سروبستان را سبک کرد
ریحان سے سرو باغ کو ہلکا کیا یعنی بالون نوچے
ز دل نوحہ ز جان فریاد بر داشت
دل سے نوحہ اور جان سے فریاد اٹھائی
کہ یوسف کو و تخت آرائی او
کہ یوسف کہان اور کہان ہے سلطنت اسکی
چو عزمش کرد زین بر بارگی تنگ
جو اسکے ارادے نے زین کسا گھوڑے پر
ز بس بود اندرین رفتن شتابش
از بسکہ تھی اس جانے مین جلدی اسکو
ازین کاخ غم افزا چون برون رفت
اس غم بڑھانے والے محل یعنی دنیا سے جو باہر گیا
سرش ننہادہ بر بالین ندیدم
سر اسکا تکیہ پر رکھا نہ دیکھا مین نے
چو آمد بر تن آن زخم درشتش
جب اسکے بدن پر وہ زخم سخت آیا
چو سوی تختہ برد از تختگہ رخت
جب طرف تختہ کے تختگاہ سے اسباب لے گیا

چو عرق ناخنہ در چشم روشن
مثل رگ ناخونہ کے روشن آنکھ مین
طپانچہ بر رخ گلرنگ میزد
طپانچہ سرخ منھ پر مارتی تھی
وزین بر لالہ نیلوفر ہمی رست
اور اُس سے لالے پر نیلوفر اُگتا تھا
ز زور پنجہ آنرا ساخت رنجہ
پنجے کے زور سے اُسکو رنجیدہ کیا
بچیدن سنبلستان را تنک کرد
چننے سے سنبلستان یعنی سر کو ہلکا کر دیا
فغان از سینۂ ناشاد بر داشت
شور غم بھرے ہوے سینے سے اُٹھایا
بہ محتاجان کرم فرمای او
محتاجون پر بخشش کرم اُسکی
بملک جاودانی داشت آہنگ
ہمیشگی کے ملک کا کیا ارادہ
نکردم پای بوسی از رکابش
نہ کی مین نے پابوسی اُس کی رکاب کی
نبودم در حضور او کہ چون رفت
نہ تھی مین روبرو اسکے کہ کیونکر گئے
خویش از صفحۂ نسرین نچیدم
پسینہ اسکے صفحۂ نسرین سے نہ چنا یعنی نہ پوچھا مین نے
نکردم سینہ پشتیبان پشتش
نہ کیا مین نے سینہ اُسکی پیٹھ کا پشتیبان
ہمایون بخت شد آن تختہ چون تخت
مبارک نصیبہ ہوا وہ تختہ مثل تخت کے

عرق بالکسر رگ کو کہتے ہین اور ناخنہ آنکھ کی ایک بیماری ہوتی ہے کہ ایک سرخ جھلی آنکھ کی سپیدی کے حصے سے پیدا ہو کر سیاہی کو چھپا لیتی ہے اور آخر کو آنکھ کی بینائی جاتی رہتی ہے ۱۲

گلاب از چشم خون افشان بجستم
گلاب خون گرانیوالی آنکھو سے نہ ڈھونڈھا میری
کفن چون بر تن او راست کردند
کفن جو اُس کے بدن پر پہنایا
نکردم رشتہ اندوزے ز فن خویش
نہ کیا مین نے کپڑے سینے کا رشتہ اپنا پیشہ
چو از غم خارہا در دل شکستند
جب غم سے کانٹے دلمین ٹوٹے یعنی چبھوئے
دہان پر از نواے بینوائے
مُنھ محتاجون کی آواز سے بھرا ہوا
چو جاے خواب در خاکش گشادند
جو جگہ سونے کی اُسکے لیے زمین مین کھولی
زمین زیر بر و دوش نرفتم
زمین اُسکی بغل اور کندھے کے نیچے کی نہ جھاڑی مین نے
دریغا زین زیانکارے دریغا
افسوس اس نقصان کے کام سے افسوس
بیا اے کام جان محرومیم بین
آ اے مقصد جان کے میری بدنصیبی دیکھ
بریدی از من و یادم نکردے
قطع کی تو نے مجھ سے محبت اور میری یاد نہ کی تو نے
وفادارا وفاداری نہ این بود
اے وفادار یہ وفاداری نہ تھی
مرا از دل بیرون افگندہ رفتے
مجھکو دل سے باہر نکال کر چلا گیا تو
عجب خاری شکستے در دل من
ایک عجیب کانٹا میرے دلمین چبھو دیا تو نے

بآن روشن گلاب او نشستم
اُس کو روشن گلاب میرے سے نہ دھویا
بہ تکفینش نشست و خاست کردند
واسطے کفن پہنانے کے اسکو بیٹھایا اور اُٹھایا
کہ تا دوزم برد لاغر تن خویش
کہ سی دیتی مین اُسپر اپنے دُبلے بدن کو
وزین سر منزلش محمل ببستند
اور اس سر منزل سے اسکا کجاوہ باندھا
نکردم محمل او را درائے
نہ کیا مین نے اُسکے کجاوہ کا گھنٹہ بجانا
چو دُر پاک در خاکش نہادند
مثل پاک موتی کے اسکو خاک مین رکھا
بکام دل در آغوشش نخفتم
دل کے مقصد سے اسکی گود مین نہ سوئی مین
دریغا زین جگر خوارے دریغا
افسوس اس کلیجا کھانے سے افسوس
ز ظلم آسمان مظلومیم بین
آسمان کے ظلم سے میری فریاد کرنا دیکھ
بدیداری ز خود شادم نکردے
اپنے ایک دیدار سے مجھکو خوش نہ کیا تو نے
بیاران شیوۂ یاری نہ این بود
یارون سے یہ یاری کا طریقہ نہ تھا
میان خاک و خون افگندہ رفتے
خاک اور خون مین ڈال کر چلا گیا تو
کہ بیرون نایدا لا از گل من
کہ باہر نہ نکلے گا لیکن میری قبر سے

بجائے راہ رفتن کردہ ساز
اس جگہ کی راہ چلنے کا تونے سامان کیا ہے
ہمان بہتر کز اینجا پر کشایم
بہتر یہی ہے کہ مین بھی یہان سے پر کھولون
بگفت این و عماریدار را خواست
یہ کہا اور عماری دار کو بلوایا
بیک جنبش از آن اندوہ خانہ
ایک حرکت مین اس رنج کے گھر سے
ندید آنجا نشان از گوہر پاک
وہان اس پاک موتی یعنی یوسف سے کوئی نشان نہ دیکھا
بر آن خرپشتہ آن خورشید پایہ
اس ٹیلے پر اس آفتاب مرتبہ یعنی زلیخا نے
برخسار چو زر در زر گرفتش
سونے کے ایسے منہ سے سونے مین لپیٹا اس کو
گہے فرقش ہمے بوسید و گہ پائے
کبھی اسکا سر چومتی تھی اور کبھی پانون
فرو رفتہ تو ہمچون آب در خاک
تو مثل پانی کے خاک مین مل گیا
تو زیر گل چو بیخ گل نہفتہ
تو مٹی کے نیچے مثل پھول کی جڑ کے چھپ گیا
تو زیر خاک منزل کردہ چون گنج
تونے زمین کے نیچے خزانے کی طرح مقام کیا
خیالت موج خون بر خاک من زد
تیرے خیال نے لہر خون کی میری خاک پر ماری
زدی آتش بخاشاک وجودم
لگائی تونے آگ میرے بدن کے کوڑے مین

کز آنجا ہیچگہ ناید کسے باز
جس جگہ سے کوئی کبھی نہین پھر آتا ہے
بیک پرواز کردن سویت آیم
ایک اوڑان مین تیری طرف آجاؤن مین
برائے خود عماری را بیاراست
اپنے لیے عماری سجوائی
برحلت گاہ یوسف شد روانہ
یوسف کے مرنے کی جگہ پر روانہ ہوئی
بجز خرپشتہ از خاک نمناک
سوائے ایک خاک کے بھیگے ہوئے ٹیلے کے
بخاک انداخت خود را ہمچو سایہ
خاک پر آپ کو مثل سایے کے ڈال دیا
ز لعل اشک در گوہر گرفتش
سرخ آنسوؤن سے موتیون مین کیا اسکو
فغان میزد ز دل کای من وائے
فریاد کرتی تھی دل سے کہ اے افسوس مجھپر افسوس
برون ماندہ من چون خار و خاشاک
باہر رہی مین مثل کانٹے اور تنکے کے
ببالا من چو شاخ گل شگفتہ
مین اوپر مثل کھلے ہوئے پھول کی شاخ کے یعنی زندہ
بروئے خاک من ابر گہر سنج
مین خاک کے منہ یعنی زمین پر بدلی موتی تولنے والی
فراقت شعلہ در خاشاک من زد
تیری جدائی نے شعلہ میرے گھاس پھوس مین لگایا
از آن ہیجان رود بر چرخ دودم
اس سبب سے گھوستا جاتا ہے آسمان پر دھوان میرا

بدو دمن کسے نگشا دو دیدہ
پھرے دھوئین پر کسی نے نہ کھولی آنکھ

ہمے نالید و ہر دم سینہ چاک
روتی تھی اور ہر دم سینۂ چاک کو

چو درد حسرتش از حد برون شد
جب درد اُسکے افسوس کا حد سے زیادہ ہوا

بچشمان خود انگشتان درآورد
اپنی انگلیان آنکھون مین ڈالین

بخاک وے فگند از کاسۂ سر
اُس خاک پر ڈالین کاسۂ سر سے

چو باشد از گل رویت جدا چشم
جب تیرے رخسارے کے پھول سے آنکھ جدا ہو

بود رسم مصیبت بین و مبہوت
ہوتی ہے رسم مصیبت دیکھنے والون اور حیران کی

چو آن مسکین ز تابوتش جدا ماند
جب وہ غریب اُس تابوت سے جدا رہی

بخاکش روے خون آلودہ بنہاد
اُس کی خاک پر خون بھرا منھ رکھ دیا

خوش آن عاشق کہ چون جانش برآید
وہ عاشق اچھا ہے کہ جب جان اُسکی نکلے

حریفان حال او را چون بدیدند
حریفون نے جب اُسکے حال کو دیکھا

ہر آن نوحہ کہ بہر یوسف او کرد
جو نوحہ کہ واسطے یوسف کے اُسنے کیا

ہمے کردند نوحہ نوحہ گر را
کرتی تھین نوحہ نوحہ کرنیوالی یعنی زلیخا کے لیے

کہ اے نے از دیدگان آبش چکیدہ
بلکہ دیکھنے والون کی آنکھ سے پانی نہ ٹپکا

بصد حسرت ہمی نالید بر خاک
سیکڑون افسوس سے خاک پر بلبلتی تھی

برسم خاک بوسی سر نگون شد
بطور خاک چومنے کے سر اُلٹا کر لیا

دو نرگس را ز نرگسدان برآورد
دونون آنکھین چشمخانے سے نکال لین

کہ نرگس کاشتن در خاک خوشتر
کہ نرگس کا خاک مین بونا بہتر تھا

چہ کار آید درین بستان سرا چشم
اس باغ یعنی دنیا مین کس کام آوین آنکھین

سیہ بادام افشاندن بتابوت
سیہ بادام ڈالنا تابوت پر

دو بادام سیہ بر خاکش افشاند
دو بادام سیاہ اُس کی خاک پر ڈالے

بمسکینے زمین بوسید و جان داد
بیچارگی سے زمین چومی اور جان دیدی

بوے وصل جانانش برآید
امید ملاقات معشوق مین جان اُسکی نکلے

فغان و نالہ از دل برکشیدند
نالہ اور فغان یا دل سے کھینچا

ہمین کردند بروی باد و صد درد
کرتی تھی اُسپر یہ دو سو درد سے

بسان نوحہ گر آن سیمبر را
مانند رونے والون کے اُس سیمبر یعنی زلیخا کو

چو ساز نوحه را آهنگ شد پست
جو ساز نوحہ کی آواز پست ہوئی یعنی زلیخا مرگئی
برآوردند بهر شستنش دست
باہر نکالا اُسکو نہلانے کے لیے اُسکا ہاتھ

بشستندش ز دیده اشکباران
نہلایا اُسکو اُسکو دیدے سے آنسو گرانے یعنی روتے ہوئے
چو برگ گل ز باران بهاران
پھول کی پتی کی طرح بدلی بہار سے

بسان غنچه کز شاخ سمن رست
مانند کلی کے کہ چنبیلی کی شاخ سے پیدا ہوئی
برو کردند زنگاری کفن چست
اُسپر کیا یعنی پہنایا زنگاری کفن ٹھیک

زگرد فرقتش رخ پاک کردند
جدائی کی گرد سے مُنھ صاف کیا
بجنب یوسفش در خاک کردند
حضرت یوسف کے پہلو مین اُسکو دفن کیا

ندیده هرگز این دولت کس از مرگ
نہ دیکھی کبھی کسی نے یہ دولت موت سے
که یابد صحبت جانان پس از مرگ
کہ پاوے صحبت معشوق کی بعد مرنے کے

حکایت
کہانی

ولی دانای این شیرین حکایت
لیکن جاننے والا اس شیرین کہانی کا
که دارد از کهن پیران روایت
کہ پُرانے بڈھون سے روایت رکھتا ہی

چنین گوید که با هر جانب از نیل
ایسا کہتا ہے کہ جس طرف دریا کے
که جسم پاک یوسف یافت تحویل
کہ یوسف کے جسم پاک کو سونپا

بدیگر جانبش قحط و وبا خاست
اُسکے دوسری طرف قحط اور وبا اُٹھی
بجای نعمت انواع بلا خاست
بجائے نعمت کے طرح طرح کی بلائین پیدا ہوئین

برین آخر قرار کار دادند
اُسپر آخر کار قرار دیا
که در تابوتی از سنگش نهادند
کہ ایک پتھر کے تابوت مین اُسکو رکھا

شگاف سنگ قیر اندای کردند
درزین پتھر کی سیاہ روغن سے لیس دین
میان قعر نیلش جای کردند
درمیان گہرائی کی اسکی نیل کے اچھی جگہہ کی

ببین حیله که چرخ بی وفا کرد
دیکھ حیلہ کو آسمان بے وفا نے کیا
که بعد از مرگش از یوسف جدا کرد
کہ بعد مرنے کے اُسکو یوسف سے جدا کر دیا

نمیدانم که باایشان چه کین داشت
نہین جانتا ہون مین کہ ان سے کیا دشمنی رکھتا تھا
که زیر خاک شان آسوده نگذاشت
کہ نیچے خاک کے اُن کو آرام سے نہ چھوڑا

یکے شد غرق بحر آشنائے
ایک دریاے آشنائی مین غرق ہوگیا
یکے لب تشنه در بر جدائے
ایک پیاسا جدائی کی خشکی مین

چه خوش گفت آنقدم فرسوده عشق
کیا اچھا کہا اُس عشق مین قدم گڑوے ہوئے نے
زہر سود و زیان آسوده عشق
عشق کے ہر فائدہ اور نقصان سے آسودہ ہے

که عشق آنجا که باشد گرم بازار
کہ جس جگہ عشق کا بازار گرم ہوتا ہے
ندارد ہیچ با آسودگے کار
نہین رکھتا ہے کچھ آسودگی سے مطلب

کفن بر عاشق از وی چاک باشد
کفن عاشق پر اُس سے چاک ہوتا ہے
اگر خود خفته زیر خاک باشد
اگر آپ نیچے خاک کے سوتا ہووے

خوش آن عاشق که در ہجران چنین مرد
اچھا وہ عاشق کہ جدائی مین اسطرح مرگیا
بخلوتگاه جانان جان چنین کرد
معشوق کی خلوتگاہ مین اسطرح جان دی

نگوید کس که مردی در کفن رفت
نہین کہتا ہر کوئی شخص کہ کوئی مرد کفن مین گیا یعنی مرا
بدین مردانگی کان شیر زن رفت
اُس مردانگی سے کہ وہ بہادر عورت یعنی زلیخا گئی

نخست از غیر جانان دیده بر کند
پہلے سوائے معشوق کے آنکھین نکال ڈالین
وزان پس نقد جان در خاک افکند
بعد اُسکے نقد جان کا اُسکی خاک پہ ڈال دیا

ہزاران فیض بر جان و تنش باد
ہزارون فیض اُسکی جان اور بدن پر ہون
بجانان دیده جان روشنش باد
اُسکی جان کی آنکھ معشوق سے روشن ہون

در شکایت فلک که اژدہا وار گرد عالم حلقه کرده ہمہ را بدائره

آسمان کی شکایت مین کہ مثل بڑے سانپ کے گرد جہان کے گنڈلی مار کر بیٹھا اور سب کو گھیرے

تصرف خود در آورده بر یکی زخم زند و بر دیگری زہر افگند
اختیار اپنے مین لایا ایک شخص کو زخمی کرتا ہے اور دوسرے پر اُس کا زہر ڈالتا ہے

فلک بے خویشتن پیچان اژدہائیست
آسمان آپ پر ایک لہراتا ہوا اژدہا ہے
پے آزار ما زور آزمائیست
ہمارے ستانے کے لیے ایک زور دکھانے والا ہے

گرفتاریم در پیچ و خمِ او
ہم گرفتار ہین اُسکے خم اور پیچ مین

نہ بینی کس کزو زخمی نخوردہ
نہ دیکھیگا تو کسیکو جس نے اُس سے ایک زخم نہ کھایا

ز ظلمش ہیچکس سالم نجستہ ست
اُسکے ظلم سے کوئی سلامت بچا نہین ہے

بہر اختر کزو روشن چراغیست
ہر ستارہ کہ اُس سے ایک روشن چراغ ہے

ہزارش داغ ہست و مرہمی نہ
ہزار داغ اُسکے پاس ہین اور مرہم کوئی نہین

بود پیدا درین شبہاے دیجور
ہوتے ہین ظاہر ان اندھیری راتون مین

چہ حاصل زان چو نوری در نیفتد
کیا فائدہ اس سے جو ایک نور نہ پڑے

چو شیران روز و دورست از دورنگی
مانند شیرون کے دن دور ہے دورنگی سے

بجز آزار ما ازوی چہ رنگ است
سوا ہماری ایذا کے اُس سے کیا فائدہ ہے

سزد گر عیش تنگ خود بنالم
لائق ہے جو اپنے عیش تنگ سے نالہ کرون مین

ترا با ہر کہ رو در آشنائیست
ترا اسلئے جس شخص کے خیال آشنائی کا ہے

بسے گردش نمود آن سبز طارم
بہت گردش کی اُس سبز چھت یعنی آسمان نے

کہ تا با ہم طبائع رام گشتند
جب آپس مین طبیعتین موافق ہوئین

رمیدن چون توانم از دم او
کیونکر بھاگ سکتے ہین ہم اُسکی پھپکار سے

ز صد کس بر یکے زخمے نکردہ
سو شخصون سے ایک شخص پر ذرا رحم نہ کیا

کدامین سینہ کان ظالم نخستہ ست
کون سینہ کہ اُسکو ظالم نے زخمی نہین کیا ہے

نہادہ بر دل وی تازہ داغیست
رکھے ہوے اُسکے دل پر ایک تازہ داغ ہے

وزین بی مرہمی ہیچش غمی نہ
اور اس بے مرہمی سے اُسکو کچھ غم نہین ہے

ہزاران روزن اندر عالم نور
ہزارون جھروکے عالم نور مین

بخاطرہا سروری در نیفتد
دلون مین کوئی سرور نہ پیدا ہوے

ولے شبہا کند با ما پلنگی
لیکن راتین کرتی ہین ہم سے کام چیتے کا

کہ با ما روز شیر و شب پلنگ است
کہ ہمارے ساتھ دن کو شیر اور رات کو چیتا ہے

کہ با شیر و پلنگ اندر جوالم
کہ ساتھ شیر اور چیتے کے ایک تھیلے مین ہون مین

قرار کارت آخر بر جدائیست
قرار تیرے کام کا آخر جدائی پر ہے

بسے تابش مہ و خورشید و انجم
بہت چمک دکھلائی چاند اور سورج اور ستارون نے

شکار مرغ جان را دام گشتند
جان کی چڑیا کے شکار کے لیے جال ہوئین

ف نہ بینی کس الخ یعنی کوئی ایسا نہین ہے جسکو اُس نے زخم نہ لگایا ہو اور عالم یعنی دنیا مین کوئی ایسا نہین ہے جسپر اُسنے زخم کیا ہو ۱۲ ف بجای نخست مصرع اول کے نخستہ بھی اکثر نسخون مین دیکھا گیا اور

فائدہ بجای نخستہ کے [illegible] مطلب صاف سمجھ مین آتا یعنی کوئی اُسکے ظلم سے سلامت نہین سو وا یعنی نہین بچا ۱۲ ف حاصل یعنی کیا فائدہ ۱۲ ف جوال بالضم [illegible] غلہ وغیرہ بھر کے لادتے ہین [illegible] ۱۲

هنوز این مرغ نافرخ سرانجام

ابتک اس بد انجام چڑیا نے

طبایع بگسلند از یکدگر بند

طبیعتین توڑتی ہین ایک دوسرے سے بند

بماند مرغ دور از آشیانه

رہتی ہے چڑیا دور گھونسلے سے

ببین دور سپهر و مهر گرمش

دیکھ گردش آسمان کی اور اسکی گرم محبت

بمهرش دل کسی چون صبح کم بست

اسکی محبت مین جسنے دل مثل صبح کے تھوڑا باندھا

ز سوزش کس دمی بی غم نیفتاد

اسکی خوشی سے کوئی شخص دم بھر بے غم نہ ہوا

به بستان پای نه فصل بهاران

باغ مین قدم رکھ فصل بہار مین

چرا گر دست غنچه پیرهن چاک

کیون کلی نے کرتہ چاک کیا ہے

چرا اوراق گل پاره پاره است

کیون لباس پھول کا ٹکڑے ٹکڑے ہے

که افگنده ز پا سرو روان را

کس نے گرادیا ہے سرو رواں کو

چرا سنبل پریشانست و درهم

کیون سنبل پریشان اور درہم ہے

بنفشه در کبودی سوگوارست

بنفشہ نیلے پن مین غمگین ہے

صنوبر با دل گشته بصد شاخ

صنوبر ساتھ دل سو ٹکڑے ہوے کے

نچیده دانه کامی ازین دام

نہ چنا کوئی دانہ مقصد کا اس جال سے

کند هر یک با صل خویش پیوند

ملاتا ہے ہر ایک کو اپنی اصل سے

دل پر خون ز فقد آب و دانه

دل خون بھرا ہوا دانہ پانی کے نہونے سے

که هیچ از کین گذاری نیست شرمش

کہ کسی سے دشمنی کی اسکو شرم نہین ہے

که در خون چون شفق هر شام ننشست

نہین مثل شفق کے خون مین ہر شام کو بیٹھا

کز ان در عمرها ماتم نیفتاد

کہ اس سے عمر کی عمر ماتم مین نہ پڑا

تماشا کن بگرد جو بیاران

دیکھ بغور گرد نہرون کے

بخواری سبزه چون افتاد بر خاک

خواری سے سبزہ کیون پڑا ہے خاک پر

دهان پر شعله و دل پر شرار است

منھ شعلہ بھرا ہوا اور دل شرارہ بھرا ہوا ہے

که کرده غرق در خون ارغوان را

کس نے ڈبو دیا خون مین لالے کو

چرا پر چشم نرگس ز اشک شبنم

کیون نرگس کی آنکھ آنسو سے بھری ہے

بخون آغشته لاله داغدار است

خون مین آلودہ لالہ داغدار ہے

تنی از تیغ خور سوراخ سوراخ

بدن شعاع آفتاب سے چھلنی

لفظ نافرخ ... [illegible]

... بالضم ... [illegible]

[illegible]

ورزاغہ بالفتح اول اور تشدید ثانی کے معنی کرتہ لباس ۱۲

کاف دونون مصرعون کا کرامیہ ۱۲

سوگوار بالضم کے معنی ماتم زدہ ۱۲

تیغ خور مراد شعاع آفتاب ... کہتے ہین ۱۲

زگل پُر داغ پشت و روی گلبن
پھول پر داغ سے منہ اور پیٹھ پھول کی شاخ کے بھرا ہوا
درختان از صبا در رقص اندوہ
درخت ہوا سے رنج کے ناچ مین
بود کوکو زنان قمری زہر سو
تھے قمری کوکو کرتی ہوئی ہر طرف سے
ہزاران با ہزاران نغمہ و درد
بلبلین ہزارون درد بھری ہوئی آواز سے رکھتین
مطوق فاختہ گردن بہ چنبر
ڈالے ہوے طوق فاختہ گردن کے حلقہ مین
جہان را دیدی و فصل بہارش
جہان اور اُسکی فصل بہار کو دیکھا تو نے
ببین دم سردی باد خزان را
دیکھ بیدردی پت جھڑ کی ہوا کی
دم آن سرو از درد فراقست
ٹھنڈھی سانس اُسکی جدائی کے درد سے ہی
رخ آن زرد از اندوہ دوریست
منہ اُس کا زرد دوری کے غم سے ہے
رفتہ آب و رنگ از شاہد باغ
باغ کے معشوق سے رنگ اور رونق جاتی رہی
نمودہ عور ہر شاخے بباغے
ننگا ہر ایک شاخ کو ہر باغ مین کیا
ز سر چادر فتادہ نسترن را
نسترن کے سر سے چادر اور رکھی
اناران تاج تارک نارون را
نار تاج سر نارون کے

سمن در کندن رخ تیز ناخن
چنبیلی کے منہ نوچنے مین ناخن تیز
غم جانکاہ مرغان کوہ در کوہ
غم جان گھٹا نیوالا چڑیون کو بہت بہت
کہ یعنی در جہان آسودگی کو
کہ یعنی جہان مین آرام کہان ہے
کہ خوش آن کو غم این باغ کم خورد
کہ اچھا ہو وہ شخص جسنے غم اس باغ کا کم کھایا
کزین چنبر کسے نا رد برون سر
کہ اس حلقے سے کوئی سر باہر نہ لاوے
بیا و از خزان گیر اعتبارش
آو اور خزان سے لے عبرت اُس سے
ببین رخ زردی برگ رزان را
دیکھ زردی منہ انگور کی پتیون کی
کہ یار از یار و جفت از جفت طاقست
کہ یار یار سے اور جوڑا جو سے رہے جدا ہو
کہ دوری بعد نزدیکی ضروریست
کہ دوری بعد نزدیکی کے ضروری ہے
سیہ پوش آمدہ در ماتمش زاغ
سیاہ پوش ہوا اُس کے ماتم مین کوا
دم طاؤس را پائے کلاغے
مور کی دم پر پانون ایک کوے کا
ز خیمہ رفت پوشش نارون را
خیمے سے گیا لباس نارون کا
کہ می بخشد نوے باغ کہن را
کہ بخشتا ہے تازگی پُرانے باغ کو

کوکو بفتح کاف عربی بمعنی آواز فاختہ اور قمری کی اور کو کے معنی کہان ۱۲ ہزار اول بمعنی بلبل اور دوسرے ہزار کے معنی اعداد شمار کے اور اہل باغ ہزار و دینار ۱۲

مطوق بصیغۂ اسم مفعول کا اور طوق بالفتح ... بالفتح سکا زیور اور چنبر بالفتح حرف کا اور حلقہ کے معنی دائرہ ... ۱۲

زاغ ... ۱۲

عور ... ۱۲

نارون ... ۱۲

درونش را چو وقت خنده بینی
اُس کے دل کو جب ہنسی کے وقت دیکھے تو
بہ آن خوبان بستان را شمامہ
یہی کے اُس باغ کے معشوقون کی خوشبو نے
نشستہ بر رخ زر روش غبار ست
بیٹھا اس کے زرد چہرے پر غبار ہے
ز روسختی تیغ ور آب منہل
منہ کی سختی سے برف پانی کے چشمے مین
چنار ار دستبرد بردو ید ے
چنار اگر جاڑا کی جاڑے سے دیکھنا
نکردی دست خود را تابہ اکنون
نکرتا اپنے ہاتھ کو اب تک
بہار آنست عالم را خزان این
بہار وہ ہے جہان کی اور خزان یہ ہے
درین غمخانہ بیغم چون زید کس
اس غمخانے یعنی دنیا مین کیونکر جیے کوئی
بگیتی در نشان خرمی نیست
جہان مین نشان خوشی کا نہین ہے
نباشد سر پر از ناز جیبے
نہووے سر بھرا ہوا ناز جیب سے
دل از اندیشہ شادے تہی کن
دل کو خوشی کی فکر سے خالی کر
بداغ نامرادے شاد میباش
نامرادی کے داغ سے خوش رہ
ز ہر چیزے کہ افتد دلپسندت
جس چیز سے کہ تیرے دل کو پسند پڑے

بصد پرکالہ خون آگندہ بینی
سو ٹکڑے خون کے بھرے دیکھے تو
ز رعنائے معصفر کردہ جامہ
رعنائی سے سُرخ رنگے کپڑے
ہمانا ماندہ دور از روی یارست
تحقیق کر یار اس سے دور رہا ہے
شدہ باد از زرہ سازی معطل
ہوئی ہوا زرہ بنانے سے بیکار
بباغ آوازہ سرما شنیدے
باغ مین آوازہ سردی کا سُنتا
ز بیم از آستین شاخ بیرون
خوف سے آستین کی شاخ سے باہر
از نیست آن غم افزا تر ازان این
اس سے وہ غم بڑھانیوالی زیادہ اور اُس سے یہ
ز گریہ دیدہ بے نم چون زید کس
رونے سے بغیر آنکھ کو تر کیے کیونکر جیے کوئی
وگر باشد نصیب آدمی نیست
اور جو ہووے آدمی کو نصیب نہین ہر
نصیب آدمی جز بی نصیبی
آدمی کا نصیب سوا بدنصیبی کے
دماغ از فکر آزادی تہی کن
دماغ کو آزادی کی فکر سے خالی کر
بغل بندگی آزاد می باش
طوق بندگی سے آزاد رہ
کند خاطر بہ مہر خویش بندت
کرے تیرے دل کو اپنی محبت مین قید

بصد حسرت بریدن خواہی آخر
سو افسوس سے آخر کو توڑ دے گا تو
کشادہ دستی واز پابند بگسل
کھول ایک ہاتھ اور پانون سے بڑی توڑ
وگر تو نگسلے انکس کہ بستست
اور اگر تو نہ توڑے گا جس نے کر باندھا ہے
تو غافل خفتہ او ایستادہ
تو غافل سو رہا ہے اور وہ کھڑا ہوا
در آورد از درستی پا بسنگت
لایا جوانی سے پانون تیرا پتھر مین یعنی بھاری
عصا گیرے بکف گاہ روانی
لاٹھی پکڑتا ہے تو وقت چلنے کے
چو صرصر تازہ شاخی را زبن کند
جب آندھی نے کسی تازہ یعنی ہری ڈالی کو اکھیڑا
بزورت پنجہ طاقت زبون کرد
زور نے تیرے پنجہ طاقت کو عاجز کیا
بری دستی سوئے ہر کار پیوست
ہر ایک کام کی طرف ہمیشہ ایک ہاتھ لیجاتا ہے تو
چو رفت از دست بیرون زور پنجہ
جب گیا ہاتھ سے باہر زور پنجہ کا
ز چشمت برد نقد روشنائی
تیری آنکھ سے نقد روشنی کا لے گیا
چو در بینش ترا نیست سیرت
جب بینائی مین تیرا یہ ہے طور یعنی
پی چشمانت دہد کوری و تنگی
اپنی آنکھون کے لیے تنگی اور اندھے پن مین

غم ہجرش کشیدن خواہی آخر
غم اسکی جدائی کا آخر کو کھینچے گا تو
وزین بیجا اصلان پیوند بگسل
اور ان بیکار چیزون سے تعلق توڑ
پی بگسستنش بکشادہ دستست
واسطے توڑنے کے اسکے ہاتھ کھلے ہوئے ہین
یکایک می ستاند انچہ دادہ
ایک ایک لیتا ہے جو کچھ دیا ہے
بہ میدان روائی ساخت لنگت
حاجت روائی کے میدان مین عاجز کیا تجکو
کہ لنگے را برہوارے نمائی
کہ لنگڑا بن راہ چلنے مین دکھلاوے تو
بچوب خشک نتوان کرد پیوند
سوکھی لکڑی سے نہین ممکن ہے جوڑنا
ز دستت نقد گیرائی برون کرد
تیرے ہاتھ سے نقد پکڑ لینے کا باہر کر دیا
ولی کاریت بر می ناید از دست
لیکن تیرے ہاتھ سے کوئی کام بر نہین آتا ہے
مکن خود را بزور پنجہ رنجہ
مت کر آپ کو پنجہ کے زور سے رنجیدہ
تو از بی بینش سرمہ چہ سائی
تو اندھے پن سے اسکو سرمہ کیا لگاتا ہے تو
مکش سرمہ بجز چشم بصیرت
مت لگا تو سرمہ سوا آنکھ بینائی کے
چہ سازی چارہ از چشم فرنگی
کیا کرتا ہے تو تدبیر عینک کی

سلہ بیجا اصلان دنیا کی چیزون سے
سلہ نہین ہے
سلہ اور ایستادہ یعنی خدا تعالی
فائدہ

ز سیمین سین که سمیت را جلی بود
چاندی کے دانتوں سے کہ تیرے منھ کے زیور تھے
دران عقدت چنان کسری فتاده
اس لڑی میں ایک ایسی شکست پڑی
ز نادانی که نطق و خموشے
نادانی سے وقت بات کرنے اور چپ رہنے کے
بدین آئین ز بس سختی و سستی
اسی طریقے سے نہایت سختی اور سستی سے
تو بینی هر شکستے را ز جائے
تو دیکھے جس شکست کو کسی جگہ سے
هر چه از تن شود کم یا ز جانت
جو کچھ بدن یا جان تیری سے کم ہو جاتا ہے
ز طبعت هرگز ایمعنی نزادست
تیری طبیعت سے کبھی یہ بات پیدا نہیں ہوتی ہے
جهان را کرده بر خویشتن تنگ
جہان کو اپنے اوپر تنگ کیا ہے تو نے
نه واقف که دیگر عالمی هست
تو واقف نہیں ہے کہ ایک اور عالم بھی ہے
از ان ترسم که چون مرگ آیدت پیش
اس سے ڈرتا ہوں میں کہ جب موت تیرے آگے آوے
دل و جان پر از صد گونه وسواس
دل اور جان سو طرح کے خوف سے بھری ہوئی
شود حیرت ز جام مرگ ساقے
ہو آسمان تیری موت کے پیالے کا ساقی
شنیدستم که جالینوس کز دل
سنا ہے میں نے کہ جالینوس نے کہ دل سے

چو لب عقد شمارش لام و بے بود
مانند لڑی ہونٹھ کے شمار اسکا بتیس تھا
که کس را نیست زان کسری زیاده
کہ کسی کو اس سے زیادہ شکست نہیں ہے
کنی آنرا ز لبها پرده پوشے
لبوں سے اونکی پردہ پوشی کرتا ہے تو
فتاده صد شکست در درستی
پڑی سو شکست تیری درستی میں
بهر جایش گیری ماجرائے
ہر جگہ سمجھے تو ایک ماجرا یعنی گذرا ہوا حال
باسباب جهان افتد گمانت
جہان کے اسباب پر پڑتا ہے گمان تجکو
که آنرا می برد آنکس که دادست
کہ اسکو لیجاتا ہے وہ شخص جس نے دیا ہے
نداری در جهان دیگر آهنگ
نہیں رکھتا ہے تو ارادہ دوسرے جہان یعنی عدم کا
کز انجا خاست گر بیش و کمی هست
کہ اسی جگہ سے پیدا ہوا جو کچھ کم و بیش ہے
نیاری کندن از عالم دل خویش
نہ کھود سکے یعنی اٹھا سکے تو جہان سے دل اپنا
روی بیرون ز عالم ناکس اندیش
باہر جائیگا تو جہان اوندھے سے
هنوزت میل این ویرانه باقے
ابھی تجکو اس ویرانے کی خواہش باقی ہے
نزد نورے ... عالم ...
نہ ظاہر ہوا اس کو کوئی بھید جہان میں

چنین گفتست چون جانش رسیده
ایسا کہا ہے جب جان اُسکی پہونچی

ز فرج استرم یک فرجہ بودے
فرج خچر سے میرے ایک سوراخ تھا

گشاد دل نبودش چون میسر
کشادگی دل کی جو اُس کو میسر نہ تھی

رہی بگشا درین کاخ دل افروز
ایک راہ کھول اس دل روشن کرنیوالے محل مین

نیاید در دلت ہرگز کہ گاہے
نہین آتا ہو کبھی تیرے دل مین کہ کسی وقت

ادیم خاک کفش پافشارست
جو سر زمین کا جوتے کی جھاڑی ہوئی خاک ہو

بہ آن گلین کفش را از پا فشانے
بہتر یہ ہو کہ اس جوتے کو پانون سے اُتارے تو

برافگن پردۂ افلاک از پیش
ڈال پردہ آسمانون کا آگے سے

برون از پردۂ نا محدود نوریست
باہر پردے کے ایک بے انتہا نور ہے

دران لمعہ ز ہر امید گم شو
اُسکی یا ہر روشنی مین ہر امید سے گم ہو جا

چو گم گشتی در و یابی رہائے
جو گم ہووے تو اُسمین پاوے تو خلاصی

بلب گاہی کاشکے پیش دو دیدہ
لب بلکہ ای کاشکے آگے دونو گرن آنکھون کے

کہ عالم زان پس از مرگم نمودے
کہ جہان بعد مرجانے کے اُس سے مجکو دکھلائی دیتا

فرج را فرجہ جست از فرج استر
کشادگی کے لیے سوراخ ڈھونڈھا فرج خچر سے

کہ نزہتگاہ فردا بینے امروز
کہ تازگی کی جگہ کل کی دیکھے تو آج کے دن

کنی در حال این عالم نگاہے
کرے تو اس جہان کے حال پر ایک نگاہ

درو صد گونہ سختی ریگ دارست
اُسمین سو طرح کی سختیان ریت کے مانند ہین

وگرنہ خستہ پا در رہ بمانے
اور جو نہین ننگے پانون راہ مین رہجایگا تو

مباش از پردگی محروم ازین بیش
مت ہو پردہ والے سے بے نصیب اس سے زیادہ

کزان ہر لمعہ خورشید سروریست
کہ اُسکی ہر روشنی ایک خوشی کا آفتاب ہے

بسان ذرہ در خورشید گم شو
مثل ذرے کے آفتاب مین گم ہو جا

نہ درد فرقت و داغ جدائے
درد جدائی اور داغ جدائی سے

پند دادن و بند نہادن مر فرزند ارجمند را در کسب کمالات مستعد باشد

نصیحت کرنا اور قید کرنا خاص بزرگ لڑکے کو کہ کمالات حاصل کرنے مین مستعد رہے

تولاکٔ اللہ اے فرزانہ فرزند
دوست رکھے خدا تجھکو اے عقلمند لڑکے
نگہدار تو باد از بد خداوند
نگہبان تیرا بدی سے رہے خدا

ز ہر پندت دہاد آن بہرہ مندے
ہر نصیحت سے تجھکو وہ نصیبہ وری دے
کہ وقت حاجت آنرا کار بندے
کہ ضرورت کے وقت اُسپر عمل کرے تو

مرا ہفتاد شد سال و ترا ہفت
مجھکو ستر برس گذرے اور تجھکو سات
ترا اقبال مے آید مرا رفت
تیرا اقبال آتا ہے اور میرا گیا

پریشانم ز عمر رفتۂ خویش
پریشان ہون مین اپنی گذری ہوئی عمر سے
ملول از سال و ماہ و ہفتہ خویش
رنجیدہ برس اور مہینون اور ہفتون اپنے سے

ز من کشتی کہ کار آید نیاید
مجھ سے وہ کھیتی کہ کام آوے نہین ہوتی ہے
گلے کافزون ز خار آید نیاید
جو پھول کہ زیادہ کانٹے سے پیدا ہوتا ہے نہین ہوتا ہے

چہ سود اکنون کہ کار از دست رفتست
اب کیا فائدہ کہ کام ہاتھ سے نکل گیا ہے
زمام اختیار از دست رفتست
باگ اختیار کی ہاتھ سے نکل گئی ہے

تو جہدی کن کہ در کف مایہ دارے
تو کچھ کوشش کر کہ پونجی ہاتھ مین رکھتا ہے تو
بفرق از چتر دولت سایہ دارے
سر پر دولت کے چتر کا سایہ رکھتا ہے تو

بکن کارے کہ سودے دارد آخر
وہ کام کر جو فائدہ آخر کار ہے
بسر باران جودے بارد آخر
سر پر مینہہ ایک بخشش کا برساویگا آخر کو

نخست از کسب دانش بہرہ ور شو
پہلے عقل کے حاصل کرنے سے نصیبہ ور ہو
ز جہل آباد نادانے بدر شو
نادانی کے شہر سے باہر نکل

بود معلوم ہر آزاد و بندہ
ہر ایک آزاد اور پابند کو معلوم ہے
کہ نادان مردہ و دانا ست زندہ
کہ نادان مردہ ہے اور دانا زندہ ہے

کسے کو دعوے فرزانگے کرد
جو شخص کہ اُس نے دعوے عقلمندی کا کیا
کجا با مردگان ہمخانگے کرد
کہان مردون کے ساتھ رہا

ولیکن پا بدانش نہ درین راہ
ولیکن دانائی سے قدم اس راہ مین رکھ
کہ علم آمد فراوان عمر کوتاہ
کہ علم بہت آیا یعنی ہے اور عمر کم پیدا ہوئی

چو کسب علم کردی در عمل کوش
جب علم حاصل کیا تو عمل کرنے مین کوشش کر
کہ علم بے عمل زہریست بی نوش
کہ علم بے عمل ایک زہر بغیر نوشدارو یعنی لاعلاج ہے

چہ حاصل زانکہ دانے کیمیا را
کیا فائدہ اُس سے کہ تو کیمیا جانتا ہے

مس خود را نکردے زر سارا
اپنے تانبے کو خالص سونا نہ بنایا تو نے

ز توفیق عمل چون خلعتِ خاص
عمل کی مدد سے جب خلعت خاص

رسد آنرا معطر کن باخلاص
پہونچے اُس کو اخلاص کے عطر سے لبا[س]

عمل کز معنی اخلاص عاریست
جو عمل کہ اخلاص کے معنی سے خالی ہے

بنزد پختہ کاران خام کاریست
عقلمندون کے نزدیک نادانی ہے

ز کاری خام کس سودی ندارد
کسی کا ناقص کام کچھ فائدہ نہین رکھتا ہے

چو حلوا خام باشد علت آرد
جو حلوا کچا ہوتا ہے بیماری لاتا ہے

چو اخلاص آوری میباش آگاہ
جب اخلاص لاوے خبردار رہ

کہ باشد صد خطر ز اخلاص در راہ
کہ ہوتے ہین سو خوف اخلاص کی راہ مین

بخوش پوشی و خوشخواری مکن خوی
اچھے کھانے اور اچھے پہننے کی عادت مت کر

بتاب از راحت پشت و شکم روی
پیٹھ اور پیٹ کے آرام سے منھ پھیر

غرض از جامہ دفع حر و برد است
غرض کپڑے سے دور کرنا گرمی اور سردی کا ہے

ندارد میل زینت ہر کہ مرد است
زینت کی خواہش نہین رکھتا ہے جو شخص مرد ہے

چو افتد بر خشن پوشی قرارت
جب تیری عادت موٹا کپڑا پہننے کی ہو جاوے

بود ز آفات چون قنفذ حصارت
ساہی کی طرح تجکو آفتون سے قلعہ ہو جاوے

چو روبہ گر شوی از نرم شادان
لومڑی کیطرح اگر تو نرم پوشاک سے خوش ہوگا تو

کشندت پوست از سر سگ نہادان
تیری کھال سر سے کھینچینگے کتے کے خصلت والے

بشہد ی مکن ہمچون مگس جہد
مٹھائی کی طرف مکھی کی طرح کوشش مت کر

کہ آخر بند بر پایت نہد شہد
کہ آخر تجکو بیڑی رکھیگا شہد تیرے پانون پر

بتلخی شاد زی زین بحر خونخوار
کڑوی چیز سے خوش رہ اس خونخوار دریا مین

کہ تا گنج گہر گردی صدف وار
تا کہ خزانہ موتی کا ہو جاوے تو مثل سیپی کے

ز خوان ہر کسی کالائی انگشت
جسکے خوان مین انگلیان ڈبو دے یعنی کھاوے تو

بآزار وی انگشتان مکن مشت
اُسکے ایذا دینے مین انگلیون کو گھونسا مت بنا

نمک را چون کنی در خورد خود صرف
جسکا نمک اپنے کھانے مین صرف کرتا ہے تو

نمکدان را منہ انگشت بر حرف
نمکدان کے لیے عیب لگانے کی انگلی مت اٹھا یعنی اسکو فرامت کہہ

علت کے معنی بیماری ... حر بالفتح گرمی اور برد سردی

با احسان بر احبا دست بکشای

دوستون پر نیکی کرنے کا ہاتھ کھول

مده شان قرض و مستان نیم حبہ

نہ اُن کو قرض دے اور نہ اُنسے نصف حبہ لے

ببخشش باش از ایشان بار بردار

بخشش مین اُنکی برداشت کرنے والا رہ

چنان نہ لیک در بخششگری گام

لیکن بخشش مین ایسی طرح قدم رکھ

برائے دوستان جان را فدا کن

دوستون کے لیے جان کو قربان کر

کہ باشد دوست آن یار خدائے

کہ ہو وہ دوست مرد خدا یعنی خدا ترس

کشد بار تو چون باشے گرانبار

اُٹھاوے گا بوجھ تیرا جب تو بوجھل ہو جاویگا

بنا خوش کارہا گیرد خوشت دست

بُرے کامون سے اچھی طرح تیرا ہاتھ پکڑ لے گا

ز آلایش چو گردد دستگیرت

آلودگی سے جب تیرا مددگار ہووے

بکار نیک گردد یاور تو

نیک کامون مین ترا مددگار ہووے

چنین یاری کہ یابی خاک او شو

جس ایسے یار کو پاوے تو اُس کی خاک ہو جا

وگرنہ روی در دیوار خود باش

اور جو نہین اپنا منھ دیوار مین کیے رہ

ز غمہائے زمانہ شاد بنشین

زمانے کے غمون سے خوش بیٹھ

منہ در تنگنائے مدخلی پائے

کنجوسی کے کوچے مین قدم مت رکھ

فان القرض مقراض المحبۃ

پس تحقیق کہ قرض مقراض محبت کی ہے

مساز از وام داری شان گرانبار

قرض دینے سے اُنکو بوجھل مت کر

کہ بر گردن نباید بارت از وام

کہ تیری گردن پر قرض کا بوجھ نہ پڑے

ولیکن دوست از دشمن جدا کن

لیکن دوست کو دشمن سے علیحدہ کر یعنی پہچان

دلش روشن ز نور آشنائے

دل اُسکا آشنائی کے نور سے روشن ہو

کند کار تو چون گردی زیانکار

کریگا کام تیرا جب تو خراب حال ہوجائے گا

کند ز آب نصیحت آتشت پست

نصیحت کے پانی سے تیری آگ بجھا دیگا

بر آرد پاک چون موی از خمیرت

صاف نکالے تجکو بال کی طرح خمیر سے

بہ کوئے نیکنامے رہبر تو

نیکنامی کی گلی مین تیرا رہنما ہووے

اسیر حلقہ فتراک او شو

گرفتار اُس کے شکاربند کے حلقے کا ہو

ببر ز اغیار و یار غار خود باش

قطع کر غیرون سے اور یار اپنے یار کا رہ

ز اندوہ جہان آزاد بنشین

جہان کے رنج سے بے فکر بیٹھ

فراوان شغلها را اندکی کن
بہت شغلون مین کمی کر

اگر باشد شبِ تاریک وگر روز
اگر اندھیری رات ہو اور یا دن

دگر ناید ترا این دولت از دست
اور جو تیرے ہاتھ سے یہ دولت نہ پیدا ہو سکے

بکش زین کارخانہ در کتب روی
اس کارخانے سے کتابون مین متوجہ ہو

ز دانایان بود این نکتہ مشہور
عقلمندون سے یہ نکتہ مشہور ہے

انیس کنج تنہائی کتاب ست
غمخوار گوشۂ تنہائی کی کتاب ہے

بود بی مزد و منت اوستادے
ہوگی بے مزدوری اور احسان کی ایک اُستاد

ندیمی مغز داری پوست پوشی
ایک مصاحب مغز رکھنے والا پوست پہننے والا

درونش ہمچو غنچہ از ورق پُر
دل اسکا کلی کی طرح ورقون سے بھرا ہوا

عماری کردہ از رنگین ادیمت
عماری اپنی یعنی جلد بنائی رنگین چرسے سے

ہمہ مشکین عذاران توی بر توے
سب سیاہ رخسارے تہ بتہ یعنی مسلسل

زیکرنگی ہمہ ہم روی و ہم پشت
یکرنگی سے سب منھ سے منھ پیٹھ سے پیٹھ لائے

بتقریر لطایف در کشایند
لطیفون کے بیان کرنے مین دروازہ کھولتے ہین

ز عالم روی شغل اندکی کن
جہان کے کامون سے منھ ایک طرف کر

بہر وقتیکہ باشد دل درو دوز
جس وقت ہو دل اسمین لگاؤ

نشاید عارِ بیکاری بخود بست
شرم بیکاری کی اپنے اوپر باندھنا یعنی گوارا کرنا نچاہیے

خیال خویش را دہ با کتب خوے
اپنے خیال کو کتابون کی طرف توجہ دے

کہ دانش در کتب ز اناست در گوہ
کہ دانائی کتاب مین اور عقلمند قبر مین

فروغ صبح دانائی کتاب ست
روشنی صبح دانائی کی کتاب ہے

ز دانش بخشدت ہر دم کشائے
عقل سے ہر دم تجکو کشایش بخشنے کی

بسر کار دانائے خموشی
کام جاننے کے بھید مین ایک چپ بیٹھنے والی

بقیمت ہر ورق زان یک طبق دُر
قیمت مین ہر ورق اسکا ایک طباق موتی کا

دو صد گل پیرہن در وی مقیمت
دو سو پھول سے لباس یعنی معشوق اسمین مقیم

ز بس رقت نہادہ وی بر روے
رونے کی زیادتی سے منھ پر منھ رکھے ہوئے

کی ایشان ز انہد کس بر لب انگشت
کب انکے لیے رکھے کوئی لب پر انگلی

ہزاران گوہر معنی نمایند
ہزارون موتی حقیقت کے دکھلاتے ہین

گہی اسرار قرآن باز گویند
کبھی بھید قرآن کا ظاہر کرتے ہین

گہی باشند چون صافی دلان
کبھی مثل صاف دل لوگون کے ہوتے ہین

گہی آرند در طی عبارات
کبھی عبارت کی پیچیدگی مین لاتے ہین

گہی از رفتگان تاریخ خوانند
کبھی گذرے ہوے حالات بتاتی ہین

گہی ریزند از دریای اشعار
کبھی گراتی ہین اشعار کے دریا سے

بہر یک زین مقاصد چون نہی گوش
انکے ہر ایک مقصد کو جو سنا تو نے

گرت نبود بکلی سوی او روی
اگر تیری توجہ اس طرف پوری نہ ہو

بر از دل چو بکشائی لب خویش
دل کے بھید مین جب اپنا لب کھولے تو

چو آید از قفس مرغی بپرواز
جب کوئی چڑیا پنجڑے سے اوڑ جاتی ہے

درونت تیرہ از میل زخارف
دل تیرا تاریک مال کی خواہش سے

معارف گرچہ مو باریک باشد
معرفتین اگرچہ بال کے برابر باریک ہون

مکن با صوفیان خام یاری
کچے صوفیون سے یاری مت کر

طریق پختہ کاری را ندانند
عقلمندون کی راہ کو نہین جانتے ہین

گہ از قول پیمبر راز گویند
کبھی قول پیغمبر یعنی حدیث کے رموز سمجھاتی ہین

بانوار حقایق رہنمونان
حقیقت کے نور کی راہ بتلانے والی

بحکمتہای یونانی اشارات
یونانی حکمتون سے اشارے

کہ از آیندہ اخبارت رسانند
کبھی آنے والی باتون سے تجکو خبر دیتی ہین

بجیب عقل گوہرہای اسرار
عقل کی جیب مین موتی بھید کے

مکن از مقصد اصلی فراموش
مقصد اصلی سے فراموشی مت کر

مکن باری ازو خالی تگ و پوی
مت کر اس سے خالی کسی وقت دوڑ دھوپ

نخست از خیر و شر آن بیندیش
پہلے اسکی برائی اور بھلائی مین فکر کر

دگر مشکل بود آوردنش باز
پھر اسکا لانا مشکل ہو جاتا ہے

زبان بکشای در شرح معارف
زبان مت کھول معرفت کے بیان مین

چہ حاصل زان چو دل تاریک باشد
کیا فائدہ اس سے جب دل تاریک ہووے

کہ باشد کار خامان خام کاری
کہ ہوتا ہے کام احمقون کا احمقی

بخامی میوہ از باغت فشانند
کچے پن سے میوہ تیرے باغ کا تو [illegible]

زاصل خویش آن میوہ بریدہ
اپنی جڑ سے وہ میوہ ٹوٹا ہوا

منہ دستش تہی از سیم و از زر
ہاتھ کوئی چاندی اور سونے سے خالی مت رکھو

چو در دستش نہی دست ارادت
جب اُسکے ہاتھ مین ہاتھ اعتقاد کا رکھے تو

چو عیسیٰؑ گر توانی خفت بی جفت
مثل عیسیٰ کے اگر سکے تو بغیر بی بی کے سونا

ز دیدہ خواب راحت دور کردن
آنکھون سے نیند راحت کی دور کرنا

بگلخن پشت بر خاکستر گرم
بھاڑ کی گرم راکھ پر پیٹھ

اگر ترسی کہ ناگہ نفس خودکام
اگر ڈرتا ہے کہ ایکبارگے نفس خود مطلب

ز زن کردن بنہ بندیش برپاے
شادی کرنے سے اُسکے پانون بیڑی رکھ

بدین نیت در ہر زن کہ کوبے
اس ارادے مین جس عورت کا دروازہ ٹھونکے تو

زنی کش سرخروئی از عفافست
جو عورت کہ اُسکی سرخروئی پاکدامنی سے ہو

دران حلہ جمال خود دارد
اس لباس مین حسن غور کا رکھتی ہو

بود قرب سلاطین آتش تیز
نزدیکی بادشاہون کی ہوتی ہے تیز آگ

چو آتش بر فروزد مشعل نور
جب آگ روشن کرے مشعل نور کے

بماند تا قیامت نارسیدہ
قیامت تک رہے گا کچا

بجز در دست پیر مہر پرور
سوا ہاتھ ایک مرشد محبت کرنے والے کے

بدست آید ترا گنج سعادت
تیرے ہاتھ مین خزانہ

مدہ نقد تجرد از کف مفت
مجرد ہونے کی پونجی ہاتھ سے مفت مت کھو

بہ از ہمخوابگی با حور کردن
بہتر حورون کے ہم بستری کرنے سے

بہ از پہلوے زن بر بستر نرم
بہتر عورت کے پہلو سے نرم بچھونے پر

بمیدان خطاکاری نہد گام
گناہگاری کے میدان مین قدم رکھے گا

کہ نتواند دگر جنبیدن از جاے
کہ پھر جگہ سے ہل نہ سکے

صلاح نفس جو اول نہ خوبے
اسکی نفس کی صلاح ڈھونڈھ نہین خوبصورتی

ہمین گلگونہ روپش کفاف ست
یہی اُسکے منھ کے لیے روغن کافی ہے

کہ از نامحرمان مستور دارد
جو نامحرمون سے پوشیدہ رہتی ہو

ازان آتش لبان دود بگریز
اُس آگ سے دھوئین کی طرح بھاگ

ازان میگیر بہرہ لیک از دور
اُس سے مقصد حاصل کر لیکن دور سے

ازان ترسم که چون نزدیک رانے
اس سے ڈرتا ہون کہ جب نزدیک جائیگا تو

منه پا منصبے را درمیانه
مت قدم رکھو ایسے منصب کے درمیان

ز آسودن بر آن مسند بپرهیز
اس مسند پر آرام کرنے سے پرہیز کر

ز منصب روی در بی منصبے به
منصب سے بے منصبی مین متوجہ ہو

ز نخوت پاک کن اندیشه خویش
غرور سے اپنا خیال صاف کر

چو خوشه خویش را از سرکشی پاس
بالی جو آپ کو سر اٹھانے سے محفوظ

چو خود را دانه بر خاک افگند خوار
دانہ جب آپکو خاک پر ذلیل ڈالدیتا ہے

طلب میکن بصدر ارجمندے
طلب کرتا رہ بزرگی کی مسند پر

عدو را بین که چون از بخت فیروز
دشمن کو دیکھ کہ جو نصیبے کی فتحمندی سے

مکن وعده اگر کردے وفا کن
وعدہ مت کر اگر تو نے کیا ہے پورا کر

از آن حضرت که فیاض وجود ست
اس درگاہ سے کہ فیض پہونچانیوالی آدمیونکی ہے

چو نادانان نه بند پدر باش
نادانون کی طرح باپ کی قید مین مت رہ

چو دود از روشنی بنود نشانمند
جو دھوان روشنی سے نشان بنانے والا ہو

ز نور زندگی تاریک مانے
زندگی کے نور سے اندھیارہ رہیگا تو

که عزل و نصب اگر زی نشانه
کہ موتوفی اور بحالی کا نشانہ بنجائیگا تو

که گیرد دیگرے دستت که برخیز
کہ دوسرا تیرے ہاتھ پکڑکر اٹھادے

که از هر منصبے بے منصبے به
بلکہ ہر ایک ایسے منصب سے بے منصبی یعنی بیکاری بہتر ہے

تواضع کن بهر کس پیشه خویش
ہر شخص سے عاجزی اپنا پیشہ کر

نه دارد سر نهد از حضرت اس
نہ رکھے سر جھکادے ہننے کی چوٹ سے

زخاکش مرغ بردارد به منقار
خاک سے اسکو اٹھاتی ہے چڑیا چونچ مین

ز تعظیم فرودان سربلندے
نیچے بیٹھنا والون کی تعظیم سے سربلندی

شد از تقدیم صف افزونی اندوز
ہوا پہلے خالی رہتے سے زیادتی حاصل کرنیوالا

طریق بیوفائے را رہا کن
بے وفائی کے طریقے کو چھوڑ

خطاب جمله اوفوا بالعقود ست
سبھی سے خطاب اسکا وعدہ پورا کرنیکا ہے

پدر بگذار و فرزند هنر باش
باپ کی راہ چھوڑ ہنر کی فکر مین رہ

چه حاصل زانکه آتش راست فرزند
کیا فائدہ اس سے اگروہ آگ کا لڑکا ہے

مکن یادش مگر در خلوت خاص
یاد اسکی مت کر لیکن خلوت خاص مین
چو پندی بشنوی از پند فرمای
جب نصیحت سنے نصیحت کرنیوالے سے
نه چون نادان ز یک گوشش در آری
نہین مثل نادان کے کہ ایک کان سے اسکو سنے تو
نروید بی درنگی دانه از خاک
نہین اُگتا ہے بے تامل کے دانہ خاک سے
نباشد این مثل پوشیده بر کس
یہ مثل کسی پر پوشیدہ نہین ہے
چو دریای قدم جنبش نماید
جب دریا قدامت کا جنبش کرتا ہے
همان به کاندرین دیر مجازی
وہی بہتر کہ اس ظاہری تبخانے مین

که سازی شادیش از تکبیر و اخلاص
کہ اسکو خوش کرے تو تکبیر اور اخلاص سے
چو دانا بایدش در جان کنی جای
مثل دانا کے چاہیے اسکو جان مین جگہ دے تو
ز دیگر گوش بیرونش گذاری
دوسرے کان سے اُسکو باہر چھوڑے تو
نیابد قطره قدر گوهر پاک
نہین پاتا ہے قطرہ مرتبہ پاک موتی کا
که گر در خانه کس حرفی بود بس
کہ اگر گھر مین کوئی شخص ہر ایک طرف کافی ہو
ز بانگ غوک بی سامان چه آید
بے سامان مینڈھک کی آواز سے کیا پیدا ہوا
کند فضل خدایت چاره سازی
کرے مہربانی خدا کی تیری مدد

در مخاطبت نفس و ترقی دادن وی از حضیض
نفس سے خطاب کرنے اور ترقی دینے مین اس کو پستی
خویشتن داری بذروه بلند همتی
خود پسندی سے بلند ہمتی کی بلندی ہی مین

بکار پختگان رو آر جامی
عقلمندون کے کام مین متوجہ ہو جائے
چه باشد پختگی آزاده بودن
کیا عقلمندی ہو آزاد رہنا
نه بینی زیر این زنگار گون کاخ
نہ دیکھے گا تو نیچے اس سبز محل کے

مکن زین بیشتر در کار خامی
اس سے زیادہ کام مین نقصان مت کر
بخاک نیستی افتاده بودن
نیستی کی خاک پر پڑا رہنا
که از خامیست میوه بر سر شاخ
کہ کچے پن سے میوہ شاخ مین لگا ہے

بیفتد چون کند در پختگی رو
گر پڑتی ہے جب پکنے پر آ جاتی ہے

زخوان پختہ کاران توشہ گیر
عقلمندون کے خوان سے کچھ توشہ لے

طمع را از قناعت بیخ بر کن
صبر سے لالچ کی جڑ اکھاڑ

بشہرستان ہمت ساز خانہ
ہمت کے شہر مین مکان بنا

زبان مکشای در مدح زبونان
زبان مت کھول بروں کی تعریف مین

سران ملک را زن لیت یا نی
ملک کے سرداروں کو ایک ٹھوکر مار

نظر کن در فصول چارگانہ
نظر کر چار دن فصلون مین

ببین یکسان بہار و پار و امسال
دیکھ برابر بہار سال گذشتہ اور حال کی

میان ہر دو تابستان و دے نیز
درمیان دونون کے گرمی اور جاڑا بھی

نمی دانم درین شکل مدور
نہین جانتا ہون مین اس گھومے ہوئے شکل یعنی نو آسمان مین

مکرر گرچہ سحر آمیز باشد
دوبارہ اگرچہ جادو ملی ہوئی ہووے

زیان بگذار و فکر سود خود کن
نقصان کو چھوڑ اور اپنے فائدہ کی فکر کر

درون از شغل مشغولان بپرداز
دل کو شغل کام کرنیوالون سے آراستہ کر

نخوردہ سنگ طفلان جفا جو
بغیر شوخ لڑکون کے ڈھیلے کھائے ہوئے

ز سنگ انداز خامان گوشہ گیر
بیوقوفون کے ڈھیلا مارنے سے کنارہ پکڑ

طلب را از توکل شاخ بشکن
توکل سے خواہش کی شاخ کو توڑ

بعزلت گاہ عنقا آشیانہ
عنقا کے گھونسلے مین جو بنا

مکش از بہر یک نان ننگ دونان
ایک روٹی کے لیے کمینون سے شرمندگی مت اٹھا

قوی دستان گیتی را قفائی
جہان کے زور آورون کو دست گردنی

کہ می گردد پران دور زمانہ
کہ گردش کرتا ہے اس پر دور زمانے کا

خزان ہر دو را شکر بیک حال
دونون بہت بہا ان کو ایک حال مین

بدین منوال ممکن نیست تمییز
اسی طرح پر ممکن نہین ہے فرق کرنا

چرا شادی بدین وضع مکرر
اس دہری وضع سے کیون ہے خوش ہے تو

طبیعت را ملال انگیز باشد
طبیعت کو ملال دینے والی ہوتی ہے

ز ہستی روی در نابود خود کن
ہستی سے منھ اپنی نیستی مین کر

دل از مشغولی غولان بپرداز
دل کو غولون یعنی دنیا والون کی مشغولی سے خالی کر

فسون عشق بر دوران میاموز
عشق کے جادو خدا سے دوروں کو نہ بتلاؤ
ہمیدار از گزاف انفاس اپاس
ڈینگ سے نفس کو نگاہ رکھ
نفس کز روی آگاہی نیاید
جو دم کہ راہ خبرداری سے نہ آوے
چراغ زندگانی را بود تف
چراغ زندگی کے لیے ہوتی ہے سانس
جوانی تیرگی برد از دیارت
جوانی سیاہی لے گئی تیرے ملک سے
سر آمد ظلمت کوری و دوری
آخر ہوگئی تاریکی اندھے پن اور دوری کی
ازان ظلمت ندیدی ہیچ کامے
اس تاریکی یعنی جوانی سے نہ دیکھا تو نے کوئی مقصد
بود زین گام رہ آری بجاے
شاید اس قدم سے راہ کسی جگہ لیجاے تو
چہ رنگ آخر ترا از موسفیدے
کیا فائدہ آخر کو تیرے بال سفید ہونے سے
بدل گر نیست زان رنگت حجابی
اس رنگ سے اگر تیرے دل میں کوئی شرم نہیں ہے
ز پیری بر سرت برف نشستست
بڑھاپے سے تیرے سر پر برف نادر ہے
دران گریہ براہ عذرخواہی
اس کے رونے میں عذرخواہی کی راہ ہے
سیاہی گر ندانی شستن از دل
دل سے اگر سیاہی دھونا نہیں جانتا ہے تو

چراغ از بہر شب کوران میفروز
اندھوں کے لیے چراغ مت جلاؤ
کہ شرط رہرو آمد پاس انفاس
کہ شرط سالک کی آئی روکنا نفس کا
مزید عمر آگاہان نشاید
زیادتی عمر کی خبرداروں کا بجھا ہے
دماغ عقل را دود تاسف
دماغ عقل کے لیے دھواں افسوس کا
منور شد ز پیری روزگارت
روشن ہوا بڑھاپے سے زمانہ تیرا
بر آمد نیر الشیب نوری
نکلا ستارہ بڑھاپا نور پیری کا
بزن در پرتو این نور گامے
اس روشنی کے نور میں رکھ ایک قدم
کز انجا بشنوی بوے وفاے
کہ وہاں سے سونگھے تو ایک بو وفا کی
چو ندہد موسفیدے روسفیدے
جب بالوں کا سفید ہونا منہ اجیالا نہوتے دے
مکن ہمچون سیہ کاران خضابی
گنہگاروں کی طرح مت لگا تو کوئی خضاب
وزان غم گریۂ تو آب برفست
اور اس غم سے رونا تیرا برف کا پانی ہے
بآب برف شو از دل سیاہی
برف کے پانی یعنی آنسو سے دھو دل کی سیاہی
ندانم زین سیہ کاری چہ حاصل
نہیں جانتا ہوں میں اس گنہگاری سے کیا فائدہ

۵۱ دوران بالضم جمع دور کی یعنی خدا سے دور اور کوران شب مراد گمراہوں سے ہے ۱۲
۵۲ گزاف بکسر کاف کے معنی بیہودہ اور بالضم بھی درست ہے ۱۲
۵۳ تف بالفتح کے معنی گرمی اور منھ کی پھونک یعنی سانس کو کہتے ہیں
۵۴ ظلمت ...
۵۵ ...
۵۶ ...

قلم افگن که دستت رعشه دارست
قلم پھینک کہ تیرا ہاتھ رعشہ دار یعنی کانپ رہا ہے
چراغ فکر را تابی نماندست
چراغ فکر مین کوئی روشنی نہین رہی ہے
نہ بینم از چنان فرخندہ باغی
نہین دیکھتا ہون مین ایسی ایک مبارک باغ سے
بدین پاره طاؤسان چه پوئی
اس پانون سے چال مورون کی کیا چلتا ہے تو
خلاصی جستن ست از وہم و پندار
نجات پانا اس سے وہم اور گمان سے ہے
نظامی کو و نظم دلکشایش
کہان نظامی اور اسکی دلکش نظم
درون پرده اکنون جای کرده
اب وہ پردے مین بیٹھ رہا یعنی مر گیا
نیابد بهره تا در پرده باشد
نہین حصہ پاتا ہے جبتک پردے مین رہتا ہے
نباشد آن سر الا من الی الله
نہووے وہ بھید لیکن خدا کی طرف سے
ولی کرده ازین پیغوله تنگ
لیکن کیا اس گوشہ تنگ یعنی دنیا سے
ازین دام گرفتاران رمیده
اس جال کے گرفتارون یعنی دنیادارون سے بھاگ کر
درون از نقش کثرت پاک شسته
دل کو نقش کثرت سے صاف دھویا
به پهلوی خود این دل را نیابی
اپنے پہلو مین اس دل کو نپاوے تو

ورق بر در که فکرت هرزه کارست
کاغذ پھاڑ کہ فکر تیری بیکار ہے
ریاض شعر را آبی نماندست
شاعری کے باغین کوئی تازگی نہین رہی ہے
ترا در دست جز پای کلاغی
تیرے ہاتھ مین سوا ایک کوے کے پانون کے
خلاص از حبس محبوسان چه جوئی
خلاصی بنیادارون کی قید سے کیا ڈھونڈھتا ہے تو
ز تحریر سطور و نظم اشعار
لکھنے سطرون نثر اور شعر نظم کرنے سے
تکلفهای طبع نکته زایش
اسکی باریکی پیدا کرنے والی طبیعت کے تکلف
وز و مانده همه بیرون پرده
اور اس مین سے سب یعنے شاعری اسکی باقی رہ گئی
جز آن سری که با خود برده باشد
سوا اس بھید کے کہ اپنے ساتھ لے گیا ہو
به قلب سالم ما سوی الله
سالم یعنی درست دل مین کوئی چیز سوا خدا کے
سوی فسحت سرای قدس آهنگ
طرف کشادہ گھر پاک کے ارادہ
به زیر دامن عرش آرمیده
نیچے دامن عرش کے آرام کیا
ز کثرت سر وحدت بار جسته
کثرت یعنی دنیا سے بھید وحدت کا ڈھونڈھا
چه باشد گر ز خود پهلو تابی
کیا خوب ہو جو آپ سے پہلو نہ پھیرے تو

نہی پہلو بمرد کاردانی
دیکھے تو تنہا طرف ایک دانا عقلمند مرد کے

چہ خوش گفت آن دل پر گنج عرفان
کیا اچھا کہا اس معرفت کے خزانہ بھرے دل نے

ہمے آید نماز از ہر زن پیر
ہو سکتی ہے نماز ہر بڈھیا عورت سے

ولی گر مردی آن راہی بدست آر
لیکن تو جو مرد ہے وہ راہ ہاتھ مین لا یعنی چل

چنان دل را کہ شرحش با تو گفتم
ایسے دل کو جسکا بیان تجھسے کیا مین نے

بجو از پہلوی پیر مکمل
ڈھونڈھ پیر کامل یعنی مرشد کے پہلو سے

میان کاردانان پہلوانی
واقفکاروں مین ایک پہلوان

کہ باشد روزہ داری صرفۂ نان
کہ ہوتی ہے روزہ داری خرچ کرنا یعنی بچون کا

کہ باشد شیوہ او عجز و تقصیر
کہ ہے طریقہ اس کا عاجزی اور کمی

کہ پیش کاردانان این بود کار
کہ آگے واقفکارون کے یہ کام ہو

بوصفش گوہر اسرار سفتم
اُسکی تعریف مین موتی بھید کے پرو دئے مین نے

کہ این باشد بدست آوردن دل
کہ یہی ہے حاصل کرنا دل کا

خاتمہ در شکر اتمام و تاریخ اختتام

خاتمہ بیچ شکر تمام ہونے اور تاریخ ختم ہونے

و دعای بعضی کرام ابقاہم اللہ تعالے

اور دعاے بعض بزرگون کے زندگی دے اُن کو خدا برتر

بحمد اللہ کہ برغم زمانہ
شکر ہے خدا کا کہ بر خلاف زمانے کے

دلم کز نظم سنجی در عنا بود
دل میرا کہ شعر کہنے سے رنجیدہ تھا

بیفگند از کف فکرت ترازو
ڈالی فکر کے ہاتھ سے ترازو

ز دیوار فراغت یافت پشتے
فراغت کی دیوار سے پائی مدد

بپایان آمد این دلکش فسانہ
انتہا کو پہونچا یہ دلچسپ قصہ

ز فکر قافیہ در تنگنا بود
قافیے کی فکر سے نہایت تنگ تھا

نشست از نظم سنجی سست بازو
بیٹھا شعر گوئی سے سست بازو ہوکر

براہ نرمی افتاد از درشتی
نرمی کی راہ مین آپڑا سختی سے

عرفان بالکسر کے معنی ہیں پہچاننا اور معنی معرفت ... [illegible]

خاتمہ ... [illegible]

سرم برداشت از زانو گرانی
میرے سر نے زانو سے اٹھایا بوجھ

سبک شد خاطر از بار نہانی
ہلکا ہوا دل پوشیدہ بوجھ سے

قلم آن فارس مرکب انامل
قلم وہ سوار یعنی انگلیوں کے گھوڑے کا

کہ کردی از عبش در رزم منزل
کہ کرتا تھا عبش سے رزم میں مقام

برزم از مقدمش ماندی اثرہا
رزم یعنی کاغذ پر اسکے آنیکے نشان یعنی حرف بنے رہتے

بجا حاضر دادی از غائب خبرہا
حاضر میں دیتا تھا غائب کی خبریں

پئے راحت ز مرکب شد پیادہ
آرام کے لیے گھوڑے سے پیدل ہوا یعنی ہاتھ سے رکھا

دراز افتاد بے مہد و وسادہ
لیٹ رہا بغیر گہوارے اور مسند کے

ز دست قلمزن تارکش پست
لکھنے کے ہاتھ سے سر اسکا پست یعنی جھکا

نہ گز لک را بود بر سر زنش دست
نہ چھری کو اسیر تراشنے کی ضرورت

دوات آن طبلۂ مشک خطائی
دوات وہ پٹاری مشک خطا کی

بامداد قلم و مشک سائی
قلم کی مدد سے مشک گھسنے یعنی لکھنے میں

دہان طبلہ را زد مہری از موم
پٹاری کے منہ کو بند کر دیا موم سے

کہ باشد دہان طبلہ مختوم
کہ بہتر ہے پٹاری کے منہ پر مہر لگا دینا

ورقہا از پریشانی رہیدند
ورق پریشانی یعنی کھلنے بند ہونے سے بچے

بدامن پائے جمعیت کشیدند
دامن میں پاؤں دلجمعی کا کھینچا یعنی لپیٹ رکھے

بسان گل دو صد برگست یک پوست
پھول کی طرح دو سو پتیاں ہیں اور ایک چھلکا

کہ تا کی برکند از ایشان فلک پوست
کہ کب تک کھینچے گا آسمان ان کی کھال

چو گل ہر دم رواج تازہ شان باد
پھول کیطرح ہر دم ان کو تازگی ہو جیو

ز پیوند بقا شیرازہ شان باد
باقی رہنے کے پیوند سے انکا شیرازہ ہو جیو

کتابی ہین بکلک صدق مرقوم
ایک سچے لکھنے والے قلم سے لکھی ہوئی

بنام عاشق و معشوق موسوم
عاشق اور معشوق کے نام سے کی گئی

ز نامش طوطی آسایم شکرخا
اسکے نام طوطی کے مانند ہونین میٹھی باتین کرنیوالا

چو بر خود نام یوسف با زلیخا
جو لیجاوین نام حضرت یوسف کا ساتھ زلیخا کے

بنام ایزد چہ خرم نو بہاریست
سبحان اللہ کیا تازہ اور سبز بہار ہے

کزو باغ ارم را خار خاریست
کہ اس سے باغ بہشت کو ایک کھٹک اور حسرت ہے

بود ہر داستان زو بوستانی
ہر داستان اُسکی ہووے ایک باغ
ہزاران تازہ گل دروی شگفتہ
ہزاروں تازہ پھول اُس میں کھلے ہوئے
چمنہائے معانی شاخ در شاخ
چمن معانی کے بہت طرح کے
خط مشکین اورا نوح کافور
خط سیاہ اُس کا اور پیشانی اُجلی
ہران حرفیکہ دروی چشمہ دار است
جو حرف کہ اسمیں چشمہ دار ہیں مثل صاد اور طاء کے
بہر سو جدول از ہر چشمہ سارے
ہر طرف جدول یعنی نالی ہر ایک چشمہ سار میں
خوشا آن رہرو کہ بخت سازگارش
اچھا وہ راہ چلنے والا کہ موافق نصیبہ اُسکا
نظر در آبش از دل غم بشوید
نظر اُسکے پانی میں غم دل سے دھوتی ہے
ز جانش سر زند ہر وفائی
اُسکے دل سے باہر نکلتا ہے ایک بھید وفا کا
ز موج بحر الطاف الٰہی
لہر دریائے مہربانیوں خدا سے
چو آرد تازہ گلہا را در آغوش
جو تازہ پھولوں کو گود میں لاوے
قلم نساجی این جنس فاخر
قلم نے کپڑا بننا اس قیمتی چیز یعنی اس کتاب کی تصنیف کو
کہ باشد بعد ازان سال مجدد
کہ ہوتا ہے بعد اُسکے سال نیا شروع

بہر بستان ز گلروئی نشانی
ہر باغ میں ایک معشوق کا نشان
دو صد نرگس بخواب ناز خفتہ
دو سو نرگس نازکی نیند میں سوئی ہوئیں
عبارا تش نوا سنجان گستاخ
آواز کرنیوالے یعنی جانوروں بولیاں تیز
چو دریائے درختان سایہ و نور
جیسے درختوں کے نیچے دھوپ در چھانوں
ز معنی موجزن یک چشمہ سار ست
معنی سے جوش مارنیوالا ایک چشمے کے مانند ہے
پر از آب لطافت جویبارے
بھری ہوئی لطافت کے پانی سے ایک نہر
نشاند بر لب آن جویبارش
بٹھلاوے اُس نہر کے کنارے اُسکو
غبارہ از خاطر درہم بشوید
غبار دل پریشان سے دھواتی ہے
ز جیب آرد برون دست دعائی
جیب سے باہر نکلتا ہے ایک ہاتھ دعا کے لیے
کند این تشنہ لب را قطرہ خواہی
کرے یہ پیاسا لب پر پانی مانگتا
نگردد باغبانش بروی فراموش
باغبان اُسپر یعنی اُس کو بھول نجائیگا
رسانید آخرش سالے باخر
آخر کو پہونچایا ایکسال کے ختم ہونے یعنی سلخ ماہ ذیحجہ سے آخر ذیحجہ سال دوم تک
نہم سال از نہم عشر از نہم صد
تو سو اٹھانوے ہجری سے نو سو ننانوے ہجری تک

تازہ گل مضمون تازہ اور معانی رنگین اس کتاب سے مراد ہے ۱۲
خط مشکین مراد خط سیاہ اس کتاب سے کہ لکھا ہی گئی اور بیع یعنی کافور مراد سپید کاغذ سے ہے یعنی خط سیاہ اس کتاب کا سپید کاغذ
مصنف رحمۃ [illegible]
[illegible] ۱۲

گرفتم بیت بیتش را شمارہ
لی مین نے بیتین اسکی شمار مین یعنی شمار کین مین نے

خداوندا بمردان رہ عشق
اے خدا طفیل مردون راہ عشق کے

کہ بادا این تو عروس حجلۂ غیب
کہ ہو یہ نئی دلھن پردۂ غیب سے

مبارک بر شہ و ارکان دولت
مبارک اوپر بادشاہ اور ارکان دولت

بتخصیص آن جوانمردی کش از دنیا
خاصکر اُس جوانمرد کو کہ اُسکا دنیا سے

ز بس در بیشۂ مردی دلیر است
ازبس کہ بہادری کے جنگل مین بہادر ہے

یکے دروازہ دوران کنندہ
ایک دروازہ زمانہ کے دوران سے اکھاڑ نیوالا یعنی علی درخیبر کن

برسم تعمیہ زان بردمش نام
تعمیہ کی طور پر اسکا نام لیگیا یعنی بیان کیا مین نے

وگرنہ کی توان از فہم و ادراک
اور جو نہین کب ہوسکتا تھا عقل اور دانائی سے

کند در شعر طبعش موشگافے
کرتی ہے اُس کی طبیعت شعر مین باریک بینی

نہد زین شعر مشکین دام دلہا
رکھے ان خوشبودار بالون یعنی اشعار سے جال دلون کا

دل عشاق ازان یک ماند در بند
دل عاشقونکا اس ایک یعنی زلف سے رہے قید مین

بذکرش ختم شد این روشن انفاس
اُسکے ذکر مین ختم ہوگئین یہ روشن انفاس یعنی یہ زمانہ

ہزار آمد و لیکن چار بارہ
ہزار آئین لیکن چار بار یعنی چار ہزار شعر ہوے

نہادہ بار در منزل گہ عشق
دخل رکھے ہوے مقام عشق مین

تہی دامان و جیب از وصلۂ عیب
خالی دامن اور جیب آمیزش عیب سے

غضنفر ہیبتان و شیر صولت
شیر کے دبدبے اور شیر کی ہیبت والون کے

لقب چون نام باشد شیر بر شیر
لقب جو نام رکھتا ہی شیر اوپر شیر کے یعنی شیر علی

ز مردان جہان نامش دو شیر است
جہان کے مردون سے نام اُسکا دو شیر یعنی شیر علی ہے

یکے سرپنجہ با گوران زنندہ
ایک سرپنجہ گورون سے لڑانیوالا یعنی جنگلی شیر

کہ ماند دور ازان اندیشۂ عام
کہ دور رہے اُس سے عام لوگون کا اندیشہ

بصد حقہ نہفت آن گوہر پاک
سو ڈبہ مین اُس پاک موتی کو چھپایا

وزان مو نوک کلکش شعر بافے
اور اُس بال سے نوک اُس کے قلم کی شعر بنانا

دہد از شعر شیرین کام دلہا
میٹھے اشعار سے دلونکا مقصد دے یعنی شیرین کرے

لب خوبان ازین یک در شکر خند
ہونٹھ معشوقونکا اس ایک یعنی کلام سے میٹھی باتین کرنیوالا

بسان نور منزل ختم بر ناس
مثل نور کے منزل آخری اوپر ناس کے

۴۰۰۰ یعنی چار ہزار شعر ... ۱۲ ... از مصنف ... ہندی مین ... ۱۲۳۵ ... در اول ... کی اور در دوم سے ... ۱۲ ... یعنی ... خیال ... ہیں

سبلی در بارگاه آدمیت
پیچ ہے بارگاہ آدمیت میں

ہمیشہ تا عطائے دو عالم
ہمیشہ جبتک بخشش گردش جہان کی

چنان دل با خدائی عالمش باد
ایسا دل اُسکا طرف خدائے جہان کے متوجہ ہو

سخن را از دعا دادی تمامے
کلام کو دعا سے دی تو نے تمامی یعنی تمام کیا

سیہ کاری مکن چون خامہ خویش
سیاہ کاری یعنی گناہگاری مثل اپنے قلم کے

ازان صحرا جو ادخامہ پی کن
اس جنگل سے گھوڑا قلم کا شودا دُ

جز او کم یافت راہ محرمیت
سوا اُسکے کم پائی کسی نے راہ واقفکاری کے

کند طبع لئیمان شاد و خرم
طبیعت کنجوسون کی کرے خوش اور خرم

کہ ناید از عطائے عالمش یاد
کہ جہان بھر کی بخشش سے اسکو یاد نہ آوے

بآمرزش زبان بکشای جامی
واسطے بخشائش کے اے جامی زبان کھول

بشو از چشم پر خون نامہ خویش
خون آلودہ آنکھ سے اپنا نامۂ اعمال دھو

وزین سودا سواد نامہ طی کن
اور اس سودے سے سیاہی نامۂ اعمال کی طے کر

زبان را گوشمال خامشے دہ
زبان کو خاموشی یعنی چپ رہنے کی گوشمالی دے

کہ بہت از ہر چہ گوئی خامشی بہ
کیونکہ جو کچھ کہتا ہی تو اُس سے خاموشی بہتر ہے

ذکر خیر نام نامی مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی

بیان نام مشہور جناب مولانا محمد عبد الرحمن تخلص جامی کا پاک ہووے بھید اُس بزرگ کے

اصل وے از اصفہان و مولدش بلدہ جام چنانکہ خود فرمودہ
اصل اُسکی ملک اصفہان سے اور پیدایش اُسکی قصبہ جام کی جیسا کہ خود فرمایا ہی

مولدم جام و رشحہ قلمم
پیدائش میری قصبۂ جام کی اور ریزش قلم میرے کی

زان سبب در جریدہ اشعار
اس سبب سے شاعری کے دفتر میں

جرعۂ جام شیخ الاسلامیست
گھونٹ پیالۂ شیخ الاسلام کا ہی یعنی مرید شیخ الاسلام کا ہون

بدو معنی تخلصم جامیست
جامی میرا تخلص دو معنی سے ہے

در عهد خویش مرجع خاص و عام بود بادشاه سلطان حسین در خدمت
اپنے زمانے مین جگہ رجوع ہونے خاص و عام کا تھا بادشاہ سلطان حسین خدمت مین
مولوی کمال عقیدت داشت و نظام الدین میر علی شیر که مطاع بادشاه
مولوی کی کمال عقیدہ رکھتا تھا اور نظام الدین میر علی شیر کہ اطاعت کیا گیا بادشاہ
بود مطیع او و از معتقدان اوست و در مثنویات خویش ستایش بسیار
کا تھا فرمان بردار اُس کا اور اس کے مریدون سے ہی اور اپنی مثنویون مین بہت تعریف
فرموده تصانیف عالیه او در اکثر علوم بر صفحهٔ روزگار یادگار است که
کی اُس کی بزرگ تصنیفین اکثر علوم مین زمانے کے صفحے پر یادگار ہین کہ
عددش پنجاه و چهار است موافق عدد اسم وی خلاصه که جناب
جن کی گنتی چون رسالے ہین موافق اس کے نام کے عدد کے خلاصہ یہ کہ جناب
مولانا را در فن سخنوری قدری بود که بتقریر نگنجد منظومات بسیار دارد ورا
مولانا ممدوح کو شاعری کے فن مین ایسا مرتبہ تھا کہ بیان مین نہین سماتا ہے بہت نظم رکھتے ہین سوائے
دیوان و مثنویات سبعه
دیوان اور سات مثنویون کے

تاریخ وفاتش از میر علی شیر
تاریخ اُس کے مرنے کی میر علی شیر سے

کاشف سر الهی بود بشک زان سبب
ظاہر کرنیوالا خدا کے بھید کا تھا بیشک اس سبب سے

گفت تاریخ وفاتش کاشف سر اله
کہی تاریخ اُسکے مرنے کی ظاہر کرنیوالا بھید خدا کا

منه
اسی سے

یا من بدا جمالک فی کل ما بدا
اے ذات کہ ظاہر ہوا جمال تیرا ہر مخلوق مین

بادا هزار جان مقدس ترا فدا
ہزار پاک جانین تجھپر قربان ہو جیو

بنالم از جدائی تو دمبدم چو نی
روتا ہون مین تیری جدائی مین ہر دم مثل بانسری کے

وین طرفه تر که از تو نیم یک نفس جدا
اور یہ تعجب زیادہ کہ تجھ سے مین ایکدم جدا نہین ہون

ولہ
اور اوسی سے

اَحِنُّ شَوقاً اِلیٰ دِیارٍ رَقِیتُ فِیہا جَمالَ سَلمیٰ
مین جہ کرتا ہون شوق سے ایسے شہر کیطرف جسمین ملا مجکو جمال سلمیٰ کا

کہ میرساند ازین نواحی نوید وصلی بجانب ما
اسلیے کہ پہونچاتا ہو اسطرف سے ایک خوشخبری ملاقات کی ہماری طرف

جمال رُویَت قبلۂ جان حریم کویت کعبۂ دل
جمال تیرے منھ کا جان کا قبلہ حرم تیری گلی کی کعبہ دل کا ہے

فَاِن سَجَدنا اِلَیکَ نَسجُد وَاِن سَعَینا اِلَیکَ نَسعیٰ
پھر جو ہم تیری طرف سجدہ کرین سجدہ کرین اور جو دوڑین ہم تیری طرف دوڑین ہم

بناز گفتی فلان کجائی چہ بود حالت درین جدائی
ناز سے کہا تو نے ای فلانے کہان ہے تو کیا تھا تیرا حال اس جدائی مین

مَرِضتُ شَوقاً وَمِتُّ ہَجراً فَکَیفَ اَشکُو اِلَیکَ شَکواً
بیمار رہو مین شوق سے اور مرا مین جدائی مین پس کیونکر رونین تیری طرف گلہ

ولہ
اور اوسی سے

ہر چہ اسباب جمالست رخ خوب ترا
جو کچھ اسباب جمال کا تیری خوبصورت چہرے کو ہے

ہمہ بر وجہ کمال ست کما لایخفیٰ
کمال کے سبب سے ہے جو پوشیدہ نہین ہے

ولہ
اور اوسی سے

گاہ در دل سازو گہ در دیدہ جا
کبھی دل مین اور کبھی دیدے مین جگہ کر

ہر دو جائے تست یا بدر الدجیٰ
دونون جگہین تیری ہین اسے روشن چاند

ولہ
اور اوسی سے

از میل ملاہے و مناہے توبہ
خواہش کھیلون اور خلاف شرع سے توبہ

وز نفس مباہی و تباہے توبہ
اور نفس فخر کرنے والی اور بد سے توبہ

در توبہ چو ہست اضافت فعل بخویش
توبہ مین جو اضافت کلم کی ہے اپنی طرف

زین توبہ کہ مے کنم الٰہی توبہ
اس توبہ سے کہ کرتا ہون الٰہا توبہ ہے

کذا در تذکرۂ داغستانی و در لطائف نوشتہ
ایسا ہی تذکرۂ داغستانی اور لطائف مین لکھا ہے

که روزے مولانا در عین وجد شعرے مے خواندند

کہ ایک دن مولانا ممدوح عالم وجد مین ایک شعر پڑھ رہے تھے

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی ہر کہ پیدا میشود از دور پندارم توئی

بسکہ میری زخمی جان اور چشم بیدار مین تو ہے جو شخص دور سے ظاہر ہوتا ہے سمجھتا ہون تو ہے

منکرے بگذشت و گفت کہ اگر خر پیدا شود مولانا فرمود پندارم توئی

ایک منکر نے گذر کیا اور کہا کہ اگر گدھا ظاہر ہو مولانا نے فرمایا مین سمجھون تو ہے

و روزے کسی بمولانا خایہ غلامان فرستادہ بود آن وقت تلمیذے

اور ایک دن کسی شخص نے مولانا کے پاس انگور خایۂ غلامان کی قسم کے بھیجے تھے اُسوقت ایک شاگرد نے

گفت کہ مولانا در باغ ما ریش بابا بسیار خوب می شود فرمود کہ از ریش

کہا کہ مولانا ہمارے باغ مین ریش بابا کی قسم کے انگور خوب ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ تمھارے ریش

بابا ے شما خایۂ غلامان ما بہتر ست و ہر دو قسمے ست از انگور و در فن

بابا سے ہمارے خایۂ غلامان بہتر ہین اور یہ انگور کی دو قسمین ہین اور

معما دخلے تمام داشت باسم علے

معما گوئی کے فن مین بھی کافی داخل رکھتے تھے اور یہ انھین سے علی کے نام پر ہے

چشم بکشا زلف بشکن جان من بہر تسکین دل بریان من

آنکھ کھول زلف توڑ اے جان میری واسطے تسکین دل بریان میری کے

خاتمۂ کتاب ہذا و تاریخ طبع از احقر بالک رام گہر شاگرد شاعر بلیغ خیال فصیح مقال جناب منشی خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی دام کمالاتہم

ادا ہو کس زبان سے شکر حق یہ کسکی طاقت ہے
بشر کیا جان رکھتا ہے ملک کی پست ہمت ہے

مرے محسن جو ہین اک حاجی صاحب صاحب دولت
ہنر کے قدرداں ہین اہل دین ہین اور نکو سیرت

جو وہ اسم گرامی بحر موزون مین نہین آتا
سبب یہ ہے سمایا ہے نگین کو زیب مین کب دریا

بیان کرنے کی اب اس نام کے یاد آئی یہ حکمت — کہ بسم اللہ کر کے لکھ چلون توشیح کی صنعت

مجھے بلوا کی اک دن لطف سے خواہش یہ ظاہر کی — جیسی گر زلیخا کے لکھو اُردو مین تم معنی

مقرر ہوگی وہ مقبول اُردو دان زمانہ ہے — دلون مین ذوق اُردو ہی سب اب دو کارخانہ ہے

یہ سنتے ہی زبان سے میری بھی نکلا بہت اچھا — عنایت آپ کی کہکر اُٹھا کچھ دن مین لکھلایا

قبول خاطر نازک ہوا جب ترجمہ دیکھا — وہ کچھ پایا صلہ مین نے جو اُجرت سے زیادہ تھا

بوقت طبع فکر سال دلمین جب ہوئی پیدا — تردد مین طبیعت تھی کوئی مضمون نہ ہاتھ آیا

ادھر مانع تھی بیعلمی ادھر تعمیل واجب تھی — جو دلمین فکر تھی اُس سے سبکدوشی مناسب تھی

رہا مین غوطہ زن کچھ دیر پھر دریا ہی فکرت مین — کیا کچھ دیر مین نے غور پھر اپنی طبیعت مین

تو دل کہنے لگا فکر عبث سے فائدہ کیا ہے — بھرے ہین کان تحسین سے خدا کا شکر زیبا ہے

سخن کے جوہری جوہر شناسی سے ہین یون گویا — چھپا عقد گہر یا ترجمہ یوسف زلیخا کا

ح د ع و ت ج ک ب

م م ی ق ب ا ر ت

۱۸۹۴ عیسوی

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان بشاشت اقتران نظم دلپذیر وقصۂ بے نظیر یعنی داستان زلیخا برجمال حضرت یوسف نبی خدا مسمّی بہ یوسف زلیخا کہ نطق بیان انسان بمدحتش کوتاہ است وآیہ نحن نقص علیک احسن القصص گواہ نمونہ فکر شمع افروز بزم تحقیق منور افزای مصباح تدقیق مطرح تجلیات آلہی مورد فیض نامتناہی حضرت مولانا **عبد الرحمٰن جامی** قدس سرہ السامی بزبان پاکیزہ کہ وصفش تجربہ وتقریر نمی آید در سنہ ۱۸۹۴ عیسوی حضرت والد ماجد حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب نور اللہ مرقدہ درمطبع خود معروف بہ مطبع احمدی بصرف زر خطیر مترجم ساختہ طبع نمودہ از کثرت شائقین دست بدست فروخت گشتہ دو دفع طبع دیگر بخشید لہذا حسب الایماے برادرم مکرم جناب منشی **محمد عبد القیوم** صاحب تاجر کتب کلکتہ بمطبع قیومی طبع خوب یافت الحال حسب فرمایش اخوی موصوف نسخہ یوسف زلیخا مع ترجمہ مذبور بار اول بمطبع خود الموسوم بہ فخر المطابع واقع لکھنؤ محلہ وکٹوریہ گنج باہتمام تام وتصحیح مالا کلام ابکتر بن محمد فخر الدین بزیور طبع آراستہ

نوٹ چونکہ حق ترجمہ کتاب زلیخا مترجم مذکور داخل رجسٹری گورنمنٹ شدہ است لہذا التماس میدارم کہ کسی قصد طبعش بر وہم نفعش طبع کردہ مستوجب داے زر کثیر نشود بلکہ ہر قدر کہ خواہش گردد از مطبع فخر المطابع طلب کردہ از نفع حلال متمتع شود کمترین محمد فخر الدین مہتمم مطبع فخر المطابع سنہ ۱۹۱۱ع

ضروری التماس ہے عاجز کہ مطبع فخر المطابع مین ہر قسم کی کتابین بکفایت طبع ہو سکتی ہین جسکا معاملہ بذریعہ خط وکتابت طے ہو سکتا ہے اور ہر علم وفن کی کتابون کا ذخیرہ عاجز کے پاس بغرض فروخت موجود ہے جن صاحب کو کتابین مطلوب ہون بذریعہ ویلو پے ایبل طلب فرمائین جملہ خط وکتابت بنام محمد فخر الدین تاجر کتب ومالک فخر المطابع لکھنؤ محلہ وکٹوریا گنج ہونا چاہیے

Bound, 20 Apr. '23